ائمۂ دوازدہ گانہ

(مناقب)

از قلم علامہ سید محمد ہارون زنگی پوری

قال رسول اللہ صلعم یَکُونُ مِنْ بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّهُمْ مِنْ
قُرَیْشٍ ۔ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے بعد
بارہ خلیفہ یعنی بارہ امام ہونگے کہ وہ سب کے سب قریش سے ہونگے ۔ مومنین جس دلیل سے
نبی کا بھیجنا خدا پر واجب ہے ایسے ہی امام کا تعین بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ افراد بنی آدم
و طوائف امم مدنی الطبع یعنی مختلف طبیعت ہیں اور ان میں تنازع و تکاسد لازم ہے اسی واسطے خدا کو
نبی کا بھیجنا لازم ہوا کہ بندگان خدا کو طریقہ رضیہ حسن معاش و معاد و موافق حکم الٰہی کے حسب
شریعت کتبی میں تعلیم کرے اور ظلم و شناعت و تعدی و تباہی کو زواجر و اوامر و از روی حضرت بادشاہ حقیقی
جل جلالہ سے باز رکھے کیونکہ وجود نبی باعث نفع بندگان ضعیف کا ہے اور ترک ارسال نبی

تکاہل و تساہل ہر عباد ہو کہ جو اُن کی ہدایت کا باعث ہی اور بوجہ اسکی کہ ترک ہدایت قبیح ہے

اور قبیح خدا پر جایز نہیں ارسال نبی معصوم واجب ہوا کہ عباد کو آئین بعثت و قاعدہ احکام

شریعت پہنچاوے (وجہ شرط معصوم یہ ہی کہ اگر معصوم نہوگا تو دوسرا اوسکو تنبیہ تعلیم کریگا

اور اگر وہ بھی معصوم نہوا تو تیسرا اسی طور سے تسلسل لازم آویگا کہ جو محال ہی)

اسیطور سے نظر بہ مصالح مذکورہ وجود ذی جود ایک امام معصوم خواہ وہ ظاہر و مشہور ہو

یا غایب و مستور جانب خدا سے کہ وہ معصوم غیر معصوم کا فرق کر سکتا ہی ضروری ہی تا کہ

مثل نبی امر عصمت و نیز دیگر صفات میں تمامی عمر سب پر ممتاز رہکر بمعجزات ظاہرہ

و آیات باہرہ سے اظہار حقیت من عند اللہ کری اور قاعدہ سنت و آئین ملت

و احکام شریعت کو بعد نبی کے مختل و معطل نہونے دی اور اگر ایسا نہوتا تو وما ینطق عن الہوی

ان ہو الا وحی یوحی نے باشارہ یا ایہا الرسول بلغ لفظ خلافت بہ حدیث من کنت مولاہ

نفید اصل بودہ نفرماتے اور اگر بعثت اس امر کی پابند رہتی تو ہرگز ظلم و فساد و بدعت و عناد

زینت فزا سینہ ہای بیہوشی نہوتی تاکید بیان اس امر میں کہ کوئی زمانہ نور خدا سے خالی نہیں رہتا

وجہ

• جناب ابو النجار نے قطب الدین انصاری سے کہ علمای اہلسنت سے ہیں روایت کی ہے
کہ جب بعد وفات سرور کائنات باب نبوت مسدود ہوا اور وحی زمین سے منقطع
ہو گئی تو زمین نے خداوند عز و جل سے فریاد کی کہ خداوندا اب میں بغیر تیرے نور نبوت کے
مجھکو طاقت و صبر فراق نہیں ہے خداوند عالم نے زمین سے وحی فرمائی کہ اس زمین پر
اگرچہ پیغمبر کوئی نبی نہیں ہے مگر ایسی جماعت پیدا ہوئی ہے کہ انکی قلوب مثل قلوب انبیا ہیں
اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ زمین کہتی ہے یا مَن قَبْلِي وَعَلَيَّ يَمْشِي عَلَى
مخلوق خدا
ظَهْرِي کو قائم رکھا مثل ہی کہ علی پیغمبر جیسے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ زمین حجت خدا
سے خالی نہیں رہتی اور وہ حجت خدا بارہ ہیں جنکی نسبت رسولخدا نے فرمایا ہے يَكُونُ
مِنْ بَعْدِي اِثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ کہ میرے بعد بارہ خلیفہ
ہونگے کہ وہ سب قریش سے ہونگے

گو اکثر لوگوں نے مذاہب اربعہ و خلفای اربعہ کی حقیقت پر عدد چار کو مستحسن سمجھا ہے اور دلیل میں یہ
کہا ہے کہ عمر انسان کے چار حصہ ہیں طفولیت اور شباب اور کہولت اور شیخوخت
یا یہ کہ فصلیں چار عالم چار ہیں اور تائید میں قول معلم اول ارسطاطالیس کو

کہ انسان عمر کی مطابقت عالم رجب پر کیا ہی   دلیل لکھی ہیں   مگر میں عرض کرتا ہوں

کہ بارہ کا عدد حسب شمار ہمارے ائمہ معصومین کا ہوتا ہی سب سے زیادہ متحقق اور اصل رقم میں ہی

کیونکہ اول زوج اعداد سے دو ہی اور اول فرد ایک ہے بعد از عدد بارہ میں اول زوج اور اول

فرد دونوں کے دونو موجود ہیں   اب باقی رہا یہ امر کہ ہمارے ائمہ معصومین کیوں بارہ ہیں

اسکی دلیل صنیہ طرق سے عرض کرتا ہوں   اول یہ ہی   مدار و اصل اسلام کا شہادتین ہی

شہادت وحدانیت و شہادت رسالت پیغمبری   اور ہر ایک ان دو اصول و شہادت سے

بارہ حرفوں سے مرکب ہی   اور چونکہ امام حافظ ان دو اصول کا ہوتا ہے بنا بر اسکے لازم ہوا کہ

ہم عدد اصلین انکا بھی شمار ہو تا کہ اصل ثانی یعنی شہادت رسول میں شریک ہوں ۔ کیونکہ

دین انکا تا قیام قیامت ثابت رہے   دوسرے معلوم ہی کہ کرہ زمین شمس طلوع و زوال میں

اور اسکا حفظ از کل ادوار و دہر و قبر   اس وجہ سے اپنی پیغمبر کے ساتھ شریک ہوئی

اور نیز اعداد کلمات   لا الہ الا اللہ   محمد رسول اللہ   کے بارہ بارہ ہیں بنا بر اسکے اشارہ

حق ہی کہ ذوات ائمہ اثنا عشر صلوات اللہ علیہم اجمعین کا تکمیل ایمان میں دخل تمام رکھتا ہی

چنانچہ شاعر نے فرمایا ہے

رباعی

حب دگری گر ہمہ دینی و دنیوی است   بر آل نبی گزیدن از بی بصری است

توحید خدا دوازدہ حرف بود   یعنی ایمان نصیب اثنا عشری است

دوسری یہ کہ عدد نقباء و انصار بنی اسرائیل کے جنکی وسیلے سے عصاے حضرت موسیٰ سے بحکم خدا بارہ چشمے

ظاہر ہوئے یا عدد حواریین حضرت عیسیٰ بارہ ہیں پس لازم ہوا کہ عدد اون حضرات کا کہ اسی امت کے امام ہیں [کہ نقل عدد حروف حواریان بھی]

نقباء امت محمدی کے بھی بارہ ہوں چنانچہ ہیں (اور انشاء بھی یہی ہوئی) القصہ یہی ہے کہ گروہ نجیبت

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی بارہ نقیب تھی

تیسری یہ کہ جیسا کہ نور آفتاب و ماہتاب سے تمام خلق کو مسالک و مضایق میں نفع ہوتا ہے

اور مقامات نور کہ جو دیکھ بصارت کے بارہ برج ہیں پس لازم ہوا نور ولایت کہ جس سے خلق کو [کہ تقسیم ماہہا سال بھی بارہ ہوتے ہیں اور شب و روز کی بھی تقسیم بارہ ہے]

خدا کی معرفت راہ معلوم ہوتی ہے بارہ ہوں اور اس سے تقاضا ہے ایک نکتہ ظاہر ہوتا ہے

اور وہ یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے حَامِلُ الْاَرْضِ الْحُوتُ کہ حامل زمین حوت ہے

اور جبکہ حوت آخر برج ہے پس اس حدیث سے یہ ثابت ہوگا کہ حامل اثقال زمین اور مصالح ایمان

اہل زمین تا قیامت نہیت آخر برج امامت ہیں کہ جن کا نام نامی و اسم گرامی

جناب امام مہدی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

چوتھی دلیل یہ ہے کہ محققین علمائے نسب کا قول یہ ہے کہ جو شخص اولاد نضر بن کنانہ سے

ہے وہ قریشی ہے یعنی جس شخص کیواسطے صفت قریشی ثابت ہوئی اور اوس سے متجاوز

نہیں ہوئی مالک بن نضر تک ہیں اور اون سے جناب رسولخدا تک منحصر ہوئی اگرچہ

اگرچہ نسبت قریش کو صفت ہی کی بدولت ہوئی ہے ہاں اور اسی عصر میں یہ مقتضائے

حدیث الائمۃ من قریش قریشی ہیں بنوا جناب رسولخدا کو یہ نسبت

دو دائرہ متقابلہ قریشیہ و امامت مرکز سمجھنا چاہئے اور انہیں ایک مرکز سے

دو دائرہ ایک اوپر کو کہ جس کا انتہا ہیں مالک بن نضر واقع ہوا ہے سمجھنا چاہئے

اور دوسرا دائرہ تحت کو کہ آخر میں جناب مہدی آخر الزمان ہیں کہ جن کا منتہی ہے

مرکز یعنی محمد کا سے مالک تک

دو دائرے اور ضلع دائرہ اولی صاعدہ کے بارہ حصہ ہیں اسطور سے کہ محمد بن عبد اللہ

بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب

بحکم آنکہ از خط نازل فقط ... مراد ہے

بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک ۔ پس لازم ہوا کہ دایرۂ نامیہ
رابطہ مرکز محمدی سے بھی بارہ حصہ ہون کیونکہ محال ہے کہ دو دایرہ ایک مرکز
سے محیط تک نکلین اور دونون متفاوت ہون لہذا دایرہ امامت کے بھی بارہ
حصہ ہوئے یہانتک کہ آخر خط متنازل مرکز رسالت محمدی کے امام دوازدہم صاحب العصر علیہ السلام
ہین ۔ المختصر بہت سی لطائف و نکات اس عدد بارہ مین ہین کہ جنکا بیان
طوالت سی خالی نہین بنظر ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ بطور نمونہ کسیقدر بیان کیا جاتا ہی کہ اکثر اشیاے آفاقیہ
انفس و آفاق مین اسی عدد پر واقع ہوئی ہین چنانچہ اسماء حسنی خداوند ذو الجلال ایسے عدد پر ہین جسکا
شمار تین کے نسبت عرض ہوا اسطور سے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اور اَلرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمُ اور الحمید الحمید اور الرَّؤُفُ الرَّحِیْمُ اور اَلْحَنَّانُ اَلْمَنَّانُ
اور اَلْخَالِقُ اَلْبَارِیْ اور اَلْوَاحِدُ اَلْکَبِیْرُ اور اَلْوَاحِدُ اَلْقَہَّارُ
اَلظَّاہِرُ اَلْبَاطِنُ اور اَلتَّوَّابُ اَلْوَہَّابُ اور اَلْفَتَّاحُ الرَّزَّاقُ اور
اَلْمُحْسِنُ اَلْمُجْمِلُ اور اَلْمُنْعِمُ اَلْمُفْضِلُ اور اَلْبَاعِثُ اَلْوَارِثُ

اور دَیَّانُ یَوْمِ الدِّیْنِ اسیطرح سے اکثر انبیای کرام کے قدر شمار

جب کہ مع لقب شمار کی جاوین بارہ ہوتے ہین جیسے آدم صفیۃ اللہ اور نوح خالقۃ اللہ

اسحق نبی اللہ یوسف بن یعقوب داود نبی اللہ موسی کلیم اللہ عیسے مسیح اللہ

(یا یہ کہ بعض ترکیبات اضافی کی جاوین مثل ابراہیم خلیل اسمعیل و یحیی یعقوب اسرائیل

اسباط یعقوب سلیمان پیغمبر موسی ابن عمران اوصیاء الموسی تو بارہ حروف ہوتے ہین)

اسیطرح سے ہمارے جناب رسولخدا کے اسم گرامی و القاب نامی تو آپکے اہلبیت طاہرین علیہم الصلوۃ والسلام

کے با اضافہ بعض صفات مختصہ حضرات بارہ حروف ہوتے ہین جس سے حقیقت بارہ کی موکد ہو

ثابت ہے چنانچہ محمد رسول اللہ محمد حبیب اللہ البشیر النذیر السراج المنیر

اور امیر المومنین اور علی بن ابیطالب اور العلی اسد اللہ اور العروۃ الوثقی و

خاتم الوصیین و علی یعسوب الحق و علی شحنۃ النجف و فاطمۃ الزہرا

و فاطمہ بنت محمد اسیطرح سے الحسن المجتبی الحسین الشہید الحسن و الحسین

و علی ابن الحسین اور الامام الباقر اور الامام الصادق اور الامام الکاظم اور العلی ابن موسی

اور محمد ابن علی علی ابن الجواد الحسن العسکری القائم المہدی الصاحب الزمان

و خلیفۃ الرحمان ان سب کے بارہ حروف ہیں ان کی علاوہ حروف محبہم محب اللہ

محبہم فی الجنۃ عدوہم عدو اللہ عدوہم فی النار اسی طور سے منقول ہوا ان ائمہ

شفعاء العبادۃ شہیدان راہ دین کے بھی بارہ حروف ہیں تزکیہ بیعت و تطہیر بیعت

و شہادت کا خاتمہ ان حضرت کی ذات اقدس پر ہو گیا ۔

اور عجیبہ میں سے یہ ہے کہ بعد جناب رسول خدا رسالت کا خاتمہ ہو چکا اور وصایت و

امامت باقی رہی کہ یہ لوگ حامل سر محمدی ہوئے لہذا لا نبی بعد محمد کے بھی حروف بارہ

اور حاملان سر محمد کے بھی بارہ حروف ہیں

حق تو یہ ہے کہ افضل ما شہدت بہ الشہداء بزرگی اور بات تو وہ ہی جسکو ہوت

یعنی عدد بھی ان کا ہیں حقیقت اس کی کہ اسی طرح سے بارہ میں منحصر ہیں اور یہ عدد ساعات

کی تشریح ہے اور جو نسبت انکو جناب رسول خدا سے علاوہ دیگر اور حاصل ہے انہیں عدد بارہ کے

بوجہ حسن حاصل ہے حسب روایت زرارہ و دیگر حدیث نزد ایک ثقہ کے تشدید سے سید محمد دیدار

صوفی مذہب کے تقریر کا مفہوم جو کہ جواب میں سوال ایک مرید کے کہا ہے عرض کرتا ہوں

اور وہ یہ ہے کہ موافق قاعدہ ارباب قانون یعنی منطق ہر ایک چیز کے دلالت تین قسم

سے باہر نہیں ہوتی سب سے عمدہ دلیل مطابقی ہے پھر تضمنی پھر التزامی اور قاعدہ مقرر

ہے کہ اگر ان تین قسموں میں ایک صورت سے بھی دلیل پائی جاوے تو مدعا ثابت ہے

جیسا کہ واقف فن پر روشن ہے مگر الحمد للہ کہ ہمارے ائمہ معصومین کو جو نسبت رسولخدا

سے حاصل تھی وہ تینوں قسم کی دلیل سے مستحکم ہے اب میں ہر ایک دلیل کا بیان علیحدہ

علیحدہ طور سے عرض کرتا ہوں نسبت دلیل مطابقی یہ نسبت جناب رسولخدا و ائمہ معصومین

یہ ہے کہ جس طور سے جناب رسولخدا تبلیغ احکام خدا و بیان وحی پر مامور تھے کہ آپ کے

سوا دوسرا اس کام کو انجام نہیں دے سکتا تھا اسی طور سے ہمارے ائمہ معصومین بھی تبلیغ احکام

و بیان وحی کے لیے مخصوص تھے اور صحابہ رسول کے لیے یہ رتبہ نہیں ملا اور اگر رہا ہوتا

ملا بھی تو بحکم خدا واپس لیا گیا جیسا کہ حسب تصریح آیت علمائے مخالف و نیز بسند محمد دیدار

صوفی مذہب جب سورہ برائت کو ابوبکر لیے چلے کہ اہل مکہ کو سنادیں

اور حضرت جبرئیل امین بحکم رب العالمین نازل ہوئے اور حکم خدا بیان کیا کہ ای رحمت خدا
جناب باری عز اسمہ بعد تحفہ سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ بیان وحی یا تو تمہارا خاص کام ہے
یا جو شخص کہ تم میں سے ہو دوسرے کو یہ منصب حاصل نہیں یہ پیغام بارے سنکر جناب رسولخدا
نے جناب علی ابن ابیطالب کو فوراً عقب سے روانہ کیا تاکہ ابوبکر سے اون آیتوں اور فرد
کو لیکر اہل مکہ کو سنا دیں پس اس سے معلوم ہوا کہ بجز جناب علی یا انکی اولاد کے اور کسی کو استحقاق
بیان وحی و تبلیغ احکام کا ثابت نہیں اور چونکہ بقیہ ائمہ بموجب آیات کے اولاد سے ہیں تو یہ معنی بھی
سے بذریعہ وراثت اپنی آبا کے کامل واکمل ہیں پس انکے لئے بھی یہ حکم ثابت ہوگا اور لازم
ہے ~~وصل مطابق تمام ہوگی~~ اور چونکہ جناب رسولخدا حامل سر خدا تھے کہ جسکی وجہ سے آپ افضل کائنات و سر محمود
ہے اسیطور سے خدا نے حضرات ائمہ معصومین کو برگزیدہ و منتخب فرمایا کہ حاملان سر محمدی ہوں
اور چونکہ عدد فرد حاملان سر محمدی بھی بارہ ہیں تو محمد نے بارہ ائمہ برگزیدہ فرمائے لہذا
وصل مطابق تمام ہوئی
اور نسبت تفصیلی ان حضرات کی بہ نسبت جناب رسولخدا یہ ہے کہ یہ حضرات بروج فلک نبوت ہیں

ہیں یہی بر نسبت بروج کو فلک الافلاک سے جیسے کہ درست شرع میں عرش کی ہستی میں

حمل و حمل نسبت آنحضرت جناب رسولخدا سے حمل یعنی فلک الافلاک بر حسب تقسیم حکما بارہ بروج

دائرہ منطقۃ البروج پر ہیں کہ وہ حمل و ثور و جوزا سرطان اسد سنبلہ

میزان عقرب قوس جدی دلو حوت ہیں اسیطور سے جناب رسولخدا کے لئے

عرش نبوت ہیں اور نیز یہ بارہ بروج آیات کہ باطن نبوت ہیں یہی تجلیات ہیں

یہاں وسیلہ تفصیل صادق آئی —

اور نسبت وسیلہ التنزلی بہ نسبت رسولخدا وراثت حقیقی بہ نسبت خلافت الٰہی حاصل تھی

حیطور سے کہ جناب رسولخدا تبلیغ احکام میں رسل سے مخصوص تھے اوسی تبلیغ احکام میں رسل یہ حضرات

مخصوص ہیں کیونکہ یہ بزرگ اثر تجلی اور نور نبوی پائے ہوئے تھے اور صحبت نبویہ سے معدن علوم کے

ہیں — اگرچہ دیگر صحابہ بھی بوسیلہ صحبت نبوی پائے ہوئے سے نصیب تجلی ہوئے تھے ہیں لیکن جو ان کو

ان حضرات کا حاصل وہ غیر کا حق نہیں جیسا کہ حسب تحقیقات صوفیہ تمام سلسلہ صفات

سانی و تر تک اسوجہ سے منتہی ہوئے ہیں اور سرچشمے ہیں کہ آپ جامع جمیع صفات و احوال

چنانچہ حسب نقل سید محمد دیدار صوفی ملتانی خود خلیفہ ثانی حضرت عمر کہتے ہیں کہ اصحاب
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں اٹھارہ سابقے (یعنی اٹھارہ درجہ علم کے) ہیں تیرہ
ان میں سے مخصوص ہیں جناب علی ابن ابیطالب سے اسطرح کہ دوسرا کوئی ان میں فضل نہیں بقیہ پانچ سابقے
سب اصحاب میں ہیں کہ انمیں بھی جناب علی ابن ابیطالب شریک ہیں پھر ابن عباس کہ جو استاد
تمام صحابہ میں ہیں اور انکا فضل و کمال سب پر روشن ہے کہتے ہیں کہ جناب علی کے نو حصہ
علم تھے جسکو جناب رسولخدا نے تعلیم فرمایا تھا اور چونکہ علم نبی علم خدا ہے پس سارا علم علی عہ میں علم نبی
و خدا تھا پھر ابن عباس کہتے ہیں کہ میرا علم علم جناب علی علیہ السلام سے ہے اور نسبت میرے علم کی
یا علم اصحاب کا بہ نسبت علم علی عہ مثل قطرہ و دریا ہے پیغمبر نے علم کے چھ حصے کئے پانچ حصے
مخصوص جناب علی عہ کو دیگئے اور ایک حصہ تمام لوگوں کو دیا جسمیں علی بھی شریک ہیں یعنی یہ وجہ
کہ وہ سب سے اعلم ہیں اور آنحضرت کے نزدیک سے تعریف کرتے کئی بیان فرماتے ہیں امام محمد بن حنبل کہتے ہیں
کہ اگر علی عہ پیدا نہ ہوتے اور کوئی فضیلت نہ ہوتی تو آیہ مباہلہ میں لفظ انفسنا و انفسکم کافی تھا
اور یہ دلیل جامعیت کی ہے جامعیت اور اعظم ہونا اور یہی صفات اکمل و اعلیٰ ہیں

اور وصل محرم اسرار اند چون واندوش محرم اسرار اند بحکم حدیث یکون اثنا عشر خلیفة من بعدی کلہم من قریش میں ثابت ہے جیسا کہ
میں مراد ان سے کفر کنند در شفقت مزاج دین
کہ ہر ایک ان بارہ میں سے حاملان اسرار ہے بہ روح آسمان ولایت مطلقہ کہ باطن نبوت مطلقہ

ہے ہیں اور یہی اپنے زمانہ میں مرکز اور مرجع فیض ایجاد زمان اور محل نظر خاص

ملک اور ملکوت ہیں اور یہ حضرات حاملان سر محمد نسل جناب رسولخدا کا حالی تمام جہان

ہیں یعنی اہل امامت تابع نبوت جناب رسولخدا ہیں کہ جس مقام پر جناب رسولخدا کو واجع شجر وجود

وصول ہوئے رسول ہیں اور بطور ان حضرات نے بھی جمیع عالم بشری میں دعوت فرمائی

اور جس نے قبول کیا اور جس نے انکار کیا وہ معلوم ہو جیسا کہ حضرات ائمہ معصومین سے وارد ہوئے

کہ فاختہ و عصفور ہمارے دوست ہیں

(یہ ہے نقل کلام سید محمد ... از ترجمہ)

قال اللہ تبارک و تعالے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا پارہ ۲۲ سورہ احزاب

خداوند عالم فرماتا ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم اہلبیت سے رجس و خباثت کو برطرف کرے اور تمہارے دامن عصمت کو گرد و غبار عصیان سے پاک و پاکیزہ فرماوے

حضرات لفظ اہلبیت جو اس آیت میں مذکور ہے اور جن کے متعلق خدا رجس و گناہ کو برطرف کرنا چاہتا ہے وہ مبہم ہے۔ جیسا کہ سیوطی نے کتاب اتقان میں منجملہ مبہمات قرآن اسکو بھی شریک کیا ہے اسی وجہ سے ہر ایک نے اپنی اپنی رائے سے مصداق اہلبیت کو علحدہ قرار دیا گو وہی سیوطی از راہ انصاف کہتے ہیں کہ مبہمات کی تفسیر اپنی رائے سے

نبی صلعم بذریعہ سعد بن مالک کے اپنی مسجد سے ... رسول نے خمسہ کو کبھا لیا تھا مگر چونکہ قاعدہ تھا
کہ فضیلت و شرافت میں تو سب شامل ہو جاتی ہیں لہذا سب اپنی اپنی تعلق اونکی بزرگیت
میں شامل میں تھے کسی نے ازواج رسول پر شبہ کیا کیونکہ بسبب اونکی تزویج
حجر و خشت کا نام تھا اور وہ میں نے بنا رکھی ہیں اور وہ ہمیں بڑی وجہ و سند فرمائی مگر نے رسول
ہوا کسی نے جب دیکھا کہ یہ صفت خمسہ کے ساتھ میں قرار پائی گئی تھی تو اوسمیں چند شبہات
پیدا فرمائے تا کہ مصداق طہارت میں شامل ہو جاویں کسی نے یہ خیال کیا کہ سلمان منا اہل البیت
بھی وارد ہے پھر تحقیق کیا ہے مگر بہ نسبت حق یہ ہے کہ آفتاب پر جاں نثار نہیں ہو سکتے
جبکہ شامین اس آیہ کا نزول ہوا وہ مثل آفتاب نصف النہار ظاہر و تجلی رکھتے ہیں اور یہ مقتضات
الحق مع علی و علی مع الحق خود اونہیں کے حضرت نے فرما دیا کہ یہ اہلبیت و حق خمسہ کیا
وہ پنجتن ہیں جو خویشان و فرزندان رسول ہیں اور یہی حضرات شان نزول آیت ہیں چنانچہ
احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں واثلہ بن اسقع سے روایت کی ہے کہ میں حضرت امیر کے
ڈھونڈنے میں اونکی دولت سرا پر گیا قالت فاطمۃ ذهب الى رسول اللہ
جناب فاطمہ نے فرمایا خدمت رسول میں گئے ہیں تھوڑی دیر کے بعد دونوں صاحب

تشریف

ہمرہ لگے اور جناب سیدہ بھی نزدیک آئیں جناب رسولخدا نے حضرت امیر کو اپنی طرف بٹھایا

اور جناب سیدہ کو جانب چپ صاحبزادوں امام حسن و امام حسین کو سامنے بٹھلایا ثُمَّ الْتَفَعَ

عَلَيْهِمْ بِثَوْبِهٖ یعنی اپنی عبا مبارک ان سب پر اوڑھا دیا اور آیۂ تطہیر کی تلاوت کی

اور کہا اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَحَقُّ خداوندا یہ سب میرے اہلبیت ہیں

یہ سب سزاوار ہیں اول تو ناظرین و ارباب بصیرت اس حدیث سے عموماً اور لفظ احق

زیادہ سے خصوصاً سمجھ گئے ہونگے کہ (اس پردہ کے اٹھاؤ میں) کسقدر صلابت شان اہلبیت

منظور ہے یعنی احق بالعصمة و کل تطہیر جیسا کہ تنکیر ھدی للمتقین میں ارباب

بلاغت نے تصریح کی ہے کہ یہ تفخیم اور تعظیم کے لئے ہے

دوسری دلیل اہلبیت کے خمسۂ نجبا میں منحصر ہونیکی وہ ہے جو ازواج رسول [illegible]

سے منقول ہے چنانچہ مواہب لدنیہ و درمنثور میں جناب ام سلمہ سے روایت ہے

کہ رسولخدا انکے گھر میں تھے کہ جناب فاطمہ ایک دیگچی کہ جسمیں حریرہ تھا لئے ہوئے آئیں

حضرت نے فرمایا اپنے شوہر اور فرزندونکو بھی بلاؤ جب علی و حسن و حسین آئے تو وہ سب

اوسی حریرہ سے اوس صفہ پر جو خوابگاہ تھا کھانے لگے جناب ام سلمہ فرماتی ہیں

اور ہر ہر اسی آیہ کی تلاوت کرتے اور فرماتے   الصلوٰۃ الصلوٰۃ   سبحان اللہ کیا رتبہ جلیلہ ہے

کہ حضرت ہر روز آتے نو دن   دروازہ حضرت امیر پر تشریف لاکر بلفظ اہلبیت سلام کرتیں

اور یہ اہتمام اس غرض سے تھا کہ لوگ واقف ہو جاویں کہ خدا نے جنکی صفت فرمائی ہے

وہ یہ ہیں اور کوئی انہیں شامل نہیں   گو بعض روایات میں کم لفظ یعنی جدہ و حامیہ ہیں

روز بھی ہے   مگر یہ اصل روایت کو منافی نہیں   رہ وہی جب تک اور نے اتکا بندہ معلوم

سوا یہ پنجتن خمسہ نجبا اور کوئی شریک نہیں   کیا خوب صاحب فصول مہمہ کہتے ہیں

إِنَّ النَّبِيَّ مُحَمَّداً وَوَصِيَّهُ   وَابْنَيْهِ وَابْنَتَهُ الْبَتُولَ الطَّاهِرَةَ

بتحقیق محمد مصطفے اور انکے وصی علی مرتضے اور   اور دونوں فرزند انکے   اور جناب سیدہ

أَهْلُ الْعَبَاءِ فَإِنَّنِي بِوِلَائِهِمْ   أَرْجُو السَّلَامَةَ وَالنَّجَاةَ فِي الْآخِرَةِ

اہل عبا ہیں میں انکی محبت سے   امید سلامتی اور   نجات آخرت کی رکھتا ہوں

حضرت   چونکہ اس آیہ شریفہ میں خداوند عالم نے مدح اہلبیت طاہرین فرمائی اور

اذہاب جمیع گناہ سے پاکی تو حضرت نے چند شبہات پیدا فرمائے تاکہ   ادراج و ازالہ احتمال کا

ابطال الاستدلال کا ہے   فضیلت پوری طور پر ثابت ہو سکی   اعتراض اول یہ ہے

کہ پاکی گناہ سے ہمنے فرض کیا کہ ہو   مگر محل گناہ کی پاکی کسطرح سے ثابت ہے کہ ممکن ہے

کہ بعض گناہ منظور خاطر ہوں   اور جب بعض ہیں تو کوئی فضیلت نہیں بعض گناہ تو سب کے

اول یہ ہے   جواب چند وجوہ سے دیا گیا ہے   یہ ثابت ہوا کہ یہاں

کہ خدا نے اس آیۂ شریفہ میں لفظ انما فرمایا ہے جو بتصریح اہل عربیت دلالت حصر پر
کرتا ہے جیسا کہ صاحب مغنی نے لکھا ہے (علاوہ اس آیہ کے اور بھی آیات میں جیسے
اِنَّمَا اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَۃٍ یا اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ یا
اِنَّمَا یُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یعنی مَا اَعِظُکُمْ اِلَّا بِوَاحِدَۃٍ) یعنی سلب ہے
کہ دفع ناپاکی وحصول طہارت منحصر اس گروہ میں ہے غیر اس میں نہیں اور یہ کہ لفظ رجس پر
الف ولام داخل فرمایا کہ جو استغراق کا ہے یا جنس کا اور دونوں میں تمام افراد مراد ہیں
پس معلوم ہوا کہ خدا نے تمام رجس کو دفع فرمایا اور انکو معصوم قرار دیا جیسا کہ خود جناب
آنحضرت نے ذیل آیہ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ میں تصریح کی ہے اَلَّا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ
مَنْ سِوَاہُمْ وَہُمُ الْمُطَہَّرُوْنَ مِنْ جَمِیْعِ الْاَدْنَاسِ الذُّنُوْبِ وَغَیْرِہَا یعنی مطہرون
وہ لوگ ہیں جو تمام گناہوں سے پاک ہوں پس جیسا وہاں استغراق مراد ہے ویسا ہی
اس آیہ میں بھی ہے کیونکہ کوئی فرق نہیں   جواب دوم یہ کہ لفظ انما سے ... والام رجس
یہاں معنی دفع گناہ وحصول طہارت اور منحصر ہونا اس صفت کا مراد ہے خاص لوگوں میں نہیں خاصان خدا میں ہے

[illegible]

ورنہ کلام درجۂ مدح سے گر جاویگا اور فرق اہلبیت و ذریہ و محسن سے ہوگا اور سب مدح صادق نہ ہوگی

اسی غرض سے فرمایا ہے کہ اوس حکیم کو علم تھا کہ منافقین فرط عصبیت سے اہلبیت

کو غیر معصوم ہی قرار دینگے اسکی کمال تاکید و مبالغت سے ارشاد ہوا انما یرید اللہ

تاکہ تقدیس و تطہیر اونکی عموما سمجھی جاوے

دوسری دلیل یہ ہے کہ جناب رسولخدا کا بعد نزول آیت کے دعا فرمانا اللہم فاذہب عنہم الرجس

دلیل ہے کہ آپنے بعض معاصی نہیں لئے اور آپ کی دعا بلا شبہ مقبول ہوئی کہ انکو بعد اسکے تطہیر کامل ہوئی

پس ماحصل یہ نکلتا ہے کہ مراد بعض ذنوب نہیں

تیسرے حضرت رسولخدا نے دعوی طہارت فرمایا ہے فانا و اہل بیتی مطہرون

من الذنوب یعنی ہم اور اہلبیت ہمارے گناہ سے پاک ہیں تفتازانی شرح تلخیص

مسمی بمختصر میں تصریح کرتے ہیں کہ جب صیغہ جمع پر الف و لام دیگا تو فائدہ عموم کا دیگا

جب یہ بیان لفظ ذنوب پر ہے بخوبی معلوم ہوا کہ تمام گناہ سے پاک ہیں

چوتھی ثعلبی نے تفسیر عرائس میں لکھا ہے سُبّاق ہٰذہ الآیۃ یوم

القیامۃ اربعۃ لا یحصون اللہ طرفۃ عین علی بن ابیطالب و فاطمہ والحسن والحسین

[illegible]

سیاق اس آیت کے روز قیامت چار ہیں کہ جنھوں نے چشم زدن میں بھی گناہ نہیں کیا اور وہ علی و فاطمہ

و حسن و حسین ہیں دیکھی کس وضوح سے ثعلبی نے تصریح کر دی کہ اہلبیت اطہار صلوات

اللہ علیہم بالعشی و الابکار وسلامہ ما تسلسل اللیل و النہار و رضوانہ ما تحرکت

الافلاک الدوار مرتکب عصیان نہیں ہوئے

دوسرا شبہہ یہ پیدا کیا گیا

کہ اچھا اس آیت سے یہی ثابت ہوا کہ خدا نے اونکو پاک کر دیا مگر تم تو امر عصمت میں سن ہمیشہ

الی الابد معصوم کہتے ہو اور پاک کرنا جبھی ہوگا جب پہلے گناہ کیا ہو تو معلوم ہوا کہ پہلے

گنہگار تھے اور اب معصوم ہوئے لہذا معلوم ہے کہ تب تو معصوم نہ ہوئے

جواب یہ ہے کہ آپکے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ مفعول یعنی گناہ قبل سے پایا جانا ضرور ہے

پایا گیا اور یہ بحث نحوی ہے لہذا آپ کو پہلے علم نحو کی سیر چاہیے علم نحو

کی سیر سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ مفعول کیلئے ضروری نہیں کہ وجود اوسکا قبل فعل ہو

بلکہ تحقق فعل کا اوسکے ساتھ کافی ہے بحیث لا یتعقل الا بہ

یہاں اذہاب کا تعلق رجس کے ساتھ ہے یعنی گناہ کے جانے کے ساتھ گناہ کا وجود پایا گیا

نہ یہ کہ قبل سے ہو یعنی مطلب یہ ہے کہ خدا ارادہ کرتا ہے کہ عصمت و طہارت

انہیں باقی رہے ماننا یہ کہ ازالہ رجس بقدر مراد ہو یعنی وہ رجس و ناپاکی جس کے منافقین ہیں
اہلبیت میں ثابت رہے ہیں لہٰذا آنحضرت میں گناہ قبل سے نہ تھا اور جب
معصوم من المہد الی اللحد ہوئے جناب مفسر زمخشری نے کیا عمدہ دلیل فرمائی ہے کہ جناب
حسنین کو اور تربیت بھی تھی پیدا ہوئے اور انہیں وجود رجس کا لاحق تھا بعد ازاں دو مضمون مذکورہ
میں سمجھنا چاہیے السابق ہو یہ مطلب قول جناب ابراہیم ولا تخزنی یوم یبعثون سے ہے
بھی رہا روز قیامت کو اس سے مراد بعضی کہ ہیں علمائے اہل السنت وجود خطری قبل ہے
حضرت جب ہر طور سے دیکھا کہ واقعی فضائل تقوی و عصمت اس آیۃ سے نکلتی ہے
ثابت ہیں تو اب سعہ دینا کہ یہ آیۃ شان میں خاص ازواج کے ہے کیونکہ ما قبل اور
ما بعد میں ذکر ازواج ہے جیسا کہ صاحب کشاف نے لکھا ہے اور فضل بن روزبہان نے ابطال
الحق کتاب میں پیروی کی

جواب اس کا کئی وجوہ سے ہے اول یہ کہ اہل تفاسیر و علمائے مشہور
مثل ثعلبی و احمد بن حنبل وغیرہ جو پہلے صاحب کشاف کے گذرے ہیں روایت کی ہے
کہ سو خمسہ نجبا میں لکھا ہے اور ابن حجر جو سابق مذکور ہوا خود صاحب کشاف کی

[illegible]

تکذیب کرتا ہی اور بات ما قبل و ما بعد سے اسکے خیال میں تھا اور آپ کو خاموشی اختیار کرنا بہتر تھا

کیونکہ خدا قبل اسکی عذاب و ثواب دونوں کا وعدہ حسب عمل ان زنان نبی سے فرما چکا تھا

فرماتا ہے اے زنان نبی جو تم میں سے گناہ کرے اوسپر دوگنا عذاب ہے اسی طرح جو اطاعت

خدا و رسول و اعمال صالح کرے اوسکو دوگنا ثواب ہے پھر اس آیت کو ذکر فرماتا ہے

حضرت آپ فضیلت میں پیش کر رہے ہیں اور وہ یہ ہے یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ

كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ

الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ

وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ

محصل ترجمہ یہ ہے اے ازواج رسول تم مثل اور عورتوں کے نہیں ہو اگر اتقا کرتے ہو تو اپنی

آواز بلند مت کرو تاکہ مرض فی القلب والے اونکو طمع نہو اور قول معروف کہو اور اپنی گھروں میں

بیٹھو اور مثل ایام جاہلیہ زینت ظاہر مت کرو نمازیں پڑھو زکوتیں دو اطاعت خدا

و رسول کرو اب میں نہیں سمجھتا ہوں کہ جن ازواج نبی نے اطاعت خدا کی

راز کو فاش کیا حسب عمل کو گزار دیا وہ وعدہ ثواب میں ہونگی یا وعدہ عذاب میں

[illegible]

اور چونکہ آئندہ ذکر اس مضمون کا انشاءاللہ آویگا لہذا اس مقام پر ترک کیا گیا اور

عرض کرتا ہوں کہ اسکے بعد جو ذکر اہلبیت کا آگیا وہ خالی فائدہ و نکتہ سے

نہیں کیونکہ کلام بلیغ ہے اور پیغمبر کا بھی دستور ہے اور وہ یہ ہے کہ اسمیں

اشارہ فرمایا کہ ازواج کے محل اور ہیں اور اہلبیت کے مدارج اور جدا

این الثریا من الثری این الدر من الحصی ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اور اسکا نام فن بلاغت میں بسبب التفات ہے جیسا کہ قال تغیر اسلوب و خلاف مقتضائے ظاہر ہے اکثر کلام بلیغ کے

فائدہ ہو پس اس تغیر اسلوب میں یہ نکتہ ہے کہ اہل نساء نبی اگرچہ ہمنشینی کے

ساتھ معاشرت کی اور اونکی گھر والیاں ہیں تاہم مرتب اہلبیت طہارت

و طہارت و معاشرت آداب میں نہ ہوئیں اور چونکہ توہم ہوسکتا تھا کہ اہلبیت

سے بھی مثل ازواج کے خطا ہوئی ہو لہذا اونکی بیان طہارت کو یہ آیت صاف بیان

الحمدللہ کہ اگرچہ مرتبین آیات نے نظم قرآن اولٹ پلٹ کر کے خلاف دستور ربانی

مگر نور خدا کب کسیکی چھپانے سے چھپتا ہے

علاوہ اسکی نظم قرآن کی رعایت و مناسبت اور نیز صحیح پڑتے ہیں جب کوئی مطالع نظر

اور بیان ہو اخبار صحیحہ شیعہ سنی میں کہ نزول آیہ خاص عترت نبی ہیں بعض جناب ام سلمہ
کی روایت کے علاوہ خود حضرت عائشہ سے روایت ہے جسکو شان نزول
میں عرض کر چکا اور اوسکو خود زمخشری نے آیہ مباہلہ کے بحث میں جو سورہ
آل عمران میں ہے ذکر کیا اور خود صاحب کی قول کے معارض کو بیان کر دیا وغیرہ صاحب
مشکوۃ نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ بعد نزول آیہ مباہلہ آپنے فرمایا اللھم ھولاء
اھلبیتی نزول اس آیہ کا خواہ روز مباہلہ ہو یا دیگر ایام میں بہر تقدیر مباہلہ کے
کا اور اُنکا ارادہ تطہیر متقارن اوسکی پڑھنا مذہب قول زمخشری ہے

دوسرے آیات ماقبل و مابعد ارادہ تطہیر کیا زمان واحد میں نازل ہوئی ہیں کہ مناسبت اور
موافقت آیات ضروری سمجھی جاوے بلکہ محتمل ہے کہ تدریجی ہوا ہو اور صحابہ نے اپنی رائے
کے موافق مجتمع کر کے جہاں و کہیں آیا لکھدیا ہو کیونکہ ترتیب مصحف کی اہل خلاف کے
نزدیک بھی موافق نزول نہیں ہے۔

تیسرے یہ کہ حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ حصین
بن سبرہ نے پوچھا کہ اہلبیت میں ازواج داخل ہیں یا نہیں قال لا ایم اللہ

إِنَّ الْمَرْأَةَ تَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّهْرِ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا فَتَرْجِعُ

إِلَى أَبِيهَا وَقَوْمِهَا   اونے کہا نہیں قسم خدا مرد عورت کے ساتھ ایک

زمانہ تک رہتی ہے پھر اوسکو طلاق دیتی ہیں تو اپنی باپ وقوم کے پاس چلی جاتی ہے

پس معلوم ہوا کہ اہلبیت میں ازواج داخل نہیں   اور جناب فاطمہ زہرا کے برابر ام المومنین

عائشہ نہیں   عبد الجلیل بلگرامی کی ایک رباعی یاد آگئی

دی اگر گفت عائشہ در فضل   بہتر از بنت سید البشر است

مصرعہ در جواب او گفتم   رشتہ دیگر رگ جگر دگر است

چونکہ خود جناب امیر المومنین نے روز شوری بمقام احتجاج میں سب کے سامنے آیہ

تطہیر کو اہلبیت کے شامل وارد ہونے کا دعوی کیا تھا اور سب نے سکوت کیا تھا

چنانچہ خوارزمی وغیرہ نے عمر بن واثلہ سے روایت کی ہے   قال علی انشدکم

باللہ ہل فیکم احد انزل اللہ فیہ آیۃ التطہیر   حتی کوئی تم میں

ایسا جسکی شان میں آیہ تطہیر نازل فرمائی ہو پھر آپنے آیہ مذکورہ پڑھی فانزل

اللہم   سب نے کہا بار خدایا نہیں   پیر آنحضرت علی و فاطمہ و اولاد

نہیں تھے تو سب لوگ اہلبیت میں نہیں کیوں گنتے

پانچویں صاحب کتاب ذخیرۃ العقبی فی ذکر فضائل ائمۃ الہدی نے کتاب مقدس سنیہ

تصنیف شاہ ولی اللہ جو مدینہ منورہ میں تصنیف ہوئی نقل کرتے ہیں کہ نسخہ

بعد ذکر فضائل و مناقب کثرات کے اپنی التحقیقات میں کہتے ہیں کہ آیت تطہیر اور دو

احادیث ثابت کردہ اند کہ در حق پنجتن پاک نازل شدہ وگفتہ اند کہ مراد از

حسن و شاہ ثابت است جب شاہ صاحب کے والد انہیں حضرات

مخصوص ہیں کو اہلبیت قرار دیا اور اپنا تحقیق ذکر کیا تو ہمکو زیادہ اثبات کی حاجت نہیں۔

ہاں بعض اجوبہ طرفہ شنیدہ ومی میں ذکر منظور بنشیط تفریح اذہان

پیش کرتا ہوں اور وہ یہ تھے کہ لفظ اہلبیت اور اوسکی ترجمہ ہندی یعنی

گھر کے لوگوں نے اپنی محاورہ کے اعتبار سے جو لوگ کہ ازواج بھی شریک ہیں بلکہ رتبہ میں اصل

شان نزول کرتے ہیں یا اہل علم الف ولام اہلبیت کا عہد مانتے ہیں تو آیا

اوس بیت سے مراد وہ خشت و در و دیوار محراب نبی ہیں جنمیں ازواج رہتے

بیٹھی والو نیز یعصلت ہے   جناب سیدہ گھر میں خاموش ہو رہ بیٹھیں گئیں فدک بھی چھین لیا گیا

کچھ نہ بن پڑا   اور ام المومنین کی بہادری دیکھی   علی سے لڑ نکلیں بہادر یوں ہوتی ہیں

لشکر کی صف آرائی کر کے معرکہ میں قدم رکھا   سچ ہے مردانہ جہاد کیا   جس بہادر کی تیغ

سے جبرئیل لرزتے تھے اوس سے خوف کیے حیدر پر تشکش تک نہ آیا

جناب مفتی صاحب نے اوسی کتاب میں فرمایا ہے

عجبت من عائش عاشت وطينتها   ام الشرور فصارت خير نسوان

ما وجه كونك ام المؤمنين سوى   منع النكاح على اصحاب ايمان

قتلت يا امنا بالظلم انفسنا   هل كنت اما لنا ام ام صبيان

اب امن جنگ وجدل سے حب علی تو برطرف   فثبت البغض وما وجد الحق الا [illegible]

آخری شبہ یہ رہ گیا کہ غیر اہلبیت پر بھی اطلاق اہلبیت کا آیا ہے

جیسا کہ حدیث معرض ہے   سلمان منا اهل البيت   یہ بہر تخفیف اہلبیت رہی   جواب یہ ہے

کہ یہ شیعہ سنت میں ضعیف ہے   حضرت   جناب سلمان پر اطلاق اہلبیت بوجہ کمال رخصت

مجازا ہے

مجاز ہے نہ حقیقتاً اور اس قسم کا مجاز کلام عرب میں بہت ہے میں ذرہ
سند قول میں دو مثالیں عرض کرتا ہوں ایک قرآن سے دوسرے حدیث سے
خدا فرماتا ہے یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِیَاءَ
بَعْضُهُمْ أَوْلِیَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ای مومنین
تم لوگ یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نکرو اور اعتماد اونپر نکرو بعض بعض کا دوست
ہیں تمہارے دوستی و امانت نکرینگے اور جو صاحب ایمان اونسے دوستی رکھے وہ
انہیں یہود و نصاریٰ سے ہے اوسکو ایمان سے بہرہ نہیں دیکھئے خدا نے مومنین کو
بوجہ دوستی یہود و نصاریٰ انہیں سے ملحق کیا ایسے ہی حدیث میں ہے مَنْ
تَوَلَّى آلَ مُحَمَّدٍ وَقَدَّمَهُمْ عَلَى جَمِیعِ النَّاسِ مِنْ قَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صلعم
فَهُوَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ بِمَنْزِلَةِ آلِ مُحَمَّدٍ جو آل محمد سے دوستی رکھے اور انکو
بوجہ قرابت رسول سب لوگوں پر ترجیح دے تو وہ آل محمد سے بمنزلہ آل محمد ہے پس
لہذا معلوم ہوا کہ حضور نے بوجہ دوستی آل محمد کے بمنزلہ آل محمد شمار کیا تھا ہے ویسا ہی
حضرت سلمان بھی بوجہ کمال اختصاص و رسوخیت ایمان و قوت اعتقاد دیانت

پارہ ۲۶ سورہ فتح
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِینًا
لِیَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
لیکن گناہ کی مغفرت میں مراد
گناہ امت ہے کیونکہ امت سے
اور حضرت سے کمال اتصال ہے
گویا کہ فرمایا گناہ ان شیعہ علیہم
خواہ ماضی ہوں یا آئندہ بوجہ تعلقات
حضرت بخشا گیا ۱۲
تفسیر کبیر سے و مفاتیح الغیب

ناموس شرع و تاویل ظاہر و باطن اہل بیت سے متعلق ہو گئے نہ رہے وہ کچھ ہم

رونقش اٹھ گئی اور انکو بھی عصمت ہو گئی کیا خوب شاعر نے فرمایا ہے

کانت مودة سلمان له نسبا ولم یکن بین نوح وابنه رحما

بوجہ اہل محبت خدا و رسول مودت سلمان کو نسبت ہو گئی اور نوح اور انکے فرزند میں قرابت

(من اوله الی ہذا از ایجاز التطهیر التحریر)

نہ سمجھی گئی واقعی کیا کیا تحقیقات جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

فی بیان آیة التطهیر (از قبلہ و کعبہ ناصر حسین صاحب قبلہ) مطبوعہ جونپور

کے بیان کیے ہیں

قصیدهٔ فاضل متبحر ابن ابی الحدید در مدح علی عم و جنگ مکه و بیان

صف آرای لشکر مربوط به صف آرای امام حسین روز عاشورا و شمار

مدح در مرتبت شکنی جناب امیر ربط بکار بزرگ به پایانش

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مَن ذَکَرَ فَضِیلَةً مِن
فَضَائِلِ عَلِیِّ بنِ ابی طالبٍ مُقِرًّا بِهَا غَفَرَ اللهُ تعالی لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِن
ذَنبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ شفیع روز جزا صاحب رسولخدا نے فرمایا کہ جو بندہ کوئی
ذکر ایک فضیلت کا فضائل علی ابن ابیطالب سے کرے یا شرط یہ کہ معتقد بھی رہتا ہو خداوند عالم
اس کے گناہ گذشتہ اور آئندہ بخشدیتا ہے وَحُبُّ عَلِیٍّ یَأکُلُ الذُّنُوبَ
کَمَا یَأکُلُ النَّارُ الحَطَبَ وَمَن اَحَبَّ عَلِیًّا غَفَرَ اللهُ ذُنُوبَهُ وَلَو کَانَت
لِعَدَدِ قَطَرَاتِ المَطَرِ ارشاد فرمایا ہے کہ محبت علی ابن ابیطالب اس طرح گناہ کو
کھا جاتی جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے اور جو بندہ دوست علی ابن ابیطالب کے محبت رکھتا ہے

حق سبحانہ تعالی اوس مومن کے گناہ بخشدیتا ہے اگرچہ اوسکے گناہ مثل کثرت قطرہ ہاے باران ہوں

اللہ اکبر مومنین کیلیے کیا ثواب ہے محبت حضرت میں اور ہم غمدیدوں کیواسطے محبت نعمت بے نہایت ہے

شاعر شعر میں نقل صنعت سوال وجواب میں فرماتے ہیں ؏

انجام حب زلفش چیست وصل حور
شیطان مخالف کیست عدوی تو مشہور

باشد چسان نجات زاسم ابو طہور
چیست کرامت بہر غلامان یار قصور

شکر خدا ہے کہ غفران کند علی

ہمارے کیا مجال کہ آپکے وصف میں کچھ زبان کہول سکیں جب رسولخدا نے حدیث میں لوکان

الریاض اقلاما والبحور مدادا والجن حسابا ما احصوا

فضایل علی ابن ابیطالب کہ اگر تمام درخت قلم ہوں اور تمام دریا سیاہی ہو جاویں

اور تمام انسان لکہیں اور جن شمار کریں تا ہم فضایل علی ابن ابیطالب کا احاطہ نہیں کر سکتی

مگر کیا کریں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی کتابکو زینت فضایل علی ابن ابیطالب سے کریں اور وجہ

یہ ہے کہ ہمیں ایک عالم اہل سنت فاضل متبحر ابن ابی الحدید معتزلی کے قصیدہ

علویہ سے عرض کرتا ہوں عمدہ ہر کس کہ اقسام التقلید علی انفسہم

مَقْبُولُ   یعنی عقل جس بات کا اقرار اپنی نفس پر کریں وہ مقبول ہوتا ہے

اور آپ کی محبت ایسی فضل متبحر کی علی ابن ابیطالب سے ثابت ہوتی ہے مگر چونکہ ہمارا اظہار

نہ ہی اس کی مدح سے ہوتا ہے لہذا بیان لازم ہوا   الفَضْلُ مَا شَهِدَتْ

بِهِ الْأَعْدَاءُ   قَالَ الْفَاضِلُ

رَأَيْتُ دِينَ الِاعْتِزَالِ وَإِنَّنِي   أَهْوَى لِأَجْلِكَ كُلَّ مَنْ يَتَشَيَّعُ

کہتے ہیں ابن ابی الحدید کہ اگرچہ میں معتزلی مذہب ہوں مگر یا علی آپ کی محبت کی وجہ

سے سب شیعوں سے محبت رکھتا ہوں

جَلَلْتَ فَلَمَّا دَقَّ فِي عَيْنِكَ الْوَرَى   نَهَضْتَ إِلَى أُمِّ الْقُرَى أَيِّ الْقُرَى

یا علی آپ کا نام نامی دو چند ہو کہ جب ساری خدائی آپ کی نظروں سے گر گئی اور بہت ہی حقیر

ہوا اور آپ کی نظروں میں نہ سمائی تو آپ نے رخ جانب مکہ فرمایا کہ جو بیخ و بنیاد تمام آبادیوں کی

ہے اور وہیں سے زمین چاروں طرف پھیلائی گئی ہے   اور گویا کہ ناف و سر دفتر

سب زمین کی تھی مگر چونکہ ہمارے حضرت نفس رسول و زوج بتول تھے گویا یہ دونوں آپ کے

ہے حضرت امیر سے خطاب یہ شاعر نے اسوجہ سے کی تھی کہ آپ روح و قلب تھے آلیمین

تَوبَاتِ لَوْ اَشْتَوقُ كُلَّ اِلَيْهَا وَشُقِقَتْ ؎ شاعر مذکور کہتا ہے

اپنے اے علی ابن ابیطالب جَوْزًا بِالرَّمْلِ طَنْنَتُهُ مُعْفُهُ لَهُ

کبھی کے ہنگام میں ریگستان کے اگر گئی ہیں مقام میں اور سیر آپ بیحد ہے کا دوڑنے دے ایسے

اور جان میں دیکھی ہیں زمین کی انکی سبب پیدا ہوئے ہیں دور اور بسبب ہی تیز ایسا تو ہیں جاو کی والدے

چہوٹے چہوٹے یہہ کہ ہیں سمجہتے ہیں وحشی گاوہ کہ ہیں پڑتی نظر انکی قد چہوٹے ایسے

تَفُوقُ الرِّيَاحَ ؎ ہیں آتی چلی ہمیشہ ہمارے ہیں کہتے اور بہی

اِذَا شَدَّتْ نَجَعَ الطَّرْفِ وَتَسْبِقُ اِذَا مَشَتْ صِفَاتِ اَلَىٰ

اپنی دب کہ تہی چلتی ایسی پر دوڑنے رفتار تیز راہوار وہ بلکہ جرَتْ

نَفِيثُهَا ؎ تہی گردش بہی چشم گردش سامنی انکی تہی ڈالتی ہونٹ کبہی ہر دو پا

قدر کی اللہ بر الحمد اللہ علی حکمۃ وَشَاهِدُ لِلْمُحِبِّ سُلُوٌّ

کو تہی دیکہہ خدا تہی آتی نظر قدرت خدائی اور تہی ہوتا تسکین سے جب دیکہتی انکی کر شہوار

ومن شعر آں حضرت کا مرثیہ ع عَلَيْهَا كُمَاةٌ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ

يُجَاهِدْنَ أَوْ يَأْلَ الْحَدَائِدِ تَبَخْتُرَا ان گھوڑوں پر ہیں لوی بن غالب کی نسل کے

اور کیسے ہاشمی جوان ایسے سوار تھے کہ جو از سرتا پا غرق دریائے آہن تھے اور جب تبختر

اور تمکنت سے چلتے تھے تو زمین اونکی زرہ کو بوسہ دیتی تھی ع رَمَيْتَ

أَبَا سُفْيَانَ مِنْهَا بِجَحْفَلٍ إِذَا قِيسَ عَدًّا بِالثَّرَى كَانَ أَكْثَرَا

اے لشکر گراں کہ اگر شمار کیا جاوے تو تارے آسمان سے بڑھ جاوے آپنے تیار کرکے

گوشمالی سفیان کے لئے روانہ کیا ع يُلَبَّاةٌ رَأْيِ النَّبِيِّ وَصَارِمٍ

بِكَفِّكَ أَهْدَى بِالرُّؤُوسِ مِنَ الْكَرَى اور بیدار مغز و ترتیب لشکر

ظفر پیکر دو چیزیں تمہارے پاس تھیں ایک رائے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دوسری آپکی وہ شمشیر بران کہ جو سروں میں اس طرح سے در آتی تھی کہ جیسے نیند گویا

رگ چشم سے چشم و دماغ میں پہنچ جاتی تھی

ربیعین یہ شاعر نامدار فضائل حسن سفر کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ دسکی تحمل جو یہ تربین

کہ حضرت اس جاہ و جلال و شوکت و اقبال سے لشکر ظفر پیکر کی تعداد دس ہزار
و بروایتی بارہ ہزار تھی از انجملہ سات سو مہاجر چار ہزار انصار سات ہزار دیگر قبائل سے
مؤلفۃ القلوب تھی ۔ حسب دستور میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ سے
مرتب فرمایا تھا اور ہر رئیس قوم کو ایک ایک علم مرحمت ہوا تھا اور نشان زرنگار
نور افشاں جناب علی ابن ابیطالب کو مرحمت فرمایا تھا ۔ بجای عربی کرنای جنگی
نعرہ تکبیر تھا تمام فوج ظفر موج دریائے آہن میں غرق اسی جاہ و جلال و کثرت و اقبال
سے ہمراہ رکاب رسالت مآب مثل دریا موجیں مارتی ہوئی منزل بہ منزل طی
کرتے ہوئے منزل مر الظہران میں پہنچی ۔ حضرت نے حکم دیا کہ آج کی رات
ہر شخص اپنی بستر پر بکثرت آگ روشن کرے ۔ سب نے تعمیل حکم کی ۔ اہل مکہ اس
آگ کو دیکھ کر متحیر ہوئے ۔ ابو سفیان نے جب تجسس احوال کیا اور وہی ہجوم
کی کثرت اور جناب رسولخدا کی آمد معلوم ہوئی تو نہایت خوف کھایا اور بذریعہ
جناب عباس چچا رسولخدا کی آکر ایمان لایا اور امان لی مگر دل کا منافق رہا

جیسا کہ فاضل متنزلی نے کہا ہے ؎ وَحَاذَرَ غَرْبَيْ مَشْرَفِيٍّ مُذَكَّرٍ

هَزَزْتَ فَأَلْفَى الْمَشْرَفِيَّ مُذَكَّرَا یعنی ای علی بن ابیطالب جبکہ

تو ابو سفیان اسلام کا نام سنکر نہیں جھکتا تھا مگر جب آپ کو تلوار آبدار

کو بھی دیکھا تو مجبور اسلام قبول کیا مشرفی چونکہ مشارف ایک شہر عرب میں ہے اور

وہان کے تلوار آبدار ہوتی ہے اسوجہ سے شاعر نے کہا ہے کہ دونوں کنارے مشرفی تلوار

کے دیکھکر ڈرا پھرتی ہیں ؎ وَأَعْطَى يَدًا لَمْ يُعْطِهَا

عَنْ مَحَبَّةٍ وَقَوْلَ هُدًى مَا قَالَهُ مُتَنَجِّزَا بیعت کی لی ہاتھ تو

بڑھایا لیکن دل سے کب منظور تھی اور جو کچھ زبان سے کہا اسمیں صحت روی فقط

مطلوب تھی خیال و فائب تھا ؎ فَلَسْتَ بِذَاكَ الْعَفْوِ أَوْلَى وَ

بِالْعُلَى أَحَقَّ وَبِالْإِحْسَانِ أَحْرَى وَأَجْدَرَا چونکہ آپ

والے عفو و احسان تھے اسوجہ سے اپنی اوسکی پردہ پوشی فرمائی

الغرض جب وہ ظاہر میں ایمان لایا تو منظور نظر اقدس جناب رسولخدا ہوا

کہ وہ کروفر جاہ و حشم نشہ کفر بیکر دیکھتا جاتا تا بہر سبب سے شوکت

و شقاوت نہ بڑھ سکی جناب عباس کو حکم دیا کہ ادھر ایک ٹکڑی پر حملہ کر بڑھی ہمت ان

تا کہ لشکر خدا کا سپاہ اوس رسالہ کی نظر سے گذری حضرت نے سواری طلب فرمائی

تا کہ تصور کہ شل کر رہی تھی حاضر ہوئی حضرت نے نور طور کی طرح اوس پر جلوہ فرمایا

جلو میں بہشتی پیادہ و سوار تگ و دو میں تھی اور خود جوانو کا شور و غل ادہر

گھوڑوں کی ہنہنانی سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی تب لشکر میں سید مختار

گرد و پیش ہالی کی طرح مہاجر و انصار راہ خدا میں سرفروشی پر تلے روبرو حضرت

حیدر کرار تھی دست حق پر بیعت دست خدا میں نشان نصرت نشان تھا داہنی جانب

ذو الفقار پر کہکشان کا گمان تھا اور تمثال نما دست قدرت اس خوبی دیکھ کر اوس نے تشبیہ دی ہے

نماید تماشش خرد این چنین	گر انصاف داری بگو آفرین
تن پاک او کشتی نوح بود	چو امواج طوفان بگردش چه بود
خدا ناخدا جبرئیل اوستاد	همان ایزدی لطف باد مراد
علی بود ملاح صاحب مدار	نوا باد بادبان لنگرش ذو الفقار

خدا حمد یہ کہ اس سرزمین سے لشکر خدا جدا ہے یعنی تک رسیدن کا سامنا ہوا

سبکے پہلے خالد بن ولید کو بھیجا یا تھا اور اوسکے ہمراہ انہوں کو ہراول بنایا تھا
اوسکی ہاتھ میں بہت بڑا علم تھا زرفشان جسکا پرچم تھا اوسکی پیچھے ہزار سوار جرار
بدن میں زرہ کمر میں تلوار سر پر خود پشت پر سپر ہاتھ میں نیزہ پشت
زین پر چین بہ جبین قتل شمشیر افکنک سپیری پہنی تھی جب سفیان کا سامنا ہوا
سب نے نعرہ تکبیر کیا اور تیروں کی طرح سامنے سے نکل گئی سفیان نے عباس سے کہا
یہ لشکر رسولخدا ہی انہوں نے کہا ابھی فوج رسولخدا کی کی یہ کیا وہ ساجد نسبت
خاک را با عالم پاک یہ تو لشکر خالد ہی تمہارا ولید جسکا والد ہی یہ لشکر بطحان
لشکر کیسی تھا الحمد اللہ دو دن میں یہ نے باپ کا بدتمیز چھوڑا تمہارے فوج میں تا
اسر و یمین محسوب ہو گیا پھر زبیر بن العوام زرہ پوش سر پر نورانی خود رکھی
ہاتھ میں کھجور کے درخت سے بھی بڑا نیزہ ہاتھ میں لی سامنی اوسکی دیباج جسکا پھریرا اودا تھا
اوسکی پیچھے پانسو سوار زینت جرار بدن میں زرہ میں آراستہ کالے گھوڑی چڑھی
نیزہ ہاتھ میں لئی گھوڑی بازو زنبورکان ترکش میں تیر عجب شان و شوکت
سے آئی جب سفیان کی سامنی آئی نعرہ تکبیر کیتی ہوئی نکل گئی سفیان نے

پوچھا یہ ہے لشکر حضرت علی عباسؓ نے کہا نہیں یہ ہے فوج زبیر عوام کی

پھر ایک اور جماعت آئی اونکے دشت پر غبار نے عجب زینت پائی اونکی آگے آگے

سن رسیدہ جہان دیدہ کار آزمودہ مرد دیندار حضرت ابوذر غفاری تھے

لوہے کی ٹوپی سر پر دی فولادی قبا زیب بدن کی طبیعت جہاد پر مائل

تیغ جید بیغ الماس رنگ گلے میں حمائل پیشانی میں نور ایمان کا دست حق پرست

میں نشان تھا گو ظاہر میں ہمراہ میں پانسو سوار تھے لیکن باطن میں ایک ایک ہزار در ہزار بہادر سے

کے پیشانی نیو پر شکن تیور تو پر بل عجب رنگ ڈھنگ سے سفیان کے سامنے آئی

اور نعرہ اللہ اکبر زبان پر لائے ظاہر میں تو انکی افسر پیری تھی مگر حقیقت میں

یہ سب تڑپی کمان کے تیر تھے   فاضل باذل فرماتے ہیں ٥

بدست عنان و بدست سنان   خروشان و جوشان چو پیل دمان

رسیدند و گفتند تکبیر ہا   بسرعت گذشتند چون تیر ہا

سفیان نے کہا یہ کون بزرگوار ہیں عباسؓ نے کہا یہ مصاحب خاص پیمبر بوذر دیندار ہیں

اسطوری بنی کعب و قوم مزینہ و جہینہ کا لشکر آتا گیا اور سفیان

اقتشام اسلام پر خوب سر دہنتا گیا آخر اللہ رحمت دیکھ لشکر خاص

حضرت آیا جسکے کروفر بیان کی طاقت طاق تھی جہاں تک نظر کام کرتی تھی

سر ہی سر نظر آتے تھی فوج کا تیور تھی سمندر موجیں مار رہا تھا پشت سرپا

ظفر شیم روبرو جناب ید اللہ مع علم سر پر سایہ رب جلیل جلو میں جبرئیل

آستین چڑھی دامن اوٹھائے لی جاتے تھی واقع بین کمیت تھی شاعر نے کہا ہے

شدہ از سناں ہائے بالا بلند الف ہای انا فتحنا بلند

برافروخت ایمان بہ جلوق سر کہ شد جیب و دامان وی پر گہر

کیونکر نہ ہوں شہ آئے تھے شوکت اسلام اور شہ آئے آرتشکی لشکر

ہی بھی ایک اور لشکر کی آرتشنگی یاد آگئی ہے وہ کون لشکر ہے وہ لشکر حسینی ہے

کہ امام حسین علیہ السلام نے صبح روز عاشورا مرتب فرمایا راوی لکھتا ہے جب صبح عاشورا

نمودار ہوئی تو پسر سعد نے اپنی فوج سے کہا افسوس ہے کہ تم لوگ ہمت ہی نہیں کرتے

یزید و ابن زیاد ہو اور ہمیشہ سے نعمتہای خسروانی میں پرورش پاتی رہی ہو

اور باوجود اسکے کہ تم ثروت میں اسقدر ہو لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ پانی اطفال حسین

و خیمہ ہای حسین تک نہ پہنچنے پاوے ابھی کل کی بات ہے کہ بر سر ہمدانی پانی

لیگی خبردار اب پانی نہ پہنچنے پاوے بعد و کل رستم ملعون کو سردار بیسیہ

عمرو بن الحجاج کو حاکم میمنہ شبیث بن ربعی کو سرگروہ پیادگان کیا علی سقار

اپنی غلام درید کو بخشا بروایت بعض علما علمدار رسول و درید کو کیا ابو ایوب غنوی کو

سردار پیادگان و محمد بن اشعث کو سرگروہ تیر اندازان و عمرو بن صبیح کو اف

تیر اندازان کیا اور اہتمام بلیغ کیا کہ پانی کسی عنوان سے اطفال حسین و خیمہ

حسین پر نہ پہنچنے پاوے تمام لشکر ہے سختی سے روکی گی اور باوجود یہ کہ

فوج کثیر دی تھی مگر یہ بھی تاکید شدید کی کہ اگر فوج کی کمی ہو تو اطلاع

الداکر ہی کو حسین ذریت رسول کے قتل رزیل سے سے

ہو رہی میں اور وہ یہ جو خداوند عالم سے ہر صاحب ... میں کشت ہے اور کل و لد دست

ہائی سلطنت کا حال سنیئے کہ جب صبح روز عاشور نمودار ہوئی تو بروایت

از شیخ المدوران

سید ابن طاؤس و محمد بن ابی طالب موسوی آواز ہاتف غیب معلوم ہوئی کہ بہ رفع

یا خیل اللہ ارکبوا اے لشکر خدا سوار ہو اور آمادہ شہادت ہو حضرت نے

بوجہ نایابی آب مع اصحاب تیمم کیا اور اذان کہکر نماز بہ جماعت ادا فرمائی بعد فراغ نماز

متوجہ جانب اصحاب ہوئے اور فرمایا آگاہ ہو جاؤ کہ بغیر زین العابدین آج ہم سب شہید

ہو جاوینگے اور دنیا کے ذلت و رسوائی سے نجات پا جاوینگے لہذا اے مشتاقان شہادت

آمادہ حرب ہو جاؤ بروایت صاحب مناقب تعداد اصحاب بیاسی ۸۲ اور بروایت

سید از امام محمد باقر علیہ السلام پینتالیس ۴۵ سوار اور سو ۱۰۰ پیادہ تھی و بروایت شیخ مفید بتیس ۳۲ سوار

اور چالیس ۴۰ پیادہ تھی اور اسی روایت کی تائید تفسیر الحمد سے ہوتی ہے حتی

الف کا ایک اور لام کے تیس اور میم کے چالیس جملہ اکہتر اور ایک حضرت امام حسین علیہ السلام

جملہ بہتر ۷۲ تن تھی آپ نے میمنہ و میسرہ لشکر ترتیب دیا بطوریکہ زہیر بن قین بجلی

کو میمنہ اور حبیب ابن مظاہر کو میسرہ عطا فرمایا اور علم جناب عباس کو عطا فرمایا

تا اینجا

مومنین مجھکو اس مقام پر ایک روایت یاد آگئی جو کہ بسند صحیح ثابت کی گئی ہے

آپ کی دست حق پرست میں تین علم تھے آپ نے جب ترتیب لشکر دیا میمنہ

تو کچھ سوار و پیادے علحدہ فرمایا اور بغرض سرداری آواز دی ابن قین

زہیر ابن قین کہاں ہیں کہاں ہیں میرے یار وفادار زہیر بن قین

انہوں نے سنکر عرض کیا لبیک لبیک یا ابن رسول اللہ

ای فرزند رسول ای جگر گوشہ بتول ای آقا میرے میں حاضر ہوں کیا ارشاد فرماتے ہیں

آپ نے دس سوار و پیادے دیکر فرمایا ای زہیر میمنہ لشکر کی خبرداری رکھنا اور اعدا

کے لشکر میمنہ پر حملہ کرنا ای بہادر زہیر اعدا کو زیر و زبر کر کے اگر ممکن ہو

تو پانی بچوں کی واسطے لانا کیونکہ سب کے سب پیاس کی وجہ سے بیتاب ہیں

مومنین کچھ اور اصحاب کو بھی آپ نے یہی فرمائش کی تھی کہ پانی ممکن ہو تو لانا

مگر زہیر بن قین زیادہ تر مشہور فرمائش میں کیونکہ عمرو بن حجاج لشکر یزید ملعون

حاکم میمنہ تھے اور وہ بہت ذات پر مقرر تھے سنا حضرت نے فرمایا زہیر

بتراہگان

جبکہ امکان یکجائی کا نہ تھا حبیب کو ضرور ترک کرنا

پہر آپنے فرمایا اَیْنَ اَیْنَ حَبِیْبُ اِبْنِ مُظَاهِرٍ یہانتک کہ بہیجی پکار

حبیب ابن مظاہر جو نشین بر جہ پاس ادب یہہ بزرگ خیمہ حرم محترم کے پاس صف بستہ تھے

تاہم ایک صیحہ کی آواز دیکر پکارا کہ حبیب سردارت ہین ہائے آرزو

کو منین شہزادہ امام حسین لبیک فرماتے ہین یہہ صدا سنتی ہی گھبرا کے تشریف لے

گئے خدمت میں لبیک لبیک یا ابن رسول اللہ کہتی ہوئے حاضر ہوئے اپنی

ایک علم سبز اور کعبہ کو رو بیاد دیکر فرمایا کہ تم سردار میسرہ لشکر کے ہو اپنے

حبیب اگر فوج میسرہ پر حملہ ہو جاوے اور تمہارا ہاتھ ٹکڑے ہو تو ہو ہمارا ساتھ نہ ضرور رکنا

حضرت نے ہر طرف ایک علم بخشیدہ وہ علم کل لشکر اسلام میں باقی رہ گئے تھے اور یہ

وہ علم تھے کہ پھریرا اسکا دس ہاتھ کا تھا کہ حضرت نے آتش نمرود میں حضرت ابراہیم کو

عطا فرمایا تھا کہ جسکے وجہ سے حرارت آتش سے محفوظ رہے اور وہ وراثتہ جناب رسول خدا

تک پہونچا تھا وہ حضرت نے اسکا پھریرا بنایا تھا اور چنبر کو اسکی جبرئیل میں

بحکم رب العالمین شاخ درخت طوبی سے کاٹ کر بنائی تھی اور اوس علم پر [illegible] جعفر

کسی ہوئی تھی جس غزوہ یا جنگ میں یہ علم گیا ضرور فتح ہوئی اور بعد ہر جنگ جناب

رسولخدا علی ابن ابیطالب کے پاس اور اونسے ورثہ جناب امام حسین تک پہونچا جسے

آپنے اوسے جب روز عاشور نکالا اور دونوں علم تقسیم فرماچکے جب بارہ عرض ہوا

باواز بلند

تو فنادی این این اخی العباس جناب امام حسین نے فرمایا

کہاں ہیں میرے بھائی جان نثار جناب عباس دلاور میں یہ آواز سنکر

جناب عباس نے کہا لبیک لبیک یا ابن رسول اللہ حاضر ہوں

کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا ای بیٹا تمہیں لشکر کا سردار بناتا ہوں

اس علم کو یہ ہر چند کہ حضرت نے بنفس نفیس وہ علم عباس کے ہاتھ میں دیا

مگر ہو نہیں اب مجھکو اس مقام پر وہ باتیں یاد آگئیں جو اپنی اپنی بھائی کی

جناب عباس سے وقت علم دینے کے فرمائیں جس سے دل دوستان اہلبیت

مغموم ہوتا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوتا وہ یہ جناب امام حسین نے

فرمایا

فرماتے ہیں • کہ اے برادر عباس آج حسین کو مدد فضل و اکرام نا ہے اور نہیں خیمیوں اور

روشنیوں کو مثل ستاروں کے منظور ہے اور نہیں نانا کی امت کے بخشوانے کی ورثا کی سرشتا نا ہے ہندو تم

وہ انحصار امر علم سے کمال ارادہ تو نہیں اشہد ثبت تک تمام اہلبیت کو یقین کامل تھا ۔

کہ حسین جناب میں سے علم کو فرزند رسول خدا کی خصوصا جناب زینب کو اعتقاد کامل تھا کہ گو لشکر اعدا

کثیر ہے مگر بفضل خدا سے وہ علم رہے بھائی کے پاس موجود ہے کہ جسکے دیدے ہیں

جہان علم کو فرزند رسول فتح ہو گئے تو تیغ خدا کے سیدہ و گر نہ تا بیند کرے جب دل کو لشکر

کہ ہوئی گی تو تمام اہلبیت کو یقین کامل ہو گیا کہ آج ہمارے عزیز و قریب فرزند شہید ہوئے

ہی سب کے سب بیتاب تھی اور ایک ایک آنکھوں سے آنسو جاری تھی سکینہ بال کھولے

کھڑی ہوئی تھی کہ کوئی دشت سے جانب آسمان دیکھتا تھا کہ کوئی اپنی فرزندان اور بھو

منتظر دشت نظر تھا کہ اب آج کے بعد تمہاری صورتیں نظر نہ آئینگی خصوصا جناب زینب

کہ انکا عجب حال تھا راوی لکھتا ہے واللہ نہیں ہو سکتا بیان جناب زینب کا جو حال تھا

اور ام کلثوم کا بیان نہیں ہو سکتا اور زمین پر گر پڑتا ہی آسمان سیتا ہی ہیں فرماتی تھیں یا امام

اے مادرِ ہانی ذرا تیرے جنے ہائے رجانی۔ تُوصِی عَنِ القَلبِ وَالنَّظَرِی

اور دیکھی کہ آپ ہی جیسے چکی پیس پیس کر پالا تھا آج وہی ظلم اشقیا سے تشنہ شہید ہوئے

تھے اے اماں کیا آپ کو خبر ہے کہ حسین پر آپ کے تین روز سے پانی بند تھے نیزے پر

ذبح ہے حسین کے قتل ہو کے ایسے جیسے ارض میں اے ماں آج آپ کی کمائی

کربلا میں لٹی جیسے جیسے ہی اور بید کی ہی بیبیاں وعدہ طفل کے وفا کر گئی

غرض سے دعا ظفر ہماری ڈالتی میں اے اماں جس روز مصیبت کو یہ خیال

کرکے رو رہا تیری تھیں آج وہی دن ہے ہمی کوئی ایسا نہیں کہ مرے بھائی حسین کی

اس جد ہو وفات رہے اے اماں بعد حسین اب کوئی سری پیر ستاری کر گیا اماں جان

میں حسین کیسے جیے مٹی میں آپ ہی فرمائیے کہ یہ محمدیہ زینب کیا کرے اور

کس سے جا کر اپنی حالت کہے —

(تاریخ یا تغیر منتشد)

راوی کہتا ہے جب صفین دونوں طرف کی درست ہو گئیں تو لشکر یزید میدان میں

آیا اور جب قریب خیمہ کے پہونچا دیکھا کہ خندق آگ سے روشن ہے مرد ات

ابن تمامہ ایک ملعون سامنے آیا اور یہ کہتا تھا حسین سنا میں آپنے زمانہ میں اس طرف ہوں ملعون نے

عجب طرح سے کہا اَبْشِرْ بِالنَّارِ تَرِدُهَا فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ

تم کو بشارت ہے آتش کی ہو کہ تم اسی وقت آگ میں داخل ہو گے

حضرت نے اوسکی شقاوت کا جواب دیا بَلْ اَبْشِرْ بِرَبٍّ رَحِيمٍ وَشَفِيعٍ

مُطَاعٍ تیرا گمان غلط ہے مجھکو میں بشارت داده شده ورود قرب رب رحیم اور

پیغمبر شفیع مطاع ہوں پھر آپنے پوچھا تو کون ہے اوسنے جواب دیا محمد بن اشعث ہوں آپنے

فرمایا خداوندا اگر اس تیرے بندے نے دروغ کہا ہو تو اوسے آگ سے ہلاک کر اور اوسکی

اصحاب کے واسطے عبرت فرما جب اوسنے واپس ہونا چاہا اوسکے گھوڑے کو بہیڑ آئی تو گھوڑے

نے اوسے گرا دیا اور پیر اوسکا رکاب میں رہگیا وہ زمین پر کھنچا جاتا تھا یہانتک کہ

عضو تناسل قطع ہوگیا ایسے حق سے دل شمر ملعون نے کہا مسلم بن عوسجہ نے

عرض کیا اگر ارشاد ہو تو ایک تیر ماروں یہ ذات نہ بچے اور دشمن خدا عظیم

جبارین سے ہے آپنے فرمایا میں ابتدا بہ قتال کو پسند نہیں کرتا پھر حضرت نے

بریر بن خضیر نے ... زیادہ کہ اس قوم سے گفتگو کرو بریر نے کہا

اور کہا اے قوم خدا سے خوف کرو یہ اہلبیت پیغمبر ہیں اور ان کی عترت و ذریت

و دختران ہیں بتلاؤ کہ تمہارا کیا ارادہ ہے ان لوگوں نے کہا ہم ان کو امیر کے پاس

بھیجنا چاہتے ہیں بریر نے کہا کیا یہ امر ممکن نہیں ہے کہ ان کو چھوڑ دو اور یہ اپنے

مقام پر واپس چلے جائیں اے اہل کوفہ تم نے اپنے خطوط کو بھلا دیا اور اپنے قول

کو فراموش کر دیا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں جان تک دے دیں گے جب ... تو

مدد سے ہاتھ اٹھا لیا اور [illegible] چاہتے ہو ابن زیاد کو ان پر مسلط کرو ابھی ...

بد ترین ہے ﴿فبئسما خلفتم نبيكم في ذريته﴾ ذریت ...

ساتھ کیا [illegible] خدا تم کو روز تشنگی سیراب نہ کرے

... [illegible] کہ جواب اس کو ...

... کیا کہتے ہو ہم نہیں سمجھتے بریر نے کہا الحمد للہ کہ بصیرت تمہارے ...

نے زیادہ کی اور [illegible] واپس ... ان لوگوں نے تیر ... اور ...

[illegible]

ہوئے پھر حضرت نے اسپ رسول اللہ کہ نام اوسکا مرتجز تھا

طلب فرمایا اور عمامہ رسولخدا کو سر پر باندھا زرہ حضرت یحییٰ کی پہنی تلوار آپ کی حمایل کی

اور گھوڑے پر سوار مقابل لشکر کفار بغرض اتمام حجت تشریف لائے آواز بلند سے

بلند فرمایا بروایت صاحب مناقب لشکر مخالف گرد حضرت مثل حلقہ ہو کر مجتمع

ہو گئے مگر ملاعین حضرت پر متوجہ نہ تھے

ہو گیا آپ نے فرمایا میں تمکو موعظہ کرتا ہوں اور راہ سبیل و رشد بتاتا ہوں اور تم

توجہ نہیں کرتے وَیْلَکُمْ اَلَا تُنْصِتُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اون اشقیا نے

باہم سرزنش کی کہ تمکو سنو تو تو خبر مردود کیا سننا چاہئے بروایت شیخ مفید

آپ نے ایسی فصاحت و بلاغت سے کلام فرمانا شروع کیا کہ سننی مثل اوسکی سنا نہ

تھا حمد خدا کے بعد درود محمد و ملائکہ و انبیا علیہم السلام پر بھیجا اور پھر فرمایا

یَا اَهْلَ الْعِرَاقِ وَانْظُرُوا هَلْ یَصْلُحُ لَکُمْ قَتْلِیْ وَانْتِهَاکُ حُرْمَتِیْ

فَالْبِسُوْنِیْ وَانْظُرُوْا مَنْ اَنَا ای اہل عراق مجھکو قتل کرنا تمہیں سزاوار ہے تم خود سمجھو اور نظر کرو

اور میرے ہتک حرمت تمکو مناسب نہیں کیا میں فرزند رشید تمہارے پیغمبر کا

نہیں ہیں آیا فرزند وصی پیغمبر نہیں ہیں کیا جناب حمزہ سید الشہدا ہمارے عم نہیں ہیں

کیا جناب جعفر ذوالجناحین ہمارے چچا نہیں ہیں کیا تمنے قول جناب رسولخدا کا اور ہمارے

بہائی حسن کے حق میں نہیں سنا کہ هٰذَانِ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ

اَلْجَنَّةِ بخدا قسم میں نے کبھی دروغ نہیں کہا اور جو کہتا ہوں حق کہتا ہوں اگر تم میری تصدیق

کرو تو خیر ورنہ تم میں وہ لوگ ہیں جو گواہی دیں مثل جابر بن عبد اللہ انصاری ابو سعید

خدری سعد بن سہل ساعدی زید بن ارقم انس بن مالک میں انسے

پوچھو کہ آیا جناب رسولخدا نے میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرمایا ہے کیا یہ امر تمکو میرے قتل سے

کافی نہیں ہے پھر فرمایا اگر تمکو شک ہو تو قسم خدا کی سوا میرے شرق سے تا غرب کوئی

فرزند پیغمبر نہیں ہے پھر آپ نے یہ مضمون فرمایا جسکو شاعر نے نظم کیا ہے

فَهَلْ سُنَّةٌ غَيَّرْتُهَا اَمْ شَرِيعَةٌ وَهَلْ كُنْتُ فِي دِينِ الْاِلٰهِ

درپے ہو تم کس خطا سے میرے ہو سر ہوا ہے کیا میں نے کسکو ناحق مارا ہے جو اسکا عوض

چاہتے ہو یا کسیکا مال لیا ہے یا سنت پیغمبر کو تبدیل کیا ہے یا دین خدا میں تبدیل

جسکے عوض میں اپنے فرزند کی میراث بھی چھوٹی ہو

أَحْلَلْتَ مَا قَدْ حَرَّمَ الطُّهْرُ أَحْمَدُ أَحَرَّمْتَ مَا قَدْ كَانَ قَبْلُ مُحَلَّلًا

کیا تمنے حلال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کو حرام کردیا یا کسی حرام کو حلال کیا ہے کہ اوسکے بدلے میں

مارا جاتی ہو مروی ہے سید بن طاوس ایک جماعت نے سنا ہی حسین کو بعد رحلت

صبح آنحضرت کے رویا فَلِمَ تَسْتَحْيُوا وَهِيَ بہر صورت کیونکر راضی ہو اور آنحضرت

کو محبت اور اسے عیال ایسے شیئی تھے حالانکہ تمہارے باپ کی ذریت کے عوض عوض تمہید تمہیں ہو

دو روز رکھتی اور نور محمد کے باپکے ہاتہ میں ہوگا اوسے اثنا میں آواز گریہ وزاری

اطفال بلند تھی کہ ~~تمہارے~~ بیان سید الشہدا سے بیتاب تھی کہ روئی طمانچہ مارا اور ہوئی

یہ آواز بلند کرتا فَيَا لَيْتَنَا مِتْنَا وَلَمْ نَرَ مَا نَرٰى وَيَا لَيْتَنَا لَمْ نَحْتَضِرْ

بحیات کاش ہم مردہ ہوگئے ہوتے اور آپکے ظلوم یعنی بیکسی کو نہ دیکھتی اور کاش

ہم دنیا میں نہ آئی ہوتی اور اس دن کو نہ دیکھتی جب یہ آواز میں آپنے سنا تو حال آپکا متغیر

ہوا اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فرمایا اور جناب عباس و علی اکبر نے فرمایا

سَکِّتْنَهُنَّ فَلَعَمْرِیْ لَیَکْثُرَنَّ بُکَاؤُهُنَّ ان عورتوں کو خاموش کرادو

قسم ہے کہ اسکے بعد بہت روئینگی ابھی رونے میں تعجیل نکریں اور دشمنوں کو موقع

شماتت ندیں جب یہ پیام پہونچا تو وہ عورات خاموش ہوگئیں پھر آپ متوجہ

قوم ہوئے اور فرمایا مجھے راہ چھوڑدو تاکہ میں اپنے نانا رسول خدا کے روضہ پر واپس چلا جاؤں

اور تمہارے پیغمبر کے نواسے کو اسیری سے نجات دو اور ان بچوں کا رشتہ چھوڑدو کہ یہ

لب فرات پر ہیں کیونکہ ہر ایک بشدت تشنگی کے سبب بیتاب ہو رہے ہیں

بروایت شیخ مفید رہ سب کے سب خاموش رہے اور کسی نے جواب نہ دیا امام مظلوم نے بآواز

بلند فرمایا اے شبث بن ربعی حجار بن ابجر قیس بن اشعث یزید بن حارث

کیا تم لوگوں نے نہیں لکھا کہ صحرا سبز ہو رہے ہیں میوہ پختہ ہیں لشکر تیار آپ کیلئے

مہیا ہے آئیے اور ہماری مدد کیجئے قیس بن اشعث نے جواب دیا اے حسین ہم

نہیں جانتے تم کیا کہہ رہے ہو اپنے بنی عم کے حکم پر رہو بجائے کہ حکم میں داخل ہو وہ

تمہارے رعایت کرینگے حضرت نے فرمایا لَا وَاللّٰہِ لَا اُعْطِیْکُمْ بِیَدِیْ اِعْطَاءَ

الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید ہرگز نہیں قسم بخدا اپنا ہاتھ بطور ذلت

سے تمہارے دست میں نہ دونگا اور تمہاری بندگی کا اقرار نہ کرونگا پھر بآواز بلند

فرمایا یا عباد الله انی عذت بربی وربکم من کل متکبر

لا یؤمن بیوم الحساب

بروایت صاحب مناقب بعد موعظت و اتمام حجت آپنے فرمایا کہاں ہے عمر سعد بلاؤ

اوسے بلاؤ جب اوسے اطلاع ہوئی تو نہایت کراہت سے حضرت کے پاس

آیا آپنے فرمایا اے عمر سعد تو بوعدہ ولد زنا ملک رے و جرجان کے مجھکو

قتل کرتا ہے قسم بخدا تجھکو نہ ملیگا تو اس کام کو نکر مرے بعد دنیا و آخرت

میں خوشی سے زندگی نہ بسر کریگا گویا یہ دیکھ رہا ہوں کہ تیرے سر کو نیزہ

پر کوفہ میں نصب کیا ہے اور لڑکے پتھر مار رہے ہیں ملعون نے شدت غضب سے منہ

پھیرا اور اپنی سپاہیوں سے کہا کیا انتظار دیکھ رہے ہو یہ سب کے سب ایک لقمہ ہیں

زیادہ نہیں ہیں بعد اوسکے درید اپنی غلام و علمدار کو کہا کہ ایک تیر لا جب اوس نے حاضر کیا

تو جب کمان میں رکھ کر کہا اِشْهَدُوا لِی عِنْدَ الْاَمِیرِ اَنِّی اَوَّلُ مَنْ

رَمٰی اَلسَّهْمَ اکثر کوئی دیکھتا کہ پہلے پہل تیر جانب شہ حسین پھینکا ہے

راوی کہتا ہے کہ پھر سپاہ کے لشکر نے تیر باران کیا ۔ بروایت محمد بن ابی طالب یوں ہی

اس حملہ میں پچاس شخص اصحاب حضرت کے شہید ہوئے اور کوئی ایسا نہ تھا جس کے زخم

نہ لگا ہو ۔ بروایت سید ابن طاؤس رہ آپ نے جانب اصحاب توجہ کر کے فرمایا

کہ قُومُوا رَحِمَکُمُ اللّٰهُ اِلَی الْمَوْتِ ۔ اب تم کمر باندھو اور خدا تم پر رحمت کرے

اور مستعد مرنے کو ہو ۔ فَاِنَّ هٰذِهِ السِّهَامُ رُسُلُ الْقَوْمِ اِلَیْکُمْ

یہ تیر قاصد قوم ہیں کہ تمہارے پاس پیام جنگ کا لائے ہیں ۔ جاں نثاران سید الشہدا

نے حملہ کیا اور لڑائی شروع ہوگئی ۔ تا اینکہ تھوڑے عرصہ میں ایک جماعت

اصحاب حضرت کی شہید ہوئی

رزمیہ البحرانی

آمدم بر اصل مطلب   فاضل متنبی کہتے ہیں ۔ طلعت علی البیت

العتیق بعارض   یمج نجیعا من ظبی الہند احمرا   ابن ابی الحدید

کہتے ہیں کہ جب آپ مع سواری رہوار کی اس شان و شوکت و تجمل سے روانہ ہوئے تو

عجیب قدرت خدا کی دکھائی دیتی تھی   وہ سماں تھا وقت   وہ نورانی صورت وہ سفید لباس

زمین سے آسمان تک نور کا ایک تتق بندھ گیا تھا   آپ کا عارض پرنور و چہرہ مثل آفتاب

عالمتاب کے چمکتا تھا اور آپ کے بھی نوخط بوجہ تشنگی کے تشنہ کی طرح چہرہ ہوئی تھی

جس طرح اوس میں ہوا سے کوند رہی تھیں اور مثل لالۂ سرخ کے زخم سرخ ہو گئے تھے

برسائے تیروں تلواروں نے خون دل سے سرخ ہو گئی تھیں کہ اگر ذرہ ذرہ ہر قطرہ خون دل و جگر شہیدانہ ہو   بکرلا الخ

عزتکہ اس شوکت و شان سے جب آپ قریب حرم ہوئے تو حرم محترم ماری خوشی کے

پھولا نہ سماتا تھا   بقول فاضل باذل

حرم چون عزیزیکی خاندان   کہ در دست اعدا فتند ناگہان

دران قوم سختی کشد روز و شب   ز بیداد شان جان بیاید بلب

پس آنگہ تعالی پروردگار   بیاید بدستش بآن اقتدار

کہ کس را نماند مجال ستیز   در آن وقت دارد چہ ذوق آن عزیز

دران روز از مقدم آنجناب   حرم داشت آن شادی بیحساب

پھر حضرت جب داخل مسجد ہوئے اور اوسکی در کھلی تو یہ معلوم ہوا کہ اوسنے تکبیر مرحبا کہی تو

پہلے دو سے بہ شوق ملاقات باصد نیاز نذرانہ مسجد تجلی کرنہ بار

پھر تو حضرت نے جا بجا تشریف لیجا کے تمام مناسک ادا کئے اور کوئی مقام ایسا

مثل صفا و مروہ و حطیم و زمزم و مشعر کے ایسا نہ تھا کہ آپکا گذر نہوا ہو اور آپ

کے نور قدم سے منور نہوا ہو وَاَظْهَرَتْ نُوْرَ اللّٰهِ بَيْنَ قَبَائِلَ

مِنَ النَّاسِ لَمْ تَتَبَرَّحْ بِهَا الْبِشْرُ سَيْرًا ۔ جو بالکل بوجہ کمال سرکشی عمان

یا یمن یا روم کے بادشاہوں سے کبھی نہیں دبے وہ لوگ آپکے تلوار کے سامنے کان دبا کے

بکریوں کیطرح صلح کے لئے حاضر ہوئے اور جن باریکیوں کہ ہمیشہ شرک کی آگ بھڑکتی

تھی آپ ہی کا کام تھا کہ آپنے نور خدا یعنی نور توحید کو انہیں ایسا چمکایا کہ آجتک اوٹھتی

بیٹھتی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اونکی ورد زبان ہے گویا کلمہ طیبہ تکیہ کلام ہو گیا فقط نہ ذکر

توحید کیطرح جس جگہ نہیں پڑتا ہر روز پانچ بار نماز پڑھتے ہیں اور ہر نماز میں ہر رکعت ذکر توحید

رکھا ہے وقت ولادت لڑکے کے کانمیں اذان دیجاتی ہے کہ پہلی پہل توحید و تمجید خدا سے

کان آشنا ہوں آخر وقت میں یعنی تلقین میں بھی ذکر توحید رکھا ہے ۵ وَلَكِنَّ

اَصْنَامًا طَحَنَتْ حُمَاتُهَا لِلنَّبِيِّ اِلَّا وَتَتْبَعُ الَّذِيْنَ حَتّٰى يَكْسِرَا

فضیلت تیغ زنی کی بابت میں ہے اے علی بن ابیطالب آپکے نیزے بتوں کے ناک میں نہیں بلکہ

بلکہ اونکی حامیوں کی دلونپر پڑے ہیں یعنی ہمدم گھوں نیزے بھی بتونکو توڑا اور ذوالفقار

آبدار نے مشرکوں کو نچوڑا کتب اخبار و سیر مؤالف و مخالف سے ثابت ہے کہ

فَلَوْلَا اَنَاةٌ فِيْ ابْنِ عَمِّكَ جُمِعَتْ

بِغَضَبٍ اَجْرَى مِنْ دَمِ الْقَوْمِ اَنْهُرًا

اگر مردباری آپکے چچازاد بھائی یعنی صاحب نبوت کی

آپکے تلوار شرربار کو نہ روکتی تو وہ

خون قوم سراپا ظلم کی نہریں دریا بہا دیتی

وَلٰكِنَّ شَاءَ اللّٰهُ شَطْرَ فِيْكُمَا

فَلِنْتَ لَتَسْطُوْ ثُمَّ كَانَ لِيَخْفِفَا

لیکن آپ دونوں بھائیوں میں راز خدا رکھا گیا

تم از غضب تھے کہ برابر بڑھا جاتا اور پیر حملہ کرتے جاتے تھی

اور وہ رحمت تھے کہ قریش کی خطائیں معاف

کرتے جاتے تھے اور اسی رحم و غیظ سے عداوت

خدا نے ترتیب پائی تھی ۵

جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف سے فارغ ہوکر پشت زین پر سے

روی زمین پر تشریف لائے تو وہ بت خدا بازو دین جناب امیر المومنین آپنی پشت پر سوار کر

بطور جیل قدری پھلتی ہوئے قریب بتوں کی تین سو ساٹھ ۳۶۰ بُت کہ جو مشرکون نے نصب کر رکھی تھی

پہونچی تو ہر ایک کے قریب جا کے نوک نیزہ یا عصا سے جبایہ کہ زمین میں

عصا کے سے جب روایت مواہب لدنیہ اشارہ فرماکے کہتی تھی جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا آیا حق اور دور ہوا باطل اور البتہ باطل

زایل ہونیوالا تھا پس فوراً وہ بت منہ کے بھل گر کے ٹکڑی ٹکڑی ہو جاتا تھا

بروایت مواہب لدنیہ مشرکون نے بڑا اہتمام کیا تھا سیسہ پلا پلا کے ان کو زمین میں نصب

کر دیا تھا اور جب یہ چھوٹے چھوٹے بت گرنا ہو گئے تو بڑی بت باقی رہ گیا

کہ جنکو مشرکون نے بہت بلندی پر نصب کیا تھا اور ہر تبت جناب رسولخدا

نے ہمارے ... پر بلند ہو کر سب کیا

حضرت علی ابن ابیطالب کاندھا دوش اقدس پر بلند ہوی جیسا کہ فاضل ...

ان بتونکو گرادو

رَفَعْتَ بِاِشْمِي غَارِبٍ اَحْلَلْتَ بِهِ مَلَائِكَ يَتْلُونَ الْكُتُبَ

اَلْمُسْتَطِيْرَا ہے علی بن ابی طالب بلند ہوئی آپ اوس عالیشان کی شان پر

کہ جس کی گرد گرد ملائکہ نور ہیں حلقہ زن تھی اور تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھی

فَسَبَّحَ جِبْرَئِيْلُ وَقَدَّسَ هَيْبَةً وَهَلَّلَ اِسْرَافِيْلُ رُعْبًا وَكَبَّرَا

جبرئیل و اسرافیل مارے خوف کے بیدل زدہ تھے تھی اور زلزلے خشیت و ہیبت کی تکبیر

و تہلیل و تمجید میں مشغول تھی اور ہر بن مو سے شکر خدا کرتے تھی فَيَا رُتْبَةً لَوْ شِئْتَ

اَنْ تَلْمِسَ السُّهٰى بِهَا لَمْ يَكُنْ مَا رُمْتَهُ مُتَعَذِّرَا اللہ اللہ

کیا رتبہ پایا آپ نے اور کس بلند مقام پر پہونچی کہ اگر وہاں سے سہا کا چھونا چاہتی تو بلا تکلف

پا جاتی سہا بہت چھوٹے چھوٹے تارے ہیں کہ جب عرب وغیرہ کو تیزی نظر کا امتحان

منظور ہوتا تھا تو اونہیں دیکھتے ہیں وَيَا قَدَمًا اَنَّى قَدِمْتَ وَطِئْتَهَا

وَاَيَّ مَقَامٍ قُمْتَهَا فِيْهِ اَنْوَرَا اے مبارک پاؤں واہ کیا کہنا ہے

کس نورانی مقام پر تم ٹھہری کہ جہاں جبرئیل کے بھی پر جلتی تھی بِحَيْثُ

اَنَارَتْ سِدْرَةُ الْعَرْشِ ظِلُّهَا بِضَوْئِهٖ فَاعْتَدَّتْ

بذلک مفخراً اوس مقام پر آپ جاگزین ہوئے کہ جب اوسکا سایہ عرش

ورسے وہ دن پر اترا تو فخر ہوا یعنی حسین بقبول خدا کا عرش زیر عرش تھا

اوسکا شانہ تمہارا فرش ہوا شاہ عرب سے خدا نے فرمایا تھا

گل جنت شمیم و شاخ گلزار   دُر انجم صفا و تاج اسرار

مہ کامل ضیاء و چرخ انوار   وزیر حق پرست و شاہ ابرار

علی بر دوش احمد چشم بد دور   عیان شد معنی نور علی نور

زمین کعبہ گوید رفعتا پاک   کہ الحق نیست جائے ریب و تشکیک

منور شد جہان تیرہ و تاریک   سیاہ آ دیدہ خورشید نزدیک

علی بر دوش احمد چشم بد دور   عیان شد معنی نور علی نور

واقع ہیں مومنین کعبہ فضیلت جناب علی ابن ابیطالب کی اوس سرزمین ہوئی گویا یہ معراج حضرت کی

زمین ہی پر ہوگئی ملا کاشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

گر بدے بالاتر از عرش برین جا دگر   گفتمی زانجاست جایت یا امیر المومنین

• مومنین علی کاشی علیہ الرحمہ کے نزدیک کوئی جگہ عرش بریں سے زیادہ ثابت نہیں ہوئی ہے جو مدح علی ابن ابیطالب میں نظم فرماتے مگر ہمارے حضرت علامہ صاحب نقی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے کیا خوب ثبوت دیکر نظم فرمایا ہے قابل وجد ہی یہ شعر

چو بلہ بد کہ سقف نبی بالاتر از عرش برین　　زین سبب شد جای بابیت یا امیر المومنین

روضۃ الاحباب وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب جناب امیر شانہ حضرت پر بلند ہوئے تو حضرت نے فرمایا یا علی تم کس حال میں ہو حضرت نے عرض کی غیب کی سب پردے مجھ پر کھل گئے مرا سر ساق عرش تک پہونچا ہی ابھی جس چیز کو چاہوں میرے ہاتھ میں آجاوے حضرت نے فرمایا زہی نصیب تمہارا کہ تم خدا کے کام میں سرگرم ہو اور زہی نصیب میرا کہ ایسے حال میں بار تمہارا کہ بار حق ہی اپنے دوش مبارک پر اٹھائی ہوئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی جتنا چاہتی تھی اتنا بلند ہو کر عرض کی قسم اوس خدا کی جسنے آپ کو گمراہوں کی ہدایت کے لئے بھیجا اگر چاہتا تو ابھی ہاتھ مرا آسمان تک پہونچ جاتا

اور ابھی جابجا ہزاروں آدمی پہول کی طرح اٹھا کے زمین پر ادہٹ دو حضرت نے

فرمایا اصحاب اپنی کام میں مشغول ہو حضرت نے بمجرد اس حکم کے ہبل کو مونہ کے

بہل زمین پر پہینکدیا اور دو وصواع و عزا و لات و منات کو آپنے متصل تیغ کے

بابت سبیں زمین پر اوٹھا کے پہینکدیا اور بابت کی بابت میں سب کو خاک سیاہ میں

ملادیا فاضل متعزل کہتے ہیں فَلَيْسَ صُوَاعٌ لَعَبْدِهَا بِمُعَظَّمٍ

وَلَا اللَّاتُ مَنْجُوًّا لَهَا وَمُعْفَاً ای علی بن ابیطالب آپکی تیغ کی

سبب پھر کبہی لات و منات کی پرستش نہوئی اور صواع و عزی کی عزت نرہی

صَدَمْتَ قُرَيْشًا وَالرِّمَاحُ شَوَاجِرٌ فَقَطَّعْتَ مِنْ اَرْحَامِهَا

مَا تَنَشَّجَا ای علی ابن ابیطالب بر احد بجا تکا آپنے قریش کو دیا اور لالہ دہ

لاینبغی پر جیسی کی سیٹی رہی مگر آپنے اوکھا یا اور کل قرابت کا کیدہ نہیں کیا اور جو

اعلی ہبل کہ کہتے ہر روز احد کیا کرتے تھی اور ہمیشہ پرواہ کرتے تھی اوسکو ہبل کو منہ کی

بہل گرنے سے ہبل ہبل رونا پڑا اور تمام قریش کی دلوں سے دہوان،

لگتی تھی بال بال تیر

• اوڑھتا مگر خوف ذوالفقار سے شمر بدکار جسد اطہر سے دم مار سکی

مگر تھی یوں ہی بعد غبار جناب امام حسین علیہ بروز عاشورا نکالا گیا ہے جب آپ

شہید ہوگئے اور سر نیزہ پر بلند ہو چکا تو چند کفار اس بدن کے پاس آئے اور کہا ابھی

ہمارے دل کی بخار نہیں نکلی اجازت دی کہ جتنے نیزے گھوڑے دوڑائیں اونے اجازت

دی یہ تو کر اپنی اپنی مقام پر واپس آئے اور نہیں گھوڑ دوڑی بند ہوئیں اور

باہم بکتر بڑی ہی تھی اب ذرا نہیں کر سکتا مگر باشارہ کے داہنی جانب کے

گھوڑی بائیں جانب اور بائیں جانب کے داہنی طرف ہو گئی اور جسم نازنین

حسین بیچ میں تھا اور دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ

یہ حکم پامالی بخار و ابن زیاد و یزید پلید تھا چنانچہ جناب فضہ ناقل ہیں کہ میں بعد

شہادت آقا نامدار فرزند رسول مختار در خیمہ پر متحیر و مضطرب کھڑی ہوئی

تھی سَاَیْتُ رَجُلًا بَاکِیًا عَلیٰ بَابِ الْخَیْمَۃِ کہ میں ایک سوار کو

دیکھا کہ زار زار مثل ابر نو بہار بیقرار ہو رہا تھا میں نے پوچھا اے شخص

تقریر نہ کایت و حال کسی جانوران بر قاتل حسین علیہ السلام و گجار ربوم بر مصیبت حسین علیہ السلام و خبر دادن

از شہادت حسینی بہ دیوار دار الخلافہ و آمدن تاجر دیگر بغرض تصدیق خبر شہادت و تشفا

و حضر شدن بتربت خون سید الشہداء

قال اللہ تعالیٰ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا

مُنظَرِينَ جناب باری عز اسمہ ارشاد فرماتا ہے کہ نہیں روئی اونپر

آسمان اور زمین اور نہیں تھے وہ لوگ اس وقت میں مہلت دیے گئے ~~[illegible]~~ کتاب

کامل الزیارۃ میں ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب امیر المومنین سید الوصیین

علی ابن ابیطالب علیہ السلام دولتسرا سے باہر تشریف لا کر داخل مسجد ہوئے اور اصحاب گرد و پیش جناب

وصی رسالت مآب جمع تھے کہ ناگاہ جناب سید الشہداء مظلوم کربلا سبط محمد مصطفیٰ تشریف لائے

اور روبرو جناب امیر خیبر گیر کے کھڑے ہوے حضرت نے دست راست کو دراز فرمایا

اور فرق مبارک جناب امام حسین علیہ السلام تک پہنچایا اور ارشاد کیا یَا بُنَيَّ إِنَّ اللهَ

عَيَّرَ قَوْمًا فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ

وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ یعنی اے فرزند میرے اے حسین تحقیق کہ خداوند عالم نے

یہ آیہ شان میں ان لوگوں کی نازل ہوئی

جنہوں نے کہ لذت دنیا اور زینت تھوڑی

کی میں اور بسبب تحقیق عذاب ہوئے

اون کی رنج و مصیبت پر آسمان

و زمین میں نہیں روئے چونکہ مستحق عذاب

تھے کہ رحمت الہی سے دور تھے

لہٰذا مظلوم ہوا اور جو لوگ کہ

خدا میں شہید ہوئے اور

جناب صحیح مسلم میں تفسیر

میں لکھا ہے کہ آسمان و زمین

سید الشہداء کے کشتہ ہونے

سرزنش فرمائی ایک جماعت کو کہ اونکی اوپر آسمان و زمین نہیں روئی اور وہ بہت
دنوں ہوئیں ہیں کہ نہیں روئی ہی وَایْمُ اللّٰهِ لَيَقْتُلُنَّكَ ثُمَّ تَبْكِي السَّمَاءُ
وَالْاَرْضُ مگر ای حسین تو اے بیکس شہید ہوگا کہ تیری بیکسی و مظلومی پر جمیع آسمان
و زمین روئینگی اور اسی آیہ کے تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں
لَمْ تَبْكِ السَّمَاءُ اَحَدًا مُنْذُ قُتِلَ يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا حَتّٰى قُتِلَ
الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَكَتْ عَلَيْهِ یعنی جس روز سے کہ یحیی بن زکریا
قتل ہوئے آسمان کسی پر نہیں رویا تا اینکہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو مصیبت
و جناب پر رویا پھر آپ فرماتے ہیں لَقَدْ بَكَى عَلَى الْحُسَيْنِ كُلُّ شَيْءٍ
مَا يُرٰى وَمَا لَا يُرٰى کہ مصیبت امام حسین علیہ السلام میں تمام اشیاء اور کل موجودات
خواہ نظر میں آتے ہوں یا غایب ہوں مثل کوہ و سنگ و جن و ملک و ارواح مقدسہ
انبیاء و اوصیاء کے روئی ہیں اور روتے ہیں کتاب منتخب میں اسی آیہ کے تفسیر
میں ابن عباس سے منقول ہی کہ جب کوئی پیغمبر وفات پاتا ہی تو آسمان چالیس برس تک
روتا ہی اور جب کوئی عالم انتقال کرتا ہی تو چالیس روز آسمان روتا ہی و اما الحسین

تَبْكِي عَلَيْهِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ طُولَ الدَّهْرِ . یعنی جب امام حسین علیہ السلام
شہید ہوئے تو مصیبت امام مظلوم پر آسمان بقدر طول تمام دنیا کے رویا منقول ہے
کہ جناب امیر المومنین نے ارشاد فرمایا بِأَبِي وَأُمِّي الْحُسَيْنُ الْمَقْتُولُ بِظَهْرِ
الْكُوفَةِ فدا ہوں میری ماں باپ مظلوم حسین پر کہ وہی پس کوفہ شہید ہوینگے
وَكَأَنِّي بِهِ وَالْوَحْشُ مَادَّةٌ أَعْنَاقَهَا إِلَى قَبْرِهِ وَيَرْثُونَهُ
لَيْلًا حَتَّى الصَّبَاحِ اور گویا بچشم خود دیکھتا ہوں کہ بغرض صدا اطاعت جانوران
صحرا اپنی گردنونکو کھینچے ہیں اور قریب قبر مقیم رہکر شام سے صبح تک نوحہ وبکا در
مصیبت حسین میں مصروف رہتی ہیں فَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ فَإِيَّاكُمْ وَالْجَفَاءَ جب
جانوران وحشی کی یہ حالت ہو کہ گریہ وبکا میں مصروف رہیں اور گریہ وبکا مظلوم کربلا
میں اپنی جان کھوویں وای برحال ان لوگوں کے کہ جنہوں نے ایذا میں فرزند رسول کو
پہونچائیں کہ جانور تک انکو لعن وبد یاد کرتے ہیں داؤد بن فرقد کہتا ہے
کہ ایک روز حاضر خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام ہوا کہ دیکھا میں نے کہ آپ تشریف فرما ہیں

اور ایک کبوتر کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور جب وہ آواز دیتا ہے تو آپ مسرور ہوتے ہیں عبید بشیر

حضرت یحییٰ جناب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے داود تو جانتا ہے کہ کبوتر کیا کہتا ہے میں نے

عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کہ یہ قاتلان امام حسین علیہ السلام پر لعنت کرتا ہے سعدہ بہ محبت تمہاری

اور اس کبوتر کو اپنے گھر میں رکھا حضرات جانوروں کی محبت اور ذکر عزاداری کو خیال فرمائیے

کہ عزادار جناب سید الشہدا ہمیں کس درجہ منہمک و مشغول رہتے ہیں کہ جتنا صدمہ انسان نہیں بلکہ بعض

جانوروں نے اس وجہ سے انسان سے ترک تعلق کر دیا چنانچہ حسین بن ابی غندر کہتا ہے

کہ میں ایک مرتبہ خدمت بابرکت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر تھا کہ آپ نے مجھ سے

ارشاد مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابی غندر کبھی بوم کو بھی دن میں دیکھا عرض کی نہیں بلکہ رات کو

ظاہر ہوتا ہے حضرت نے فرمایا وجہ اس کی یہ ہے لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ آلَتْ عَلٰى

نَفْسِهَا اَنْ لَا تَاوِيَ الْعُمْرَانَ اَبَدًا وَلَا تَاوِيَ اِلَّا الْخَرَابَ کہ جس روز

سے جد بزرگوار سید الشہدا شہید ہوئے ہیں اس جانور نے آبادی کو چھوڑ دیا اور ویرانہ و صحرا میں

رہنا اختیار کیا ہے جناب امام رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ بوم ایک جانور ہے کہ زمانہ

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں اکثر مکانوں میں رہا کرتا اور جب کبھی

کھانا

کہ جب کھانیکا وقت آتا تو دسترخوان پر حاضر ہوتا اور لوگ اسکے سامنے کھانا ڈالتے تو خوب سیر

ہوکر کھاتا اور پانی پیتا اور پھر اپنی جگہ چلا جاتا وَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ

خَرَجَتْ مِنَ الْعُمْرَانِ اِلَى الْخَرَابِ وَالْجِبَالِ وَالْبَرَارِيْ جب امام حسین

شہید ہوئے تو منازل اور مکان سے نکل کر خرابہ وکوہ وصحرا کو اختیار کیا اور آبادی کو چھوڑ دیا

وَقَالَتْ بِئْسَ الْاُمَّةُ قَتَلْتُمُ ابْنَ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ اور کہنے لگا کہ اے

امت جفا کار کیا ہی بُری [illegible] جنہوں نے اپنے رسول کے نواسے کو شہید کیا

فَكَانَتْ نَهَارَهَا صَائِمَةً حَزِيْنَةً حَتَّى يَجُنَّهَا اللَّيْلُ پھر وہ آہو

کہ یہ جانور ہمیشہ بحزن و مغموم رہتا تھی اور تمام دن روزہ رکھتا تھی فَاِذَا جَنَّهَا

اللَّيْلُ فَاَفْطَرَتْ عَلَى مَا رُزِقَتْ ثُمَّ تَرِنُّ عَلَى الْحُسَيْنِ حَتَّى

تُصْبِحَ اور جب شب تاریک ہوتی تھی تو ~~فطار~~ کر جو کچھ رزق کہ میسر ہوتا تھی

افطار کرتا تھی اور پھر مصروف گریہ و بکا ہوتا تھی یہانتک کہ صبح ہوتی تھی اور ایک روز [illegible]

يَجِيْءُ الدَّمُ مِنْ فِيْهِ کہ اس درجہ روتا تھی کہ خون اوسکے حلق سے

جاری ہوتا تھی سنا حضرت نے حال گریہ طیور ایسطور سے [illegible] اور [illegible]

کما سادی فی البحار عن نبی لا ناس کا رونا یاد آگیا (چنانچہ کتاب مناقب میں لکھا ہے معتبر صاحب مفضل بن عمر جعفی علی امام جعفر صادق ع

رضی نایف العابدین قال لما قتل
سے اور انہوں نے اپنے آبا و طاہرین سے تا اینکہ امام زین العابدین ع سے روایت کی

الحسین بن علی جاء غراب فوقع
فی دمه جناب امام زین العابدین ع وہ کہا جب امام حسین ع شہید ہو گئے اور سر مقدس نیزہ پر بلند کیا گیا تو منجملہ اور

ثم تمرغ ثم طار فوقع
جانوروں کے ایک جانور کہ جسکی بال و پر خون منظلوم کربلا جناب سید الشہدا
پرندوں میں یہ خبر نہیں جناب امام حسین ع

شہید ہوئے اسکے لوٹا اور اپنے خون پر اڑا
بخون طبیدہ کرب و بلا امام حسین ع
در یگانہ دریا بمجمع البحرین

ثم تمرغ وطار فوقع بالمدینة علی
جدار فاطمة بنت الحسین بن علی ع سے بھری آلودہ تھی خبر دینی کی غرض سے دیوار جناب فاطمہ صغرا پر مدینہ میں اڑ کر جا بیٹھا اور گیا

پھر وہ لوٹا خون صفرت میں لوٹا اور کہتا چلا جب جناب فاطمہ صغرا نے سر کو بلند کیا دیکھا کہ ایک جانور خون میں رنگین

اڑا اور مدینہ میں ہو کر دیوار فاطمہ صغرا
فبکت بکاء
یعنی حالت ماتمدار روتی اور سوگوار رونگی تباہی ہوئی رو رہی

دختر امام حسین ع پر اڑ کر بیٹھا فرفعت
راسہا فنظرت الیه شدیدا وانشات وتقول جناب فاطمہ یہ حالت دیکھ کر رونے لگیں
جب سوار دیکھا آپ نے اس طرح زار زار

اور یہ مرثیہ انشا فرمایا اور اس کے مخاطب ہو کر فرمایا

نعب الغراب فقلت من تنعاه ویلک یا غراب

اے جانور اے غراب کیا تو خدا کو فرشتہ کسی مری پیارے عزیز کی خبر لایا ہے جو اس حال

سے رو رہا ہے قال الامام فقلت من قال الموفق للصواب

جب اوس جانور نے یہ کلمہ سنا تو وہ بھی رو دیا اور کہنے لگا ہاں اے فاطمہ میں خبر دینے

امام عالی مقام کی لایا ہوں جناب فاطمہ نے پوچھا کہ کون امام کی خبر لایا ہے کہا وہ امام جنکی

توفیق راہ صواب و حق پائی ہے إِنَّ الْحُسَيْنَ بِكَرْبَلَا بَيْنَ الْأَسِنَّةِ

وَالضِّرَابِ جناب فاطمہ نے کہا اری چڑیا بیان کر کون امام جنکی توفیق صواب

پائی ہے اور تو اوسکی خبر لایا ہے وہ کہنے لگا اری وہ امام یعنی جناب امام حسین ہیں کہ

زمین کربلا پر ہزاروں شعور تاب تشنہ و گرسنہ تیر شمشیر و سنان سے پارہ پارہ کئے گئے

فَابْكِي الْحُسَيْنَ بِعَبْرَةٍ تُرْجَى الْإِلَهَ مَعَ الثَّوَابِ

بڑی بڑی آنسوؤں سے حسین کی شہادت پر رو

وہ جانور یہ کہتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا اور کہتا تھا اے فاطمہ صغری میں حسین کے بیٹے پر بالیں پر اور وقت

~~مصائب والا [illegible] حضرت [illegible] ہزاروں [illegible] مستحق تھے~~

قُلْتُ الْحُسَيْنُ فَقَالَ لِي حَقًّا لَقَدْ سَكَنَ التُّرَابَ

غرض اب تک جناب فاطمہ صغری نہیں سمجھیں کہ کس حسین کی خبر لایا ہے اس پرندہ سے پوچھا

کہا کون حسین کہنے لگا اری وہی حسین جنکی رسول حق تھا بیٹے ای فاطمہ تیری

بیدر سری حسین ابن علی کو کہتا ہوں جنکو جناب فاطمہ زہرا نے جنکی پیس پر لایا تھا

اور میں نے اس میں نعت [illegible] رسول خدا کو
عقل [illegible]
تو اب آخری [illegible]
~~[illegible]~~

یہ کہ امام میں [illegible]
تا وقت اور کوئی [illegible]

اور دم میں حسین جسکی آرزو دلی خاطر جناب رسولخدا کو منظور تھی آہ قسم خدا کی یہ بجبر

شہادت جسم شریف کو برہنہ کرکے خاک پر ڈالدیا

ثُمَّ اشْتَغَلَ بِهِ الْجَنَاحِ فَلَمْ يُطِقْ رَدَّ الْجَوَابِ

جناب فاطمہ تھی میں یہ دم جانور نے یہ کلام کرکے اپنی پر و بال کو حرکت دی اور اس پر

یہ خود مر گیا یا بیہوش ہو گیا اور

دبیقراری سے رو دیا کہ پھر بار دیگر اسکو طاقت کلام نہ رہی

فَبَكَيْتُ مِمَّا حَلَّ بِي بَعْدَ الدُّعَاءِ الْمُسْتَجَابِ

تک روتی رہی و ما انشفت

میں بسی او بنظر بر دعای تعداد کی مستجاب کو سنکر روتی رہی ~~اور بعد اسکے خدا پر~~

اور کل بسبب بیتابی و بیکسی میں بیہوش ہو گئی کیسے طاقت ... ہو گئی

محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں یہ دیکھ کر فاطمہ سو گئی خبر مرگ امام اہل مدینہ میں کہا ہی لوگوں نے سنکر

کہا نہیں تک سے عبد المطلب کو نہیں ہوا تا نبیرہ عبد چند روز کی خبر شہادت امام مظلوم

اہل مدینہ تک پہونچی لوگوں نے کہا اہل مدینہ نے خبر دہی زاغ کو ... اور شقیق

مجروح تھی ... ہو ... کو اسی زخم سے ... مرض ہو ... دل منفہ ...

... جاء ... ما ... والدم يتقاطر من اجنحته و

دَارَ حَوْلَ قَبْرِ سَيِّدِنَا رَسُولِ اللهِ ... اور ... ~~...~~

... حسین ... ... مین ... ہو گئی

اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گرد جناب
آیا اور گرد قبر

کہ گنبد پر جا بیٹھا جو خون اوسکی پروں سے ٹپکتا تھا اس کو اپنے پروں سے گرد قبر جناب
رسالتمآب کے پھرا لیعلن بالنداء الا قتل الحسین بکربلا اور یہ آواز
بلند پکار پکار کر یہی کہتا کہ ای اہل مدینہ آگاہ ہو جاؤ کہ حسین ابن علی میدان کربلا
میں شہید ہوگئے ومع ذلک اہل المدینۃ لم یتفطنوا مگر بہ سبب
اس آواز وحشی کے بعد اہل مدینہ کو پورا یقین نہیں ہوا فلما جاء خبر قتله
علموا ان ذلک الطائر کان ینعی رسول الله بقتل ولده
الحسین ع مگر جب خبر شہادت فرزند رسول الثقلین ذکر دوسرے طریق سے
معلوم ہوئی تو اونکو یقین کامل ہوا کہ وہ جانور ایسی خبر کو بیان کرتا تھا اور صادق تھا
قال المجلسی رح وقد نقل انه فی ذلک الیوم الذی جاء فیه الطیر
الی المدینة کان فی المدینة رجل یهودی جناب مجلسی رح سے
منقول ہی کہ وہ سعید یعنی بروز عاشورا کہ طائر خبر وحشی شہادت کی واسطے مدینہ میں آیا تھا
یہہ بھی ایک اور امر عجیب کا واقع ہوا کہ مدینہ میں ایک یہودی رہتا تھا وله بنت
عمیاء زمناء طرشاء مشلولة والجذام قد احاط ببدنها
اور اوسکی ایک لڑکی تھی کہ انکھوں سے اندھی اور کانوں سے بہری اور مشلول تھی اور ہاتھ پیر

رہتا اوسکی وجہ سے دلشکستہ تھی زید بن حدادہ اوسکی تمام شب
میں تھا فَجَاءَ ذَلِكَ الطَّائِرُ وَالدَّمُ يَتَقَاطَرُ مِنْهُ وَوَقَعَ عَلَى
شَجَرَةٍ تَبْكِي طُولَ لَيْلَتِهِ روی کنندہ کہتا ہے کہ یہی طائر اہل مدینہ کو خبر شہادت
سنکر اوسی مدینہ کے [illegible] ایک درخت پر جا بیٹھا ~~[illegible]~~ اس حال سے کہ خون بہ رہا تھا اور تمام شب اوسکی
گریہ وزاری میں مشغول رہا وَكَانَ الْيَهُودِيُّ قَدْ أَخْرَجَ ابْنَتَهُ تِلْكَ
الْمُبْتَلَاةَ خَارِجَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْبُسْتَانِ وَتَرَكَهَا فِي الْبُسْتَانِ الَّذِي
جَاءَ الطَّيْرُ وَوَقَعَ فِيهِ اوس یہودی نے اپنی لڑکی بیمار کو بیرون مدینہ
اوسی باغ میں چھوڑا تھا جس میں وہ طائر جا بیٹھا تھا اور معمول یہودی یہ تھا کہ ہمیشہ شام کو
سے بیٹی اپنی دختر علیل کے پاس ضرور پہنچ جاتا تھا تو اوسکا تمام دن کسی طرف سے یوں شغل
میں تصفیہ الٰہی سے اوس روز یہودی کسی کام کی وجہ سے باغ تک نہ جا سکا اور شب میں بھی
رہا وَالْبِنْتُ لَمَّا لَمْ يَأْتِهَا أَبُوهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ لَمْ تَنَمْ طُولَ اللَّيْلَةِ
وہ بیچاری بیٹی بموجب معمول اپنی باپ کے آنیکی منتظر رہی لیکن جب وقت معمول گذر گیا
اور اوسکا باپ نہ آیا تو تمام رات وحشت و تنہائی کی وجہ سے وہ بھی نہیں سوئی وَكَانَ أَبَاهَا
كَانَ لَيَسْبِيهَا حَتَّى تَنَامَ اسلئے کہ اوسکا باپ کو اوسی کی دلداری [illegible]

مومنین مشہور ہے کہ اس دختر معصومہ کی یہ وجہ رنگ کہ جبکہ ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ باپ سے
جدا ہو نیند نہیں آتی اسی طور سے اسی شب عاشور کو ایک ورد کے کانا ہونا
یاد آگیا تھا اور وہ مومنین مسلا وہ صاحب سکینہ ایک دختر جناب امام حسین علیہ السلام
تھیں کہ جنہوں نے قید خانہ شام میں انتقال فرمایا لِأَنْ كَانَ الْحُسَيْنُ يُحِبُّهَا حُبًّا
شَدِيدًا وَلَا تَنَامُ لَيْلَةً إِلَّا وَهِيَ رَاقِدَةٌ عِنْدَ أَبِيهَا اور اس صاحبزادی کو
جناب امام حسین علیہ السلام بہت پیار فرمایا کرتے تھے اور کوئی شب ایسی نہ ہوتی تھی کہ حضرت کے
پاس آرام نہ کرتے ہوں چونکہ بہت چھوٹی تھیں لہذا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے سینہ
پر سوتی ہوں فَإِنَّهَا أَيْضًا لَمْ تَنَمْ طُولَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ ہائے مومنین نہ سوئی
اس شب کو مومنین سوئی اور بار بار ہائے بابا ہائے بابا کہہ کر اٹھ جاتی تھی

المختصر جب اس دختر معصومہ کی یہ وجہ رنگ کا دیکھا بے بیہوش تھا نیند نہ آئی سَمِعْتُ
عِنْدَ النَّبِيِّ بُكَاءَ الصَّبِيِّ وَحَنِينَهُ تو قریب خیمہ امامؑ کے ایک آہ و دردناک
ایک صاحبزادی کو روتا پایا مومنین ایسی ملال کی ... یہ بیبیاں حرم کی ...
آہ دلدوز سے دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے کہ خیمے میں وہ مخدرات بہت بے کس ...
رنج میں ... مشغول ... تھی اس وجہ سے ... تھا

فبقيت تتقلب على وجه الارض الى ان صارت تحت
الشجرة التي عليها الطير جب اس لڑکی کو کسی عنوان سے خبر پائی
تو زمین پر ہاتھ پاؤں مارنے لگی اور اپنی پیٹھ پر گھسٹتی ہوئی اوس درخت کے
نیچے تک پہونچی جسپر وہ پرندہ بیٹھا ہوا تھا وصارت علما تحت ذلك
الطير تحن ايضا من قلب حزين اب تو زیر درخت بیٹھکر لڑکی
بیقرار ہوگئی کہ وہیں تڑپکے آواز کے ساتھ پیٹہ ہی رہ جاتی تھی اور اپنی دلکی
بیتابی ظاہر کرتی تھی فبينما هي كذلك اذ جاءت قطرة من الدم
على عينيها ففتحت ابھی وہ لڑکی وہیں تھی کہ ایک قطرہ خون کا اوس طائر کا
ٹپک کر اوسکی آنکھ پر گرا بموجب قدرت کے بصیرت تو وہ اوسکی آنکھ کھلگئی اور دیکھنے
لگی. ثم قطرت اخرى على عينها الاخرى فبرأت پھر اوسکا دوسرا
قطرہ اوسکی دوسری آنکھ پر گرا وہ بھی کھلگئی ثم قطرت على يديها
فعوفيت ثم على رجليها فبرأت پھر دو قطرہ اوسکے ہاتھوں پر گرے کہ
ہاتھ سیدھے ہوگئے پھر پیروں پر گرے پاؤں کا شل جاتا رہا. وعادت كما
قطرت قطرة من الدم تلطخ به جسدها اب جس لڑکی کا

یہ حال ہو گیا کہ جو قطرہ خون کا اوسکی پروں سے ٹپکتا تھا یہ لڑکی اپنی بدن پر ملتی تھی

فَعُوفِيَتْ عَنْ جَمِيعِ مَرَضِهَا بِبَرَكَةِ دَمِ جَنَابِ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ سب بیماریاں

دور ہو گئیں اور بالکل صحیح و تندرست ہو گئی فَلَمَّا أَصْبَحَتْ وَقَبَلَ

أَبُوهَا إِلَى الْبُسْتَانِ فَرَأَى بِنْتًا تَدُورُ وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّهَا ابْنَتُهُ

جب صبح ہوئی اوسکا باپ باغ میں آیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک لڑکی صحیح و سالم

اوس باغ میں چلتی پھرتی ہے اوسنے مطلق نہیں جانا کہ یہ میری بیٹی ہے فَسَأَلَهَا

اس یہودی نے اوس لڑکی سے پوچھا کہ کل میں اپنی لڑکی بیمار یہاں چھوڑ گیا تھا

جسکو چلنے کی بھی طاقت نہ تھی مگر آج مجھکو وہ نظر نہیں آتی معلوم نہیں کیا ہوئی اور کس

پر گذرا فَقَالَتْ وَاللهِ أَنَا ابْنَتُكَ اوس لڑکی نے جواب دیا کہ قسم خدا کی میں

تیری وہی بیٹی ہوں فَلَمَّا سَمِعَ كَلَامَهَا وَقَعَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ

وَقَامَ عَلَى قَدَمَيْهِ فَأَتَتْ بِهِ إِلَى ذَلِكَ الطَّيْرِ جب یہ کلام کو

یہودی نے سنا تو چونکہ خبر وحشت اثر تھی یہودی کو یکایک غش آگیا جب ہوش میں آیا

تو لڑکی نے اپنا کل قصہ بیان کیا اور اپنے باپ کو اوس درخت کے نیچے لائی جہاں

طائر بیٹھا ہوا تھا فَرَأَوا الطَّيْرَ عَلَى الشَّجَرَةِ يَئِنُّ مِنْ قَلْبٍ حَزِينٍ

يَحْتَرِقُ لِمَا رَأَى مِمَّا فُعِلَ بِالْحُسَيْنِ ؑ اوس یہودی نے عجب حیرت فزا
دیکھا کہ ایک جانور درخت پر بیٹھا ہوا کمال سوز و گداز سے اپنی درد دل کو
ظاہر کرتا ہی اور جو جو مصائب حضرت امام حسین ؑ پر دشت بلا میں دیکھی ہیں انکو رو رو کر
بیان کرتا ہی فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ بِالَّذِي
خَلَقَكَ أَيُّهَا الطَّيْرُ أَنْ تُكَلِّمَنِي بِقُدْرَةِ اللهِ تَعَالَى یہودی نے
کہا میں تجھکو اوس خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے تجھکو خلق فرمایا ہے مجھسے ہمکلام ہو اور
قدرت خدا سے مجھسے بیان کر کہ یہ کس برگزیدہ خدا کا خون ہی کہ جو تیری پر و بال کو
لگ رہا ہی فَنَطَقَ الطَّيْرُ مُسْتَعْبِرًا راوی کہتا ہی کہ وہ طائر حکم خدا
گویا ہوا مگر حالت اوسکی یہ تھی کہ گریہ گلوگیر تھا یعنی شدت رونے کی وجہ سے اچھی طور
سے کلام نہ کرسکتا تھا ثُمَّ قَالَ إِنِّي كُنْتُ وَاكِرًا عَلَى غُصْنِ
الْأَشْجَارِ مَعَ جَمَاعَةٍ مِنَ الطُّيُورِ عِنْدَ الظَّهِيرَةِ یعنی کہا اسے
یہودی تیرا کیا مجھسے سوال کرنا ہی میں اس واقعہ حسرت ناک کو کیونکر بیان کروں
اے یہودی تجھکو تو خبر ہی نہیں میں ایک درخت پر آشیانہ میں بیٹھا ہوا تھا
اور دیگر علاوہ بہت سے پرندے اوس درخت پر میرے ساتھ وقت زوال تھے

بیٹھی ہوئی تھی وَإِذَا بِطَائِرٍ سَاقِطٍ عَلَيْنَا وَهُوَ يَقُولُ ناگاہ
ایک پرندہ اڑتا ہوا ہمارے غول میں آ بیٹھا اور یہ کہنے لگا أَيُّهَا الطُّيُورُ
تَأْكُلُونَ وَتَتَنَعَّمُونَ وَالْحُسَيْنُ فِي أَرْضِ كَرْبَلَا فِي هَذَا الْحَرِّ
عَلَى الرَّمْضَاءِ طَرِيحاً ظَامِياً کہ ای پرند جانورو تمہیں افسوس ہے
کہ تم یہاں خوش ہو اور یہاں عیش و عشرت میں بسر کرتے ہو اور حسین فرزند رسول ثقلین زمین
گرم ریت میں اس شدت دھوپ و گرمی میں پڑا ہوا ہے اور پیاسا ہے وَالنَّحْرُ
دَامٍ وَرَأْسُهُ مَقْطُوعٌ عَلَى الرُّمْحِ مَرْفُوعٌ ای پرندو ان کی
نحر کو کیا تک بیان کروں کہ گردن سے انکی خون جاری ہے اور انکا
سر کو دشمنوں نے کاٹ کر اور بدن سے جدا کر کے نیزہ پر چڑھایا ہے
وَنِسَاؤُهُ سَبَايَا حُفَاةً عُرَايَا ہائے غضب اہل حرم ذریت رسول میں
قیدی بنائی گئی ہیں اور برہنہ پا ننگے سر بے چادر و مقنعہ کر دی گئی ہیں فَلَمَّا سَمِعْنَ بِذَلِكَ
تَطَايَرْنَ إِلَى كَرْبَلَا ص یہ روایت میں بیان ہے جب ہم لوگوں نے یہ خبر
رنج اثر سنا تو شدت شوق سے نہایت جلدی کو تیار کیا اور جانب کربلا کے چلی روانہ ہوئے
فَرَأَيْنَاهُ فِي ذَلِكَ الْوَادِي طَرِيحاً وہاں ہم نے جو دیکھا

جناب امام حسین عہ سے رنگے ہوئے پر پڑے ہاں سو میں الغسل من دمه

والكفن التراب السافي عليه یعنی کہ جس دن جناب کے غسل کا سامان

نہیں فرمایا مگر اپنے خون میں نہائے ہوئے ہیں اور بجائے کفن ریتی میں ملے ہوئے

جسم مبارک پر پڑی ہوئی تھی فوقعنا كلنا ننوح ونستمع بلاء

التشريف یعنی یہ دیکھکر ہم سب کے سب نقش اقدس پر گر پڑے اور نوحہ میں

اور جناب کے ماتم میں لگے وكان كل منا طار الى ناحيته یعنی ہر ایک

خیال کرتے ہی یہ ہر ایک پرندہ عالم میں ایک ایک طرف کو اور اڑ گیا تو بنت

انا في هذا المكان آ سو وہ یہاں پر دے اور دے یہاں تک پہنچ گیا

جہاں تو دیکھ رہا ہے فلما سمع اليهودي ذلك تعجب جب یہودی نے

یہ حال سنا اور سن کر تعجب ہوا وقال لو لم يكن الحسين ذا قدر ما شفيع الله

ما كان دمه شفاء من كل داء اور کہا کہ اگر حسین کی قدر و منزلت

خدا کی نزدیک برتر نہ ہوتی تو خون ان کا ہر مرض شفا ہر مرض نہ ہوتا تب وہ یہودی

اليهودي واسلمت البنت واسلم خمس مائة من قومه یعنی وہ یہودی

بھی مسلمان ہوا اور لڑکی بھی مسلمان ہوئی اور پانچ سو اس کی قوم کی مسلمان ہوئے

قال اللہ تبارک وتعالی وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ

عَلَىٰ قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ

فضیلت جناب ابراہیمؑ میں

عَلِيمٌ خداوند عالم اپنے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب

ہو کر بعد بیان چند حالات جناب ابراہیم فرماتا ہے کہ یہ ہماری حجتیں

اور دلیلیں ہیں جنکو ابراہیم ہمارے خلیل نے اپنی قوم پر پیش کیں اور انکو ساکت کیا

اسطرح سے ہم جسکے مدارج و مراتب کو چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں تمہارا خدا دانا

اور علیم ہے جناب ابراہیم زمانہ نمرود میں پیدا ہوئے کہ زمین بابل

اور زمانہ میں بادشاہ مشرق و مغرب تھا اور دعوی خدائی کرتا آپکے پدر بزرگوار

کا نام تارخ تھا اور آزر آپکے چچا تھے مگر چونکہ مربی تھے اور انہوں نے پرورش کی

تھی لہذا مجازاً قرآن نے بھی انکو اب یعنی پدر فرمایا ہے جیسا کہ ورثہ یعقوب

فرماتا ہے اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرٰهِيمَ وَاِسْمٰعِيلَ وَ

اِسْحٰقَ باوجود اسکے کہ جناب اسماعیل آپکے چچا تھے مگر خدا نے اونکو بھی اب

میں شریک فرمایا ہے بعد ازاں چونکہ بذریعہ منجموں کے تباہی سلطنت بذریعہ

ایک لڑکے کے نمرود کو معلوم ہوئی تھی لہذا وہ حاملہ عورتوں کو تکلیف دیتا اور

لڑکے ذکور کو قتل کرتا تا اینکہ ستر ہزار لڑکوں کو نمرود نے قتل کیا تا اینکہ

جناب ابراہیم کو اونکی ماں نے ایک پہاڑ کے غار میں پیدا کیا کہ جو بستی سے دور

دہات کوثہ میں تھا اور وہیں دودھ پلایا کرتیں اور پرورش فرماتیں یہانتک کہ

تیرہ سال گذر گئے تا اینکہ پوشیدہ مادر ہیں اوس غار سے نکل آئے یہاں نظر آنکی ستارہ پر

پڑی کہ فرمایا یہ خدا ہے مگر جب وہ غائب ہوا تو اونکو ناپسند کیا پھر ماہتاب جب برآمد

ہوا تو اونکو خدا کہا غروب ہونے پر اونکو بھی ناپسند فرمایا جب آفتاب کو صبح کو دیکھا

فرمایا یہ خدا ہے یہ سب سے بڑا ہے جب وہ بھی غائب ہوا تو فرمایا یہ کوئی

خدا نہیں ہیں خدا وہ ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا

جب آپ شہر میں آئے تو لوگ آپ کو نمرود کے پاس لے گئے اور وہ

کمر نہ بننے نظر و تخت روشنا جناب ابراہیم نے جب دیکھا کہ تخت مرصع کیو جواہر سے شعاعی

و رشتہاے زنگاری کیچی ہیں غلاماں و کنیزاں ماہ پیکر بہت حسن صفائی سے

اوسکے گرد تخت صف بستہ ہیں تو آپنے پوچھا یہ کون ہے جو بکمال اوسکے دیکھنے کو

ہے آئی ہو لوگون نے کہا یہ سب خاص ہے پوچھا یہ جو لعبت گرد تخت کون لوگ ہیں

کہا یہ سب اوسکی پیدا کی ہوئی بندے ہیں جناب ابراہیم نے تبسم فرمایا اور کہا

تمہارا خدا ایسا ہے کہ دوسرے کو اپنی سی بشر پیدا کیا آزر آپکے عم نے اس بات کو

نسخ کیا چونکہ آپنے سکتہ ہمیں کیا تھا نمرود خفا ہو آپنے فرمایا میں جسکو

زندہ نہیں جو مارتا اور زندہ کرتا ہے اونسے کہا اسمعیل میں بھی کر سکتا ہوں حکم دیا

دو قیدی لاؤ ایک کو چھوڑا اور کہا دیکھو اسکو حیات دی اور دوسرے کو مار ڈالا

اور کہا دیکھو مار ڈالا چونکہ جناب ابراہیم واقف تھی کہ یہ ایک ذریعہ ہے جسکو چھٹکارا

جانتی ہیں کہ واقعی میں سہ مارنا جلانا بس ہے نمرود آپنے فرمایا کہ بیگانہ کر دکھایا

اِنَّ رَبِّی یَاتِی بِالشَّمسِ مِنَ المَشرِقِ فَاتِ بِھَا مِنَ المَغرِب

مرا خدا آفتاب کو جانب مشرق سے لاتا ہے تم جانب مغرب سے لاؤ

فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ یہ سنکر مبہوت ہو گیا اور عاجز ہو کر خاموش ہو گیا اور
سمجھ گیا کہ یہ نہ کہہ سکا کہ میں آفتاب کو مغرب سے لاتا ہوں کیونکہ جناب ابراہیم فوراً جھٹلا دیتے
کہتے کہ اگر تمہارا آفتاب ہے تو پہر اوسکے نور سے کیوں خفیف ہوتی ہے اور
گرمی کی شدت میں خیمہ و محل یا کیطرف پناہ لیجانے کی کیا ضرورت ہے اور شب تار میں
شمع و چراغ کی احتیاج کیوں ہوتی ہے

بہرطور اوس زمانہ میں کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے اور کوئی خدا پرست نہ تھا اور ایسا
توکل آپکو ذات خداوند عالم پر تھا کہ مطلق کثرت کفار سے ہراسان ہوتے اور نہ اون
سے ملتجی رہتے بلکہ اکثر اوقات خداون کی اہانت و تہدید فرمایا کرتے اور کیونکہ نہ فرماتے
جسکے تائید میں خداوند عالم ہو اوسکو کسیکا کیا خوف ہے خدا آپکو برابر مدارج
ومنازل عالیہ عطا فرماتا جاتا تھا اور اپنے اسرار علوم سے واقف فرماتا جاتا جیسا کہ
فرماتا ہے وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
اسیطرح سے ہمنے ابراہیم کو ملکوت آسمان و زمین کو ملاحظہ فرمایا جناب امام جعفر صادق
سے منقول ہے کہ جب جناب ابراہیم نے ملکوت آسمان و زمین کو دیکھا تو آپکی

نظر ایک مرد پیر پر پڑی کہ زنا کر رہا تھا آپ نے نفرین کی وہ مر گیا اسیطرح سے
تین شخص جب مر گئے تو خدا نے وحی فرمائی کہ ای ابراہیم تمہاری دعا مقبول ہے مگر میرے
بندوں کو نفرین مت کرو اگر میں چاہتا کہ تمہاری نفرین سے انکو ہلاک کرون تو میں انکو
خلق ہی نکرتا إِنِّي خَلَقْتُ خَلْقِي عَلَى ثَلٰثَةِ أَصْنَافٍ میں نے خلق
کو تین قسم پر مخلوق کیا ہے صِنْفٌ يَعْبُدُنِي لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا
فَأُثِيبُهُ ایک قسم کے عبادت کرتے ہیں اور میرے سوا غیر کو شریک نہیں کرتے
وہ لوگ ماجور ہیں اور مستحق نیکی ہیں وَصِنْفٌ يَعْبُدُ غَيْرِي فَلَيْسَ يَفُوتُنِي
اور دوسرے قسم کے لوگ غیر کی عبادت کرتے ہیں اور مجھسے فوت نہیں ہوتے وَصِنْفٌ
يَعْبُدُ غَيْرِي فَأُخْرِجُ مِنْ صُلْبِهِ مَنْ يَعْبُدُنِي اور قسم ثالث کفار ہیں
کہ میں انکی اصلاب سے مومنین و مسلمین پیدا کرتا ہوں مومنین ہی وہ ہے کہ جناب امیر المومنین
و نیز جناب امام حسینؑ کہ انہوں میں بعض کو فی النار کرتے اور بعض کو باوجود ارتداد ہی ترک
کرتے کیونکہ یہ علم آیات درنظر تھی کہ کسکے صلب سے مومن پیدا ہوتا ہے اور کسکی صلب سے کافر

کیونکر ہو سکین کیا اب بھی شک ہو سکتا ہے کہ ہمارے آئمہ معصومین مرتبہ مین انبیاے اولوالعزم

سے زیادہ ہین اور کیونکر نہون یہہ وہ ذوات طیبات ہین کہ خود جناب ابراہیم ع

کو انکی شیعہ ہونیکی تمنا ہوی چنانچہ حدیث مین ہے کہ جب جناب ابراہیم ع نے ملکوت

آسمان و زمین کی سیر کی ملک آسمان و زمین کو ملاحظہ کیا تو پہلوی عرش مین

ایک نور عظیم آپنے دیکھا عرض کیا خداوندا یہہ کیسا نور ہے وحی ہوئی کہ نور محمد رسولخدا ہے

اوسکے بعد دوسرا نور اوسکے پہلو مین دیکھا پوچھا یہہ کسکا نور ہے ملا حکم یہہ نور

اوسکے وصی و ناصر دین کا علی بن ابیطالب کا ہے تین نور اور دیکھی اونکو پوچھا وحی ہوئی

کہ نور فاطمہ ہے کہ اوسکے دوستونکو آگ سے فطم کیا ہے یعنی بریدہ کیا ہے اور وہ دو نور

اوسکے نور حسنین کا ہے عرض کیا خداوندا نو نور اور دیکھہ رہا ہون

وحی ہوئی یہہ انوار آئمہ ہین کہ انکی ذریت سے ہین عرض کیا بحق ذریت ان حضرات کے

انکی نام تعلیم فرما جسکے نام آئمہ آپکو معلوم ہوگئی تو آپنے عرض کیا کہ خداوند بسبب

نور اونکی گرد دیکھہ رہا ہون جنکی گنتی سوا تیرے کوئی نہین جانتا خطاب ہوا یہہ انوار

شیعہ امیر المومنین ہین عرض کیا شیعہ کی کیا شناخت ہے قال الصلوۃ احدی

• وَالْجَهْرُ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْقُنُوْتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَالتَّخَتُّمُ

فِي الْيَمِيْنِ وَزِيَارَةُ الْاَرْبَعِيْنَ حکم ہوا اکاون رکعت نماز

سنت و واجب و نماز شب و شفع و وتر میں اور بسم اللہ آواز بلند پڑھنا

اور انگوٹھی داہنے ہاتھ میں پہننا زیارت اربعین امام حسین علیہ السلام پڑھنا اور قنوت جناب

ابراہیم نے عرض کیا خداوندا مجھکو انکے شیعوں میں سے فرما خدا نے انکی عرض قبول فرمایا

اور قرآن میں فرمایا وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ تا آخر

دل نگردد سوی ایمان تا نباشد زان او لب نیابد طعم جنت تا نباشد خوان او

معرفت کیا مرتبہ شیعیان علی ہے کیونکہ ہر ایک اپنی دعوی میں کامل ہی نہیں ہو سکتا

بڑے بڑے اکابرین کو اس خیال کی تنبیہ کی گئی منقول ہے کہ سید مرتضی علم الہدی

نے ایک رات کو دل میں خیال کیا کہ آج روضۂ جناب امیر ع میں جا کر شبخانہ کرتا

تا کہ معلوم ہو کہ میں شیعوں میں سے ہوں یا نہ یہ اسی خیال میں تھے کہ ایک آواز سنا

اے فرزند یہ بہت بڑا دعوی ہے تو ہمارے اولاد اور ہمارے احباب سے ہے کیا تمنے

قرآن میں نہیں پڑھا وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ

المختصر جناب ابراہیم ع کو ایسے حجتیں خدا کیطرف سے القا ہوتے تہین کہ ہمیشہ

بجز خدا پرستی اور کسی کام سیطرف بہ نسبت ترکیت قوم توجہ نفرمائی اور کبہی اونکی

شدائد کا خیال بہی نہیں ہوا ایکمرتبہ اونہین عید مقررہ و مصطلحہ اونکی

واقع ہوئی جسمین وہ لوگ تمامہ بیرون شہر جایا کرتے تہی جناب ابراہیم

بہی چلنیکو کہا آپنے پیشتر سے پرکیہ باندہکر بصورت اپنی بیماروں کی بنائی اور

عذر بیماری پیش کی جیسا خدا فرماتا ہے فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُومِ فَقَالَ

اِنِّی سَقِیمٌ بعض مفسرین عامہ نے جیسا ثعلبی ناقل ہے ربیع سے روایت کی

زہرہ ستارہ کو اونہوں نے دیکہہ لیتا اوسکو تپ دیجاری ہوجاتی تہی اور جو شخص اوسکا

مریض کے پاس جاتا وہ بہی مبتلا بمرض ہوتا لہذا جناب ابراہیم نے کہا مینے

زہرہ ستارہ کو دیکہا ہے چونکہ اونکی اعتقاد مین ایسے مریض کے پاس جانا مشئوم تہا

مبادا بیماری عارض نہو جاوے لہذا سب کے سب بہاگ گئے جیسا خدا فرماتا ہے فَتَوَلَّوا

عَنْهُ مُدْبِرِینَ لیکن بعض اخبار میں یہ تفسیر بیان کی گئی ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام

نے عالم علویہ کو دیکہا اور وقایع ما تقدر کو جو لوح قضا و قدر مین ایکدن

صاحب مجالس المتقین فرماتے ہیں کہ وقایع عاشورا کے دیکھنا نہیں ضرور ایسے حیات میں
یہ مصلحت خدا رحمن لوگوں کو خلیل اللہ اس تربت میں خدا پرستی میں تنہا ہیں اور کوئی
اونکا معین و مددگار نہیں تھے مثل گونہ کو عبادت اصنام و خدایان باطل
سے منع کرتے ہیں اور نمرود اسکی وجہ سے آگ جلا کر حضرت کو جلوانا چاہتا تھا
پس گویا یہ اشارہ تھا کہ اے خلیل اپنی تنہائی اور اذیت کافروں سے دلگیر نہو
کہ نمرود دوم یعنی یزید پلید اس نمرود سے شقی تر تھے اور خلیل دوم تمہارے
نسل میں ہیں تم سے مرتبہ میں بلند اور تمام خلقت و اتقیا میں زیادہ ہیں سو اوسکا شہادت
اور پھر روز عاشورا کو دیکھو بمقتضائے عموم وراثت جناب ابراہیم نے
تسبیح کے شبیہ مظلوم کربلا دیکھا کہ یکہ و تنہا ذو الجناح پر سوار ہیں کبھی نظر اوپر
نور چشموں کی طرف تھی جو قتل ہو کر مثل فرزندان قربانی پڑے ہوئے ہیں کبھی نظر خیمہ
پر تھی کہ ہمیں اعدا آتے ہیں حملہ کرتے ہیں اور ہمیں آواز گریہ وزاری بلند تھی اطفال کی
صدا آسمان پر جا رہی تھی خود حضرت اس تنہائی میں داہنی بائیں فریاد ھل من
ناصر و ھل من معین بلند کرتے ہیں مقابل میں لاکھ سے زیادہ

ہم دونوں یزیدی شمشیر کی آتش بار سے جلا کر ہی ہوئے ہیں تا آنکہ ادھر سے نکل گئے

تیر باران کر کے صدور زمین سے گرا دیا شمر ملعون بیٹھا ہوا ان کے سینہ پر سوار ہوئے

حسین نے پانی پانی کر رہے ہیں اور جواب میں شمر ملعون سنگدل قبیح کہہ رہا تھا

وہ معصوم شہادت بخدا میں آئے اور عرض کر رہے تھے فصل ورثت عہدی کو نبا

بار الہا میں نے اپنا عہد پورا کیا اب تو بھی اپنا عہد پورا کر

جب حضرت خلیل اللہ نے یہ حالت مشاہدہ کی خوف سے لرزہ طاری ہوا بیمار ہو گئے

اور فرمایا اِنِّی سَقِیْم — المختصر علی ... اللہ

جب جناب ابراہیم نے شہید کو حال پایا تو بتخانہ میں تشریف لے گئے اور ہر درخت تھی جناب صادق

اپنی ہمراہ تبر لے کر کھانا بھی لیتی گئی اور کہا کھاؤ اور باتیں کرو جب کچھ جواب

نہ پایا تو چند بار کہا مگر جواب نہ ملا آخر تبر اٹھا کر سب کو ریزہ ریزہ کیا اور بڑے

بت کے گردن میں لٹکا کر دیکھو باہر چل دئے جیسا کہ خدا فرماتا ہے فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا

اِلَّا کَبِیْرًا جب خلیق ... جب ... تشریف لائے تو کہ ...

سجدہ کرتے اور کہتا ہے پکار رہے ہیں تو اس کو دیکھا کہ ہاتھ ... ہوئے

اور بڑے بت کے دوش پر تبر رکھا ہوا دیکھے یکبارگی وہ لوگ یہ دیکھ کر رونے لگے

جب خبر نمرود کو پہنچی تو اوس نے پوچھا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ یعنی کس نے

ہمارے خداون سے یہ کیا قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ

اِبْرٰهِيْمُ ایک جماعت نے کہا ہم نے ان بتوں کی نسبت ایک جوان سے

ابراہیم سے کلمات نازیبا سنے ہیں شاید وہی ہو قَالَ فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى

اَعْيُنِ النَّاسِ نمرود نے کہا یہ کلام تمہارا از قسم غمزہ و چغلخوری کے ہے

مجھے اعتبار تمہارا نہیں بلکہ ابراہیم کو سب کے سامنے لاؤ میں اوس سے پوچھوں دیکھوں اگر

اقرار کرے میں بانکار اگر انکار کریں اور لوگ گواہی دینی یا سے جرم ثابت

کردو تو اوس کے قتل کا حکم جاری کرونگا غرض جناب ابراہیم کو سامنے لائے

اور گو انکو بیشتر تھا بجز ایک لڑکے اور کسی نے گواہی نہ دی نمرود نے کہا

ایک شخص کے کہنے سے میں حکم نہیں کر سکتا

وہیں نمرود ہرچند کہ کافر تھا مگر عادل تھا اور صفت عدل نہ رکھتا دیکھی اول

غنیمت جناب ابراہیم میں مقبول کیا ... اور کل حاضری کا حکم دیا اور حاضری

ایک شخص کے سینہ اور نے جرأت نا دیدہ کو احقی کہ دی مگر ایسی نہیں سکتا

اس زمانہ کے چھوٹے گمراہ اور جاہلوں کا عنصر کہ نمرود یعنی چغلخوری و بہتان

کذب و افترا سے بندگان خدا کو مصیبت میں ڈالتی میں خدا اوسکی ہدایت کرے

جب گواہوں سے جرم جناب ابراہیم پر ثابت نہ ہوسکا تو نمرود نے جناب ابراہیم

سے پوچھا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ یعنی کیا تم نے یہ فعل

ہمارے خداؤں کے ساتھ کیا ہے آپ نے بمقتضائے قاعدۂ مناظرہ الزام خصم میں

باب احتمال عند الخصم فرمایا بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ بلکہ تمہارے بڑے

بت نے کیا ہے کیونکہ اوسکی تمہی قدر نہ کی اور اوسکے سامنے دوسرے بتوں کی

پرستش کی خاندہ وہ بڑی تھی اور سونے کی تھی اور دوسرے چھوٹے تھے یہ ناگوار گذرا

وہیتر کی تھیں بندا غصہ میں آکر دوسروں کو ریزہ ریزہ کر دیا فَاسْئَلُوْهُمْ

اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ اونہیں سے پوچھو اگر وہ باتیں کر سکتے ہوں کیونکہ

تنبیہ ویسکل کہ کسی کیا ہے رسول نے شرم سے گردن جھکا کر یہ کلام حق کہ نشیمن

رنج سے کیا یہ جیسی خلیل اللہ نے فرمایا جو شخص نہ سن سکے اور نہ قدرت کلام

وہ قابل خدائی کے نہیں ہے خدا کو لازم ہے کہ اور دن بھی غرق ہو بلکہ وہ کو ذبح کرے دعا کو
قبول کرے اس علم کے فرمانے سے بہت لوگوں کو شک اور بہت لوگوں کو اعتقاد
ہوا کہ ابراہیم سچے نہیں ہیں بلکے خود جب الیس ہو تو نیستی لگا کہ نمرود نے اپنی
نفس پر ظلم کیا جو بت کو خدا جانتے ہو جب وہ لوگ حجت سے عاجز ہوئے
اور نمرود بھی مشاہدہ زندہ کرنے اور روشنی آفتاب کیا جانب مغرب سے عاجز ہو گیا تھا
تبھی اوس نے سات برس کی قید کا حکم دیا

اور حضرت کے ہلاکت کے درپی ہوا لوگوں نے کہا اگر منظور ہے مار ڈالنا تو
مارنے والے کو بتوں کا اور انہوں نے سب کے خداؤں سے یہ سلوک کیا ہے تبھی صلاح تھی
کہ تمام خلق اتفاق کرے اور ہر شخص بقدر طاقت خود لکڑیاں لاوین اور ہیزم
کو جلاویں تاکہ سب کو ثواب ملے یہ امر پسند کرے جیسا کہ خدا فرماتا ہے حرقوا
وانصروا آلھتکم نمرود نے منادی کرا دی کہ ہر شخص خواہ وہ مرد ہو
یا عورت فقیر ہو یا غنی مسافر ہو یا شہری اپنی دوش و شتر و فیل
و حمار و اسب وغیرہ پر جو کچھ سکتا ہو لکڑیاں لاوے اور دامن پہاڑ میں

ساٹھ ہاتھ اونچی اور پچاس ہاتھ چوڑی دیوار لکڑی بنائی منقول ہے کہ ایک ماہ

تک ہیزم کے جمع کرنے میں کسی جانور کو فرصت نہ تھی اور اس قدر کو اسی وجہ سے وحش و طیور نے

مقطوع النسل کیا چار جانب تمامی کشند خلق نے اسقدر لکڑیاں جمع کیں کہ چوٹیاں

پہاڑ سے مقابل ہو گئیں اور نفط و روغن اوس میں چھڑکا اور آگ لگا دیا اسقدر اونچے

شرارہ بلند ہوئے کہ جیسے آگ ہوا کی برزخ میں تھی اور شام میں رسیدکے شرارہ گیا

آواز گلچم معقول تھی ایک فرسخ بلکہ تین فرسخ سے آدمی یا مرغ اوسکے

قریب جاتا تو ہلاک ہو جاتا

زبان تا رشد شعلہ چندان بلند ❊ کہ گردید از ان آسمان مستمند

ہوا ز آتش شد تار از جرم دود ❊ رخ روز روشن چو شب کی نمود

تمام مخلوق شہر و اطراف شہر کے نظارہ کی غرض سے مجتمع ہوئے حضرت خلیل الرحمن کو

بحکم نمرود قید خانہ سے باہر قریب آگ کے لائے اور آپکے مواضع سجدہ سجدہ خدا کو زنجیر سے

گردن سے باندھا کہ قدرت حرکت و نفرت نہ ہو بروایتی بیڑی پیر میں ڈالکر

اور کمند و زنجیر گردن میں پہنایا پھر ایک تابوت بنایا اور جناب خلیل اللہ کو

[illegible]

دشمنوں نے بعد روغن و چربی ڈالنے کے آگ لگا کر کے چاہا کہ آگ میں ڈالیں مگر نزدیکی کی قدرت
شعلوں کی نہ تھی شیطان نے بصورت مرد پیر ظاہر ہو کر منجنیق بنانا تعلیم کیا جب
منجنیق تیار ہو گیا تو حضرت خلیل کو موجود نمرود ملعون کے تخت پر سے ہوا اٹھا منجنیق
تمام بلند پر لے گئی اور جناب خلیل کے ہاتھ پیر باندھ کر دشمن لے چلے آتش کی طرف
وحشت در تیل اور حضرت کا جو تھا آیا اور دیکھا کہ حضرت کے منہ پر مار کر اپنی خدا سے
مدد چاہی مگر جناب خلیل نے توجہ نہ فرمائی گویا یہ فرماتے تھے میں نے اپنی جان و تن خداوند عالم
کے سپرد کیا اور دست حق و دوستی محکم کر لی ہے جو کچھ اس سے ہو گا بہتر
مرحمت ہے اگر بدن آگ سے جلے گا تو مرتبہ لطف خدا سے سرور و شادمان ہوں گے
جب چاہا کہ آگ میں ڈالیں تو درگاہ خدا میں تمام مخلوقات کوہ و جمادات و وحوش
و طیور و آسمان و زمین سے شور بلند ہوا زمین نے عرض کیا خداوندا
کہ پشت پر بجز ابراہیم خلیل کے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو خدا پرستی کرے اب اس کو
بھی آگ میں جلاتے ہیں آسمانوں نے عرض کیا خداوندا زمین پر کوئی بجز ابراہیم خلیل
اور کوئی خدا پرست نہیں دیکھا اب تو اپنے دشمنوں کو اوس پر مسلط کرتا ہے کہ

میں جب ڈالیں خطاب باری ہوا کہ خاموش رہو یہ بات تم ایسے بندے

کی شان ہیں جنکی ہمت یہ ہے کہ ہمت قدرت سے اونکی بات سمجھ گئی ابراہیم میرا

بندہ ہے جس وقت میں چاہوں یا دعا کرے میں قبول کرونگا

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ استغاثہ ملائکہ پر جب خدا نے اونکو اعانت خلیل کا حکم دیا

تو ملائکہ موکل باد نے آکر عرض کیا اے ابراہیم اگر آپ اجازت دیں تو میں ریح العقیم

عادیوں کو حکم دوں کہ تمام نمرودیوں کو ہلاک اور اونکی آگ کو متفرق کر دے

ملائکہ موکل بحار نے کہا اے ابراہیم اگر آپ اذن دیں تو میں دریا کو حکم کروں

کہ ابھی آگ کو بجھا دے ملائکہ زمین نے کہا اگر حکم ہو تو قتل قاروں سب زمین میں

دھنس جاویں غرض اسطور سے سب ملائکہ نے عرض کیا لیکن جناب خلیل نے یہی فرمایا

خَلُّوا بَيْنِي وَبَيْنَ حَبِيبِي لِيَفْعَلَ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي

التَّسْلِيمُ أَيَنْجُو لِأَجْلِ التَّسْلِيمِ الْاِخْتِيَارُ اس جسم و جان کو میں نے

اپنی دوست کو سونپا ہے جو کچھ اوس سے ہو گیا میں خوش ہوں مجھکو اسکے دو

پر صبر رہو کہا بعد سونپنے کے پھر اختیار اچھا ہو گا جب کہ خلیل مرضی کا بندہ

نے

نے اپنے جسم و جان کو سپردگی و تسلیم خدا میں دیا تھا اور گویا کہ یہ سپردگی و تسلیم
حسین حسینؑ سے میراث میں پہونچی تھی (کیونکہ حضرت حسینؑ دیدہ کے مراتب ابتلا یہ
میں اپنے جسم پر گذرے دور آگ میں راضی رہے سر کو نوک نیزہ بلند ہونے پر
راضی رہے وغیرہ یہ حسینؑ خدا میں سمائی تھا) ہو نہیں) جیسا کہ لکھا
ہے بیان جناب بریر حسینؑ اللہ کے حالت زندگی کی ایسی ہی ایک اور مرتبہ ہوا ہے
وہ روز عاشورا قریب زوال ہے کہ جب صحرائے کربلا میں حسینؑ ابن علیؑ کو دیکھا
کہ تیرہ و تنہا اقسام اقسام کے ظلم میں مبتلا ذوالجناح پر سوار ہیں گرد ان کے ہیں
رشک انکھوں سے جاری ہیں نوجوانان قتل علی اکبر و قاسم و شیر خوار قتل
(مثل گل شگفتہ و رنگین)
علی اصغر و عبداللہ و سپاہی قتل عباس کے نخشیں رنگ گرم ہیر پڑے ہوئے ہیں اور
قتل ہو دوسرے جانب لڑکے اور لڑکیاں گیسو پریشان کیے ہوئے اور زار زار
رو رہے ہیں تا بہ فلک بلند کرتے ہوئے تھیں خود حسین کربلا حالت تنہائی میں
زیادہ ہل من ناصر ہل من مغیث کرتے ہیں اور کوئی بجز لشکر کے تلوار
و نیزہ آپ کے جسم پر مارے کوئی اجابت نہیں کرتا اسقدر تیر جسم پر لگے ہوئے ہیں

کہ تمھیں ذرہ بھی یہاں نہیں ہیں فریاد و فورش ملکوت سے بلند ہوا خداوند بے ہمتا نے معلوم

کہ اور کوئی اسیر بھی نہیں ہے اور وہ بھی انھیں ظالموں کے ظلم میں مبتلا ہے بار الہا

انتقام کافروں سے خطاب الٰہی ہوا یا ملٰئکتی انظروا الیٰ

ضحضاح العرش سے عرش کی طرف دیکھو جب رسول کے دیکھا تو نور

قائم آل محمد کو رکوع و سجود میں پایا حکم ہوا کہ میں اس سے انتقام من جلیل قائم کا

اور دوسرے روز شام میں وارد ہوا کہ خطاب ملک نصرت کو ہوا کہ تربت حکم

باقی ہے سر امام حسین علیہ صف بستہ ہر طرف ہوگی اور اذن جب کربلا کی آئیں

دیا یا کہ زندگی دنیا سے تنگ آیا ہوں اور شوق ملاقات خدا رکھتا ہوں ان کا سارہ

اسلوب شتاب کہ جد نوجوان علی اکبر و قاسم و عباس کے اب زندگی سے بیزارہ

المختصر جب جناب ابراہیم نے منجنیق میں رکھنے کو تھیں سے

زحمت کو قبول کیا پر درجے کہ جب منجنیق کو آگ کی طرف چھوڑا تو جبرئیل

پر غصہ و غضب کا نازل ہو اور رحمت تشیر کی اور بتدریج ہو جناب احدیت

الٰہی نے زور و رسن کا حکم تب پڑ رہے تو جناب الٰہی جبرئیل کہا غضب کی گیا وقت ہے

غرض کیا یہ دنیا جب تک دیکھتا ہوں زمین میں ہنوز ایک تن تنہا حسین کے اور کسی کی غربت

نہیں ہے دشمنی بھی تو نے اپنی دشمن کو مسلط کیا ہے خطاب الٰہی ہوا بجز کسی کی کیا خبر

نہیں ہوتی جب تک یہ ہوتا نہیں ان دونوں دعا روز عاشورا میں ہے

کہ یہ واقعہ بھی روز عاشورا تھا گویا نوحہ روز عاشورا سے ابتدا اس حسین کی آتش

ہر روز کے اور حسین رہی کہ آتش تلوار و نیزہ و تیر سے ہے مگر کیوں کس قدر تیر حسین پر کہ

ہوا ہر ایک جب تک حسین صحرائے کربلا پر بدن تیر و شمشیر و خنجر کا نشانہ بنا اور لیاخ ہے

گر رہا تھا ہوتا اور جسم مبارک خاک و خون سے بھرا ہوا زیر خنجر شمر ملعون دیکھا جاتا گا روایت

میں وارد ہے کہ جبرئیل سر اٹھا کے عرش اعلیٰ سے تغیر انداز زمین کربلا پر کے اور میان قتل گاہ

آواز نالہ و فریاد و بندگی گویا یہ خبر تھی ہی خداوندا یہ وہی حسین ہے کہ جو روز ہمیں

رد نہ کیے مقصد میں تھا اور کس مان فاطمہ زہرا خوب میں تھیں میں عرش اعلیٰ میں تھا

کہ خطاب باہیبت ہوا کہ اے جبرئیل تیری ایک نہ رہ سکے حسین عطا کرنے والے حمایتی

ہمیشہ میں ہر جا اور ہمارے حسین کے ہاتھ میں نہ ہزاروں برس کے راہ کو کھینچ کر [illegible]

میں کسی کیا اور تیل اس کی کہ زنگ ہائے [illegible] میں زمین پر ہیچ گیا [illegible] حسین ہے الخ

ان فی ذلک [illegible]

المختصر چونکہ جبرئیل امین درباره خلیل اول قول خدا سے اشارہ کرچکے تھے
سمجھے خوش ہو کر پہنچتے تھے جبکہ جناب ابراہیم کے پاس نازل ہوئے اور کہا اے خلیل
کوئی حاجت ہے یعنی اذن اعانت دیتے ہو اگر ہو نہیں تو حکم اس کا نام ہے
فرمایا اَمَّا اِلَیکَ فَلَا تم سے تو کوئی احتیاج نہیں ہے جبرئیل نے کہا اس سے
سمت زیادہ اور کسی کی قوت نہیں ہے جس سے احتیاج ہو اوسی سے کہیے آپ نے کہا
وہ دیکھتا ہے کَفَی عِلمُہُ عَنِ السُّؤَال وہ خود ہی جانتا ہے۔ غرض خلیل خدا
نے نہ کسی فرشتہ سے استعانت چاہی اور نہ خدا سے خود سوال کیا لیکن جونہی
آگ میں سرنگوں دریائے رحمت الٰہی موج زن ہوا بر دیتی ملکوت اعلی سے آواز
آئی و بروز خود خدا نے بلا واسطہ ملک بغیر آگ کو خطاب فرمایا یا نار
کُونِی بَرْداً ~~وسلاما~~ کیونکہ جناب ابراہیم نے واسطہ کو قبول نہ کیا تھا لہذا
خدا نے واسطہ کو اوٹھا دیا جب حکم خدا آگ کو سرد ہو جانے کا ہوا تو خوف خدا سے
سات شبانہ روز دنیا بر بعض روایات چالیس شبانہ روز تمام آگ روئے زمین
کی گرمی فرار ہوگئی اور آگ اسقدر سرد ہوگئی کہ جناب ابراہیم کے دانت بجنے لگے

اگر خداوند عالم فی الفور سلامانہ فرماتا تو سردی کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے۔ بحکم خدا آگ میں

جناب خلیل اللہ کے واسطے ایک قبہ نور قائم کیا گیا ایک فرشتہ آپ کے چہرہ مبارک

سے عرق پاک پونچھتا جاتا تھا جبرئیل ایک تخت و پیراہن بہشتی لیکر حاضر ہوئے اور

جناب خلیل اللہ کو پہنایا اور انکی خدمت میں بطور تحفہ حاضر کیے اطراف تخت

سے چار چشمے پانی کے جاری ہوگئے ارغوان و سنبل و نرگس اقسام اقسام کے ریاحین بہشتی

شگفتہ ہوگئے چین و درختوں کے انار مثل انجیر و خرما و انگور وغیرہ کے لگے تھے وہ سب

سبز اور میوہ دار ہوگئے مرغان خوش الحان درخت پر ترانہ سنجی کرتے تھے بہت سے

فرشتے اپنے پر پھیلائے ہوئے آفتاب سے بچائے کھڑے تھے

آہ حسین خلیل صحرائے کربلا کو مقابل اس قول کے دنیا میں کیا دیکھا بجائے آب نہر جاری

کے دریائے عطش موجزن تھی ان نہروں کے آگ تھی تو زہرناک اطفال تشنہ پیاس سے بجائے تخت

زمین بہشتی و درختان سبز و میوہ دار سروقامتان و نونہالان آل اطہار بصورت شاخ

وقت شمشیر کٹ کر گرے تھے آہ کسکی دل میں برچھی کی انی کسکا سینہ گرز سے پارہ پارہ کسکی انگلی تھی

کسکے گلے میں بجائے سایۂ فرشتگان گرمی آفتاب وقت زوال تھی تن آپ کے

زخموں میں اوربھی اینٹھیں پیدا تھی   بجائے نرگس و ارغوان نوجوان علی اکبر

و قاسم و اطفال شیرخوار خون اپنے رنگین پڑے ہوتے تھی۔ بجای آواز بلبلان

خوش الحان   سکینہ و فاطمہ و زینب و کلثوم   آواز وامحمداہ وا علیاہ

وا فاطمہ واعلیاہ وا اخاہ وا حسیناہ کے بلند تھی   بجای سرو در بلالہ

و ریل سنبت   یہاں پر تمام ملائک آسمان جوش و خروش میں تھی

اس سے زیادہ قدرت خدا کو نسبل کہ وہ نواضح ہوا سجود کہ بندش سے ازدل جناب

ابراہیم کو طاقت حرکت نہ تھی   جناب الہی نے زمانہ پر آب میں مدد فرمایا تو غیرت

الہی سبب ظہور ہو کہ سہ تقام سمجھہ اور پیر زنجیر بستہ ہو   خود بلند واسطہ ملک آگ کو

خطاب ہوا   يا نار خذي من خيثي لصيب علاوي و دعي خيثيا

فانہ حبیبی   اے آگ میری دوست سے حصہ دشمن کا لیلے اور میرے خلیل کو چھوڑدے

آگ نے زنجیروں کو پگھلا دیا اور مطلق جناب براہیم پر صدمہ آگ نہ ہونچا   تو میں اپنی

حق محبت نہ کرتا گریہ کنندگان قسمی پر بلا کو کہ شاہ صدوکل وجہ سے دوزخ میں بیجا کیا

تو خطاب بصد جلال الہی سے ہوگا   خذي يا نار لصيب علاوي

مِنْ شِیْعَةِ الْحُسَیْنِ وَلَا تَأْخُذُ مَوْضِعَ خِلْعَتِیْ اس آتش سعیت کو

کہ وسوسہ شیطان کو جو بے عمل ہیں لایا ہے جلادو اور قلب کو محل ایمان و ولایت و

دوستی حسین سے مست جلا روایات میں وارد ہے کہ جب آگ کو مالک جہنم نعرہ مارے

کہ ان ہمسایوں کو جو پیر و شیطان لا الہ الا اللہ کہیں تو آگ پہر جا بجلی اور گلی سو پیر

میں ادن زبانوں کو جلادو جنہا کہ جو اور توحید کا کرتی تھیں نیز یہ جلادو تنہا ادن خیار و لوں کو جنہیں

آتش سعیت حسین جاری ہو نیز یہ جلادو ادن شکموں کو کہ رشتگی و تشنگی روز عاشور

تحمل کیا ہو دو میں کہ اتش تمام جسم ادن خدا کے فضل سے بچات پائیگا

جبار نعرہ خوف جلتی تھا کہ ہیں نا صحی تہا اور مقصد اذیت دعا و ہر جزو کرتے

وقتل زوار حسین کے موصل نے حکم مستثنیات سوکیا چو نکہ قافلہ محل جا کیا شاہد

گرد قافلہ انکل تھہ اور کان میں اور تمام جسم میں آگ سہ و میں پہر گئیں خوف میں حول

نہایت و وصل جہنم و حکم مالک در بار گر تتا ہے خود نسبت آگ دیکھا تو دو آگ سرگی

مالک و دہ سوختہ جواب دیا نیز یہ جلادو اسیر گرد قافلہ زوار بند کر من کو سے

منقول ہے کہ نمرود حضرت کو آگ میں ڈال کر اپنی مکان پر واپس گیا اور برابر چھ

سات شب و روز تک برابر جناب ابراہیم کا زندہ ہونا خواب میں دیکھتا اور یعنی

ندیموں سے بیان کرتا وہ لوگ کہتی اتنی آگ میں ابراہیم اگر جیتا رہے

پتھر کے ہوں تو وہ بھی پھٹ جاتا مگر نمرود کو چین نہیں تھا حکم دیا کہ مینارہ بلند جلد

بنایا جاوے اور سپر جب چڑھا تو جناب خلیل اللہ کو دیکھا کہ آگ میں ایک رنگت عالم

چلے اور سیر بھی کرتے ہیں نہریں جا بجا جاری ہیں پھول بہت رنگ برنگ

کے کھلے ہوئے ہیں الخ تعجب سے آواز دی کہ تم کو آگ نے نہ جلایا آپ نے فرمایا

مجھ کو خدا نے بچایا اور اپنی لطف سے نجات دی نمرود نے کہا کیا اچھا خدا ہے

ابراہیم اگر میں اقرار کروں تو مجھ کو بھی قبول کریگا فرمایا ہاں تیری بادشاہت اور بڑی

زیادہ کر دیگا نمرود نے کہا تم آگ سے نکل سکتی ہو فرمایا ہاں نمرود نے سماعی

حضرت اور بھی اور جس مقام پر آپ قدم رکھتی تھی آگ دور ہو جاتی تھی جب آپ

قریب نمرود ہو گئی تو نمرود نے ارادہ سجدہ کیا مگر دربار کے سلام جب او سنی فرمایا

مشورہ کیا تو کہا اسقدر زمانہ بت خدائی کی زینت عبودیت میں نہایت بعید ہے۔

کہا یہ حالت میں نے اوس کی دیکھی اسلئے کہا یہ جادو ہے بعض احادیث میں

وارد ہوا ہے کہ حضرت کو پکڑا آذر نے [illegible] اور کہا ای بادشاہ یہ

ہمارے آبا و اجداد بت پرستی کرتے تھے نمرود ان کی [illegible] کیوں جب [illegible] اوسکو جلایا جاوے جادو ہے۔

چونکہ دین مجوزہ کو باطل اور حجت خدا کو [illegible] غیرت الہی متقاضی ہوئی

آگ کو کہا یا نار کونی [illegible] ای آگ [illegible] دشمن کو [illegible] زمانہ۔

اور ہمیں سے [illegible] اور اوس میں ستارہ کیطرف [illegible] باوجودیکہ [illegible]

کہ آگ اون سے متعرض نہوا [illegible] اور [illegible]

کو جلا کر خاک سیاہ کردیا [illegible] حضرت کے زنجیر [illegible] اور [illegible]

نہ آیا اور [illegible] جسم جلا اور بالکل [illegible] سالم رہے تاکہ [illegible] خدا [illegible]

جو کچھ چاہے کرے۔

قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الحج یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم
وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون خلاصہ مضمون آیہ وافی ہدایہ یہ ہے کہ اے وہ لوگ کہ
ایمان لائے خدا اور رسول خدا پر ہو رکوع و سجدہ کرو یعنی نماز پڑھو اور اپنے رب کی
عبادت کرو اور کرو خیر بھلائی شاید کہ تم لوگ رستگار ہو

فضیلت نماز میں

و یقین ہے نماز عمدہ تمام نیکیوں سے ہے اور تمام اعمال بدنی ہے سب عبادتوں میں
عمدہ و فضیلت نزدیک اس کے ہے یہ افضل عبادات جسمانی ہے اس
سبب سے کہ ذات [illegible] میں اعمال حسنہ میں یا دشوار ہے کہ عمل سلوک کے جو سب
بہتر عمل ہے اس سبب سے اس کی فضیلت میں احادیث بہت سی وارد ہیں صحاح ستہ صحیح
جامع الاصول میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ الصلوٰۃ عمود الدین یعنی نماز ستون
دین کی ہے جیسے کہ مکان بغیر ستون قائم نہیں رہ سکتا ویسے ہی دین
قائم نہیں رہ سکتا اور نیز وارد ہے لکل شیء زینۃ و زینۃ الاسلام الصلوٰۃ یعنی

کے لی زینت ہیں اور زینت دین اسلام کی نماز ہیں دیکھو لکل شی زین و زین المومن

الصلوٰۃ یعنی ہر چیز کا ایک پایہ ہوتا ہیں اور پایہ دین نماز ہیں دیکھو لکل شی سراج

وسراج قلب المومن الصلوٰۃ اور ہر شی کیلئے ایک نور ہوتا ہیں اور نور قلب

مومن کے نماز ہیں دیکھو لکل شی امان و امان المومن من القطیعۃ والفرقۃ الصلوٰۃ

اور ہر چیز کیلئے امان ہیں اور امان مومن دنیا و آخرت و عالم برزخ و ہر محل میں نماز ہے

اور اسی فضیلت میں نماز فرمایا ہے خیر الدنیا فی الصلوٰۃ یعنی بہتری دنیا و آخرت کی نماز

میں ہے والصلوٰۃ عماد الدین ومدار المجد وزین الاسلام اور نماز دین کے ستون

ہیں اور مدار بزرگی اور اسکی پناہ میں ہے اور زینت اسلام ہے اور درجہ بلندات و قضا

حاجت وتوبہ واقامت اور شیطان حجاب خدا ہیں اور ایسے نماز سے وجہ سے اگر بہشت

میں جا سکتے ہیں اور شیطان کے تمام مقاصد اسی نماز کے وجہ سے خاک میں مل گئے ہیں

چنانچہ کتاب سراج القلوب میں مرقوم ہے کہ زمانہ سابق میں لوگ شیطان کو دیکھتے تھے

اور وہ لوگوں کو فریب دیتا تھا ایک روز ایک بزرگ نے اسکو دیکھا تو رو رہا تھا اپنی

وجہ سے کہ تم میری ایک حسرت ہیں شیطان نے کہا کیا حسرت ہیں بیان کرو

تمنا یہ تھی کہ تمہارے ساتھ چندے تو ثابت رہوں اور تمہارا ہمنشین ہوں اور مجھکو یہ

گر کہ ہو اور ہمیشہ عمل کروں شیطان نے یہ سنکر کہا کہ ہر گھڑی بیت گرے رہا بات تو مجھ کو

صحبت سے ساتھ میں ہمنشین کیا مگر ہاں جو میری نصیحت بموجب عمل کرے گا تو بھی نیک

بہکر ذوق صحبت کا آپکے ساتھ رہنا اسود ہے بخلاف دوسرے شخص کے میں شمولیت تو بالکل

شیطان یہ سنکر خوش ہوا اور اپنی دوستی سے شیطان بھی کیا تب شیرہ   اور قبول کیا۔

رفاقت و محبت یہ تھے کہ جو کچھ میں کہوں اوسکی آپ پابند ہوں تاکہ میں بھی راضی

ہوں اونہوں نے جواب دیا کہ ہر میں ہر گز تیرا نہ لکھا ہوں گا تمہارا حکم کبھی نہ ہو

سے نبھا ہو شیطان کبھی نگاہ شدہ رہی کہ یہ راز کوئی شخص نہ جانتا اونہوں نے کہا

بھلا کوئی بھائی کسی بھائی کے راز کو فاش کرتا ہے اور تب شیطان نے کہا

اول کام تو تمکو کرنا چاہیے یہ ہے کہ نماز کو چھوڑ دو کیونکہ کوئی چیز مجھکو نماز سے زیادہ

غمگین نہیں ہوا لیکن نہیں میرا رنگ کو زرد کرتی ہے جو میری پشت کو خم کرتی ہے

کیونکہ نماز کیوجہ سے لوگ بہشت میں جاتے ہیں اور یہ مجھکو کمال رنج ہے

اوس شخص نے جواب دیا کہ میں نے قبول کیا اور یہ کام کروں گا جو تیری خوشنودی کا

باعث ہو شیطان نے کہا دوسری بات یہ ہے کہ خوب جو شبہ ہو اور جوان

آگے جو شبہ ہوتی ہیں وہ نہیں جاتا اور اس کی بات تم نے سنی ہوگی کہ اکثر لوگ

بحضت خدا در گنہگار نہیں ہے جب ان بزرگ نے یہ بات شیطان کی

سنی سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا خداوندا میں عہد کرتا ہوں کہ

جب تک میں زندہ رہوں گا ایک رکعت نماز بھی فوت نہ ہو اور جب نماز کا وقت آوے گا

تو کسی میں جاتا ہوں اور مشغول نماز ہوں اور ہرگز جو شبہ نہ ہوگا جب شیطان نے سنا تو کہا

تم تو کہتے تھے کہ جو کچھ میں کہوں تم اس پر عمل کرو گے اب تم اس کے خلاف کرتے ہو

اور یہ شرط ہوا تھا نصیحت نہیں ہے ان بزرگ نے جواب دیا ایسی کہیں میں جاتا تھا

کہ دیکھوں تو کیا کہتا ہے اس بارے میں اس کا برعکس کروں شیطان نے جب یہ کلمہ سنا

تو نعرہ وضع دیا کرتے تھے اور بیقراری سے زمین پر گرتا اور کہتا تھا

اور کہتا تھا افسوس جو بھید میں نے کسی سے نہیں کہا تھا وہ تمہیں آج بتا گیا

اب میں عہد کرتا ہوں کہ اپنا بھید کسی دوسرے کو نہ بتاؤں گا

نہایت پیارے قصے میں

رسالہ جناب رسول خدا سے تھا جامع الاصول میں روایت کی ہے بن تبسم

تارک الصلوٰۃ فکانما ہدم بیت المعمور سبع مرات وکانما

قتل الف ملک من الملائکۃ المقربین والانبیاء والمرسلین یعنی جو شخص

کہ تارک الصلوٰۃ کے سامنے انزر دیا زحمت ہنسے یہی انتہا درجہ میں بقدر

ہی تارک الصلوٰۃ سے رہی تو گویا اوسنے خانہ کعبہ کو سات مرتبہ گرا دیا اور ہزار شخص کو

ملائکہ مقربین و انبیاء مرسلین سے شہید کیا   ولا ینال تارک الصلوٰۃ من النبی

وحرمت شفاعتی ماله وعیاله حرام یعنی تارک الصلوٰۃ ہرگز بہشت میں نہیں

اور میری شفاعت اوسکو حرام ہے اور اوسکی مال وعیال حرام ہیں اور ایسا ہی توریت

موسیٰ و انجیل عیسیٰ و زبور داؤد و فرقان محمد مصطفیٰ میں تارک الصلوٰۃ ملعون ہے

منقول ہے کہ ایک شخص خدمت صاحب رسول اللہ میں حاضر ہوا اور ننگدستی کی شکایت کی

حضرت نے فرمایا شاید تو نماز نہیں پڑھتا ہے اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ پانچ وقت

کی نماز آپکے پیچھے پڑھتا ہوں حضرت نے فرمایا شاید روزہ نہیں رکھتا عرض کیا یا رسول اللہ

تین مہینے کی روزہ رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا شاید ذکر خدا کو نہیں اور نہی ذکر کو اگر

عرض کیا یا رسول اللہ حاشا وکلا ہرگز مجھسے بلا فرمان خدا ورسول خدا کے مجھ سے سرزد

نہیں ہوا پریشان حضرت متفکرانہ سر جھکایا اور خشیت سے جب جبرئیل امین کبھی السلام

نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالیٰ آپ کو تحفہ سلام ہو کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ

اس شخص کے ہمسایہ میں ایک باغ ہے اور اوس باغ میں ایک نخلستان ہے

اور اوسکی شاخ زمین ہمسایہ تارک الصلوۃ ہے اوسکی شومی کی موجب سے اس شخص کو

تنگدستی ہے حضرت نے پیغام خدا اوس سے بیان کیا اوس نے اوس ٹہنی کو کاٹ کر

پہینکدیا وہ شخص پہر مالدار ہوگیا

دیکھو تو سہی کسقدر تارک الصلوۃ کی وجہ سے دوسروں پر نکبت آتی ہے تو جان

اون لوگوں کا کہ جو بالکل نماز کو موقوف کردیں یا پوری طور سے پابند نہیں

ہوتے حال کیا ہوگا اگر فی الحقیقت دیکھا جاوے تو وہ نفع دینی کے

نفع ہی کے ہیں اوسکی وجہ سے دعائیں مقبول ہوتی ہیں اسکی وجہ سے بیمار

مرض سے نجات پاتے ہیں چنانچہ کتاب سراج القلوب میں منقول ہے کہ جب حضرت آدم

صفی اللہ بہشت سے باہر آئے اور وہ سراندیپ میں اتارے گئے تو فراق جنت

و حوا میں گریہ وزاری کرتے تھے تا اینکہ رات ہوگئی آپ رات کے تاریکی کے وجہ سے

گہبرا گئے کیونکہ آپ نے کبھی تاریکی دیکھی نہ تھی جب صبح ہوئی تو حضرت جبرئیل

اور بوقت دوسری رکعت کی توبہ کر کے اول جناب آدم تمام عالم کی سیر دیا رہتا جب

توبہ قبول ہوئی تو صبح طالع ہوگیا۔ بہر حال جناب آدم نے دو رکعت نماز شکرانہ میں

ادا فرمائی اسی وجہ سے خداوند رب محمد مصطفیٰ پر یہ نماز فرض کی تاکہ ہماری دوزخ

سے نجات ہو اور روشنی بہشت میں ہو کہیں۔ اور نماز ظہر کی وجہ یوں کہی جاتی ہے

ہوئی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند جناب اسمعیل کی قربانی کرنا چاہا تو

جناب جبرئیل فدیہ لائے اور کہا تمہاری قربانی قبول ہو تو حضرت خلیل چار چیز کے واسطے چار

رکعت نماز پڑھی کہ وہ وقت ظہر تھا۔ اول شکریہ کہ قربانی اونکی قبول ہوئی دوسری فرزند

اونکا صحیح و سالم رہا تیسرے امر حق تعالیٰ کی پابندی اور تقوی ~~میں کچھ~~ جو حق تعالیٰ نے صبر عطا فرمایا اور مراد دلی

حاصل ہوگئی بندو خداوند عالم نے یہ چار رکعت ہم امت محمدیہ پر واجب کیا تاکہ اسکو پڑھیں چار چیزیں حاصل ہوں

اول یہ کہ حضور سے قربانی اونکی رد نہوئی اونکی حاجات بھی رد نہوں دوسری یہ کہ حضور سے

امتحان سلف کے گناہ پر بوجہ عذاب جہنم کی آگ آخرت کے الفت میں اس امت کی گناہ پر

کوئی دوسرا تعریف نہ کریں نزول عذاب دنیا میں نہیں دنیا امت کی زمین رہتا گیا

تیسری یہ کہ حضور سے جناب ابراہیم نے صبر کیا اور انکی نعمت صبر دیگی اسی حضور سے اسکو بھی نعمت صبر

وقت بلا دیگی چوتھی یہ کہ حضور سے جناب اسمعیل کو خدا نے ذبح ہونے سے نجات بخشی اسطور

سے امت محمد مصطفیٰ کو آتش جہنم سے نجات بخشی —

اور نماز عصر کی واجب ہوئیں وجہ یہ ہے کہ جب حضرت یونس کو ماہی نے اپنی شکم میں رکھا اور

چالیس روز تک اوس کی شکم میں مقید رہے اور ذکر لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت

من الظالمین پڑھتے رہے جب بطن ماہی سے نجات ملی اور بفراغت مچھلی سے نکلے تو

ادا کی وہاں تو وہ ظلمت عقوبت جناب یونس نے چار چیز کی شکریہ میں چار رکعت نماز ادا کی

اول تاریکی شکم ماہی سے دوسرے زیادتی گرمی شکم ماہی تیسری رہائی پانی سے چوتھی نکلنا

شکم ماہی کے زائل ہونے سے — اسی وجہ سے خداوند عالم امت محمد مصطفیٰ پر یہ نماز واجب کی

تاکہ چار چیز سے امان میں رہیں اول تاریکی قبر دوسرے ہول محشر تیسرے تاریکی صراط اور

چوتھی آتش جہنم — اور نماز مغرب کے واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ

کو یہود نے دار پر کھینچا اور جبرئیل بحکم خدا آپ کو آسمان پر لے گئے تو وقت نماز شب کا تھا

حضرت نے تین رکعت نماز تین چیز کے شکر میں ادا کی اول خلاصی یہود بے دین سے دوسرے

آسمان پر حیات زندگی میں جانا تیسرے حصول صحبت ملائکہ اسی وجہ سے امت پر واجب

کی گئی تاکہ تین چیز سے بہرہ مند ہوں اول خلاصی قید نفس امارہ سے دوسرے جنت میں جانا

تیسرے صحبت اولیاء و انبیاء علیہم السلام نصیب ہونا —

اور نماز عشا کی واجب ہونیکی وجہ یہ ہے کہ جب جناب موسیٰ ہمراہ بیبی اور دختر صفورا

دختر شعیب کے وادی بیت المقدس میں ہونچے اور آپکے زوجہ کو دردزہ ہوا اور

ضرورت آگ کی ہوئی جناب موسیٰ ایک جانب کو راہی ہوئے تا کہ ایک طرف

اپنی آگ دیکھی اور اسطرف روانہ ہوئے وہ آگ ایک درخت پر جلتی تھی جناب موسیٰ نے

ہاتھ بڑھا کر لینا چاہا تو وہ ایک شاخ سے دوسری شاخ پر گئی جناب موسیٰ نے

چاہا کہ درخت پر چڑھ جاویں کہ آواز آئی یا موسیٰ انا ربک اپنی جوتی اتار نعلین

میں ہو خدا کے حکم سے پایا یہ شکر خدا کا ادا کرنا واجب تھا بیچارگی کرنے لگی تاکید دو رکعت

دشت عظمیٰ کے شکر میں چار رکعت پڑھیں ہا یہ مشہور ہوگئی وہ تب عشا تھا جناب موسیٰ نے

شکر میں چار رکعت نماز پڑھی سو وہ سے امت محمد پر فرض ہوگئی اور واجب ہوگی

مگر یہ نماز میں کہ جو چار رکعت میں تھی سفر میں نصف ہو جاتی ہیں اور دو رکعت باقی رہتی ہیں

وجہ اسکی تعلیمہ نقشہ میں یوں لکھی ہے کہ پہلے فرض خدا دو دو رکعت تھیں مگر جناب رسول خدا نے ہدایت امت کیلئے

آکر ہر مقام پر دو دو ایک ایک

اضافہ کیا تھا یہ

جب جناب علی پیدا ہوے تو جناب رسول خدا نے اپنی امت کی ہدایت و شکرانہ ولادت کیلئے

میں دو رکعت وقت نماز ظہر کہ وہ وقت پیدایش حضرت تھا اضافہ کیا اور نماز عصر

کے وقت جناب امام حسن پیدا ہوے حضرت رسول خدا نے شکرانہ میں دو رکعت اضافہ کیں

اور وقت نماز صبح جناب فاطمہ دختر رسول ہوئیں چونکہ فاطمہ میراث شہادت والدہ حسنین

میں تھیں کہ عورت کی نسبت مرد کے نصف شمار کی جاتی ہیں اور دو عورتیں ایک برابر

مرد کے سمجھی جاتی ہیں لہذا پروردگار نے ایک رکعت اضافہ فرمائی

اور وقت نماز عشا جناب سید الشہدا سید علی حضرت نے شکرانہ میں اور رکعت

اضافہ کیا کہ باعث زیادتی قدر رتبت ہو اسی وجہ سے ان سات رکعتوں کو فرض الرسول

اور اول کے دس رکعتوں کو فرض الله کہتی ہیں یہی وجہ ہے کہ سفر میں ساقط نہیں

ہوتیں اور سات رکعتیں فرض الرسول سفر میں بخیال تخفیف صعوبت ساقط

ہوجاتی ہیں اب باقی رہا امر کہ نماز صبح کی رکعتیں کیوں ساقط نہیں ہوتی

حالانکہ وہ بھی فرض الرسول ہے تو وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جناب فاطمہ اصل ہیں اور حسنین فرع

لہذا اصل باقی رہتی ہے اور فرع ساقط ہوجاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ فرض الله میں شکیات

و سہو جائز نہیں بخلاف فرض النبی کے کہ اس میں جائز ہے اور صورت اسکی جواز کی

کتب فقہ میں موجود ہیں

آمدم برسر مطلب یعنی نماز ایسے عمدہ ارکان دین میں سے ہے کہ جسکی فضیلت

میں احادیث بیشمار سابق میں گذریں اور اوسکی ترک کی نسبت بھی

کہ تارک الصلوٰۃ کے بدی کیسی ہے ایک شخص نے حکایت کی ہے یا رسول

کہ صاحب بوستان کا گذر ایک دریا عظیم الشان پر ہوا دیکھا کہ عجیب عجیب

شور ہو رہا ہے درگاہ باری میں عرض کیا خداوندا حیوان نے زبان میں اتنی کیوں

عذاب ہو رہا ہے جواب ملا آخرت کا عذاب الٰہی حق تیری قدرت سے اسی طرح ہے

رہنا تھا دریا پر یادگار ہمارے قدرت کا تماشا دیکھو جب حضرت کو گئے

تعمیل حکم کی ہوئی تو کیا دیکھا کہ ایک بار یار جمع ہو گئیں آکے وہ پوچھی

تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ یا نبی اللہ ایک شخص ہمارے بستی دریا میں آئی تھی

اور اوس میں ایک نمازی تھا اوسکی درخت میں درد تھا تا ایک روز درد

اوسکا درخت اوکھڑ گیا اور اوسکو ایک ماہی نے ہم میں سے نگل لیا تھا

اوسکی نحوست سے ہم سب پر عذاب ہوتا ہے دیکھو تو سہی کسقدر

تارک الصلوٰۃ کے نحوست اور اوسکی وجہ سے دیو دینیوں کو نحوست ڈرتے ہیں چاہیے

اون لوگوں کے جو ترک نماز کو اسہل سمجھتے ہیں ذرا سی بات میں نماز

ترک کر دیتے ہیں کوئی ذرا ضعیف بھی مانع ہوا نماز کو ترک کر دیا حالانکہ

یہ وہ نماز ہے کہ کسی حالت میں اور کسی حالت میں مرد سے نماز نہیں چھٹے

حکایت ایک ماہی تھا
ترک نماز میں دریا میں

ایک نمازی صاحب بستی

میں نام اوسکا لکھا ہے

دریا کے نماز ستیدہ درخت ملعد

بحکایت

حتی کہ اگر دریا میں ڈوبتا ہو اور وقت نماز کا آگیا ہو تو نماز پڑھ لے
اگرچہ بصورت خوف پڑھے یا یہ یقین سمجھے مارا ہوا میدان آتا ہے یا بد
گمان جیسے کہ اگر ہتھی قیام نماز کیو اسکی تو جان ضائع ہوگی اور وقت بھی
نماز کا نہ رہتا ہو جیسے جنگ احد میں کہ رمضنہ تمد کیا وقت نیت نماز کی پڑھ لیا
گھوڑا اسطرف ہیلے جاتا اور نماز پڑھتی جاو تمہاری نماز مقبول ہوگی
دیکھی ہی نہ کو وہ جلی کہ آپ کے آگی اور یوں درگہا نہ دریا مجمع الہی کا
نمونہ طیبہ کمرت ولبدا امام حسین نے کس حالت میں روز عاشورا نماز پڑھی
اور فرمانے کہ تیر پر تیر چلی آرہی تھی تمام اصحاب جانی نثار شہید ہوچکے تھی
عجب قسم کا اضطراب تھا کہ ابوثمامہ صیداوی نے عرض کیا یا مولا
دخل وقت الصلوۃ اریدان اصلی معکم وقت نماز داخل ہوگیا میں
چاہتا ہوں کہ آپکے ساتھ نماز اخری پڑھ کر شہید ہوں حضرت نے فرمایا
جعلک اللہ من المصلین خدا تمہیں نماز گذاروں میں محسوب فرمادے
ان اعداء سے مہلت نماز مانگی اصحاب نے جا کر یزیدیوں سے مہلت مانگی

کتاب ریحان الجنۃ شرح باب حادی عشر مصنفہ میرزا محمد حسن ... نے ...

منتقل ہوئی کہ جب سید حسن ابن یوسف ابن علی ابن مطہر الحلی المعروف علامہ

الحلی مولدا و مسکنا ملقب بہ علامہ حلی علیہ الرحمہ اولجایتو محمد خدابندہ

نے تحقیق مذہب حق کی غرض سے کہ وہ خود اہل سنت تھا علماء فریقین کو جمع کیا

اور علامہ حلی نے الزام تمام مخالفین کو مجلس سلطان میں دلیل سے مغلوب کیا اور بادشاہ خدا بندہ

اکثر اعیان اور بہت سے اہالی ایران کے ساتھ صدق دل سے شیعہ ہوا اور بادشاہ نے

حکم دیا کہ اسمائے حضرات معصومین کو نقش درہم و دینار پر نقش کریں اور مساجد کو

بھی حکم کیا کہ نقش اسمائے ائمہ اثنا عشر سے مزین کریں علامہ حلی علیہ الرحمہ

کے ہمراہ اون سلاطین میں مولانا حسن کاشی بھی تھے اور بہت عقل مند اور ذی فہم تھے انہوں نے

بادشاہ سے بعد الزام مخالفین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں دو رکعت نماز مذہب

اربعہ پر اور دو رکعت نماز مذہب جعفری پر پڑھوں تا اور عقل بادشاہ کو

معلوم ہو کر دونا یہ ملا حسن نے کہا کہ ابو حنیفہ سے دیگر فقہا کے نقصان ہوئے

شراب سے وضو کرنا جائز جانتا ہے اور ... قایل ہے کہ پوست سگ

دباغت کیے چمڑے پر سجدہ جائز ہے اور جائز جانتا تھا کہ بجای محمد رسول کے ایک لفظ کہہ دیں آپ

اگرچہ ترجمہ ہو اور جائز جانتا تھا کہ نماز میں تکبیر کہہ دیں اور جائز جانتا تھا

کہ عوض سلام کے بعد تشہد کے گوز صادر کریں اور نماز کو تمام کریں

اور حسن نے یہ سنکر شراب سے وضو کیا اور پوست سگ کو پہنا اور سرگین سگ

کو سجدہ گاہ بنایا اور تکبیر کہا اور عوض محمد رسول کے فرمایا کہ دو برگ سبز کہ

یعنی مُدْهَآمَّتَانِ ہیں کہ آیت ہے اور رکوع سجدہ بغیر سنگ

ہی کیا اور دوسری رکعت کو بھی ایسے دستور سے پڑھا بعد تشہد پڑھا اور عوض سلام

گوز دبرے خارج کیا اور کہا یہ نماز سفیان ہے بعد اس کے پڑھا

خضوع و خشوع سے دو رکعت نماز موافق مذہب شیعہ ادا کیا بادشاہ نے

کہا یہ کیسی نماز ہے نماز شیعی ہے کہ نماز تمام ان کی موافق عقل و دین ہے

تاریخ کا بلا اثر دیکھ جس نے بقول صاحب سلطان اور کتابیں تو کچھ جدا ہندہ کے دل میں سلطان

مذہب اہل صلاحیت باہم حاکی بہا نو و ضخامت عملی امام کیو حاکم اس اور عہد سیحی دیگر

علمائے کرام بہشت کسطرف سے خواجہ عبدالملک مرغی کہ افضل علما تھا تحفہ بجائے اسی تار

تکہ افضل علما تہا آیا اور صاحب علماء کی تاہم نہ حد کیا اور تشبیت صلاحیت

صاحب ایسے المومنین اور سلطان وحکومت صلاحیت میں تو تہا اہل صلاحیت بر عہد مقاصد و دلائل

سامنے کیا اور رجحان مذہب امامیہ اس قول سے کیا کہ کیشو تیت نے خواجہ مطالع اور حق

عبدالملک جب یہ اور سفا ترکیب وسیلہ تشبیہ قوت سے یقین حکم سلف ایک

راہ پیدا کیا جس اور ضعف سے ذریعے تفرقہ اہل اسلام کے درمیان پردہ کثرت دار العمل

تک شمشیر رہی نہ زیادہ جاہلی لیکن خاطر تردید تشیع سے پردہ پوشی کی

اور تشریح مجز عبدالملک میں کیا تکلیف تمام خواجہ نے اقرار و اظہار للہ سے حاکموں

کی اور مشہور سبب تشیع جدا ہندو اور زبان زد یہ تھی کہ بادشاہ کی یا کسی

ایک زد رحمتی یہ اور تکلف کی تحقیق تمام کہ کی دم سے اخلاق ایک تحسین

کیا فتوی طلب کیا تشفی کی تحاج یہ تکمیل عبد تحمل جانب شمس

بادشاہ نے کہا ہمایوں کی ایسا اندیشہ ہے جو جابر کے ترک نہ کیا بجز شیعہ اور ہوئے بعض اور

دو گروہ قتل میں کہ حقہ میں رہتی ہیں اور سردار ان کا علما رہے سلطان نے ان

علما کا حکم دیا اور بہتوں کو شاہ ہمایوں کے مکر کیا جب علما اکثر کے تو انہیں مجلس

قتل میں رہ گیا اور مجلس میں آیا کے بادشاہ و شیر محلہ حاضر میں کو یہ بات پسند آئی کی

بعض علما اہلسنت کے جو امرا میں جن میں سے اعتبار و شہرت تھا کہ بابا علی آنے لگے

کہ قتل ہے کہ بادشاہ کو کہا اور یہیں مجلس میں بلا علما اور جب علما کے کہا ہمارا

اور تمہارا اجماع ہے کہ محمد خدا جائز نہیں اور خدا نے فرمایا ہے اذا

فاسئلوا پھر فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کلام پر فرمان شاہ کا ان کے بعد

نے تعین مبارک پر آن کی ترجمہ بیان میں کا کی موجود میں شیعہ اپنی مجلس اور کہا

مجلس کیا تم محبت شدید ورد انتہا ہے ہو تاکہ زمان رسول میں ایسی شیعی

نکالا قریب سو برس کے بعد پیغمبر رحمت میں علما نے کہا میں بہر حال کیا حنفی نے

نے پیرو بادشاہ تھا میں نے کہا حنفی تو بعد کا ہی ہوا ہے علما نے کہا تب فقہ

میں پیروی کی اور پھر بعد حنبل کی نسبت کہا وہ بھی جواب لایا علما نے

جب مقدار کہ شاہ ان پیروان میں نہیں تو یہ مذہب کہاں سے آیا اور

اور اس نسبت نہ کیا فقط

در بیان فضائل سورت قرآن و قسم آیات محکم و متشابہ وغیرہ در باب مدح
متابعت قرآن ناطق

قال اللہ تعالیٰ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ

جناب باری عز اسمہ ارشاد فرماتا ہے کہ ماہ رمضان ایک افضل مہینہ ہے کہ جسمیں قرآن اوسمیں
نازل کیا گیا اور اس قرآن میں ہدایت و رہنمائی ہے آدمیوں کے لیے اور دلیلیں روشن ہیں
ہدایت سے اور فرقان ہے مفسرین نے صورت نزول قرآن میں اختلاف کیا ہے
قول مشہور و معتبر یہ ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا نے
تمام قرآن کو یکبارگی شب قدر میں آسمان دنیا پر نازل فرمایا پھر بتدریج تیئیس برس
کے عرصہ میں اپنے رسول پر بھیجا ... یہ ہے کہ ہر سال شب قدر میں آسمان
دنیا پر اسقدر نازل ہوا کرتا ... سال کے واسطے کافی ہوتا تھا چونکہ یہ ماہ صیام
نسبت ہے افضل ماہ ہے اسوجہ سے اکثر کتب سماوی اسی ماہ میں نازل ہوئیں چنانچہ

کہ اوس پر مدار دین و ایمان ہے

جیسا کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر شاہد ہے الخ

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جناب رسولخدا سے روایت کی ہے کہ تیسری تاریخ [illegible]

کو ماہ رمضان کے صحیفہ جناب ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوا اور چھٹی شب رمضان کو

توریت موسیٰ علیہ السلام پر اور تیرھویں شب کو انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور

اٹھارویں شب کو زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور چوبیسویں شب کو قرآن [illegible]

رسولخدا پر نازل ہوا اُنْزِلَ فِیْهِ سے یہ مراد ہے کہ انزل فی فرضه [illegible]

صومه علی الخلق یعنی قرآن اس ماہ رمضان میں اس غرض سے نازل کیا گیا کہ

معلوم ہو جاوے کہ روزہ اس ماہ کے فرض ہیں اور ہدی للناس سے یہ مراد ہے کہ وہ قرآن [illegible]

کے لئی ہدایت کرنیوالا اور اونکی راہ راست کیطرف راہ بتلانے والا ہے اور [illegible]

علم کے سکھانے کی دینی والا ہے وبینات من الہدیٰ سے یہ مراد ہے [illegible]

قرآن میں دلیلیں روشن ہدایت کے واسطے ہیں یعنی معجزا انبیا و [illegible]

واضح کا پتہ بتا قرآن کے نہیں جیسے [illegible] دیکھیں یہ قرآن جسکی تعریف [illegible]

نزد ہا ہے اگرچہ فضیلت اسکی تلاوت کی ہمیشہ ہے لیکن چونکہ اس ماہ میں [illegible]

کیا گیا ہے لہذا فضیلت اسکی تلاوت کی اس ماہ میں بدرجہا زیادہ [illegible]

الی [illegible]

قال رسول الله صلی الله علیه واله لِکُلِّ شَیءٍ رَبِیعٌ وَرَبِیعُ الْقُرآنِ شَهرُ رَمَضَانَ

جناب رسولخدا صلی الله علیه واله نے فرمایا ہے کہ ہر ایک شی کے لئے ایک زمانہ بہار ہے اور قرآن شریف کے لئے شہر رمضان زمانہ بہار ہے پھر آپ دوسری حدیث میں سلمان فارسی سے فرماتے ہیں اے سلمان تلاوت ایک آیت قرآن کی برابر ہے ثواب میں سو شہیدوں کی جو راہ خدا میں شہید ہوئے ہوں اور حق تعالیٰ عوض میں ہر سورہ کے ثواب ایک پیغمبر کا عطا فرماتا ہے اور فرمایا کہ قاری قرآن کے لئے ملائکہ استغفار کرتے ہیں اور حق سبحانہ تعالیٰ قاری پر نظر رحمت کرتا ہے اور ہر آیہ کے عوض میں اوسکو ہزار حوریہ جنت میں عطا فرماتا ہے اور ہر حرف کے عوض میں جو ہے ایک نور عطا فرماتا ہے اور جب ختم قرآن [illegible] ہے تو تین سو تیرہ پیغمبروں کا ثواب کہ جنہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی ہے دیتا اور گویا کہ اسنے جمیع کتب سماوی کو جو سب انبیا پر نازل ہوئی ہیں پڑھا اور اوسکا گوشت آتش جہنم پر حرام ہے عن النبی صلی الله علیه واله

مَا مِنْ شَفِيْعٍ أَفْضَلَ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ مِنَ الْقُرْآنِ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ لَا نَبِيٌّ وَلَا مَلَكٌ وَلَا غَيْرُهُ جناب رسولخدا ارشاد
فرماتے ہیں کہ بروز قیامت قرآن سے زیادہ کوئی شفیع ہوگا نہ تو کوئی نبی نہ کوئی
فرشتہ اور نہ علاوہ انکے (علاوہ اس حدیث کی مفہوم یہ بھی ہے کہ اِنَّ قُرْآنَ
الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا یعنی تلاوت قرآن شریف کی کہ جو وقت صبح کیجائے تو وہ شہادت
دیگا) حدیث میں وارد ہے کہ جب قرآن خوان بہشت میں سیر کریگا اور وہاں نہریں اور درخت
دیکھیگا اور سر بلند کرکے درجات عالیہ بہشت مشاہدہ کریگا تو دریافت کریگا کہ یہ مراتب
و منازل کسکی ہیں حکم ہوگا کہ (زیادہ تیری تلاوت) اِقْرَأْ وَاشْفَعْ یعنی قرآن پڑھتا جا اور
بلند ہوتا جا وہ استفسار کریگا کہ کتنے درجے بلند ہوں خطاب ہوگا کہ بعوض ہر سورت کے
ایک درجہ عطا ہوگا (کبھی) قاری تعجب کریگا کہ بعوض ہر سورہ کے ایک درجہ بلند ہوگا
حق تعالے فرمائیگا کہ ہر عشر کے عوض میں ایک درجہ بلند ملیگا یہ اور متعجب ہوگا ارشاد
ہر آیت کے عوض میں ایک درجہ بلند ہوگا اور [illegible] تعجب کریگا خطاب الہی ہوگا کہ ہر حرف
کے عوض میں ایک درجہ بلند ہوتا جا پس قاری قرآن کی تلاوت کرتا جائیگا اور درجے بلند

عالم

لیکن علم اس بات پر مامور ہوئے ہیں کہ اوسکی تفسیر راسخون فی العلم سے یعنی جو لوگ کہ اس
قرآن سے واقف ہیں پوچھیں نہ یہ کہ اپنی رای سے تفسیر کریں اور متشابہات نفسی میں قول
خدا کو بے محل کریں کیونکہ اس قرآن میں ناسخ و منسوخ محکم و متشابہ وغیرہ ہیں جیسا کہ
جناب باری عز اسمہ خود اپنی کلام میں اپنے رسول محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ کیطرف خطاب
کرکے فرماتا ہے هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ
آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ
زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ
تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ
یعنی وہ خدا ایسا ہے کہ اوسنے تجھپر قرآن کو نازل کیا بعض اوسمین سے آیتین
محکم یعنی ظاہر معنوں کے ہیں کہ اصل محکم اور بزرگ قرآن ہیں اور دوسری متشابہ
یعنی کئی کئی معنوں کے ہیں لیکن جن لوگون کے دل میں کجی ہے وہ لوگ اوس چیز کی
پیروی کرتے ہیں جو متشابہ اوسکا ہے بغرض چاہنے فتنہ و حقیقت کے حالانکہ
حقیقت اوسکی نہیں جانتا مگر خدا یا وہ لوگ کہ علم میں مضبوط ہیں گو محکم و متشابہ

کی سمجھ میں آ قول علما مختلف ہیں لیکن ماحصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ محکم وہ ہے جسکی مراد

و مطلب ظاہری طور سے بلا قرینہ کی سمجھ جاوین جیسا کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ

النَّاسَ شَيْئًا یعنی خدا کے انسان پر ظلم نہیں کرتا یا لَا يَظْلِمُ

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ یعنی خدا مطلق ظلم نہیں کرتا محکم ہے منجملی کیونکہ انہیں تمام

قرینہ و دلیل کی احتیاج نہیں ہے اور صاف ہے کہ چونکہ ظلم شے قبیح ہے اور ہر قبیح خدا سے

صادر ہونا صدوف اسکی عدالت کی ہے لہذا وہ مرتکب ظلم نہوگا

اور متشابہ وہ ہے کہ جسکا مطلب ظاہر میں نہ سمجھا جاوے بلکہ تمام قرینہ جب اسکا

میں منضم کیا جاوے تو اسکے معنی موافق اصول دین مثل توحید و نفی تشبیہ و جور

و مماثلت وغیرہ ہو جیسا کہ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى

مستولی ہے خدا اوپر تمامی عرش لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ

اب استوی کے معنی سیدھا ہونا بیٹھنے کی اگر لی جاوین تو معاذ اللہ لازم آوے کہ خدا کی

یعنی خدا کے ممکنات کے مثل نہیں ہے

جو ہاتھ پیر رکھے یا کسی چیز کا مکان و جسم ہے اور یہ کفر ہے کیونکہ خدا جسم و جسمانیات سے بری اور منزہ ہے لہذا اب دوسری معنی

یعنی منجملہ احتیاج ممکنات سے محتاج ہو ۱۲

اور عرش کی معنی علم کی لی جاوین اور سیرت جنکا استعمال کلام عرب میں آیا ہے عدول لازم ہوا اور وہ کیا ہیں لہذا استعلا

رحمٰن کو مبتدا و استوی کو خبر و علی العرش کا یعنی خدا تمام مخلوقات و موجودات پر اپنی علم کی وجہ سے حاوی ہے اور اپنی قدرت کو

سمو حال میں ہے الخ

بہ

سبب پڑا دیا ہی میں اور عرش کی معنی علم کی لیے جاتے ہیں اور علی العرش حال ہے ضمیر سے اور رحمن کو مبتدا
و استوی کو خبر — اب باقی رہی یہ بات کہ پھر دعا میں ہاتھ جانب آسمان مخصوص کیوں بلند کرتے ہیں
حالانکہ خدا تحت و فوق و قدام و خلف آسمان و زمین سب میں ہے تو وجہ اوسکی یہ ہے کہ ہمکو
حکم خدا یوں ہی ہے کہ بوقت دعا ہاتھ اپنا سوے جانب آسمان اوٹھاویں جیسا کہ مسطور ہے حدیث میں ارفعوا
ایدیکم الی الله — اور ہمیں یہ نکتہ ہے کہ خدا نے آسمان کو بیوت رزق و روزی قرار دیا ہے
جیسا کہ خدا فرماتا ہے وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ یعنی تمہارا رزق آسمان میں
ہمنے مقرر کیا ہے اور چونکہ انسان کی خلقت کا مقتضا یہ ہے کہ اپنی رزق کی حصول میں مشغول رہتا ہے
بندا ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھاتے ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر شی لطیف اپنی
اپنی مبدا اعلی و موطن اصلی کی طرف رجوع کرتے ہیں چونکہ نفس انسان کا لطیف ہے اور بعد
پیدائش اسکی و نیز تعلق عالم علوی میں ہے کہ بعد کو اس تودہ خاک میں نازل ہوا ہے
بندا وقت دعا کہ مقتضی توجہ مبدا اعلی سے ہے آسمان کی طرف مشغول ہوتا ہے پس
معلوم ہوا کہ تمکن علی الشی کے معنی بوجہ عدم جسمیت و مساوات فی النسبت نہ لگی اور معنی
حقیقیہ یعنی بوجہ علم کے حاوی ہونے کی درست ہیں کیونکہ خدا فرماتا ہے لیس کمثله شیء یعنی

~~مثل مکلفات نہیں ہی کہ ہو ہاتھ پیر رکھی یا کسی چیز کا مکان وغیرہ میں محتاج ہی~~

~~مکلفات کے محتاج ہو~~ اسیطور سے وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ

کے معنی ہمنی آسمان کو ہاتھ سے پیدا کیا نہوگی بلکہ یہ معنی ہونگی کہ ہمنی آسمان کو

اپنی قدرت سے پیدا کیا اور ایسے ہی قول خدا وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ

کے معنی ہمنی تائید اور مدد دی اونکو اپنی روح سے نہیں ہی بلکہ تائید دی اپنی

قوت وقدرت سے یا معنی قول خدا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ کے کہ میں نے ہاتھ

سے پیدا کیا نہوگی بلکہ اپنی قدرت سے خلق کیا کے ہونگی یا قول خدا أَنْ تَقُولَ

نَفْسٌ يَا حَسْرَتَا عَلَى مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ جسکی توجیہ

معنی یہ ہیں کہ اوسدن نفس کہیگا کہ افسوس ہی میں نے تفریط کی پہلو خدا میں یہ معنی اوس

قاعدہ کے موافق یہ معنی درست نہیں بلکہ کہنا چاہی کہ اوسدن نفس کہیگا یہ ہی

قول نفس یا حسرتا

علی ما فرطت فی جنب الله یعنی افسوس ولایت اولیاء خدا یا قرب وجوار خدا یا طاعت خدا میں (علی) تقصیر

ولایت اولیاء الله یا طاعت الله

الحدیث) کمی کی

اسیطور سے جیسے روایت ابو بصیر کی جناب

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ آپ نے

خطبہ میں فرمایا انا الہادی الی آخرہ

عابد بہشت پر نا پر ہو جا بیٹھیگا تا آنکہ اللہ سو درجے طے کریگا اور اعلیٰ درجہ پر کہ اوسکو اعلام
سر بدی کہیتی ہین پہونچیگا اور تکیہ لگا کے بیٹھیگا اور عرض کریگا کہ مین نے قرآن
پڑھا اور ختم کیا ندا آئیگی اے بندے میرے تو نے قرآن پڑھا اور ہمنے سنا اب ہم
پڑھتے ہین اور تو سن پہر حق تعالیٰ ایک آواز خوش پیدا فرما کے سورہ طٰہٰ و یٰسین
شروع فرمائیگا اور سنتے وقت وہ بندہ اوس آواز کو سنکر اس درجہ محظوظ ہوگا کہ بیہوش
ہو جائیگا بعد اسکے جب ہوش مین آئیگا تو نعمات بہشتی سے متنعم ہوگا اور لباس بہشتی
اپنی بدن پر آراستہ کریگا۔ حضرات سنا آپنے فضیلت تلاوت قرآن شریف کو کس درجہ
عند اللہ مقبول عبادت ہے پس ہر مومن و مومنہ کو اسکی تلاوت ضروری ہے اور اوسکی مطالب
پر غور کرنا باعث لطف عبادت و خوشنودی خداوند تعالیٰ ہے کہ اوسکی وجہ سے انسان گناہ سے محفوظ رہتا ہے
اسیطور سے جو عبادت کہ حضور قلب سے ہون مقبول ہین

طاعت حق با حضور دل بکن — دولت خوشنودیش حاصل بکن
در عبادت دل باین وآن مده — تحفہ خود را بجز جانان مده
نیت قرب خدای پاک کن — قصد قصر از آیت آپاک کن
ذکر و قرآنی کہ میخوانی بفہم — بر زبان نام کہ می رانی بفہم

بخشی ... سے بزرگ خدا کی رحمت
اور اوسکی دین سیطرف اور اوسکی
رغبت سیطرف ... جمع ہونا
اسیطور سے جنکی کمال ہی ایک
اللہ وجہ یا کمال من علیہما فان
و ہیتی وجہ ایک مین راد
اجر سے اینکا یا مراد من اتی اللہ
بما اتی بہ من طاعۃ ... والامۃ
من بعدہ ... بحمدہ ... اسکی
کر سکرے ہونگی
اور وقت حوص کریگا اسکی لذت گفتار مشق ... ہی
کیا عجب ہوتا اگر لذت دید رہی ہوتا
اور وقت حجاب اوٹھا جاویگا اور تجلی
ہوگا اسی بندہ اب ہوت دید رہی دیکھ
جب انوار ساطعہ جمال اسی کو دیکہیگا ... بیہوش
ہو جاویگا جب تک کہ خدا چاہیگا
روایت ہے ... کہ ... سال بیہوش
رہیگا تا آنکہ ... عنایت فرماکر ...
کرے اور ... مدت ... فراق
ہمارا طویل ہوا ... دوستو ... سے
... اور ... انکو
ہوش ... نہیں ... بہشت ... شوق
... اکی ... کیا ...

چشم بکشا بر جمال یار خویش — لذتی بردار از اذکار خویش

مومنین کو یہ بھی معلوم ہونا ضرور ہے کہ قرآن دو ہیں ایک قرآن صامت یعنی خاموش کہ وہ یہی

قرآن ہے کہ جو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واسطے ہدایت و تعلیم و قصص و احکامات و معاملات وغیرہ

میں نازل ہوا دوسرا قرآن ناطق ہے کہ جو اس قرآن صامت کے احکامات کو بیان

کرے اور ناسخ و منسوخ و متشابہات وغیرہ میں فرق کرے اور شان نزول کو بیان فرماوے

وہ کون ہمارے ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کہ بعد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ مفسر قرآن ہوئے

ہیں جنکی نسبت خود جناب رسالتمآب فرماتے ہیں اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ

کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِی اَھْلَ بَیْتِی لَنْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ

الْحَوْضَ یعنی ای امت میں تم میں دو چیزیں گرانبہا چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا

اور دوسرے میری عترت اہلبیت اور یہ دونوں علحدہ نہونگی تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس

بروز قیامت آوینگے یعنی یہ تا قیام قیامت جدا قرآن سے اور قرآن جدا ان سے نہونگے

اور نیز دوسری حدیث میں فرمایا ہے عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ

عَلِیٍّ علی ساتھ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے بلکہ باعتبار حدیث

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یعنی میں شہر علم ہوں اور علی دروازہ [illegible]

کہ صد و پچاس تمام اس ملاقات کی تمنی میں
اور قوت صد روح ہے سے ملاقات کرے اور
ہر ساعت انکا نالہ سے برسہا یاد کیا ہو
اور کثرت شوق سے گریہ کیا ہے
جا ہمیں نہ ہو
[illegible]

تمام علام خدا جناب علی علیہ السلام میں تھے اور اسیکی طرف خود جناب باری نے سورہ یٰس میں فرمایا ہے

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ یعنی تمام چیزیں ہمنے امام ظاہر میں

جمع کر دی ہیں اور حسب رائے اکثر مفسرین مراد امام سے جناب علی علیہ السلام ہیں جناب رسولخدا

فرماتے ہیں کہ جو کچھ تمام قرآن میں ہے وہ سورہ یٰس میں ہے اور جو کچھ سورہ یٰس میں ہے

وہ آیۃ الکرسی میں ہے اور جو کچھ آیۃ الکرسی میں ہے وہ بسم اللہ میں ہے اور جو بسم اللہ میں ہے

وہ بائے بسم اللہ میں ہے اور جو بائے بسم اللہ میں ہے وہ سب کا سب جناب علی علیہ السلام میں ہے شاعر کہتا ہے

جَمَعَ اللهُ لَهُ مِنْ شَرَفٍ وَفَضْلٍ مَا بِهِ خُصَّ سِوَى أَحْمَدَ مِنْ كُلِّ نَبِيٍّ

یعنی اللہ نے جسقدر خوبیاں اور بزرگیاں تہیں وہ سب کے سب آپکی ذات میں عطا فرمائیں

اور بجز جناب رسولخدا کے اجتماع ان خوبیوں کا مثل ذات بابرکات علی ابن ابیطالب کے اور

کسی نبی میں بھی نہیں ہوا اسیطرح سے آپکے بعد جسقدر ائمہ معصومین علیہم السلام آپکی اولاد میں ہوئے

وہ سب کے سب قرآن ناطق حسب حدیث انی تارک فیکم الثقلین ہوئے اور قرآن کے ساتھ رہے

اور بواسطہ جناب علی علیہ السلام کے انکا علم عین علم خدا و رسولخدا ہے مگر افسوس اس زمانہ غدار کی

حالت اور اسکی بدبختی جفاکاری لوگوں نے ثقلین میں سے ایک کی بھی پابندی نہ کی قرآن کی

کیا خوب شاعر نے کہا ہے

سطر قرآن است ابروے علی

مصحفی باشد مرا روے علی

گر کنند تہمت بمن رفضی تمام

جنتی باشد مرا کوے علی

یہ بے ادبی کی کہ بروز جنگ صفین اوسکو نیزہ پر بلند کر کے مکاری سے طالب صلح ہوئے منجملہ ان
کے جب لیلۃ الہریر کے لشکر شام کے سردار نے دیکھا کہ اب کسی طرح مفر نہیں ہے تو بصلاح
عمرو عاص وزیر خود قران کو نیزہ پر بلند کر کے صلح چاہی لوگوں نے جناب علی ع سے کہا کہ وہ لوگ
پناہ بقران لائے ہیں اور طالب صلح ہوئے ہیں لہذا صلح کرنا لازم ہے آپنے فرمایا کہ یہ لوگ
مکر کرتے ہیں ہرگز صلح پر قایم نرہینگے اور بعد اسکے بھی مری تیغ کا خون ناحق ہوگا اگر معتقد
میں صلح بنظر خوشنودی خدا و حفاظت قتل مخلوق خدا کرلے تو مجھکو کچہ عذر نہیں ہے تو میں حقیقت
میں حسب ارشاد جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اثر ہی کیا تہا کہ جانبین کی طرف شہادت میں اتین کیر ان
ابن عباس شہید ہوئے اور دیگر بہی کیا بر راہی جنت ہوگی المختصر کہ چند بزرگین نے ان لوگوں
نے بہت اصرار کیا جب جناب علی ع نے دیکھا کہ مری فوج خود بہت جلد سفر میں کیند سشرادہ
صلح کی ہے لیکن بعد دشمن لوگوں میں کے باوجود اسکے امر صلح کے اپنی قول سے پھر
حماقت میں اور خود جناب علی ع سے کہا کہ آپنے صلح کیوں کی آپنے جواب دیا کہ تم لوگوں نے مجبور
مجھے قبول کیا لیکن ان لوگوں کو اپنی شقاوت سے نہ گیا اور نہروان میں
خواہ مخواہ علم بغاوت بلند کیا جسکی وجہ سے جناب علی ع کو نہروان میں جا کر جہاد کرنا

اور

اور بجز و شخص کہ سب نبی انبیاء صلعم ہوئی سو میں قرآن ناطق کی بے حرمتی آپ نے اشجاع و ثنا کی

کہ اوسکو بے ادبی سے نیزہ پر بلند کیا ہی اسیطور سے قرآن ناطق کی بھی بے حرمتی کی وہ کیا

سر مقدس جناب امام حسین علیہ السلام وہ وہ بے ادبیاں کیں کہ زبان کو یارای بیان نہیں ہی یعنی

بعد شہادت جناب امام حسین عم اسیطور سے نیزہ طویل پر بلند کیا کبھی تنور میں رکھا کبھی درخت

پر بلند کیا ہی کبھی درختوں میں لٹکایا گیا چنانچہ راوی کہتا ہی کہ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اور

بزرگ جو لوگوں میں بہتر رہے ہوئی ایک درخت پر بیٹھے رہتے ہیں میں نے کہا یہ ہوا درخت

ثمر نہیں ہی پھر یہ لوگ کیوں بے فائدہ بہتر بیٹھے ہیں جب میں نے اوپر نظر کی تو دیکھا کہ

سر مقدس جناب امام حسین کا درخت پر آویزان ہی اور قبل شب چہاردہ کی روشن ہی اوس سے اوپر

یہ لوگ بہتر بیٹھے ہیں ہی افسوس ہے قدر ان لوگوں نے قرآن ناطق کی خاطر یہ بر

معجزہ اس سر کے تمارہ شام دیکھتی گی زید بن ارقم صحابی رسول خدا روایت کرتے ہیں کہ میں

کوفہ میں ایک مکان کے اندر کا بیٹھا جسکی آگے بر آمدہ تھا بیٹھا تھا کہ اتنے میں شور و غل و آواز

طبل آمد آمد لشکر میں نے سنا جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو چند اونٹ بیا کی وہ سوار تھے

کو آتے ہوئے دیکھا اور آگے آگے اونکی علمہای سیاہ ہیں اور اون اونٹوں پر کجاوے بے پالان

سوار ہیں اور انکے ساتھ ایک سر مقدس ہی جو قبل ماہ درخشان تابان ہی اور تازہ خوشبو

آیہ إِنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا کی تلاوت

کر رہا ہے یعنی خدا فرماتا ہے کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری علامات و آیات سے عجیب تر

شخص گذرا ہے اور بہت سے ایذائیں ہماری خوشنودی کی واسطے اٹھائیں اور ترک ریاست کیا ایک راوی

صحابی رسول خدا کہتے ہیں کہ جب میں نے سنا کہ وہ سر مطہر امام کونین جناب امام حسین عم کا ہے تو میں نے کہا

یا ابن رسول اللہ آپکا قصہ قصہ اصحاب کہف سے بدرجہا عجیب ہے اصحاب کہف نے فقط ایک

مصاحب کہان کیا دشمن کُشتیل الیان ظلم دقیانوس سے پوشیدہ ہو کر غار میں آرام سے سو رہے

ای فرزند رسول آپنے حمایت دین میں سب اعزا کو نثار کر دیا حتی بیٹے کے بھی بات نہ کی

بعد شہادت آپکے آپکی نعش کے گھوڑوں سے ٹاپ دلا سر مطہر کو بدن اقدس سے جدا کر کے

کس ذلت سے پھرائے ہیں اور پھر یہ بھی رہا آپکے اہلبیت مصیبت میں گرفتار ہیں سر و معجر کی

چادر چھن گئی بچے بھوک سے بیتاب ہیں کوئی ایسا نہیں کہ جو ان کی فریاد رسی کرے یہ کہتا

یہ کہتا ہوا اور منہ پر طمانچہ مارتا ہوا روتے روتے بیہوش ہو گیا

مقتل ابی مخنف میں سہل بن سعد ساعدی سے منقول ہے سہل کہتے ہیں کہ میں سال شہادت

امام حسین میں بقصد حج شہر دمشق میں ہو کر نکلا کہ میں نے وہاں عجب سامان تماشے دیکھے

دیکھا

دیکھا مجھے نہایت تعجب ہوا کہ آج یہ کیسی عید ہے جو لوگ رونق نہیں ہیں یا یہ کیسی کشف کر

نام اونکا سہیل تھا جب استفسار کیا تو وہ مجھکو معلوم ہو گیا اور رہا ای بھائی کیا تو جانتا نہیں آج

فرزند رسول جگر گوشہ بتول جناب امام حسین کے قتل کی خوشی میں شہر آراستہ کیا گیا ہے یہ سنکر

میں بہت رویا اور شیخ بھی رونے لگا یہانتک کہ روتے روتے بیہوش ہو گیا جب افاقہ ہوا

تو میں نے دیکھا کہ قطار چالیس اونٹوں کی کہ ہر ایک اونٹ پر زنان فوج نصب تھا چلی آتی ہیں

اور تھی ہمی اونکی اونٹ بے کجاوہ و عماری چلی آتی ہیں اور اونپر چند اطفال و عورات سر برہنہ

کشادہ مو مقیدہ بطور کنیزان حبش و زنگبار کے سوار ہیں والرؤس على الرماح

ورأس الحسين عليه السلام كالبدر الطالع بيد خولي بن يزيد

الاصبحي وهو ينادي انا صاحب الرمح الطويل انا قتلت اهل العبا

اجمعين اور ہمراہ اونکے بہت سے سر نیزوں پر نصب ہیں اور آگے اون سرونکی

سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا نیزہ بلند پر رکھی ہوئی خولی بن یزید اصبحی نکال کر خوشی کرتا

آتا ہے جیسے کہ آگاہ ہو ای اہل شام آج میں حامل نیزہ طویل در قاتل اولاد رسول جلیل ہوں معلوم

ہوتا ہے شکر خدا کرتا ہوں کہ تمام دشمن ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے اور اونکے سر ہم ہدیہ یزید کے

کے پاس لی جاتی ہیں اور دختران علی مرتضی و فاطمہ زہرا سر برہنہ بے مقنعہ و چادر بھی چھینی

جاتی ہیں   قَالَ سَہلُ فَبَکَیتُ وَلَطَمتُ وَجہِي وَعَجِبتُ کَیفَ

لَمْ تَخْسِفْ بِنَا الاَرضُ فَسَمِعتُ صَوتَ بُکَاءِ جَارِیَةٍ عَلَی جَمَلٍ

بِغَیرِ وِطَاءٍ وَغِطَاءٍ   سہل کہتا ہے میں نے یہ مصیبت عظیم دیکھ کر بہت بیتاب ہو گیا اور منہ

اپنا پیٹ ڈالا اور بے اختیار رونے لگا میں کمال تعجب تھا کہ ابھی زمین کیوں نہیں پھٹ جاتی

اور کیوں قیامت نہیں آتی   جب قطار اونٹوں کی میرے قریب آئی تو میں نے دیکھا کہ بہت سے

شاہزادیاں سر برہنہ چہرہ انور اپنا ہاتھوں سے چھپائی ہوئی شتران بے کجاوہ و عماری

پر سوار ہیں اور ایک شاہزادی ان میں سے با جلال شان ایک اونٹ پر اس طرح

روتی تھی کہ دل میں ان کا شق ہوتا تھا   وَهِيَ تَنُوحُ مَرَّةً عَلَی الشَّیخِ

الکَبِیرِ وَتَارَةً عَلَی الطِّفلِ الصَّغِیرِ وَتَقُولُ ع

یَا قَاسِمُ یَا جَعفَرُ یَا عَونُ یَا   عَبَّاسُ یَا ابنَ اَبِي عَلِيٍّ وَ...

یَا طِفلِیَ المَفطُومُ قَبلَ فِطَامِهِ   مِنْ نَصلِ سَہمٍ بَاتَ فِي...

کبھی وہ نالے کسی پیر و جوان کا نام لیکر روتی تھی اور کبھی کسی بچے کو یاد کر کے بیٹھتی

باآواز بلند بہ کمال کرب و قلق یہ کہتی تھی کہ افسوس اے قاسم بن الحسن اور اے عون اور جعفر اے
عباس بھائی میرے اے علی اکبر لخت دل کہاں ہو تم سب کے سب شہید ہوئے اور ہمیں رنج و تکلیف
میں تنہا چھوڑ گئے اے علی اصغر شیرخوار ابھی تو تمہارا دودھ بھی نہ بڑھا تھا کہ تیر ستم کھا کر
راہی جنت ہوئے ؎ وامحنتي واضيعتي واغربتي واوحشتي

مِن بعدِكُم يا اِخوتي   لِنفسي فداءكَ يا حُسينُ ولَيتَني جُرِّعتُ

دُونَكَ مِن كُؤسِ مَنِيَّتي   افسوس صد افسوس کہ تم میں کوئی بھی باقی نہ رہا جو ہم کو
اس ذلت و خواری میں مبتلا دیکھ کر مدد کرتے اور ہمیں ظلم کفار سے چھڑاتے کبھی وہ مظلومہ
فرماتیں افسوس اے ماں جائے میرے اے سید و سردار میرے فدا ہو تمہیر یہ بہن ستم دیدہ کہ تم انواع
و اقسام کے رنج و الم اٹھا کر دنیا سے رحلت کر گئے اور یہ بہن کمبخت جان تمہیر سے فدا ہو کر نہ مر گئی
کاش نہ زندہ رہتی اور مجھے موت آتی کہ اس رسوائی و ذلت سے محفوظ رہتی ؎

لَهفي على المَجزورِ راساً مِنَ القَفا   عَطشانَ لِيَشرَبُ غُصَّةً في غُصَّةٍ

لَهفي على المَرفوعِ راساً على القَنا   كالبَدرِ في تَمِّهِ يَلوحُ لظُلمَةٍ

فدا ہو یہ بہن بیکس اس مظلوم بھائی پر جس کا سر گردن سے جدا کیا گیا اور بجز غم و غصہ کے

شدت پیاس مین ایک قطرہ پانی کا بھی میسر نہ آیا فدا ہوے مین ستم رسیدہ اوس بہائی مسموم و مغموم و معصوم
پر جسکا سر اوپر نوک نیزہ بر مثل ماہ شب چہاردہ کے تابان و درخشان ہی قَالَ سَهْلٌ
فَبَكَيْتُ بِبُكَائِهَا وَعَرَفْتُ أَنَّهَا أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
عَلِيٍّ عليه السلام فَتَقَدَّمْتُ عَلَيْهَا سہل کہتا ہی مین جب یہ بین جگر خراش مین نے
اوس شاہزادی سے سنی بیتاب ہوکر رونے لگا اور سمجہا ہوا کہ وہ مخدومہ کونین صاحب ام کلثوم
دختر صاحب امیر المومنین علی علیہ السلام ہین پس قریب اوس اونٹ کے گیا اور سرنگون ہوکر
کمال تعظیم سین اوس مخدومہ پر سلام کیا فَرَدَّتْ عَلَيَّ السَّلَامَ وَقَالَتْ لِي مَنْ
أَنْتَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَيْنَا أَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ قُتِلَ أَخِي
وَسَيِّدِي الْحُسَيْنُ ع اون مخدومہ نے جواب سلام دیکر فرمایا ای شخص تو کون ہی رحم
کرے تجہ پر حق تعالی حق سبحانہ تعالی عوض مین اس کی اپنی رحمت تجہ پر نازل کری ای سعادتمند جس روز
سے کہ ہماری سردار اور بہائی حسین فرزند رسول کو اہل کوفہ و شام نے قتل کیا ہی اور ہمکو قید
کرکے کربلا سے یہان تک لائی اوس روز سے آج تک سوا تیری کسی مسلمان نے ہم اہلبیت رسول
کو سلام نہین کیا ہی فَقُلْتُ لَهَا يَا سَيِّدَتِي أَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَأَيْتُ
جَدَّكِ

حَدَّثَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ لِي يَا سَهْلُ
أَمَا تَرَى إِلَى مَا فَعَلَتْ بِنَا أُمَّةُ جَدِّي رَسُولِ اللهِ

میں نے عرض کی اے مخدومۂ عالم نام اس غلام کا سہل بن سعد ہے میں اکثر اوقات خدمت فیضدرجت
آپکی جد امجد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر رہا ہوں اون معظمہ نے فرمایا
اے سہل تمنے دیکھا کہ اس امت جفاکار ستمگار نے ہم اہلبیت رسول مختار و دختران علی مرتضیٰ
سے کیا کیا يَا سَهْلُ إِذَا وَصَلْتَ إِلَى مَرْقَدِ جَدِّي رَسُولِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَاقْرَأْ عَنَّا السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي
رَأَيْتُ بِعَيْنِي بَنَاتِكَ مَطْرُودِينَ عَنِ الْأَوْطَانِ سَائِقِينَ فِي الْبُلْدَانِ.
پھر اون معظمہ نے مجھے فرمایا کہ اے سہل اگر تو مرقد مطہر جد بزرگوار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
پر حاضر ہو تو پہلے ہماری طرف سے بعد سلام عرض کرنا کہ یا رسول اللہ میں بچشم خود دیکھ آیا ہوں
کہ بیٹیاں آپکی رنج و محن میں گرفتار مقید مثل کنیزان حبش و زنگ بر شتران بے کجاوہ
و عماری اسیر سوار شہر بشہر پھرائی جاتی ہیں فَقُلْتُ لَهَا سَمْعًا وَطَاعَةً يَا
سَيِّدَتِي هَلْ لَكِ حَاجَةٌ أُخْرَى قَالَتْ لِي يَا سَهْلُ إِنْ كَانَ مَعَكَ

لِبَعضِ الثِّیابِ فَأْتِیها بِھٰذِہِ الأَرامِلِ   مینے عرض کی اے شاہزادی میری اگر میں زیارت مرقد مقدس رسول اللہ سے مشرف ہونگا تو ضرور یہ حکایت جناب آنحضرت کے خدمت بابرکت میں مفصل عرض کرونگا لیکن اب جو خدمت لائق اس غلام کی ہو ارشاد ہو کہ میں اوسے بجا لا کر سعادت دارین حاصل کروں   یہ سنکر صاحب ام کلثوم نے فرمایا کہ اے اسمٰعیل اگر تجھے مقصود ہے کہ ہماری خدمتگذاری میں کسب ہوا ور حکم اطاعت کے دوستوں سے مشکور ہو تو چند چادریں کہ تیری قدرت سے زیادہ ہوں اپنے اسباب میں سے ہمیں لا دے تاکہ صاحب بیوہ بیکس اپنی اپنی ناموس سے چھپا لیں   وَاشْفَعْ لَنا عِنْدَ صاحِبِ الرّأْیِ أَنْ یَتَقَدَّمَ بِهٖ أَمامَ المَطایا فَقَدْ خَزِینا مِنْ كَثْرَةِ النَّظَرِ إِلَیْنا   اور اے اسمٰعیل دوسرا ضروری یہ بھی ہے کہ یہ ملعون جو سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا نیزہ پر رکھے ہوے ہیں اونکو مستورات کی درمیان میں ہیں اسطرح سمجھا کر آگے بڑھا دو تاکہ مجمع تماشائیوں کا دیکھنے میں سر الحسین کے مشغول ہو اور ہمیں نظر نامحرم سے راحت ملے کہ ہم ماری غیرت کے موے جاتے ہیں   فَأَتَیْتُ إِلَیْها بِثِیابٍ كانَتْ مَعِی وَفَرَّقْتُها عَلَی الأَرامِلِ وَلَمْ أَعْتَقِدْ أَنَّها صَدَقَةٌ بَلْ هَدِیَّةٌ

میں

میں چار اپنی اسباب میں سے چار چند جواہر لے آیا اور برسم ہدیہ ہر ایک بی بی کی خدمت
میں حاضر کیا وَلَقَدْ قَدِمْتُ إِلَى صَاحِبِ الرَّاسِ وَأَعْطَيْتُهُ
مِائَتَيْ دِينَارٍ وَأَمَرْتُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ بِالرَّاسِ مِنْ بَيْنِ النِّسَاءِ
فَفَعَلَ وَاسْتَرَاحَتِ النِّسَاءُ پھر اوس ملعون کو جو سر اقدس امام مظلوم لیئے تھا
چار دو سو اشرفیاں دیں اور اہل حرم کے بیچ سے اوسے نکال دیا سب تماشائی سر اقدس کے
دیکھنے میں مشغول ہوگئے اور اہل حرم کو نظر نامحرم سے راحت ملی فَأَتَيْتُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ لِي يَا سَهْلُ
حَشَرَكَ اللهُ مَعَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمَا تَرَى إِلَى مَا فُعِلَ بِنَا
سہل کہتے ہیں کہ میں جناب ام کلثوم سے رخصت ہوکر خدمت بابرکت جناب سید الساجدین
میں حاضر ہوکر تسلیم عرض کی آپ نے جواب سلام دیکر فرمایا اے سہل خدا تمکو بروز قیامت ہمارے
اور ہمارے ساتھ محشور کرے دیکھا تم نے کہ اس امت جفا کار نے ہمارے ساتھ کیا کیا

أُقَادُ ذَلِيلًا فِي دِمَشْقَ كَأَنَّنِي ... مِنَ الزَّنْجِ عَبْدٌ غَابَ عَنْهُ نَصِيرُ
وَجَدِّي رَسُولُ اللهِ فِي كُلِّ مَشْهَدٍ ... وَشَيْخِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَمِيرُ

اے سہل آج مجھ بے درد دشت وخواری سے مقید کرکے لائے ہیں کہ جیسے کوئی شخص کسی غلام حبشی کو

کہ جیسا کوئی حامی و مددگار نہو قید کر کے لاتا ہی جانا کہ تمام عالم جانتا ہی کہ نانا میری محمد مصطفی

صلی اللہ علیہ وآلہ اور جد بزرگوار میری جناب علی مرتضی علیہ السلام ہیں ؎

فیا لیتَ لمْ انظُرْ دمشقَ ولمْ اکُنْ   یَرانی یزیدٌ فی البلادِ اسیرا

ای سہیل کاش میں اپنی پدر بزرگوار کے ہمراہ شہید ہو جاتا کہ آج اس شہر دمشق کو نہ دیکھتا

اور یہاں ذلت و خواری قید ہو کر روبرو یزید پلید نجاتا   راوی کہتا ہی کہ جناب

سید الساجدین نی بعد اسکی سہیل سے کہا ای سہیل اگر تیری پاس دو ایک چادر اور ہو تو

مجھی لادے یہ سنکر سہیل کو ضرورت دل میں آنی لگی کہ معلوم نہیں جناب ان چادر کو

کیا عطا فرماوینگی جب سہیل نے چادریں حاضر کیں تو اپنی دونوں کو تہ فرمایا اور ایک کو

زیر طوق رکھ لیا اور دوسری کو بیڑیوں کے نیچے رکھا اور فرمانے لگی ای سہیل جب

میں کوبنی کا قصد کرتا ہوں تو اس طوق کے خار میری حلق میں چبھتی ہیں پھر کبھی کلام

نہیں ہو سکتا ای سہیل مجھی رگ و جہ سے روح پر صدمہ ہوتا ہے لیکن ان جفاکاروں کو کچھ خیال

نہیں اسطور سے یہ بیڑیاں بھی حرارت آفتاب سے گرم ہو رہی ہیں بیٹھ نہیں سکتا

کہا ای جاتے میں پھر اپنی پیر قدس کو دیکھا کہ تمام زخمی تھا اور کرز تیغوں کے

سے نام کو بھی نہ تھا   الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

قال الله تعالیٰ قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ

خدا فرماتا ہے اے رسول ہمارے اپنی امت سے کہدو کہ میں مزدوری رسالت و پیغمبری

میں تم سے بجز مودت و محبت ہمارے اہلبیت کے اور کچھ نہیں چاہتا ہوں اور جو شخص

حسنہ کو اور مودت اہلبیت ہے حاصل کرے ہم اوسکے واسطے اس عمل میں احسان و

نیکی کو بڑھا دیں خداوند عالم بخشنے والا اور شکر کا قبول کرنیوالا ہے

مزد رسالت میں نازل ہوا ہے اور مزدوری حسب قاعدہ مقررہ مقابل خدمت ہوتی ہے

یہ آیا غیر پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ خدا کا
اپنی نبی کو یہ حکم دینا کہ اجر رسالت
بجز محبت اہلبیت خود اور کچھ نہ مانگ
یہ نہیں کہ صحیح ہو سکتا ہے یہ نہیں کہ اپنی
عزیزوں کی محبت کی درخواست اور
[illegible] خاص بعض لوگوں کا
ہے جیسا کہ شرح میں الطاف [illegible]
عزیزوں کی محبت میں دلدادہ [illegible]
اور [illegible] کی [illegible] کرکے اپنے
خاندان کو سب پر فوقیت دلانا
اور نہیں ہے [illegible] والد [illegible]
[illegible] ترجیح [illegible]
کیا جاسکتا

نبی ہی تھی بلکہ عزیز و علام ہست کو یہ بیان

دیکھی یعنی جسقدر خدمت عظیم ویسی ہی حق خدمت بھی عظیم ہونا چاہئے اور یہ امر [illegible]

جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض از جانب ہونا چاہئے کہ حق محمد کا خلق پر خصوصا امت پر بعد حق خدا ہر ذی حق سے [illegible]

کفار و منافقین ہے کہ انہوں نے اکثر

زمانہ فضیلت میں بھی کہدیا کہ نہیں ہے کیونکر صدور اسکی کہ بمقتضائے لولاک لما خلقت الافلاک مقصود [illegible]

کو امتی بندہ و خاندان کے فضیلت تمام عالم ایجاد کے سے حضرت ہی اور اول مخلوق نور محمدی ہے کہ تمام عالم انکی [illegible]

مطلوب ہے اور یہی دلیل ہے کہ از جانب خدا

نبی نہیں ہیں مگر جو مسلمان کہ مخلوق ہیں اور سبب نزول برکات و رحمت خالق زمین و سموات سے تھی اور میں [illegible]

اعتقاد کہ قرآن رکھتا ہے اور دیکھو اگر یہ بارش رحمت زمین پر موجود ہوں تو پانی نہ برسے نباتات روئیدہ ہوں انقدر [illegible]

ظاہر میں ہے اس اعتراض سے وحشت

معتقد ان سب کے علاوہ

ہوگی مگر نظر بباطن بعین ہدایت و ماہتاب روشنی نہ دین آسمان قائم نہ زمین وجہ زیادتی حق رسولخدا یہ ہے کہ آپ وسیلہ [illegible]

امت ہے کیونکہ جب امت انکی ذریعہ نبوت ہی و معرفت طریق بندگی تمام عالم ہوئے کسقدر زحمتیں آپنے گوارا فرمائیں

اور نسبت ہے محبت رشتگی ہونی تو کسقدر مشقتیں آپنے اٹھائیں اور مخلوق کو طرف خدا پرستی کے کھینچا اور صحیح [illegible]

تعالیت کرنیکی اور جب قرابت

کرنیکی تو رشتہ داروں کی جبکہ یہ کہ راہ حق نے کتاب شاہراہ صراط مستقیم و حق شناسی پر ہوئے ہیں موضع مقام غور [illegible]

حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ

سے مستفاد و ظاہر ہے اسیوجہ سے شخص کو سمجھانا اور راہ رشد پر لانے میں خواہ وہ اس قوم کی ہو کثرت سے موجود [illegible]

صاف رکھنا نہ بوجود مطعون جو باعث رغبت ہوسکتی ہونا کسقدر مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں تو آپ کے رکھ کو [illegible]

تسہیل اور ضرور ہے کہ سہی و تسمیہ کہ

کو نسبی میں حاصل نہیں فرمایا

مستقیں ہو رہا ہے بڑی ہوگی کیونکہ جس زمانہ میں آپ مبعوث ہوئے کوئی بجز عبادت

اصنام کچھ نہ جانتا تھا کفر و جہالت تمام عالم پر چھائی ہوئی تھی ہماری عداوت بت پرستی

سے سارا جہاں بھرا ہوا تھا کوئی گروہ خونریزی میں مشہور کوئی شراب و ظلم میں مخمور کوئی

شہوت و لذت نفسانیہ میں مبتلا کوئی عادات شیطانیہ و حیوانیہ میں گرفتار و ہمہ تن

ایسے وقت میں آپ نے علم ہدایت کو برپا کیا راہ ہدایت پر قائم ہوئے لوگ ہر طرف سے

اظہار عداوت و دشمنی کرتے دست و زبان سے اذیت دیتے ہوا کرتے پتھر مارتے

دانت توڑتے لیکن آپ بجز صبر و تسلیم و رضا و حمد و شکر خدا کچھ نہ کہتے اور قتل

وغیرہ شبیہا دعا غرق یا حرق یا صیحہ یا مسخ یا خسف وغیرہ کا لیتا نہ ہرہ

بھی بجز اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ کلمہ نفرین زبان سے

نہ نکالتے یہاں تک کہ ان میں علوم و معارف و حکمت کو منتشر کیا ہو غلط شانیہ

و حکمتہائے علمیہ و عملیہ سے خلق کو قعر ذلالت سے نکالا شہوات حیوانیہ کے تسلط سے

صندوق الٰہیہ کا عادی کیا اخلاق سے مثل و منظم کیا ذمائم جہالت و

لہذا انکو ہیں اذیتیں ملی صحابیت و

احادیث میں کہی ہیں بڑا جا چھے

وان کرھتھا الفتن

اگرچہ تکرار شہ ملی ہیں کچھ نہ سمجھ

کیا وقتا فقتیں ممکن کریں

اب میں یہ عرض کرتا چاہتا ہوں کہ

افضل افراد اظہار محبت بہ نسبت

ہے وہ یہ ہے کہ ہم اہل مجلس

میں فضیلت کا اعتقاد رکھے

جاویں اور ان کی فضائل و مناقب

کو متوجہ ہو کر سنیں اور فضائل

سے مسرور اور مناقب سے مغموم

ہوں تو البتہ حق محبت کو ادا

کر سکینگے کیونکہ دوستی کسی شخص

کی کیونکر بدلا ہے جہت مرتب

محبوب سنیں ہو سکتی لیکن اس قدر

قدر و منزلت کو اسکی نسبت

سمجھے کہ یہ کس قسم کی دوستی کے

قابل ہے اور اسمیں مراتب

مختلف ہیں۔

دیکھیں امر یہ ہیں عرض کرنا ہو یہ درست ہے

سنقدر آیت سے ایسی بینتگی صورتا دکھوائی ہے یہ عزت العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین پر پہونچایا یہانتک کہ یوم

محبت اہلبیت کیا رکھا کر فرماتے ہیں کہ افضل سایر امم سے ہوگیا امت مرحومہ لقب دیا گیا انبیاء کی سیف ساز کی

مگر جب بر تبع استحقاق احکام ہیں کہ امت مرحومہ پیغمبر آخر زمان کی تمنا کی جیسا یہ اخبار تفسیریں جناب موسی کا تمنا

حسین دیے اور جا بجا دیکھنا محبت کا فرق

معلوم ہو جاوے تو یہی بزرگ شمل ثواب وارد ہے بہر طور چونکہ یہہ حقوق جناب رسول امت پر تھی اور جن بہلائی

دشمنی کوئی مقرر دیتی ہیں جنکا کہ امید شفاعت بری از نعمت ہے لہذا ادس زمانہ کے لوگون نے خواہش جلوہ کی

خدا نے قرآن میں فرمایا ہے اذا

حاجۃ مما اوتوا یعنی کہ کوئی خدمت حضرت کے واسطے کریں اور کوئی ایسا کام کریں کہ جس سے لیعقد فی

کہ یقول اللہ الخ

اسی محمد مشتاق ہوگے آنے میں ہوئی رہیں اوکل ہم ہو جاوے خداوند عالم نے اس آیۃ کو نازل فرمایا قل لا اسئلکم علیہ

تم منتخب ہو درستا خدا ہو اور خدا اجرا اے محمد امت کیسے دو کہ نہیں مزدور رسالت اور اپنی زحمتوں کے عوض میں

خاص ہے کہ تم رسول ہو مگر شفاعت

ذمہ ہے کہ نسبت تعلق جھوٹے میں ول کا تم سے کیفقال نہیں جاتا ہا تو قع خدمت نہیں کرتا مگر یہہ کہ میری اعزہ و اقربا سے دوستی

اور از دلہی تمہارے ہیالت کا نفع ہے

اور ظاہر ہے کہ جو شفاعت دیویں سے اسیر بہی تفضیل کامل اہی و ذریت حضرت رسالت پناہ کی اس مزدوری کو بہی جزو

احکام میں ہیں سنت کی بزرگتا و اور وسکیو اسلی بہی ثواب بقدر اسی اور فرمایا ومن یقترف حسنۃ نزدلہ

کیں محبت کا دم بہر تمکا خالدا

حکم تفضیل مدیت ہیں فیہا حسنا جو شخص حسنہ ولایت اہلبیت حاصل کرے تو ہم و سکیو اسلی

سمجھے ہے

میں احسان و نیکی ہو زیادہ تر نیکی مومنین یکبارہ سرہی ترقی فرمائے اور حسنہ ہو افضل حسنات

و اشرف قربات و طاعات کیا جنابہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے ان

فوق کل عبادة عبادة و حبنا اهل البیت افضل العبادة

ہر عبادہ کے اوپر ایک عبادت ہوتی ہے اور ہم اہلبیت کی محبت سب

عبادت پر زیادہ ہے فضیل نے ابو الحسن موسی بن جعفر علیہما السلام سے پوچھا کہ کونسی

چیز باعث تقرب خدا و رسول ہے آپنے فرمایا افضل قربات طاعت خدا و رسول

و محبت اولو الامر ہے شیخ طوسی نے بذریعہ ابو عبد اللہ جدلی جناب امیر المومنین علی سے

روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا میں تمکو ایسے حسنہ کی خبر دوں کہ جسکی ساتھ وہ حسنہ

ہو فزع قیامت سے محفوظ رہے اور ایسے سیئہ سے کہ جو وہ سیئہ رکھتا ہو خدا

اوسکو منہ کے بل جہنم میں ڈالدے ابو عبد اللہ جدلی نے عرض کیا ہاں ارشاد ہو

آپنے فرمایا الحسنة حبنا و السیئة بغضنا وہ حسنہ ہماری

ولایت و دوستی ہے اور وہ سیئہ ہمارے بغض و دشمنی ہے دیلمی نے کتاب

جناب رسولؐ سے منقول ہے من مات
علی حب آل محمد مات مغفورا
جو محبت آل محمد پر انتقال کرے
وہ مغفور ہے
ومن مات علی حب آل
محمد مات شہیدا
جو محبت اہلبیت پر انتقال
کرے وہ شہید مرا
ومن مات علی حب آل محمد
تزف الجنة کما تزف
العروس الی بیت
زوجہا
جو محبت اہلبیت پر کرے
اسکو ایسے جنت سنوارے
آراستہ بھیجا جیسے عروس اپنی
شوہر کے گھر جاتی ہے

اصول الدین میں امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ ایک گروہ امام حسین ؑ کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یابن رسول اللہ ہمارے اصحاب و رفقا معاویہ کے
پاس گئے اور ہم آپکی خدمت میں آئے ہیں حضرت نے فرمایا ہم تمکو جائزہ معاویہ سے زیادہ
دینگے انہوں نے عرض کیا ہم آپ پر فدا ہوں ہمکو بغرض دین آئے ہیں [illegible]
دنیا سنکر آپنے دیر تک سر جھکایا اور خطا میں پر کچھ سر اٹھایا [illegible]
اور فرمایا قصیرة من طویلہ مختصر ہے کہ جو تمکو قطع نظر [illegible]
بغیر نظر خدا و محمد کیا
و ایتم دوست رہے ہو حابر معنا یوم القیامۃ کہا تین
تو وہ قیامت میں مثل ان دو انگلیوں کے ہوگا بعد اسکے آپنے دو انگلیاں [illegible]
شہادت کے ملائیں عہ

بہرطور بعد نزول آیہ جناب رسول خدا عرض رحمت کے تبرہ و تعبیہ کے عشیرہ [illegible]
اجرت پر راضی ہوئے کیونکہ اسمیں خیال تھا کہ رسالت کا بوجہ ایسی کہ [illegible]
کچھ خرچ نہیں ہوتا رہیگی مگر کسقدر بیدینی اور ناموں کی تھی [illegible]

(عہ طرائف [illegible] صفحہ اول [illegible])

بار تیرہا حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب آیہ شریفہ نازل ہوا حضرت نے درمیان اصحاب

فرمایا کہ تم پر ایک فریضہ واجب ہوا ہے تم اوسکو بجا لاؤ گے میں تم سے بیان کردوں

کسی نے جواب نہ دیا دوسرے روز پھر آپ نے یہی فرمایا اور کسی نے جواب نہ دیا تو یہ

نے فرمایا اِنّهُ لَيْسَ مِنْ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ وَلَا مَطْعَمٍ وَلَا مَشْرَبٍ

وہ تکلیف از قسم سونا چاندی کھانا پانی نہیں ہے مستدرگ گروہوں نے کہا اگر

یہ ہے تو بیان فرمائیے حضرت نے آیہ پڑھی کہ میری مزدوری جو خدا نے میری اہلبیت

کی محبت مقرر فرمائی سب نے کہا کہ ہم سب دل و جان سے قبول کرتے ہیں

مگر سوائے تھوڑوں کے وفا بھی کیا نہیں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا فَوَاللهِ

مَا وَفَى بِهِ اِلَّا سَبْعَةُ نَفَرٍ قسم بخدا بجز سات شخص کی بعد رحلت پیغمبر

اور کسی نے وفا نہ کیا اور اونکی ذریت سے روگردان ہوئے اونکی اہلبیت کو

مظلوم و بے یاور کیا شمشیر جفا سے بابِ تشنہ شہید کیا عیال کو مقید کیا

سر مقدس کو شہر بشہر دیار بدیار پھرایا اور چوب ستم سے لب و دندان [illegible]

آنحضرت کی محبت تمام جن و انس
و وحش و طیور پر فرض ہے چنانچہ ایک
جنی اور یسین نامی سلام کو حاضر ہوا
چنانچہ امام زین العابدین کی خدمت میں
اسے حضرت نے پوچھا کہ تو کون ہے
کہ جناب سوشن کی بطن ماہی سے نجات
بخشی تھی تا قیامت ہمارا محبت کرتا ہے
ہمیشہ آپ کے وجود ذی جود کے صدقے
محبت ہوا آپ نے فرمایا کہ بیشک
تم

[illegible]

کی رعایت کی کہ اونکی فرزند عزیز جب فرماتے کہ کیا میں تمہارے پیغمبر کا نواسہ
میں نہیں ہوں تو یہ لوگ جواب دیتے کہ ہاں ہم تمکو بھی جانتے ہیں مگر ضرور قتل کرینگے
اور ہر چند نانا و جداہ و ابا القاسماہ و علیاہ و ابتاہ فرماتے
مگر کوئی رحم نہ کرتا کبھی فرماتے أَتَقْتُلُ عَطْشَانًا وَجَدِّي مُحَمَّدُ
نِ الْمُصْطَفَى أَتَقْتُلُ عَطْشَانًا وَأَبِي عَلِيُّ نِ الْمُرْتَضَى وَأُمِّي فَاطِمَةُ
الزَّهْرَاءُ میرے نانا جناب رسولخدا اور بابا علی مرتضی اور ماں
فاطمہ زہرا ہیں اور پیاسا شہید کرتے ہو کاش اگر رعایت پیغمبر کرتے
تو بنسبت مسلمانوں کے ایک مسلمان ہی سمجھتے کاش محبت نہ کرتے تو دشمنی بھی نہ کرتے
اونکی عیال کو مثل کفار اسیر نہ کرتے جسم مبارک کو پامال سم اسپان نہ کرتے کاش
اگر مسلمان بھی نہ سمجھتے تو اونکو ایک شخص طائفہ عرب ہی سے سمجھتے اور حمیت برتتے
ضایع نہ کرتے چنانچہ خود سید الشہدا فرماتے تھے کہ اگر تمکو دین کی پروا نہیں
قیامت کا خیال نہیں فَكُونُوا أَحْرَارًا فِي دُنْيَاكُمْ وَارْجِعُوا

اِنِّی حَسْبُکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَاۤءً تو قواعد عربیت کی توضیع بیحد و اور طول طویل اور رکیک نبوتکی متعرض نہو

حضرت جب آپ کو بخوبی واضح ہوا کہ محبت اہلبیت علیہم السلام بعد وجوب واجبات و افضل طاعات ہے تو لازم اوسکی رعایت کیجئے اور اس وجوب کو ہاتھ سے نہ دیجئے کیونکہ اگر اس میں سستی ہوئی تو سب خیرات سے محروم ہو جائینگے یہی دین خدا ہے اور ملائکہ کو تدین اسیوجہ سے حاصل ہوا جیسا کہ حدیث میں ہے هَلِ الدِّیْنُ اِلَّا الْحُبُّ آیا دین بغیر ولایت و محبت اہلبیت کے ہو سکتا ہے نتیجہ حدیث یہ ہوگا کہ جسکی محبت کامل تر اور زیادہ تر ہے اوسکا دین قوی تر ہے اور مراتب محبت مختلف ہیں بعضی اپنی محبوب کو سب چیزوں سے زیادہ دوست رکھتی ہیں جیسے کہ جان و مال و فرزند و عیال پر مقدم رکھتے ہیں اور بعضی اقرار زبانی رکھتے ہیں اور جب مقام امتحان ہوا تو معلوم ہو جاتا ہے کہ بجز دعوی اور کچھ نہ تھا اور جو لوگ محبت

امر باطنی ہے کوئی دلیل صدق و کذب پر بجز اسکی نہیں ہے کہ علامات سے اوسکو

تمیز کیجاوے اور بہترین علامات یہ ہے کہ شادی دوست مین خوش ہون اور غم مین

اوسکے مغموم یہی وجہ ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین اِنَّ

اَکمَلَ المُؤمِنِینَ اَحسَنُهُم خُلقًا وَاَلطَفُهُم رِقَّةً عَلَینَا

اَهلَ البَیتِ وَاَشَدُّهُم حُبًّا لَنَا وَاَکثَرُهُم حُزنًا عَلَینَا

کاملترین مومنین وہ شخص ہے جسکا خلق سب سے زیادہ نیک اور رقت اوسکی ہم

پر زیادہ دوستی اوسکی ہماری واسطی شدید تر حزن اوسکا زیادہ تر دوسرون سے ہمارے

واقع مین یہ مومنین حق ہی ہے کہ یہ دوستی ہے کہ ایسے محبوب بلند مرتبہ کو

دیکھی یا سنی اور زندگی اوسکی تلخ نہو اسی واسطے کہ رنج ایسے کیسے ممکن ہے

کہ کوئی سنی محبوب ترین عالمین کو لب تشنہ و جگر برشتہ نیزہ پہلو پر مارا

تیر سینہ پر مارے پتھر پیشانی پر لگایا شمشیر سر پر مارا

جاری نہون آہ اوسکی سینہ سے نہ نکلی بلکہ متقاضی مرنے ہین

مومنین حق پر تھے کہ تاثیر و تالم ہر شخص کا اس مصیبت میں بقدر اوس کی محبت کے تھی

اور محبت بقدر معرفت تھی یعنی جسقدر جلالت و بزرگواری سید الشہدا کو زیادہ

جانتے تھے اوسیقدر زیادہ متالم ہوتا تھا کوئی اسقدر جانتا تھا کہ امام حسین ع مرد کریم

و شجاع عالم و نجیب و بزرگ زادہ و زاہد و عابد تھے اور انکو بے تقصیر مارا

تو اسقدر متالم ہوتا تھا کوئی جانتا تھا کہ لنگر آسمان و زمین تھے یعنی آسمان و زمین

و ملک و ذرات عالم اونکی فرمان میں تھے اور تمام عالم آپکے شعاع نور کا عکس تھا

وَكَانَ اِذَا شَاءَ شَاءَ اللّٰهُ وَاِذَا كَرِهَ كَرِهَ اللّٰهُ وَاِذَا رَضِيَ

رَضِيَ اللّٰهُ وَاِذَا غَضِبَ غَضِبَ اللّٰهُ جو آپ چاہتے وہی خدا بھی چاہتا

اور آپکی کراہت خدا کی کراہت آپکی رضا و غضب رضا و غضب خدا تھی

اگر اشارہ کرتے تو زمین آسمان اور آسمان زمین سے منقلب ہوجاتے بلکہ درق ہوتا

اس علم و قدرت سے خلق پے سلوک کرتے تو اتمام حجت نہوتا اور بہانہ ویدیں

اور اگر قوت امامت سے تلوار چلاتے تو ایک حملہ میں تمام اہل مشرق بلکہ ایک

اشارہ میں عالم و مافیہا کو نابود کرتے مگر معلوم تھا کہ کیونکر اونکے عالی درجے

عطا کیا گیا جسکی انبیاء و مرسلین تمنا کرتے ہیں اور ملائکہ و ارواح انبیاء و مرسلین اوسکی

زیارت کو آتے ہیں (آپکے قاتل پر اسقدر غضب ہوا کہ باوجودیکہ دعوی خدائی

چار سو برس تک جس نے کیا اوس پر یہ غضب نہیں ہوا

~~بعض~~ اور اگر امام حسین یوں خلق سے سلوک کرتے اور تیغ اٹھاکے عالم کو منہدم کرتے تو یہ دوست

اور دشمنان کہ جو بروز عاشورہ جنگ میں اور رات و دن گریہ کرکے مستحق جنت ہوا کیے

ہیں ہو گئے ہوتے خصوصاً معلوم ہے کہ آپ چونکہ تمام کمالات کل اوصاف میں

اشمل تھے جس نے سلسلۂ ہدایت کو مستحکم کیا تو حق یہ ثابت ہے کہ جو موجب ہدایت ہے بجز مصائب سید الشہدا

اور اہلبیت طاہرین کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوا اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات پر مصیبت

ایسے گراں و دشوار تھی جسکا بیان نہیں ہو سکتا ۔ حق تو یہ ہے کہ اگر شاخ شجرۂ عصمت

نہ ہوتے اور مثل دیگر ہستیان عصمت سے نہ ہوتا تو ہرگز تاب نہ لاتے اور صدر و بلا کے

ہو گئے ہوتے آپ حضرات نے اکثر سنا ہوگا کہ انکا گریہ و ماتم یزید پلید بعد امام حسین

کبھی لب انکی خندہ کی وجہ سے نہیں کھلے اسقدر شب و روز میں گریہ کرتے رہے کہ

و رشتہ انکی دیدہ سے خشک ہوگئے تھے نہ تو غذا کی قدر تھی نہ آرام و خواب کا خیال

کتاب کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ روز شہادت امام حسین

کہ جو تنبیہ مینہ کی طلب سے تمہیں تا تم ستمدیدہ ہو بیا اور مجبور ہو سو اپنی بہن ہمیں جمع کر کے
رستہ گریہ و زاری کی کہ آنسو انکی خشک ہو گئی آخر کار مجموعہ عورات میں اپنی ایک
کنیز کو ملاحظہ فرمایا کہ آنسو اسکے اختیار جاری ہیں آپ نے بطور دریافت کیا کہ کیا سبب
ہے سب کے آنسو خشک ہیں اور تیرے مثل ابر نو بہار مسلسل جاری ہیں اوسنے عرض کیا
میری یہی کیفیت تھی کہ آنسو خشک تھے مگر میں نے شیر خبار کھایا تو جاری ہو گئی
جناب زینب نے بھی حکم فرمایا کہ شیر خبا وہیں اور کھانے پکاوہیں پہر اوس میں سے
خود بھی کھایا اور دوسروں کو بھی کہلایا اور فرمایا کہ اس کھانے سے جاتی ہے تاثیر گریہ کی
قوت پیدا ہو یہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ما اکتحلت
هاشمية ولا اختضبت ولا رأى في دار هاشمي دخان
خمس حجج حتى قتل عبيد الله ابن زياد کسی عورت نے زنان بنی ہاشم
سے سرمہ نہیں لگایا خضاب نہیں کیا پانچ حجوں تک دھواں کسی گھر سے بنی ہاشم کے نہیں
یہاں تک کہ ابن زیاد مارا گیا نیز جناب فاطمہ دختر امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے
ما تحنأت امرأة منا ولا أجالت في عينها مرودا ولا امتشطت
حتى بعث المختار رأس عبيد الله بن زياد کوئی عورت ہماری

اگر کبیسا نجم فرمایا کہ ان کے تک
کا خیال تھا اور اگر ہوا بھی تو وہ بھی
رنگی ورطے سے ... نمت
... تھے
یا ریچه ... حال مرحوم
(حال یا ریچه وسرما دکیا)
اور آپ نے پیر ... نسخہ تمام ہیں
سب ... تمہیں جانے

ہمارے قبیلہ میں سے منہدی نہیں لگائے سرمہ نہیں لگایا بالوں میں کنگھی نہیں کی یہاں تک

کہ مختار نے سر ابن زیاد کا بھیجا   واضح ہو کہ ذکر عورتوں کا حدیث میں اس لیے

ہوا ہے کہ عورتیں محل زینت ہوتی ہیں ورنہ مرد و عورت کسی نے زینت نہیں کی خصوصاً

جناب امام زین العابدین نے کہ اپنے پدر بزرگوار پر چالیس برس روئے تمام رات روتے دن بھر

روزہ رکھتے وقت شام جب افطار کو آپ کے سامنے لاتے تو آپ اوسکو دیکھتے اور فرماتے

قُتِلَ ابْنُ رَسُولِ اللهِ جَائِعًا قُتِلَ ابْنُ رَسُولِ اللهِ عَطْشَانًا

افسوس فرزند محمد کو گرسنہ شہید کیا ہائے فرزند رسول کو پیاسا ذبح کیا اور اسقدر

حدیث میں وارد ہے کہ جب آپ نے سر مقدس اپنے پدر بزرگوار کا مجلس یزید میں دیکھا تھا

پھر کبھی آپ نے گوشت گوسفند تناول نہیں فرمایا اور جب کبھی وقت افطار آپ کے پاس آتا

تو آپ فرماتے وَاكَرْبَاهُ لَكَ يَا اَبَاهُ وَا اَسَفَا لَكَ يَا اَبَاهُ

پھر آپ بہت روتے اور فرماتے ہائے فرزند فاطمہ کو لب تشنہ و گرسنہ شہید کیا بھیڑ

بکری کی طرح ہائے گوارا نہو ای پدر کا قتل میں نے آپ کے شہادت گاہ و محل آلخ اور کسی زمین

نہ دیکھا ہوتا پھر اسقدر روتے کہ ریش مبارک اور سینہ آنسو وں سے تر ہو جاتی

کیونکہ حضرت جناب سیدہ بی بی و حسن مصیبت کربلا و زیارت گریہ فرماتی تھی

کیا حالت آپ کی رہتی ہوگی جب بعد قتل تو شمار تھا اور مصائب پیش رہتی ہونگی خدایا

شیخ مفید و سید ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کی ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوگئے اور آواز ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ کو قبول کیا اور روح آپ کی عالم قدس کو پرواز کر گئی غبار سرخ چلی آندھی ایسی سیاہ اٹھی کہ تمام عالم تاریک ہوگیا کوئی چیز معلوم نہ ہوتی تھی لوگوں کو گمان ہوا کہ اب عذاب نازل ہوا ہے و بروایت دیگر زمین میں تزلزل ہوئے مشرق و مغرب عالم میں تاریکی چھا گئی آفتاب کو گہن لگا آسمان سے خون برسا منادی نے افق اعلیٰ میں ندا کی قُتِلَ الاِمامُ ابنُ الاِمامِ قُتِلَ وَاللّٰهِ الحُسَینُ لوگ سب حیرت میں تھے لشکر نے تین مرتبہ تکبیر کہی اور اپنی آواز اللہ اکبر سے بلند کی کہ فرشتے عرش کے کہتے تھے

یُکَبِّرُونَ بِاَن قُتِلتَ وَاِنَّمَا قَتَلُوا بِکَ التَّکبِیرَ وَالتَّهلِیلَا

لوگ تکبیر کہتے ہیں کہ اے حسین آپ کو شہید کیا حالانکہ آپ کے شہید کرنے کی وجہ سے تکبیر و تہلیل کو مارا یعنی توحید و خدا پرستی کو برطرف کیا

صاحب مناقب و ابن بابویہ و ابو مخنف و صاحب منتخب نے بہ الفاظ مختلفہ روایت کی ہے

کہ جب جناب امام حسین ع کو شہید کیا اور آپ کے گھوڑے نے آپ کو کشتہ دیکھا فریاد

کرتا اور آوازیں بلند کرتا وبروایت ابو مخنف کہتا تھا اَلظَّلِیمَۃَ الظَّلِیمَۃَ

مِنْ اُمَّۃٍ قَتَلَتْ اِبْنَ بِنْتِ نَبِیِّہَا یعنی فریاد ہے فریاد ہے

امت سے جنہوں نے اپنی نبی کے نواسے کو شہید کیا پہر وہ حیوان جانب مقتل روانہ

ہوا اور نعشوں میں پہرتا تھا ابن سعد نے حکم دیا کہ اس حیوان کو پکڑو تو سب اوسکی طرف

مجتمع ہوے کہ گرفتار کریں لیکن وہ حیوان ہاتھ پیر میں مارتا اور پاؤں سے

اون کافروں سے حملہ کرتا اور دانت سے پکڑ پکڑ کر راکب و اسپ سوار کو مارتا تھا تا

کہ چالیس شخص کو واصل فی النار کیا اور بہت سواروں کو گھوڑے پر سے گرا دیا آخر کو گرفتار

نہ کر سکے پس عمر سعد نے آواز دی وای ہو تمپر اوس سے دور ہو جاؤ میں دیکھوں

کیا کرتا ہے جب اوس سے علحدہ ہوے اور گھوڑے نے دیکھا کہ کوئی اوسکی طلب

گرفتاری میں نہیں ہے تو درمیان شہدا گھومنے لگا یہاں تک کہ جسم فرزند رسول

تک پہونچا اوس جسم مبارک کی بو سونگھتا اور بوسہ دیتا اور ہنہناتا

تھا وَ ھُوَ مَعَ ذٰلِکَ یَصْہِلُ وَیَبْکِی بُکَاءَ الثَّکْلٰی اور پاؤں

سب باتوں اور ویسی ہی مضطرب ہوتا اور نعرہ کرتا جیسے کوئی ماں اپنی بیٹی کے غم میں روئے
تمام لوگوں کو تعجب تھا کہ یہ حیوان بے زبان حضرت کا گھوڑا مضطرب ہے اپنی سوار سے
محبت رکھتا ہے پھر وہ گھوڑا جانب خیمہ روانہ ہوا تمام راہ اوسکی آواز و نعرے سے
بھری ہوئی تھی جناب زینب خاتون نے جب اپنی بھائی کے گھوڑے کی آواز سنی تو
سکینہ سے کہا میں آواز ذوالجناح سن رہی ہوں تمہارے باپ تشریف لائے ہیں یہ
اُخرُجی اِلَیہِ وَاستَقبِلی اپنی باپ کے استقبال کو جاؤ جناب سکینہ باہر آئیں اور
سر پر مقنعہ ڈالے ہوئے تھیں آہ جب باہر آکر دیکھا تو گھوڑا خالی نظر آیا بابا جان
کو نہ پایا جب اوسکے سر و کاکل کو خون آلودہ دیکھا تو مقنعہ سر سے پھینک دیا
کپڑے پھاڑ ڈالے بہ آواز بلند کہا قُتِلَ وَاللّٰہِ الحُسَینُ قسم بخدا مرے باپ کو
شہید کیا اور مجھکو یتیم کیا پھر کہا واقتیلاہ واغریباہ وابعد سفراہ
بلند کیا ہای قتیل مرے ہای غریب مرے ہای ہای پدر بزرگوار کیسی ذلتیں
آپ نے اوٹھائیں اور کیسا سفر آپ کو پیش آیا کہ اب ملنے کی امید نہیں
واطول کرباہ واطول ضیعتاہ ہای اے بابا آپ تو بعد تحمل مصائب راہی ہوئے

جناب زینب خاتون نے جب یہ آواز سنی تو حسین ... اور ہم ہوا آپ کے ضایع و برباد ہو

جب نظر کی صورت ذوالجناح پر

آسمان پر پڑی دیکھا کہ زین ... باہر آئیں اور تمام عورات آپ کے ہمراہ تھیں کوئی کہتا ہائے ...

اور کوئی کہتا ہائے ... آج گویا الیوم مات محمد المصطفی کوئی کہتا افسوس آپ شہید ہوگئے ... بالین ...

بیتاب ہو ہو کر گریہ کرتی تھیں

کوئی کہتی ... عرفی ... آج علی شہید ہوئے گویا آج علی مرتضی کی رحلت کی کوئی کہتا ہمارے جد امجد نے

بلند ... بیتابی سے کرب امی و محمداہ واحسیناہ اور ... پر مارتیں منہ پر طمانچے بیمار ...

... یا رسول اللہ ... جناب ام کلثوم نے اپنا ہاتھ سر پر ... کہ عرش خدا کو لرزہ ہوتا تھا

فی کربلا لبنیک من حضما

ہذا حسینک منبوذ بالعرا ... پر رکھ اور آواز و محمداہ واجداہ بلند کی

یا رسول اللہ ... ذرا ...

اور دیکھیں کہ آپ کے فرزند کیا حال ہے مذبوح القفا مسلوب العمامۃ والرداء امی ما ما جان ذرا آپ ...

مقطوع الراس ... ملاحظہ فرمائے کہ آپ کا فرزند حسین کس بیدردی سے ذبح کیا گیا ہے اور عمامہ و ردا ...

عریان من اثوابہ لعا ...

اوسکی سر کاٹ کر نیزہ پر بلند ... اوسکی لوٹ لیگئی ہے اسطور سے اسقدر گریہ کیا کہ بیہوش ہو گئیں

کیا ہے ... شہادت ... مومنین کون ہے جو ان بچوں اور یتیموں کی تسلی و تسکین دے بزرگ ...

اسیر ... عورتیں ...

... ام کلثوم ہیں جو بیہوش پڑی ہیں دوسرے جناب رباب ہیں جن سے جناب امام حسین ...

یتیموں کا پرورش کا وعدہ فرمایا تھا وہ بھی گرد ذوالجناح بو روتی ہیں ... و ربابہ صاحبہ ...

سے خطاب کرکے فرماتیں قُمْ وَانْظُرِیْ الْاَوْلَادَ فِیْ ذُلِّ السِّبَا

وَالتَّشَتُّتِ لِلْآبَاءِ وَالْاَجْدَادِ اے بیٹا اوٹھو اور ذرا اپنی اولاد کی

ذلت و رسوائی کو خیال فرمائیے بیٹا کاش میں بھی زندہ نہ ہوتی اور اس مصیبت کو نہ دیکھتی

بیٹا ہم سب آپکے الطاف کی امیدوار ہیں آیا آپ بھی نظر توجہ فرمائینگے

اَخِیْ هَلْ لَکَ رَجْعَةٌ نُحْیِیْ بِهَا اَرَاوَ هُنَا هَیْهَاتَ مَا مِنْ مُرَاجِعِ

بیٹا کیا میں آپکے دوبارہ آنے کی امید رکھوں کہ جسکے وجہ سے ہمارے روح میں تازہ

ہو جاوین پھر آپ مع تعظیم باہر ہیں فرماتیں میں نہیں آپ اب آپکے شکستگی پیش

حضرات منجملہ اون حیوانات کے جنہوں نے ولایت اہلبیت کو زبان پر قبول

کیا ہے ذوالجناح بھی ہے جب اوس حیوان زبان بستہ نے اپنی آقا کے عورات

اور بیکسی کو اس طور سے روتا ہوا دیکھا متحمل نہ ہوسکا اور بروایت عبید اللہ ابن عباس

خیمہ سے ہراساں و پریشاں ہو گیا گویا کہ طلب خون حسین میں کافر پر حملہ کرتا وہ لوگ

بھاگتے پھرتے تھے تا آنکہ اونکو خیال آیا کہ یہ وہ آپ ذات ہے جسکو مرے آقا کی اور

اور اونکی بچوں سے منع کیا اور وقت شہادت بھی اسی پانی کو شمر سے مانگتی تھی
اور نہیں دیتا تھا پھر متوجہ جانب فرات ہوا اور وسط نہر میں جا کر غائب ہو گیا
کہ کوئی اوسکی حال سے مطلع نہوا

منقول ہے کہ زمان ظہور جناب امام عصر میں آپکے ہاتھ میں ہو گا و مرد اور مجلسی نے بحار
اون ہچکیوں کی ساتھ ہم نوحہ و فغان تھا اور اپنی سر کو زمین پر دے مارتا تھا
تا آنکہ سانس بند ہو گئی اور روح پرواز کر گئی)

بعد اوسکے عمر سعد نے آواز دی کہ انکی خیموں میں آگ لگا دو بعض اشقیا جنکی
شقاوت کم تھی کہنے لگی کیا تو نے جو حسین کے ساتھ کیا وہ کافی نہیں جو اب
حرم پیغمبر خدا کو جلا کر تو چاہتا ہے کہ زمین میں دھنس جاوے اور اوس شقی نے حکم دیا
کہ خیموں کو لوٹ لو حکم پاتے ہی سپاہ کفر متوجہ غارت خیمہ و زنان محترم ہوئے اور
شادیانہ بجاتے ہوے اور ہلہلہ کرتے ہوے متوجہ ہوے کیونکر مومنین کیا طاقت ہو ان
اطفال اور یتیموں کی بیان کیجاوے کہ کسطرح سے اونکی بدنوں میں لرزہ پڑا ہوگا
زنگ ہائی [illegible] گریہ و فغان بلند تھا کہ فرعون نے دو ہزار خیموں کو گھیر لیا

کہ کوئی بھاگ کر باہر نکل جاوے بروایت ابن طاوس کوک نیزہ خیموں میں مارتے اور مجروح
کرتے تھے عورات و بچوں کو دریں اور باہر نکالدیں اسباب تلف نہونے پاوے آہ جو بیبیاں
ناموس خاص حضرت تھیں وہ داخل خیمہ اہلبیت و حرم رسول ہوئیں صدائے شیون وگریہ عورتوں کی بلند ہوئی
کوئی مقنعہ سر زینب سے کھینچتا کوئی ام کلثوم سے چادر چھینتا سکینہ سے چھینتی تھی عورتیں
بیچاریاں ایکطرف سے کھینچتی تھیں اور دوسری طرف سے وہ کافر کھینچتے یہانتک کہ برہنہ
سر رہ جاتیں

کتاب امالی میں ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ دختر
از مصیح الاحزان
سید الشہدا ع نے فرمایا کہ جب وہ جماعت بیدین داخل خیمہ ہوئے میں طفل صغیر تھی اور میرے
پیروں میں دو خلخال طلا تھیں ایک ملعون میرے پاس آیا اور خلخال اتارنے لگا لیکن
روتا جاتا تھا میں نے کہا مَا یُبْکِیکَ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ اے دشمن خدا کیوں روتا ہے
اوس نے کہا کَیْفَ لَا اَبْکِی وَ اَنَا اَسْلُبُ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰہِ میں کیونکر نہ روؤں
دختر پیغمبر کو برہنہ کر رہا ہوں میں نے کہا پھر نہ برہنہ کر تو کہنے لگا میں اگر نہ لوں
تو کوئی اور لے لیگا اوسکے بعد اوسکو لوٹنے لگے اور جو کچھ خیمہ میں تھا لیگئے حتی کہ

چادر تک جو میرے پشت پر تھی کھینچ لیا وہ مروی ہے مناقب محمد بن اسحاق دو گوشوارے

کہ کان جناب ام کلثوم میں تھے اونکو بھی کھینچ لیا اور کانوں کو زخمی کیا –

شیخ فخرالدین اپنی منتخب میں جناب زینب خاتون سے نقل کیا ہے کہ روز عاشورہ

میں دروازہ خیمہ پر کھڑی ہوئی تھی کہ ایک مرد ازرق چشم داخل خیمہ ہوا اور جو کچھ

خیمہ میں تھا اور جو کچھ کہ بچھونا تھا لوٹ لیا پھر اوسنے دیکھا کہ زین العابدین

ایک پوست پر آرام کر رہے ہیں آہ اوسکو بھی اوسنے اونکے نیچے سے کھینچا اور

بچارہ کو زمین پر ڈال دیا پھر میری پاس آکر مقنعہ لیا اور دو گوشوارے

کان میں تھی وہ بھی چھینا مگر روتا جاتا تھا میں نے کہا خدا تجھے بہشت

ھتکتنا وانت تبکی تو مجھکو لوٹتا جاتا ہے اور روتا

اوسنے کہا میں آپکی مصیبت پر روتا ہوں کہ بعد شہادت خاتون فرماتی ہیں میں نے

میں نے کہا خدا تیرے ہاتھ پیر دونوں قطع کرے اور قبل آتش آخرت آتش دنیا

جلدوے راوی کہتا ہے کہ دعا مظلومہ سے بعد خروج مختار ہاتھ پیر اوسکا

سنگی اور آگ میں جلدیا گیا حمید بن مسلم کہتا ہے قسم

دو دختران فاطمہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ مضطرب ہیں زیور کی بابت ان سے تقاضا کرتا تھا جب

قریب امام زین العابدین کے پہنچا دیکھا کہ وہ جناب فرش خواب پر مرض شدید میں مبتلا ہیں

شمر ملعون کے ساتھ کچھ پیادہ تھے کہنے لگے انکو نہیں قتل کرتے نہیں کہا سبحان اللہ

أتقتل الصبیان کوئی بچوں کو بھی قتل کرتا ہے یہ لڑکا بیمار ہے اور اپنی حالت میں

مبتلا ہے اس کو کچھ نہ کہنا چاہیے حمید کہتا ہے میں اسے اڑ رہا اور دشمن لشکر کو

روکے دفع کرتا رہا عمر سعد خیمہ زنان کے قریب آیا ایک شیون و نوحہ عورات

بیوارث نے بلند کیا اور اس قرب سے روئیں کہ اوس سنگدل کو بھی رحم آیا کہنے لگا

کوئی ان عورتوں کے خیمہ میں داخل نہو اور اس بیمار سے کوئی تعرض نہ کرے اون عورتوں

نے اوس سے التماس کیا کہ جسقدر اسباب ہمارا واپس کر دیں کہ ہم اپنا ستر کریں

اوس ملعون نے کہا جس کسی نے انکی چیزیں لی ہیں واپس کر دے لیکن بخدا قسم کسی نے کچھ نہ دیا

بعد اوسکے ایک جماعت کو متوکل کیا تاکہ کوئی فرار نہ کر جاوے

حمید سے منقول ہے قبیلہ بکر بن وائل سے ایک عورت اپنے شوہر کے ہمراہ خود لشکر ابن سعد میں تھی جب دیکھا

کہ قوم بیحیا دست بیحیائی دختران خیر النسا پر دراز کیا اور اونکی چادریں لوٹ لی اور تہیہ

تمام اونکا اسباب خیمہ روانہ ہوے اور کہتی تہی ای آل محمد بین واویلا اَلتَّسَلُّبُ بنات

رسول اللہ کیا یہ حمیت ہے کہ دختران رسول خدا لوٹی جاوین اور تم بیٹھے ہو

دیکھو ای آل عمارت رسول اللہ آؤ اور مدد کرو یعنی مطلب یہ تہا کہ عورتون کے

لوٹنے اور کپڑے تک اتار لینے کا رسم تو کفار مین بہی نہ تہا رہی یہ دختران

رسول مین جو تمہارے خداے دنیا و شہنشاہ دین مین مگر قوم اگر کرتے تو کلمو حمایت

اسلام مین اونسے بڑہکر رسوا یا چاہئی تہا نہ کہ تم خود لوٹتے ہو اللہ اکبر بیبیون

عورتونکو تو یہ خیال تہا مگر ان نحوسون سے سعادت غائب ہوگئی تہی حمیت اون

کی کہ مطلق خیال نہ کرتے تہی اور باوجود بیکسی بیجنبی و روتے جاتیں لوٹتے جاتے تہی

غرض شمر جعلر و سکا آیا اور اپنی منزل کی طرف واپس چلا گیا

جناب فاطمہ دختر سید الشہدا فرماتی ہین کہ مین دروازہ خیمہ پر کھڑی ہوئی دیکھ رہی تہی

کہ لاش مطہر سے میرے باپ اور اونکے اصحاب کو مثل گوسفندان قربانی ذبح کیے ہوے اور زرد رنگ

ریگ گرم بیابان پر ڈالدیا تھا گھوڑے مخالف کے اون کے اجسام مطہر پر آمد و رفت رہیں

و کیسیں ظلم عمر سعد نے کیے وہ تحریر سے باہر ہیں اَقَتَلُوْنَا اَمْ مَا شُمِتُوْنَا اَیّا ہمکو

بھی قتل کیا ہمارے مردوں کو قتل کرتے ہیں یا اسیر کرتے ہیں میں اسی خیال میں تھی کہ ایک مرد

سرخ ریش ازرق چشم عمر سعد کی طرف سے نمودار ہوا عورتیں اوس سے بھاگتی تھیں اور

وہ سب کو نیزہ کی انی سے اون کی پشت کو کبھی دوڑاتا اور کعب نیزہ اون کی پشت پر مارتا اور

چادریں چھینتا یہ بھی پایا ایک دوسرے کے پاس میں پناہ لیتی تھیں اور نالہ واجداہ

واابتاہ واقلۃ ناصراہ واحسناہ واحسیناہ بلند کرتی تھیں اور کہتی تھیں

اَمَا مِنْ مُجِيْرٍ يُجِيْرُنَا اَمَا مِنْ ذَائِدٍ يَذُوْدُ عَنَّا کیا کوئی فریاد رس

نہیں ہے کہ ہمکو ان کے ظلم سے نجات دے کیا کوئی مسلمان نہیں ہے کہ ظلم کو ہم سے

دفع کرے جناب فاطمہ فرماتی ہیں یہ حالت اور وہ کی شقاوت دیکھکر میری کانپ

قدرت تھا کہ پرواز کر جاتی نیزہ اُسکا میرے آگے گیا ہر طرف میں دیکھتی رہی کہ اگر

سوائے ام کلثوم کے پاس جاتی تو پناہ ہوتی ناگاہ دیکھا پیچھے کہ اوس ملعون نے میرا قصد کیا

میں اپنے دل میں خیال کرتی کہ کوئی تدبیر کروں جنگل کی طرف بھاگتی اور اسی کا صحرا

تصدق کیا میں نے دیکھا کہ وہ ملعون بھی آکے بیٹھی آدھی میں تھا خوف میں تھی کہ

یرکب بکعب الرمح بین کتفی ناگاہ اوس نے کعب نیزہ میرے دونوں بازو کے درمیان

میں منہ کے بل گر پڑی وہ ملعون آیا اور میرے کانوں کو پارہ پارہ کر کے گوشوارہ لیگیا خون

سے منہ پر جاری ہوا میرے سر سے مقنعہ اتار کر خیمہ کیطرف واپس ہوا مجھے امن و تو

کے بعد غش طاری ہونے لگا یہاں تک کہ بیہوش ہوگئی جب مجھے ہوش ہوا تو دیکھا کہ

پھوپھی کے سرہانے بیٹھی ہوئے رو رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں فاطمہ اوٹھو اور دیکھو بہن

رو رہی ہیں اور تمہارے بھائی بیمار پر کیا گذری میں نے عرض کیا اے پھوپھی اگر کوئی

کہنہ چادر ہو تو مجھے مرحمت کیجئے پھوپھی نے جواب دیا کہ میں بھی تمہارے مثل

تم مجھسے چادر کیا مانگتی ہو فرأیت رأسها مکشوفة ومتنها

قد اسود من الضرب میں نے دیکھا تو اون کا سر بھی برہنہ دیکھا اور

اون کی بازو تازیانہ کی وجہ سے سیاہ ہو رہی تھے جناب فاطمہ کہتی ہیں کہ جب میں

خیمہ میں واپس ہوئے تو جو کچھ خیمہ میں تھا سب کو تاراج پایا اور اپنے بھائی علی

دیکھا میں نے کہ گوشہ میں منہ کے بل گرے ہوئے ہیں اور علاوہ شدت مرض

خنگی و گرسنگی سے بچپنی تک کی تلتی نہیں بچے ہم اوس جگہ کہ مصیبت پر
روتے اور ہم ہمارے مصائب پر گریہ کرتے ہے

(کلام مسیح الفرزان ما عدا علی ہامشہ)

[illegible] محمد سعید بابا نقش و نقش بابا و محمد بابا
(جلد دوم) [illegible] و [illegible] آن [illegible]
وحفظ او [illegible]
و [illegible] [illegible] و [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
(از [illegible])

تاویل آیات نور بہ آیہ ولادت امام حسین علیہ السلام کما انا جبرئیل بر زمین تہنیت

سے فوج ملائکہ حاضر ہوا حال دردائیل فطرس فرشتہ کا عاجز بنی و صالح مس کھانا

زندہ ہونا صورت ... کا ولادت امام حسین ہے خلق ... نور حسینی تجلی حسینی در در تت

یک وقت قطع نحر امام کا در گھر خانہ شمر زیر تیغ ہمین

قال اللہ تبارک وتعالی اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ
فی سورۃ النور

کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ

یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُہَا

یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ

وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

ترجمہ ظاہر الفاظ یہ ہی کہ حق تعالی یعنی نور وجود و علم و ہدایت و نیز نور ظاہر

کواکب وغیرہ سے آسمانوں اور زمینوں کو نور عطا کرنیوالا ہے نور خدا کی مثال وصفت مثل طاق

مشکوٰۃ یعنی روشندان کی ہے کہ اوسمیں چراغ رکھا ہوا اور چراغ شیشہ کے قندیل میں ہو

اور وہ قندیل مثل ستارہ تابان روشن ہو روغن اوس چراغ کا درخت مبارک زیتون

سے ہو کہ وہ نہ شرقی ہے اور نہ غربی روشنی اوسکی بوجہ صفائے روغن و درخشندگی

قندیل وغیرہ دوچند بلکہ نور علیٰ نور ہو پہر بعد مثال دینے کے فرماتا ہے خدا جسے

چاہتا ہے اپنی نور کیطرف ہدایت کرتا ہے اور مثال بیان کرتا ہے یعنی اونکو تشبیہ دیکر

سمجہاتا ہے اور خدا تمام چیزوں کا جاننے والا ہے

مومنین بعد یہ سمجہے آیت تشابہ ہے ظاہر میں خداوند عالم اپنی نور یا ہدایت وغیرہ کی

مثال ایسے چیز سے دیتا ہے کہ جو نظر مخلوق میں عجیب و تعجب خیز ہو اور ایسے چیز سے

ٹہراتا ہے مثال اوسکی یہ ہے کہ روشندان میں چراغ ہو اور وہ قندیل تابان میں ہو

اور چونکہ صفائی روغن سے صفائی روشنی ہے بتدا فرماتا ہے کہ روغن اوسکا ایسے

درخت زیتون سے ہو کہ جو آبادی دنیا کی نہ طرف مشرق مثل دریائے چین و خطا وغیرہ

که وقت غروب آفتاب و سپیر روشنی نه پہونچی اور نه جانب غرب تھی و رایت دھوپ میں

و قیروان ہو که وقت طلوع آفتاب و سپیر روشنی نه ہو بلکه ایسے مقام پر ہو جس پر آفتاب ہمیشه رہتا

اور بوجه پختگی روغن صاف صاف حاصل ہو جیسا که ملک شام زمین بیت المقدس میں ہے که باقرار

عرب ایسے زیتون دوسرے مقام پر نہیں ہوتا اور جو که ستر پیغمبر ہوئے وہ اس زمین کے برکت ہی واسطے

دعا کی تھی بلکه بعد طوفان نوح سب سے پہلی یہی درخت پیدا ہوا لہذا لقب مبارک دیا گیا بہر حال جب

ایسا روغن شفاف اس تمام سے که قندیل باہان و شیشه میں ہو جلایا جاوے گا نور کی نور

روشنی پر روشنی ہوگی اور تمام روشنی اوسکی ساتھی نسبت نہ رہیگی تو لامحاله تعجب خیز ہے

ایسے ہی نور خدا ہے که اوسکی ساتھی و دوسرے شئی کی و تعریف نہیں خدا گر کر مثال دیکر

سمجھاتا ہے اور جسکو چاہتا ہی توفیق ہدایت دیتا ہی کیونکه وہ سب سے واقف ہی

شان نزول و تاویل آیه بین حضرات تفسیر کی بعض نے تاویل قرآن سے بعض نے مومن سے قلب

بعض نے جناب ابراہیم بعض نے جناب عبد المطلب کہا ہی مگر بہت سے احادیث سے

ثابت ہی که مراد خدا اس آیه سے جناب رسول و علی ابن ابیطالب و جناب فاطمه و حسنین ہیں

دایمہ طاہرین علیہم السلام میں کہ انکی نور ہدایت سے جن لوگونکو فیض علمی و نور ایمانی

پہونچتا ہی وہی [illegible] موفق من اللہ ہوتے ہیں جیسا کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے

کتاب حیات القلوب میں بذریعہ کتاب توحید امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ مراد کمشکوٰۃ

فِيهَا مِصْبَاحٌ سے نور علم سینہ پیغمبر ہی اور اَلْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ

سے سینہ علی ہی یعنی علم پیغمبر سینہ علی میں آیا اور آپنے علی کو تمام علمون کی تعلیم دی

مراد يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ سے نور علم ہی لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا

غَرْبِيَّةٍ نہ نصرانی ہیں کہ جانب مشرق نماز پڑہکر قبلہ اپنا جانب مشرق

بناوین اور نہ یہودی ہیں کہ جانب غرب قبلہ قرار دین بلکہ مکی ہیں کہ وسط دنیا ہی

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ قریب ہی کہ عالم آل محمد

قبل اسکی کہ ان سے سوال کرین یا قبل اسکی کہ بذریعہ الہام انسے کہا گیا ہو اپنا

علم بیان کریں اور [illegible] بطور معجزہ کرین نُورٌ عَلَى نُورٍ یعنی آل محمد میں ایک

امام بعد دوسرے امام کے جو نور علم و حکمت سے موید ہو تا قیام قیامت رہیگی کیونکہ [illegible]

[illegible]

میں اور خلق خدا پر حجت ہیں اور کسی عہد میں زمین ان سے خالی نہیں رہتی تھی (اسلئے کہ بروایت
کافی از امام محمد باقر جو علم رسول تھا اوسکو حضرت نے اپنی وصی کے پاس چھوڑا بعد از نبوت
ایہ دوازدہ گانہ کو کوئی زمانہ ان سے خالی نہیں رہتا تھا اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
کے یہ معنی ہوئے کہ وہی اہل آسمان و زمین کا ہدایت کرنیوالا ہے مثل اوس نور و علم کی جو
ہمیں نے عطا کیا اور اوس سے لوگ ہدایت پاتی ہیں یہ ہے کہ وہ مثل مشکوٰۃ کی یا جسمین مصباح ہو اور مصباح
قندیل میں ہو یعنی اسی طرح محمد کو اپنی طرف بلا لیا تو اور جو علم اون کا پاس تھا اوسکو وصی کے پاس چھوڑا تو
مصباح چراغ کو قندیل میں رکھا ہے اور وہ نور علم اوصیا میں مثل ستارہ درخشان تاباں ہے)
اسیطرح سے مثل تاویل تفسیر یا تاویل مراد مشکوٰۃ سے بعض نے ذات جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا مراد لی ہے
چنانچہ علامہ مجلسی نے کتاب ... کشف الغمہ میں (علامہ اربلی) کتاب عمدہ میں (ابن بطریق) کتاب
(سید ابن طاؤس) (روایت حضرت صادق علیہ السلام)
طرائف میں اور قریب اسکی ابن مغازلی شافعی سے روایت کی ہے کہ مشکوٰۃ حضرت فاطمہ
ہیں فِیْہَا مِصْبَاحٌ مراد امام حسن ہیں اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ سے مصباح
امام حسین ہیں چونکہ دونوں بزرگوار ایک نور ہیں دونوں کی تعبیر مصباح سے کی گئی اور زجاجہ

گیا ہی جناب فاطمہ مراد ہیں یعنی گویا یہ فاطمہ تمام دنیا اور اہل بہشت کے واسطے نور

ہیں ایک ستارہ روشن ہیں اور شجرہ مبارکہ حضرت ابراہیم ہیں لَا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا

غَرْبِیَّةٍ یعنی جناب فاطمہ نہ یہودیہ ہیں نہ نصرانیہ یَكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْءُ و

قریب ہے کہ اونکی ذریت سے علم جاری ہو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ اون سے ایک امام

دوسرے امام کے بعد ظاہر ہوتا ہے یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ حق تعالے

جسکو چاہتا ہی ایمہ طاہرین کی طرف ہدایت کرتا ہی

بہرحال خواہ مشکوۃ و زجاجہ کی تفسیر نور علم سینہ حقیقت گنجینہ جناب رسول خدا و علی مرتضی کیجاوے

یا ذات جناب فاطمہ زہرا سے تفسیر مصباح سے علم اوصیا خصوصا امام حسن و امام حسین

ابوالائمہ اشتو سے واضح ہی اور شجرہ مبارکہ حضرت ابراہیم یعنی روشن مصباح علم شجرہ زیتونہ

ابراہیم علیہ السلام سے ہی بنظر مزید توضیح و مطابقت تشبیہ و مشبہ مرقوم ہی

[illegible]

کہ جناب ابراہیم اصل و عمدہ انبیا تھی اور انبیا اور اوصیا کی مختلف شاخیں اون سے جدا

ہوئی ہیں کہ وہ بنی اسرائیل ہیں فرزندان اسحاق سے اور نیز فرزندان اسمعیل بھی

فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور [illegible]

[illegible] عن الصادق [illegible] انما شیعتنا اصحاب [illegible]

الا ان لله عز وجل [illegible]

[illegible]

بعدہ وبشارت دینا جناب رسول و اوصیاے آنحضرت ہیں انہیں بزرگواروں کی وجہ سے

تین فرقوں یعنی یہود و نصاریٰ و اہل اسلام میں انوار عظیمہ ساطع ہوئے ہیں اور جناب ابراہیم

کی تشبیہ بوجہ ظہور انوار عظیمہ ان شاخوں سے درخت زیتون سے دیگئی اور جو نہ شرقی ہیں

نہ غربی یعنی نہ یہودی ہیں نہ نصرانی جیسا کہ خدا اونکی شان میں فرماتا ہے ما کان

ابراهيم يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا مسلما وما كان

من المشركين جناب ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ملت متوسطہ پر تھے کہ جو

اسلام ہے اور مشبہ میں زیتون سے مادہ بعیدہ علم مراد ہے یعنی وہ امامت وخلافت جس کی

منبع حضرت ابراہیم ہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے انی جاعلک للناس اماما اس سے

متحقق امام ہونا ... اور یہی امامت وخلافت اونکی ذریت طاہرہ میں ساری ہوئے

جیسا کہ فرمایا ہے ان الله اصطفى آدم ونوحا وآل ابراهيم وآل عمران

على العالمين ذرية بعضها من بعض خدا نے رسالت وخلافت کیواسطے

جناب آدم ونوح و اولاد ابراہیم و اولاد عمران کو خلق پر اختیار فرمایا بعض بعض کی ذریت ہیں

اور جو کہ اس شجر کی ثمروں کا تحقق اور اس زیتون کے نور کا سرایت کرنا ہمارے پیغمبر اور

اہلبیت پیغمبر میں سب سے زیادہ اور کامل تر تھا کیونکہ یہ بزرگوار تمام انبیا اور اوصیا

سے افضل تھے (اور امت وسط اور ائمہ وسطی بھی یہی تھے اور انکی سیرت و طریقت

و سیرت عدل ترین سیرتیں تھیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ

اُمَّةً وَسَطًا یعنی ہمنے تمکو امت وسط بنایا یا حسب قرأت اہلبیت طاہرین

علیہم السلام اَئِمَّةً وَسَطًا یعنی ہمنے ائمہ وسط بنایا وجہ انکی وسط ہونیکی یہ تھی

شعو وسط ہوتا ہے کہ یہود کی نماز مغرب کیطرف نصاریٰ مشرق کیطرف قبلہ بنا کر نماز پڑھتے ہیں

اور اس امت کا قبلہ دونوں کے درمیان واقع ہوا ہے اسیطرح قصاص و دیت کا حکم اور انکے

تمام احکام وسط مقرر ہوئے) پس یہ ذریت و شاخ شجرہ نبوت برحق درجہ اعتدال میں مثل جناب ابراہیم ہیں

اور روغن زیتون سے مادہ قریبہ وحی و الہام مراد ہے اور روغن کے روشن

ہونے سے علم کا ان حضرات سے منتقل ہونا مقصود ہے اگرچہ آتش وحی یا تعلیم انسان نہ

سوال کی نوبت نہ آوے (کیونکہ سوال ہی آتش علم کو روشن کرتا ہے) اور وہ نور بالائے

نور کے معنی یہ ہیں ایک امام کے بعد دوسرا امام ہے کہ خدا کی نور علم و حکمت کو خلق میں زیادہ کرتا ہے

(انتخاب از حیات القلوب میں آیات ...)

ج ۳

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شان نزول آیہ میں معلوم ہوتا ہے کہ مصباح نور بعد جناب رسول

اونکی ذریت یعنی ہمارے ائمہ معصومین ہیں خصوصاً نورعین رسول ثقلین شہزادہ کونین

یعنی جناب امام حسین علیہ السلام ہیں کہ فرزند امام برادر امام ابو الائمہ التسعہ ہیں اور مورد نزول

سی حامل عرش خدا یعنی حامل علم خدا ہیں جیسا کہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ معانیہ میں بہ ثبوت حدیث زیر

[illegible]

ذیل آیہ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے

کہ حاملان عرش آٹھ شخص ہیں چار سابقون سے کہ جناب نوح و ابراہیم و موسی و عیسی ہیں اور چار

لاحقون سے کہ جناب محمد و علی و حسن و حسین ہیں کہ قبل پیدائش ہی حسب تصریح خدا و رسول

تسبیح و تہلیل میں مشغول رہکر تمغہ تقرب بارگاہ خدا رہی چنانچہ تحت العرش ثابت ہے و عاہیا

ہے اور بعد ولادت تو اظہر من الشمس ہی چنانچہ جب وقت ظہور نور انوار ہوا

کہ آپ اپنی نور سی عالم تاریک کو روشن فرمائیں خدا نے اپنی حبیب سے کہا تھی کہ علم مصباح

حسینی کو زجاجہ بطن فاطمہ میں رکھکر اونکی نور سے عالم کو روشن کرنا چاہتی ہیں مگر سایۂ جلی

روکتی ہے یہ سنکے اللہ اللہ [illegible] وہی فرزند ہیں سیکسی تعظیم ہوگی جب جناب فاطمہ کو

جناب رسول نے تہنیت و تعزیت دی جناب فاطمہ رونے لگیں اور فرمایا کاش حسین پیدا نہ ہوتا

جناب رسول نے تسکین دی اور فرمایا کہ اس فرزند کے صلب سے نو نور خدا جن سے زمانہ

میں عالم منور رہیگا ظاہر ہونگے اول انکا علی بن ابیطالب وصی بعد انکے حسن مجتبی

بعد انکے حسین ناصر اور انکے آگے ہونگے اور حضرت نے سب کے نام مع القاب بیان فرمائے تا مہدی

وار ان فرمانے لگی
جناب فاطمہ اس کلام سے ساکن ہوا مگر یہ بھی خبر وقوع مصائب و شہادت مولود سے مرافقت رکھتی

جیسا کہ خدا فرماتا ہے وَحَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا یعنی اوٹھایا ماں نے

مولود سے بکراہت حاملہ ہوئیں اور وقت ولادت بھی کراہت تھی غرضکہ دو مہینے جب حسین

زچاچہ جناب فاطمہ میں آیا تو اوس وقت سے اضطرار زیادہ ہوتا تھا چنانچہ مروی ہے مقداد

بن اسود کندی جناب فاطمہ زہرا سے روایت کی ہے کہ جب میں حسین سے حاملہ ہوئی اور ایک مہینہ

حمل سے گذرا تو مجھے حرارت عظیم معلوم ہوئی میں نے اپنی حال کی شکایت پدر بزرگوار جناب رسول خدا

کی آپ نے کوزہ آب طلب کرکے دعا پڑھی اور آب دہن مبارک ڈالا حسین [illegible] مجھے پلایا تو وہ

حسین مٹی کے چلنے کا
بہت دفع ہوئی اور جب چالیس روز گذرے مجھے پشت میں حرکت محسوس ہوئی تھی تا [illegible]

[illegible] فرزند ... حسین ... جناب رسول ... [illegible]

سفینہ ختم ہوا اور جب تیسرا شروع ہوا تو اضطراب و حرکت شکم میں محسوس ہو گیا اور رہا رہتا

چھٹا گیا مگر ہر روز بہ برکت فرزند سعادتمند زیادتی خیر و برکت میری گھر میں تھی جب چوتھا

سفینہ شروع ہوا تو وہ وحشت بہ انس مبدل ہو گئی ہمیشہ کثرت عبادت میں رہتی اور جو دن گذرتا

زیادہ تر بھی سکھ اپنی معلوم ہوتا اور نعمت و رحمت خدا کو افزون تر پاتی تا آنکہ پانچ سفینہ گذر گئی

جب چھٹا سفینہ شروع ہوا شب تاریک میں بھی ضرورت چراغ نہ تھی (خود بخود روشنی ہو رہی

گیر رہی تھی) جب خلوت میں جای نماز پر بیٹھتی صدا تسبیح و تقدیس حق تعالی اپنے شکم سے سنتی

(جناب فاطمہ فرماتی ہیں) کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میری قریب آیا اور پنجا بازو کی پشت

پر ملا میں خوفناک بیدار ہوئی اور بعد وضو دو رکعت نماز پڑھ کر سو گئی پھر خواب میں ایک مرد نورانی

یعنی [illegible] سر برہنہ بیٹھا دیکھا کہ [illegible] منہ اور پشت پر پھیرتا پھر میں خوفناک بیدار ہوئی

اور بعد وضو دو رکعت نماز پڑھ کر سو گئی پھر خواب میں مرد سفید لباس کو سرہانے بیٹھا ہوا دیکھا کہ

سے منہ اور پشت پر ہاتھ [illegible] پھر خائف ہو کر اٹھی اور بعد وضو چار رکعت نماز پڑھ کر سو رہی

پھر دیکھا کہ کوئی آیا اور مجھے بٹھا کر دعائیں اور تعویذ پڑھ کر مجھ پر دم کی غرض صبح کو ترسناک

خدمت رسول میں گئی [illegible] پر نور حضرت نے دیکھا تو ترس و بیم دفع ہو گیا

عرض کیا آپ نے فرمایا مرد اول مرے خلیل عزرائیل تھی کہ تسکین کے زمان میں آئے

اور مرد ثانی مری دوست میکائیل تھی کہ تسکین کے سبب رسول پر سو کر تحمل میں مرو

اے فاطمہ دوسرے کیمہ بنو سکتا تھا نہیں عرض کیا ہاں حضرت بھی گود میں لیکر رونے لگے

پھر فرمایا مرد سیوم جبرئیل امین تھی کہ خدا نے انکو تمہارے فرزند کا محافظ کیا (تھی)

بو عین بوجہ نور حسینی اسطور سے بو کچھ دغدغہ حاجت حیض کے رہی یا انکہ بروز شش مشہور

جب چھ ماہ کامل ہوئے تو وقت ولادت قریب ہوا حالانکہ بجز عیسی بن مریم با مرادت دیگر

ہی اور کوئی ایسا مولود نہیں ہوا کہ چھ ماہ کا پیدا ہو کر زندہ رہے اور یہی وجہ ہی کہ امام حسین

امام حسین کی عمر سے دو ماہ بیس روز بڑی تھی غرض وقت ولادت امام حسین

چوتھے سال چہارم ہجرت میں جب بمنظور خدا اظہار نور حسینی پردہ عدم سے ہوا فرمان

باری تعالی کا مالک خازن جہنم کو ہوا کہ بسبب زیارت مولود با مسعود آتش جہنم کو فرو کریگا

شبی کہ رحمت ما شامل است عالم را — فرو نشان تو زبانہ شعلہ جہنم را

برغیر برسر دوزخ زخاک کوی حسین — جریدہ تو بآتش ز آبروی حسین

بآبروی حسین تگذرد از عتاب و عتاب — کمش تو دوزخیان را در عذاب و تعب

ملائکہ کو وحی ہوئی کہ صفیں باندھ کر تہنیت میں یاد اور تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل

مشغول ہوں رضوان خازن جنان کو حکم ہوا بہشت آراستہ کریں ہر مقام پر خوشبو

سے معطر کریں حورالعین کو حکم ہوا ہر ایک زینت کریں اور جلد بہشت میں ایک دوسرے

کی زیارت کو جاویں اور آپس میں مبارکباد دیں جبرئیل کو وحی ہوئی کہ ایک ہزار قندیل

لعل کو رنجمہ حوران جنت لیے مقرب ہوئی کہ ستر ہزار حوریں اوسکی پرستار و خدمتگذار

ہیں اور ستر ہزار قصر کہ اوس میں ستر ہزار غرفے ہیں مکلل و مرصع بہ انواع و اقسام جواہر

ہیں اوسے عطا ہوئی ہیں اور خداوند دو نور نے ایسا نور جمال اوسے عطا فرمایا ہے کہ اوسکی

نور سے تمام جنتیں روشن ہیں حکم خدا ہوا پہنچا کہ خدمت فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفی

میں حاضر ہو اور جو خدمات کہ بوقت وضع حمل قابلہ سے متعلق تھے بجا لاوے۔

سلما حسب حکم باری خدمت حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا میں حاضر ہوئی اور بساط

تنظیم و تکریم سے بطور خادمانہ تسلیم کیا لائے فَلَحِقَتْ لَهَا الْحَيَاءُ وَمَا قَدَرَتْ اَنْ تَرَى بر

فراشی یفرش لہا یہاں فاطمہ زہرا کے پاس بجز جلد گوسفند کہ ذکر اوسکا ادنیٰ بستا

درشب کو آپ سید المرسلین اور جناب امیر المومنین اوسے پر آرام فرماتے اور سرا فرش بچھا ہوا نہ تھے

جیسا عارض ہوگیا کہ ایسے نورِ جبیل اللہ کو کہاں چھپاؤں مگر خدا کو یہی منظور تھا

مادر امام حسین

فاطمہ منظور نظر تھی کہ کسی تردد میں رہنا گوارا نہ تھا اور یہ مخدومہ اسی سوچ میں

اِذ ھَبَطَت الحُور مَع وَسَائِد مِن وَسَائِد الجَنّۃ

تھیں اودھر قابلہ حسینی کی اسلی ایک حوریہ جنت فرشتہ لیکر نازل ہوئی اور دو ...

فاطمہ زہرا میں کہا دیا تھا سبب نے تیز وکی انتظار نور حسینی میں تھی حَتّٰی وَلَدَت

اَلحُسَین فَاَخَذَتہُ نُجَبا وَقَبَّلَتہُ وَلَفَّتہُ بِمَندِیلٍ مِنَ الجَنَّۃِ تا ...

وقت صبح نور عالم افروز خورشید آسمان و زمین و نور نشتر تھیں پرور اکبر

رسول خدا حسین نے تمام عالم منور فرمایا کہا نے اوسی وقت آفتاب جنت ...

کو گود میں لیکر پیار کیا پارچہ سفید بہشتی میں لپیٹ کر مبارکباد دی

جب جناب رسول کو حال تولد فرزند دلبند معلوم ہوا نہایت شوق و ذوق میں خانہ

فاطمہ زہرا میں تشریف لائے چونکہ خانہ میں قابلہ صفیہ بنت عبد المطلب آپکی پھوپھی

[illegible]

دوسری اسما بنت عمیس تھیں رسول نے آپکے اونسے مخاطب ہوکر فرمایا کہ فرزند کو

جلد لاؤ اونہوں نے کہا یا رسول اللہ ابھی میں نے اوسکو پاکیزہ نہیں کیا حضرت نے فرمایا

تم کیا اوسے پاکیزہ کروگی خدا نے پاکیزہ اور مطہر کیا ہے جب ...

مدت میں لگئی تو آپنے امام حسین عم کو دامن مبارک میں لیا اور اپنی زبان بہ نور منہ میں دی
کہ اسے چشمہ تھی امام حسین عم کی منہ میں دے وہ بزرگوار اسطور سے زبان چوستے تھی جیسے
کوئی شہد اور دودھ کو چوستا ہی جناب صفیہ کہتی ہیں کہ پھر جناب رسول نے در بیان
دو دیدہ بوسہ دیکر میری گود میں دیدیا اور سبحان اپنی فرزند کی خیال بزرگی اور تاثیر
حق فرمایا اور بروایت اسماء بنت عمیس آپنے داہنی کان میں اذان اور بائیں میں اقامت
کہی فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی جَبْرَئِیْلَ اَنْ یُّهَنِّاَ مُحَمَّداً لِمَوْلُوْدِہٖ فِیْ اَلْفِ
قَبِیْلٍ مِنَ الْمَلَائِکَةِ کتاب کافی میں بذریعہ ابن عباس جناب رسول سے منقول ہی کہ جبرئیل کو
حکم رب جلیل ہوئی کہ رسول جلیل و حبیب کے پاس جاکر تولد فرزند کی مبارکباد میری طرف سے
دو اور اپنی ہمراہ ہزار قبیل ملائکہ کہ ہر قبیل ہزار فرشتوں کا ہوتا تھا یعنی
فرشتوں کو کہ وہ اسپان ابلق زین دیکر لگام زر جواہر مرصع جن پر قبہ ہائے در و یاقوت اور زبرجد ہوں
جن پر نور ہاشمی سوار ہوں ساتھ لیجاؤ اور کہنا کہ میں اس فرزند کا نام حسین رکھا ہے اور بعد
تہنیت تعزیت دینا کہ تمہاری امت کے بدترین لوگ اسی شہید کرینگے مجھ اور اس کی
ساتھیوں سے ناراض ہی فَهَبَطَ جَبْرَئِیْلُ اِلَی الْاَرْضِ مَعَ الْمَلَائِکَةِ

حکم الٰہی کی دیر تھی گویا منتظر تھی خادم حسینی یعنی جبرئیل امین مع افواج ملائکہ بہ

شان و شوکت و زینت سے اسپان ابلق زین کسے عماری دار جن پر عماریاں

مروارید و یاقوت سے بنی تھیں ہاتھوں میں طبق ہائے نور لئے ہوئے بہ کمال زینت سرور

زمین پر نازل ہوئے فَمَرُّوا عَلیٰ جَزِیرَۃٍ کَانَ فِیْهَا دَرْدَائِیْلُ اتفاقاً ادھر

جزیرہ پر سے ہو کر گذرے جہاں دردائیل ملک بپر و بال شکستہ مدت دراز سے پڑا تھا

مومنین مروت کافی بذریعہ اس مصباح از جناب رسول ہے یہ وہ ملک مقرب تھی کہ خدا نے

اپنی قدرت کاملہ سے سولہ ہزار بازو کہ ہر بازو سے بقدر فاصلہ زمین و آسمان فرق ہے

عطا فرمایا تھا ایک روز اس کے ذہن میں خیال آیا کہ فوق عرش کیا شی ہے اور

کیا کوئی شے عرش معظم سے بھی عظیم خلق فرمائی ہے کاش کسی روز بحکم پروردگار عرش پر

پرواز کرتا اور حقیقت عظمت عرش و مالائے عرش دریافت کرتا جب خداوند عالم کو اس کے

ارادہ پر مطلع ہوا کہ یہ کثرت بال و پر باز ان ہیں سولہ ہزار یعنی چھتیس ہزار بازو عطا

زیادہ فرمایا یعنی ہائے فخر و ناز ہمارا دو چند کر دیا اب تجھ سے ہو سکے تو حقیقت عرش دریافت کر

دردائیل جانب عرش اڑتے تھے اور پانچ سو برس راہ طے کی مگر ذرا سا بھی کنگرۂ عرش

تک نہ پہونچے اور قوت نے جواب دیدیا جب حق تعالی کو اون کی ماندگی معلوم ہوئی فرمایا

ٹھہرو بال و پر باز نہ رہا تھا اپنی جگہ پر واپس جا کیا تجھے نہیں معلوم اَنَا عَظِيمٌ

فَوْقَ كُلِّ عَظِيمٍ مجھسے بزرگ کوئی شی نہیں چونکہ ارادہ دردائیل خلاف مرضی

خداوند تعالی ہوا تھا پر و بال توڑ کر صفوف ملائکہ میں نیچے گرا دیا

غرض جب یہ شان و شوکت و زینت بہشت ملائکہ خصوصاً جبرئیل و دردائیل نے ملاحظہ کیا

فَقَالَ يَا جَبْرَئِيلُ مَا هٰذِهِ اللَّيْلَةُ هَلْ قَامَتِ الْقِيَامَةُ جبرئیل سے کیا پوچھا

کیوں ایسے سامان سے آج ہر کیا قیامت قایم ہوگی وہ بولے کہ نہیں فرزند رسول

خدا گوشۂ بتول کے پیدا ہونگے تہنیت میں خدمت رسول میں حاضر ہونگا حکم ہے دردائیل

نے کہا کہ ہمیں بھی تسلیم اوس خدا بخش نے بھی اور ہمیں خلق کیا جناب رسول سے بعد مبارکباد میری جانب سے

تسلیم عرض کرکے تذکرہ میرا کرنا بِحَقِّ هٰذَا الْمَوْلُودِ لِيَسْأَلْ رَبِّي اَنْ يَرْضٰى

عَنِّي یا رسول الله صلعم اس مولود با سعود کے صدقہ میں آپ سے مجھسے راضی ہو کہ دعا فرماوین

تاکہ پھر بھی بازو عطا فرما کر رتبہ اول پر منصوب کرے۔ فَجَاءَ جِبْرَئِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ وَهَنَّاهُ

مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اَخْبَرَهُ بِقِصَّةِ دَرْدَائِیْلَ جبرئیل امین خدمت ختم المرسلین

میں حاضر ہوکر از جانب رب العالمین اول تہنیت پھر تعزیت کہ بعد ازاں پھر قصہ دردائیل عرض کیا

رحمۃ للعالمین کو سنکر تاب نہ رہی فورا اپنی نور نظر حسین کو آغوش میں لیکر جانب آسمان

نظر فرما کر حضرت قدس الٰہی میں عرض کیا اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذَا الْمَوْلُوْدِ بَلْ بِحَقِّكَ عَلَيْهِ

وَعَلٰى جَدِّهٖ فَارْضَ عَنْ دَرْدَائِيْلَ وَرُدَّ اَجْنِحَتَهٗ خدا تجھی قسم ہی حق اس مولود

بلکہ اسکی اجداد محمد و اسمعیل و ابراہیم کی تقصیر دردائیل کو بخش فرما اور اپنی رحمت کاملہ

سے بال و پر عطا فرما کیوں نہو نور خدا ایک دوسرے نور نظر کا درخواست دے

کہ جسکی خوشی پر کونین کی خوشی مربوط ہو اور پھر دعا قبول نہو راوی کہتا ہی ہنوز

دعا حضرت نا تمام تھی کہ خدا نے دردائیل کو بال و پر عطا فرما کر داخل صفوف ملائکہ

فرمایا اور دردائیل کا لقب اہل جنت میں مولی الحسین ہے غلام آزاد کردہ حسین

مشہور ہوا اسیطرح سے فطرس و صلصائیل کہ سات سو برس تک جزیرہ میں معذب بقہر الٰہی

بے پر و بال شکستہ ایک جزیرہ میں تھی اور جبرئیل اپنی ہمراہ بر شہپر کے خدمت رسول میں

لائے بہت مشہور ہے کہ حضرت نے دونوں سے فرمایا کہ اپنی بدن کو شاہزادہ کونین

نور العین رسول الثقلین امام حسین سے مس کریں راوی کہتا ہے کہ قسم ہے خدا عزوجل کی میں نے دیکھا

کہ او وقت بال و پر بدستور سابق جم آئے اور جانب خدا کے تردہ رضا و مغفرت خدا ہو گیا

سننا ہو مومنین آپنے مرتبہ امام حسین ع کیونکہ نہ ہو خدا نے انکی نور مصباح کو

زجاجہ فاطمہ زہرا کے بعد جناب رسول میں رکھا اور علاوہ اسکی کہ بدو ازل میں کیا قدر نور حسینی تھی دنیا

برچشمہ لعاب
میں بھی تربیت و پرورش حضرت نور خدا یعنی زبان خیر البرا سے ہوئے چنانچہ ابتدائے ولادت میں

تو آپ نے فرمان چوسایا تھا بعد کو بھی بروایت صفیہ عمہ جناب رسول خدا جب جناب فاطمہ زہرا علیل

ہوئیں اور صاحب رسول نے ہر چند مرضعہ تلاش کیا مگر دستیاب نہ ہوئی اور بعض روایت میں ہے کہ

حضرت امام حسین ع نے خود حق کسی مرضعہ کیطرف رغبت نفرمائے جناب رسول کو گرسنگی فرزند گوارا

نہ ہوئی اپنی زبان و بروایت کلینی انگشت ابہام دہن میں دیتے کہ تین روز تک حیات محمدا

حسینی گری ہمارا
ہتے صاحب صفیہ مرتبہ میں نہ دیکھا کہ حضرت مطہر سے اپنی فرزند کو زبان چوسائی تھی

یعنی گوشت کو دانہ پیدا ہی   فَنَبَتَ عَظْمُهُ وَلَحْمُهُ مِنْ عَظْمِهِ وَلَحْمِهِ بحق

چالیس روز تک رہی کہ گوشت و پوست امام حسین علیہ گوشت و پوست جناب رسول

یہی وجہ تھی کہ آپنے فرمایا حُسَيْنٌ مِنِّي وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ   مرے پیارے حسین مجھ سے

اور میں حسین سے ہوں   اسیطور سے مومنین امام طفلی میں امام حسین سے بسبب الفت ذاتی

جو پیار فرماتے اوس سے امر عجیب ظاہر ہوتا تھا چنانچہ مشہور ہے کہ آپ امام حسین علیہ کے پیشانی مبارک

اور گلوی اقدس کا اکثر بوسہ فرماتے تو اوس سے ایسا نور ساطع ہوتا کہ مقام تاریک

میں روشنی ہوتی تھی بلکہ امیدوں سے اہل مدینہ آپکے سکونت دریافت کرتے جسا کہ

لَهُ نُوْرٌ لَيَسْتَشْعِعُ فِي الْجَبِيْنِ   وَفِي النَّحْرِ كَالشَّمْعِ لِلْيَقِيْنِ

لِلشَّمْسِ كَانَ مِنْ خَيْرِ الْاَنَامِ   فَيَهْدِي النَّاسُ مِنْهُ فِي الظَّلَامِ

آپکے ماتھے اقدس مثل آفتاب تاباں اور گلوی منور مثل شمع نور منور ہوتی تھی پیشانی

جناب رسول ان دونوں مقاموں کا بوسہ دیتی تھے

مومنین یہ نور تو بوجہ بشریت رسول تھا جناب خدا سے بھی اکثر حضرت کیواسطے

نور ظاہر ہوا   چنانچہ کتاب بحار الانوار میں بذریعہ امام رضا علیہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ

جناب حسنین علیہما السلام خدمت جناب رسول میں شام کے وقت تک بیٹھے رہے تھے تا اینکہ جب

بہت رات گذر گئی جناب رسول نے شاہزادوں سے فرمایا اِنْصَرِفَا اِلٰی اُمِّکُمَا

اب تم دونوں بھائی اپنی مادر گرامی کے پاس جا کر آرام کرو   فَلَمَّا خَرَجَا اَبْرَقَ

بَرْقَةً فَمَا زَالَتْ تُضِیْئُ حَتّٰی دَخَلَا اُمَّهُمَا وَالنَّبِیُّ یَنْظُرُ اِلَیْهِمَا

جب دونوں صاحبزادے دولتسرا کو روانہ ہوئے تو چونکہ شب تاریک تھی ہر دو سے

رستہ شکل سے معدوم ہوتا فوراً جناب احدیت نے ایک نور مثل برق درخشاں ظاہر فرمایا

اور اتنی دیر تک روشن رہا کہ وہ دونوں صاحبزادے اپنی مادر گرامی تک پہونچیں

جناب رسول ملاحظہ فرما رہے تھے   جب دونوں بزرگ ماں کے پاس ہو گئے جناب رسول نے

شکر خدا فرمایا کہ اوس نے اونکی اہلبیت کو ایسی عزت بخشی

کیوں نہ ہو یہ نور خدا میں چمکا یہ پا کر عرش منور تھی دنیا میں بھی ویسی ہی نمونہ ظاہر ہوا ہے

بے تقاضا شاعر مدح میں نظم فرمائے

تجلی در ازل بوده است حسن لایزالی را — تو هستی جلوهٔ آن حسن و صیقل آن تجلی را

ترا انی انا الله می رسد از خود بخود هردم — ببر از روشنائی در شب تار ابر و نارا

تکرم مصطفی را آمد از هر چیز بالاتر — تو جانی مصطفی را بلکه از جان نیز بالا را

ز دردائیل و فطرس باشد پرسم قدر و مقدارت — که جز تو منت کس فرماید بس بر در دربارا

چنان گشت بنده این کم نگویم زآنکه حق پرسم — حسین ابن الکریم خوانند یا مجنون و سودائی

الحمد کہ بر سر منبر بیان کیا فضائل و قرب ان نور خدا کا مطابق کہ فرشتگان مقرب الٰہی
خادم رہے اور صحیفہ بوجہ اثبات دین متین و رواج شریعت مبین کہ علم الٰہی میں مثل کتاب خدا
تھی بنا جناب رسول کی بھی علاوہ محبت فرزندی ایسی محبت رکھتی تھی کہ کبھی نظر سے غائب ہونا
گوارا نہ تھا حالانکہ خداوند عالم بہ تقاضائے والله متم نوره اسکا حافظ و مددگار تھا
چنانچہ بحار میں سلمان فارسی رضی الله عنہ سے مروی ہے کہ ایکمرتبہ خلاف مرسم رسول خدا
زیت قطعی انگور کی لیکے بر رسم ہدیہ بھی حضرت نے قبول فرمایا جب ارشاد فرمایا

کہ میرے فرزند حسن و حسین کو بلا لاؤ تا کہ میرے پاس آ کر انگور کھائیں فَقَدْ هَبَطَتْ اِلٰی
مَنْزِلِ اُمِّهِمَا فَلَمْ اَجِدْهُمَا سلمان کہتے ہیں میں حسب ارشاد حضرت بدرتلاش حسنین میں
در دولت جناب سیدہ پر جا فرما مگر وہاں نہ ملے دوسرے مقاموں پر تلاش کیا وہاں بھی نہ پایا
آخر کار جناب رسالت مآب سے عرض کرنا پڑا کہ یا حضرت باوجود تلاش بسیار دونوں شہزادوں کا پتہ
نہیں چلتا۔ یہ سنتے ہی جناب رسول خدا بہت بیقرار ہو کر کھڑے ہو گئے اور نہایت درجہ کی تاسف میں
فرمایا وَا وَلَدَاهُ وَا قُرَّةَ عَيْنَاهُ مَنْ يُرْشِدُنِي اِلَيْهِمَا فَلَهُ عَلَى اللّٰهِ الْجَنَّةُ اے میرے
نور چشم میری لخت جگر کہاں گئے جو کوئی تم تک مجھ کو پہنچا دے اور تمہارا نشان بتلا دے
تو عوض میں اسکی خدا بہشت عطا فرمائے اِذْ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ وَقَالَ عَلٰى حَقٍّ هٰذَا الْاِنْزِعَاجُ
اور تسلیت جناب رب جلیل سے جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اسقدر کیوں بیتاب ہیں۔
فرمایا اے اخی جبرئیل کہ دونوں نور نظر کے اونٹ چلے گئے ہیں ابھی تک ان کا نشان نہیں معلوم
کہ یہود سے میں خائف ہوں کہ کہیں آزار انکو نہ پہنچائیں جبرئیل نے عرض کیا کہ یہود کا خوف ان
حضرات کو نہیں بَلْ خَفْ عَلَيْهِمَا مِنْ كَيْدِ الْمُنَافِقِيْنَ فَاِنَّ كَيْدَهُمْ اَشَدُّ بلکہ مکر

ستاتے سے ابتر خوف ہی بیزلہ نوکھا مدرسب سے زیادہ طے یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اِنَّ

اِبْنَیْکَ نَائِمَانِ فِیْ حَدِیْقَۃِ اَبِی الدَّحْدَاحِ یا حضرت آپ کے

دونوں فرزند نخلستان ابو دحداح میں آرام فرما رہے ہیں حضرت سنتے ہی اس طرف

روانہ ہوئے اور جب باغ میں پہونچے دیکھا کہ دونوں بھائی گلے میں باہم ڈالے آرام

کرتے ہیں وَثُعْبَانٌ فِیْ فِیْہِ طَاقَۃُ رَیْحَانٍ یُرَوِّحُ بِہَا وُجُوْہَہُمَا

اور سرہانے دونوں شہزادوں کے ایک اژدہا گلدستہ منہ میں لئے ہوئے مروحہ جنبانی

کر رہا ہے بروایت شداد بن اسود اوس مقام پر سیدہ اژدہا ایک خبیث بلا

نکلتا تھا کہ اوسکو قبل اور بعد پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بھی نہیں دیکھا جب وہ نکلے آواز جسکی بسبب نکلتی

اسقدر بلند ہوا کہ درختان خرما سے قد اوسکا دراز ہو گیا اور عرض بھی عرض شتر سے زیادہ تھا

منہ اوسکی شعلہ مثل اللہ انگار نکلتی تھی شداد کہتی ہیں یہ حال دیکھکر میں ڈرا مگر جونہی نظر

اوسکی جناب رسول پر پڑی گھٹنا شروع ہوا یہانتک کہ مثل ڈوری کے ہو گیا وہ برادر ازدہا جناب رسول کی کلام سننے لگا

سلام ثعبان نے (اژدہا) گلدستہ منہ سے رکھکر بزبان فصیح جناب رسول پر سلام کرکے عرض کرنے لگا

يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَسْتُ أَنَا بِثُعْبَانٍ وَلٰكِنَّنِي مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْكَرُوبِيِّينَ

اے صاحب رسول میں اژدہا نہیں ہوں بلکہ بجملہ ملائکہ کروبین ایک ملک ہوں ای صاحب رسول

کیا عرض کروں ان کی حالت قابل رحم تھی ایک چشم زدن میں عبادت سے غافل ہوگیا اسوجہ سے بصورت

اژدہا مسخ کر کے خدا نے زمین پر پھینکدیا ایک مدت دراز سے اسی عذاب الیم میں گرفتار ہوں اور

یہی ہمارا رستہ تھی کہ کوئی برگزیدہ خدا میری سفارش فرماوے فَجَاءَ النَّبِيُّ عِنْدَهُمَا وَقَبَّلَهُمَا

حَتَّى اسْتَيْقَظَا حضرت صلعم نے قریب جبین ان کے آئے اور پیار سے دہن اقدس

نازنین جبین پر رکھا تا آنکہ دونوں شاہزادے بیدار ہوئے اور زانوئے قدس رسول پر جا بیٹھے

حضرت نے فرمایا اے فرزند و دلبند یہ ملک بوجہ غفلت عبادت معتوب بارگاہ ہوا ہے تم خدا سے

اسکی تقصیر کی معافی کی سفارش و شفاعت کرو دونوں بزرگوار جلدی جلدی اٹھکر وضو کر کے

فارغ ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھکر درگاہ باری میں دونوں ہاتھ مناجات کیواسطے بلند کر کے

عرض کرنے لگے اللّٰهُمَّ بِحَقِّ جَدِّنَا وَأَبِينَا وَأُمِّنَا رُدَّهُ إِلَىٰ حَالَتِهِ الْأُولىٰ

خداوندا بحق جد امجد صاحب رسول و علی مرتضی بزرگوار و مادر صاحب حرمت ہمارا اسکا قصور معاف فرما اور

صورت اصلی عطا کر جناب سلمان ناقل ہیں قسم خدا ابھی دونوں شاہزادے دعا میں

مشغول تھی کہ فوراً جبرئیل امین مژدہ مغفرت لائے اور وہ اوسی پر بال و پر جنبش دیتے

ہوئے تا آنکہ ہیئت اصلی پر آگیا اور ہمراہ جبرئیل تسبیح خدا پڑھتا ہوا آسمان پر چلا گیا جب

دوبارہ جبرئیل امین نازل ہوئے تو جناب رسول سے شکر اکر فرمایا اِنَّ ذٰلِکَ الْمَلَکُ یَفْتَخِرُ

عَلیٰ مَلٰئِکَۃِ السَّمٰوٰتِ کہ وہ فرشتہ بہ فخر و مباہات کہتا ہے کہ تم میں کون ایسا ہے

جو مجھ سے دعوا ہمسری کا رکھے کیونکہ میرے شفیع سردار جوانان اہل بہشت ہیں

کیوں نہو مومنین اولاد رسول ہیں جو جو صورت کہ خدا نے انبیائے اولو العزم قبل محمد

وغیرہ مرحمت فرمایا تھا وہ ان حضرات کو عطا ہوئے چنانچہ کتاب جامع البحرین میں کی ہے

منقول ہے کہ ایک مرتبہ خدمت با سعادت امام حسین علیہ السلام میں ایک جوان روتا ہوا حاضر ہوا

حضرت نے فرمایا ہاں بتلایئے کیوں روتا ہے اوس نے عرض کی ابھی آقا میری والدہ کا انتقال ہوا

ہے ماں بہت صاحب مال تھی اوس نے دنیا سے رحلت کی مجھے زیادہ تر رنج اس بات کا ہے

کہ اوس نے کچھ وصیت کرنے کی بھی مہلت نہ ملی کہ روح اوس کی پرواز کر گئی حضور میں

جبر اسقدر کہا تھا لَا اُحْدِثُ فِي اَمْرِهَا شَيْئاً حَتّٰى اُعْلِمَكَ خَبَرَهَا

کہ قبل سے تجہیز و تکفین کے مری بیوی اور آقا امام حسین کو خبر کرنا اور جو کچھ وہ ارشاد

فرماتیں بجا لانا راوی کہتا ہے حضرت یہ سنکر ہمکو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے

تا آنکہ اوس بوڑھیا کے گھر تک پہونچے ہمنے دیکھا نعش اوسکی رکھی ہی اور چادر اوسپر

پڑی ہوئی ہے فَدَعَا اللهُ يُحْيِيَهَا حَتّٰى تُوصِيَ بِمَا تُحِبُّ مِنْ وَصِيَّتِهَا

حضرت کو اوس نوجوان کے زار زار رونے پر رحم آگیا جناب اقدس الہی مین دعا کی

کہ وہ زندہ ہوجاوے تا کہ وصیت کرے راوی کہتا ہے ہنوز حضرت مشغول دعا تھے کہ وہ بڑھیا

کلمہ شہادتین کہتی ہوئی اوٹھہ بیٹھی اور جب نظر اوسکی نور جمال عدیم المثال پر پڑی حضرت کو بالین سر

قریب اپنے بلایا حضرت نے ارشاد فرمایا خدا تجھپر رحمت نازل کرے جو کچھ وصیت

کرنا منظور ہو بیان کر اوسنے کہا میری ملک مین اسقدر مال فلان فلان مکان مین ہے

یا حضرت اوسمین سے ایک ثلث آپکے شیعوں اور دوستوں کا حق ہے کہ آپ اوسکی تقسیم مین

اختیار ہے اور دو ثلث اس میرے فرزند کو مرحمت فرمائیے اگر وہ آپکے شیعوں اور غلاموں سے ہو

[illegible]

ورنہ روسمیں بھی اختیار ہے کیونکہ مال مومنین میں حق مخالفین نہیں ثمہ سنانہ

اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهَا وَاَنْ نَّتَوَلّٰى اَمْرَهَا فَصَارَتْ كَمَا كَانَتْ مَيِّتَةً

پھر دست ادب جوڑ کر عرض کیا ہے آقا تمنائے کنیز یہی کہ آپ ہمہ تکفین

تکفین میں سعی فرماویں اور جنازہ پر نماز پڑھیں حضرت نے قبول فرمایا پھر وہ

مومنہ بانتقاد بدستور اول مردہ ہوگئی

کیونکہ مومنین محبوب بارگاہ صمدی و مقبول حضرت ابدی ہیں جس چیز کو چاہیں فورا

ارادہ خدا اوس سے متعلق ہو کر نفخ کن سے صورت ظہور ہوجاوے کسی کی کیا مجال

کہ انکی اوصاف کا بیان کر سکے یا کچھ خوض و فکر سے دریافت کر سکے کہ یہ کس پایہ

در رتبہ کے ہیں   شاعر کہتا ہے

عروۃ الوثقای دین حبل المتین مومنین   درج دین را گوہر اند و درش تاج

گرچہ عین حق نیند ایشان ولی عین حق اند   در حقیقت اصل منظور اند

مَا ذُكِرَ فِيهِمْ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِي بِهِمْ   اینکہ ایشان عشق ایجاد

وصف قدر ذات او نیاز انتہا شد نہایت   عارفان حیران در شان عقلہا کور دارند

الغرض یہ مومنین عجب مراتب نور حسینی میں ہر دو ازل میں ثابت ہیں صفت جنت وحور ہیں چنانچہ
بروایت مجالس المتقین کتاب علوم میں جناب رسول سے منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا خَلَقَنَا
اللهُ حَيْثُ لَا سَمَاءٌ مَبْنِيَّةٌ وَلَا اَرْضٌ مَدْحِيَّةٌ وَلَا عَرْشٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ
ہم کو خدا نے ایسے وقت پیدا فرمایا کہ نہ آسمان تھا نہ زمین نہ عرش نہ کرسی نہ دوزخ نہ جنت
ہم اوسکی تسبیح وتقدیس اس وقت کرتے تھے کہ کوئی تسبیح وتقدیس اوسکی نہ کرتا تھا اور جب اول عرش
کو خدا نے میرے نور سے خلق فرمایا فَنُوْرُ الْعَرْشِ مِنْ نُوْرِيْ وَنُوْرِيْ مِنْ نُوْرِ اللهِ یعنی نور
عرش کا نور سے میرے ہے اور میرا نور نور خدا سے ہے یہاں میں عرش سے افضل ہوں پھر اور تفصیل
مخلوقات از نور خود بیان کرکے ارشاد ہوا ثُمَّ فَتَقَ نُوْرَ عَلِيٍّ فَخَلَقَ مِنْهُ الْمَلَائِكَةَ (الخبر) پھر
پھر نور علی کو شگافتہ فرما کر ملائکہ کو مخلوق کیا ثُمَّ فَتَقَ اِبْنَتِيْ فَاطِمَةَ فَخَلَقَ مِنْهُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الخبر) پھر میری دختر فاطمہ زہرا کے نور کو شگافتہ کرکے زمین
وآسمان کو خلق فرمایا ثُمَّ فَتَقَ نُوْرَ الْحَسَنِ فَخَلَقَ مِنْهُ الشَّمْسَ (الخبر) پھر نور حسین

سے آفتاب کو خلق کیا ثُمَّ فَتَقَ نُورَ الحُسَینِ وَخَلَقَ مِنْهُ الجَنَّةَ وَحُورَ العِین

حضرت فرماتے ہیں پھر بلطف لطف سے خدا نے نور حسین کو شگافتہ فرمایا اور اس سے

بہشت و حور العین کو مخلوق کیا پس بموجب قاعدہ کہ درخت اصل ہے درخت فرع ہے

تو جب اصل و تنہ درخت کو درخت دین تو شاخیں ضرور تھوڑی ہر جانب گرا

کیا عجب کہ اسی وجہ سے تیغ کر کے نور حسینی یعنی وہ تیغ ولادت الٰہی سے حور کو دنیا میں لا کر اور

سب حوروں سے زیادہ صاحب نور و حسن و جمال تھی اور اسی وجہ سے تیغ شہادت ان ملعون

و حور العین کو ایسی کراہت ہوئی کہ بعض اوقات تک میں حسب آیہ معلوم ہے کہ جب روح حسینی

بعد شہادت بلند آسمان تک گیا ستر ہزار ملک زیر و زبر روئے کہ تا قیام قیامت اسی طرح

روتے رہیں گے اسی طور سے حوروں نے بالائے آسمان و نیز بر زمین ہمراہ حوران جنت

صاحب نیاز صد ہزار درد و رنج و غم کیا کہ جو بیان سے باہر ہے

پس حسب حدیث مذکور صاحب نور حسینی بدو ازل ثابت تجلی مشرق ہوا و لیکن بعد ولادت

تا حیات ثابت زائد بہ کرامات و معجزات و اعجاز نور و غیرہ سوا اسی طور سے بعد شہادت

گرچہ جا بجا ہر میں نور خدا پوشیدہ ہے مگر باطن میں وہی تجلی تھی میں اس مقام پر دو حادثے پیش

عرض کرتا ہوں

چنانچہ جمال ناقل ہے کہ جب میں اپنی شقاوت سے باوجود ملاحظہ معجزہ کے کہ نور باطنی حسین سے ہر تیغ

ہاتھ کٹ کر زمین پر رہی تھی اور پھر بھی دونوں ہاتھ رہے تھے) باز نہ آیا اور پھر دوسری بار

ہاتھوں کو قطع کر دیکھا تو دیکھا کہ ایک نور عظیم جسد مطہر میں مسوہ گر رہا تھا کہ یکایک # فرشتوں کا ایک ہجوم خود بخود آتی اور نہایت

سے مردوں کی بگر گوش میں آئی اور ان سب میں ایک آواز نہایت حزین و غمناک تھی

جس کے سننے سے کلیجہ شق ہوتا تھا کہ آواز حزین جیسے کہ رہی تھی وا ابناہ وا مقتولاہ

واذبیحاہ واغریباہ واحسیناہ ای میرے فرزند دلبند اے میرے نور چشم

ہائے مظلوم و غریب حسین تیرے قتلوک وما عرفوک ومن شرب الماء منعوک

تجھے ظالموں نے شہید کیا اور کسی نے تیری قدر نہ پہچانی افسوس تجھے پیاسا ذبح کیا۔

جمال کہتا ہے کہ میں اس آواز کے سننے سے مقتل کی زمین پر بیہوش ہو گیا اور دیکھا کہ وإذا

بثلاث نفر وامراة وقد اشتدت الارض لصوت الناس واجنحة الملائكة

ناگاہ میں نے دیکھا کہ یکبارگی وہ میدان نورانی ہو گیا اور ملائکہ کے پروں کی آواز پیدا

ہوئی بہت سے نورانی صورتیں گرد و پیش (اور ایک عظیم الشان گروہ) اور انکے درمیان میں تین بزرگوار تھے ایک

ان میں سے جو بزرگ سن تھا قریب نعش امام حسین علیہ السلام آئے اور روتے ہوئے باآواز کہا یا حُسینُ

فِدَاکَ جَدُّکَ وَاَبُوکَ وَاُمُّکَ وَاَخُوکَ ای میرے پیارے حسین تمہی بہت ہیں

روتے ہیں تمہارے بابا و نانا و بابا و مادر تمہارے رسن مظلومی پر بیتاب ہیں جابر ناقل ہیں والد

دیکھا میں نے کہ اس آواز کے سنتے ہی امام حسین علیہ السلام تعظیم کو اٹھ بیٹھے اور سر مبارک جو بدن نازنین

سے جدا تھا اور باآواز حزین و غمناک سبک سبک یا جداہ کہا پھر فرمایا ای بابا رسول خدا

اور ای بابا علی مرتضیٰ ای مادر گرامی فاطمہ زہرا ای حسن مقتول سم جفا آپ سب پر حسین غریب کا

سلام ہوئے ثُمَّ اِنَّہُ بَکیٰ وَقَالَ یَا جَدَّاہُ قَتَلُوْا وَاللّٰہِ رِجَالَنَا سَلَبُوْا

وَاللّٰہِ نِسَاءَنَا کیونکہ یوسفین نادرہ میں جیب کو کی دہشت و ہیبت سے تمامی تن لرزاں

صاحب باوجود ابھی تجھ میں راوی کہتا ہے کہ امام حسین رضی نانا رسولخدا کو دیکھ کر بیتاب

سجدہ کو یاد کر کے رونے لگی اور کہا ارے نانا جان دیکھی ظالموں نے ہمارے اعزا اور انصار کو شہید کیا

حیات آپ نے سلام کیجئے ہمیں نانا جان ہے ۔ بچوں کو ذبح کیا ۔ عمر سعد کو شرم نہ آئی ہے

امام حسین علیہ السلام درگذر کی تاب نہ رہی ان بزرگوں کو شکر ان مصائب کو اور شہادت کر دوں

زینب سے بیقرار ہوتی نہیں والدہ صاحبہ رو دی ۔ سب رونے لگی ۔ بیقرار ہو رہی ہے بہت

حیات اور ہوش میں نہیں جان اپنی تھیں رو رہی ہو کر بیتاب کیا کہ فاطمہ زہرا کی جناب

بیتابی میں آپ نے جناب رسول سے عرض کیا ۔ اَمَا تَرٰی مَا فَعَلَت اُمَّتُکَ بِوَلَدِی اَتَاذَن

لِی اَن اٰخُذَ مِن دَمِهٖ شَیئًا ۔ آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ظالموں نے میرے فرزند سے کیا سلوک

کیا ہے یہی گوہر زہرا بند کیا گیا ۔ تین روز کا پیاسا شہید کیا گیا حسین اطہر سے پروردہ ناز پیاسا

سر بھی اتفاق ہو سر بدن سے جدا کر کے نوک نیزہ پر بلند کیا گیا ہے ۔ بعد شہادت جسم پر

گھوڑے دوڑائے گئے اور بے گور و کفن لاش جلتی ریگ پر چھوڑ دیا ۔ کیڑا

بدن پر باقی نہ رہا جو حسین کی گرمی ریگ کم ہو ۔ ای جناب رسول

بہنے سے ضبط نہیں ہو سکتا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو خون حسین کو بہشت میں لیجاؤں اور عرش پر ملوں اور سطور

سے بروز قیامت خدا سے فریاد کروں گی ۔ فَقَالَ لَهَا خُذِي وَنَا خُذُ يَا فَاطِمَةُ جناب رسول

اسدرجہ قاتلین حسین پر غضبناک اور مصیبت حسین میں بیتاب تہی فرمانے لگی ای لخت جگر دیکہو یہان

اور میں بہی ملتا ہون جہان تا قتل گیا میں دیکہہ رہا تہا کہ جو میں حالت میں

حضرات فاطمہ وعلی وحسن علیہم السلام نے ہاتہ بڑہایا اور اپنی گردن اور سینوں اور ہونٹوں

میں کہنیوں تک ملا جناب رسول خدا بہی اسی طور سے ملتی جاتی تہی اور فرماتے تہی

یعنی واللہ علی ان اریک مقطوع الراس مرمل الجبین ای فرزند نعیم

ای میرے پیارے حسین ہا تہیں تیرا نانا قربان ہو واللہ مجہ سے تیری حالت نہیں دیکہی جاتی

کہ تیرے سر کو بدن سے جدا کردیا ہے پیشانی تیری خون آلودہ ہے رگ گردن سے خون

جاری ہے نقش تیری منہ کے بدل گئے ہیں رنگ گرم اور گرد تیری زخموں میں بہر گئی

جناب رسول اسطور سے ایک ایک مصیبت کو یاد کرکے روئے جاتی تہی یکایک نظر آپکی آپ کے

پڑی دیکہا کہ دونوں ہاتہ قطع ہیں اور خون تازہ جوش مار رہا ہے دیکہتے ہی

اور بہی بیتاب ہوگئی اور فرمایا یا بنی من قطع یدیک ای فرزند حسین

مجہ سے تو بیان کرو تمہاری ہاتہ ابہی کسنی قطع کئی کہ خون تازہ اونسے جاری ہے

مَنْ كَانَ مَعِيْ جَمَّالٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ يَتَمَنّٰى اَنْ تَكُوْنَ تِكَّتِيْ لَهٗ ۔ امام حسین نے

عرض کیا ہے نانا جان کیا عرض کروں دستہ ہا دشمن ہوگی ایک جمال ہے ساتھ مدینے سے

آیا تھا اور ہمیشہ میرے کمربند پر نظر رکھتا اور چاہتا تھا کہ یہ مجھکو ملے۔ خلاصہ میں نے

اس سے بہت سلوک کیا مگر یہ بھی اپنی شقاوت سے باز نہ آیا۔ اے نانا جان جب میں گرا

میں نے اور میرے بدن پر وہی کپڑے تھے وہ آکے لوٹنے آیا اور میرے قبل آیا اور بعقب کمربند

ہاتھ ڈالا کہ میں بیہوش ہوگیا تھا جب ایک حس گردہ رہی تو میں نے بغرض حفاظت ہر لگی میرا ہاتھ

رکھدیا کہ اب بھی ظلم سے باز آوے اوسنے ہر چند زور کیا جب ہاتھ نہ اوٹھا سکا تو اے نانا جان

ایک کارد ستمگار سے کاٹ ڈالا اور داہنا ہاتھ قطع کیا۔ پھر میں نے بغرض حفاظت بایاں ہاتھ

رکھدیا۔ پھر بھی اوسنے وہ بھی قطع کیا۔ جب آپ کی آہٹ آئی اور یہ نور اس صحرا میں

اور شور گریہ آپکا اوسکے کان تک پہنچا تو انہیں کشتوں میں پوشیدہ ہو گیا ہے۔ فَلَمَّا

سَمِعَ النَّبِيُّ ذٰلِكَ بَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا ثُمَّ اَتٰى اِلَى جو میں صاحب رسول نے یہ مصائب

جانگداز سنی اور بہت ہی غمناک ہوئے اور رو رو کے اوسی حال ایستادہ مع صف میں اور دروازہ ہو کر ہے

پاس رسید کی اور فرمایا مَا لِي وَلَكَ يَا جَمَّالُ تَقْطَعُ يَدَيَّ حَالَمَا قَبَّلَهُمَا

جَبْرَئِيلُ اے جمال اب تجھکو مجھسے عداوت کیا ایسی عداوت تجھکو مجھسے تھی کہ تونے

ایسے ہاتھوں کو قطع کیا کہ جو عرش الہی وتمام ملائکہ انکو بہت سمجھکر بوسہ دیتے اور جہان

آسمان و زمین تعظیم کرتے اَمَا كَفَاكَ مَا صَنَعَ بِهِ الْمَلَاعِينُ کیا تیری

نزدیک وہ ظلم وستم کہ اشقیا نے کیا کافی نتھا سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَكَ وَقَطَعَ يَدَيْكَ

وَرِجْلَيْكَ اے مردود خدا تیرے منھ کو دنیا و آخرت میں سیاہ کرے اور تیرے ہاتھ پیر

بھی مقطوع کرے اور گروہ ظالمین میں شمار کرے

(مضمون کا قول ہے کہ دعا حضرت نہ تمام ہوئی تھی کہ [illegible] اسکے ہاتھ پیر کٹ گئے اور منھ سیاہ ہو گیا)

نویں اور سر مقام اظہار تجلی نور حسینی وہ مقام ہے کہ جب شمر ملعون سر مبارک امام مظلوم کا

بری وضع سے کہ توبرہ [illegible] میں رکھکر اپنی گھر میں لے گیا اور تنور کے نیچے حسین [illegible]

دھری کہ جب تک [illegible] اور [illegible] روایت پیش ہو (کیونکہ مومنین کا

مقصد ہے لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ شہدای راہ خدا

میں محبوب بہشتیں جگہ زندہ ہیں گیا تھا اور میں ماتم کی ہو گی جب اسے حالت میں

اپنی ہو دیکھا ہوگا) (زوجہ بشر کہ زن مرضعہ تھی ناقل ہیں جب رات زیادہ ہوئی تو سی

سے وہ قریب تنور آئی دیکھا کہ ایک نور آسمان سے زمین تک پہنچا تھا جب ہو قریب تنور آئی

تو دیکھا کہ وہ نور اصل میں اس تنور سے تا آسمان بلند تھا) فسمعت انینا تحتها

اور زیر تنور سے آواز گریہ سنی کہ جس سے درد دل پھٹا جاتا ہیں ہو ذاکر مرض تر تیا ہے

سبب گریہ کیا تھا غالبا گریہ امام حسین کا یا تو اس وجہ سے ہوگا کہ کس جا سے

سر سرو کو رکھا ہے لیکن آپ شہید اور امام میں غالبا خیال الہی ہوگا کہ آیات وہ شاہ

کنار رسول و جبرئیل میں سردار شہ تھی اور آج سر سخت ہو کر تنور دیوار میں اپنی فرزندی سبب

رونے کا علل گریہ یاد آیا ہوگا یا غیرت حسینی نے حال عورت سی گریان وہی پر دلی یا دلی ہوکی

کہ کلثوم سے شہران برہنہ سر رکھتی تھی وہ لڑکے جو تنور پر آہ کر رہے تھی اور طمانچہ کھا کر

ماتم میں رکھو سی فریاد رہتی نہیں ہوتا

فجاءت الی بیتی فقالت ما رایت کذا (زوجہ بشر یہ حال دیکھ کر گھبرائی اور بشر سے

روشنی لگی اسکی نیچی کیا رکھا ہے اس نے کہا کہ اور سر مرشد کہیں زوجہ نے

هذا اسامی فاسقی تا محمد
شی
... کہ پر ہے سے بر وہ ہیں کس
رشتہ نرکھا ۱۲۰۵

نام تو بیان کر رہی تھی کہ هٰذَا رَاْسُ الْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ یہ سر حسین ابن علی کا ہے

جو ہیں یہ ہند نے سنا چیخ مار کر رونے لگی اور بیہوش ہو گئی جب ہوش میں آیا

کہنے لگی اے شمر یہ ہوں اے ظالم تجھکو خدا و رسول سے بھی شرم نہ آئی تو نے فرزند رسول کو

شہید کیا۔ یہ کہتی ہوئی اور دروازے کے قریب آئی اور خار سے وہ سر اپنا کو اٹھا کر

اور اپنے سینے سے لگا کر رونے لگی بعد اسکی زنان محلہ کو جو سوتی تھیں خبر کیا

وہ سب کے سب آ گئیں پھر میں جمع ہوئیں اور شریک نوحہ و بکا ہوئیں۔ بیچ میں فرزند

رکھا اور ماتم حسین کر کے بشتاب ہو کر رونے لگیں تا اینکہ جب پہر رات

گذری تو اس مومنہ کو شدت تعب سے نیند آگئی خواب میں دیکھا دیوار خانہ پھٹ گئی

ہے نور عظیم ظاہر ہوا پھر ایک گدا برگا نمودار ہوا اور آسمین سے دو نورانی بی بیاں

اتریں اور سر مبارک امام حسین کو اس کی گود سے لیا اور بہت در جلے بیتاب ہو کر رونے لگیں

زوجہ شمر ناقل ہے میں نے ان کی بیتابی دیکھ کر پوچھا کہ یہ ہوتی مستورات کون ہیں ؟ تعرف ماتو

مجھ سے کہا کیا تجھے نہیں معلوم ایک ہیں یہ فاطمہ زہرا اور دوسری خدیجہ کبریٰ ہیں

پھر میں نے دیکھا کہ اُس طور سے چند مرد اُترے ہوئے ظاہر ہوئے جب دریافت کیا کہ یہ کون ہیں کہا

یہ صحاب رسول ہیں اور داہنی طرف ان کی حمزہ و جعفر و اصحاب صفین ہیں جناب رسول کی

نہایت شدت سے روتے رہے کیونکہ مومنین غالباً اُس مصیبت کو ضرور خوف و تعجب

مادر گرامی امام حسین و حال تقدیر سے روتی ہوگی کہ اگر دعوی خون حسین یا امن دولت و خواری

نہ ہیں مومنین فقط دل کا خاطر داری رہے دور

کا کہ حسین پر مگر گریہ نہ کریں تو کیا جواب دوں گی زوجہ بشر قاتل ہی کہ جناب فاطمہ

بر طرف متوجہ ہوئیں اور قریب ہو کر فرمایا تَمَنَّيْ مِمَّا تَمَنَّيْتِ فَإِنَّ لَكِ عِنْدَنَا

مِنَّةً وَيَدًا بِمَا فَعَلْتِ اے زوجہ بشر جو کچھ تیری تمنا ہو بیان کر تیرا اجر

حق ہی تو نے عمر بھر جمع رکھے میرے فرزند مظلوم پر گریہ و زاری کی اگر تو مجھ

تو ہمارے رسول سے ملو گی تو نہایت بہشت تیرے واسطے مہیا ہے ہم تیری انتظار میں ہیں

کہاں میں مومنین تابعین و عزاداران سید الشہداء یہی خطاب آپ کو ہونے ہی کے حساب

سے دیکھا حق اپنی مال کو صرف کرتے ہیں مجلس تعزیہ قائم کرتے ہیں گریہ میں تمہارا حصہ ان

ہے بہشت تمہارے واسطے مہیا ہے (غرض زوجہ بشر سے ملی اور پھر کو خوشی میں آ گئی

جب دربار میں کسی کا عرض تیرے سنتا تھا تو شخص اٹھا اور کہا میں محمد صلعم

نیز کہ شہر کا فرمان وہ شخص تلاش کیا۔ پھر کہا گیا تیرے زندہ نگل تا وقتیکہ تیری نسل نہ ہو

سے نے سرنگہ تر قتل کیا)

مراد آیات خدا و شاہد علی الخلق و صامتون و بکمون ہے ذکر میں حالات امام زین العابدین ع حال کلام

[بعد سید الساجدین و سجاد] جناب شہربانو وصیت حضرت علی در بارہ آن شہرت اثبات گواہی حجر اسود حالات عبادت حضرت سجاد ع

کلمات ملک و زمان زیارت مسلم بن عقیل روایت زہری در نسبت یزید با امام زہر دادن ہشام

وقت قبض روح نالۂ ناقہ حال ناقہ تازیانہ زدن ربط تازیانہ زدن ناقہ

ربط حال ذو الجناح بعد شہادت امام حسین ع

قال الله تبارک وتعالی وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ مَنْ يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ترجمہ ظاہری

اس آیۂ شریفہ کا یہ ہی ہے کہ جن لوگوں نے ہمارے آیات کی تکذیب کی ہے وہ ایسی بہری ہیں کہ آیات کو استماع نہیں کر سکتی کہ اوس سے منتفع ہوں اور ایسے گونگی ہیں کہ کلمہ حق کہے گویا نہیں ہوتے کفر و ضلالت و جہالت کے تاریکیوں میں حیران و سرگردان ہیں حق تعالی جسکی گمراہی چاہتا ہے اوسکو گمراہ کرتا ہے یعنی مجبور کر کے اور لطف الٰہی نہیں چاہتا اوسکو اوسکی حال پر چھوڑ دیتا ہے

اور جستجو چاہتا ہے راہ راست کی طرف پہیرتا ہے   مومنین فقط آیات سے جنکی علامت و...

کے ہیں باعتبار ظاہری تمام علامات قدرت خدا مراد ہیں کہ جنکی ذریعہ سے انسان وجود باری تعالی اور...

قادر مطلق پر دلیل لا سکتا ہے مگر باعتبار بطن قرآن تکذیب آیات سے تکذیب اوصیا...

کیونکہ اگر آیات سے علامات و آثار عظمت و جلالت الہی مراد ہوں پس ہی بزرگوار اعظم...

کہ حجت خدا جسے بزرگ تر نہیں

جلالت الہی ہیں جیسا کہ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیات سے آیات قرآن مراد ہیں تاہم مقصود...

بروایت علی بن ابراہیم

کیونکہ جن آیات کی نسبت کہ قرآن میں انکی شان میں وارد ہوئی ہیں تکذیب کرنا...

تو باعتبار کسی کہ انکار جز کا مستلزم کل کا ہے   تمام قرآن کی تکذیب ہو گئی   اور...

متصف بہ صفت نبی قتل او عصمت وغیرہ میں ہیں اور انکا تفسیر فرمانا یقیناً اظہار حق ہے مگر...

نبی تو ہرگز نفس سے فرماتے نہیں جیسا کہ خدا شان نبی میں فرماتا ہے   وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ

إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ   کہ نبی بلا حکم خدا کسی امر کو اپنی طرف سے نہیں کہتا...

اسکے اقوال طیبہ سے تفاسیر آیات ائمہ کے شان میں لازم ہوا   چنانچہ بروایت علی...

بسند معتبر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت اس گروہ کی شان میں نازل...

جنہوں نے پیغمبر خدا کی وصیا کی تکذیب کی تھی اور یہی لوگ بہرے اور گونگے اور ضلالت میں ہیں

پھر حضرت نے فرمایا جو کوئی فرزندان شیطان ہیں وہ اوصیا کی تصدیق نہیں کرتا

اور کبھی اونپر ایمان نہیں لاتا اور یہی وہ لوگ ہیں جنکو خدا نے گمراہ کیا ہے اور جو کوئی فرزندان آدم سے

ہے اور شیطان اوسکی نطفہ میں شریک نہیں وہ اوصیا پر ایمان لاتا ہے اور یہی لوگ راہ راست پر ہیں

راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا جہاں کہیں قرآن میں كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وارد ہوا ہے

وہاں تمام اوصیا کی تکذیب مراد ہے بعینہٖ اسی طور سے اور مقامات میں بھی آیات سے ائمہ مراد ہیں

چنانچہ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا یعنی بہت جلد خدا اپنی آیتیں تمکو دکھلا دیگا تو تم پہچان لوگے

اس سے زمانہ رجعت امیر المومنین و ائمہ طاہرین مراد ہے کہ دشمن اونکو دیکھکر پہچان لینگے اور آیہ

إِن نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ

یعنی اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ایک آیت اونپر نازل کریں کہ اوسکی وجہ سے اونکی گردنیں خاضع

و ذلیل ہو جاوینگی اس آیہ میں صاحب الامر کے نام کی صدا ظاہر ہونے سے بنی امیہ وغیرہ کی

گردنوں کا خاضع ہونا مراد ہے پس ثابت ہوا کہ مراد آیات خدا سے ذات

با برکات ائمہ معصومین ہیں کہ جو تمام امور میں بعد مرتبہ نبوت جناب رسول کے مساوی کیا ہے جنہیں

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ

الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا یعنی ہمنے اسطرح تمکو امت وسط یا متوسط درمیان افراط و

تفریط یا بہترین تمام امت قرار دیا تاکہ تم لوگونپر گواہ رہو اور تمپر رسول گواہ رہے اور

آیہ سے باتفاق جناب رسول کا اعمال و افعال مردم پر گواہ رہنا ثابت ہے کہ ہر روز ...

دو شنبہ و بروایت ائمہ معصومین ہر صبح کو اعمال مردم جناب رسول کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور

جب انہیں نیک سامنے آتا ہے تو شکر خدا فرماتے ہیں اور جب امر بد ہوتا ہے تو استغفار فرماتے ہیں

اسیطور سے آیہ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ

سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

یعنی ای رسول امت سے کہو جس چیز کی مامور ہوئے ہو اوسپر عمل کرو کیونکہ بہت جلد

خدا اور رسول اور مومنون (یعنی ائمہ) تمہارے اعمال دیکھینگے اور تملوگ بہت جلد دانائے

پنہان و آشکار کیطرف رجوع کروگے وہ اون چیزونکی خبر دیگا جو تمنے کی ہیں

پس آیہ میں خداوند عالم نے آیۂ طاہرین کو وارث رسول کے ہم نسل و ذریت ہی نہیں بلکہ اپنی فضل
سے برگزیدہ فرمایا ہے جیسا کہ دستور ہے کہ کسی شخص کا خلیفہ اور نائب اور کے اسکا مستحق ہوتا ہے جبکہ
خلیفہ و نائب منتخب ہو چنانچہ حسب روایت مفسرین خاصہ و عامہ دونوں آیۂ طاہرین مراد ہیں کو بعض
نے کاتبان اعمال و شہید بھی سمجھے ہیں مگر بروایت کلینی و عیاشی وغیرہ بسند بسیار امام محمد باقر و جعفر صادق
علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا ہے ہر جگہ مومنوں سے ہم مراد ہیں ۔ ثبوت اس امر میں کہ یہ حضرات
مثل جناب رسول تمام خلق کے افعال پر گواہ ہیں ایک حدیث پر اکتفا کرتا ہوں کہ شیخ طوسی نے
مجالس میں اور بصائر اور کتب میں بھی داؤد بن کثیر سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں خدمت امام جعفر صادق
علیہ السلام میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت نے بغیر سوال داؤد خود ابتداء فرمایا اور ارشاد کیا اے داؤد
تمہارے اعمال بروز پنجشنبہ میری روبرو پیش ہوئے اور میں نے ان میں دیکھا کہ تو نے اپنی فلاں
پسر عم کے ساتھ صلہ و احسان کیا ہے تیری اس عمل نے مجھے خوش کیا اور میں نے جانا کہ تیرا یہ صلہ
و احسان اس امر کا باعث ہوگا کہ اسکی عمر بہت جلد فانی ہو اور اجل جلد آویگی داؤد کہتا ہے میرا ایک

پسر عمر نہایت خبیث اور معاند تھا اور مجھی خبر ہوئی کہ وہ مع عیال بہت پریشانی بری حال میں

میں نے قبل روانگی مکہ معظمہ اوسکو کچھ مال دیا تھا کہ پریشانی اوسکی دفع ہو تا اینکہ جب مدینہ میں آیا تو حق

نے اوسکی خبر مجھسے بیان فرمائے کیونکہ تھو مومنین خداوند عالم نے ان حضرات کو بہ دو

برگزیدہ فرماکر اپنی جوار رحمت میں ساکن کیا تا اینکہ حاملان عرش فرمایا جیسا کہ تفسیر آیہ الذین

یحملون العرش میں حاملان عرش خدا یعنی علم خدا سے جناب رسول اور انکی

اوصیا مراد ہیں اور تتمہ آیت یعنی ومن حوله سے ملائکہ جو دور عرش میں ہیں یسبحون

بحمد ربهم ويؤمنون به ويستغفرون للذين آمنوا اوسکی مراد ہے

اپنی پروردگار کی تنزیہ کرتی ہیں اور خدا پر ایمان لاتے ہیں اور واسطے اوسکی آمرزش

کرتے ہیں جو ایمان لائے ہیں سے جو شیعہ آل محمد ہیں جیسا کہ ابن بابویہ نے حضرت صادق سے

روایت کی ہے کہ حاملان عرش سے آٹھ بزرگوار مراد ہیں حضرت محمد و علی و حسن و حسین

و ابراہیم و اسمٰعیل و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام ابن بابویہ رح نے عقائد میں کہا ہے کہ

عرش الٰہی ہو اوسکے ہاتھے ہیں جیسا کہ سابقون یعنی پہلی گزرے ہیں سے کہ وہ نوح و ابراہیم

اعتبار پہلی کو نہیں ہے کہ وہ جناب رسولخدا اور علی مرتضیٰ اور حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں یہ
جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے ایسے بندے ہیں کہ جنکو الہام ہوتا ہے
ذاکر عرض کرتا ہے کہ تخصیص ان اسماء کی حاملان عرش سے شاید اسوجہ سے ہوگی کہ یہ حضرات رأس
رئیس ہیں اور جب انہیں کی فضیلت ثابت ہو تو اسطور سے باقی نو کی بھی اسکی سے ثابت ہے
یا یہ رمز دقیق ہو کہ حاملان عرش کے عدد ۹ ہیں ہشت اور امام حسینؑ سے جو نو ائمہ ہیں
وہ اسی لفظ سے ثابت ہیں ذکر کی ضرورت نہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ لقب صافون
یعنی صف باندھے ہوئے اور مسبحون یعنی تسبیح کرنیوالے انکا بہ نسبت ائمہ خدا نے فرمایا ہے اور جناب رسول
نے اسکی توضیح فرمائی ہے منقول ہے کہ کرنیے آیہ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ
الْمُسَبِّحُوْنَ کی تفسیر ابن عباس سے پوچھی کہ ان صف باندھنے والوں گرد عرش خدا اور تسبیح
آیا فرشتے مراد ہیں یا کیا اونہوں نے جواب دیا کہ میں حضرت رسول کے خدمت میں
حاضر تھا ناگاہ علی ابن ابیطالب تشریف لائے جب جناب رسول کی نظر اونپر پڑی تبسم فرمایا
اور ارشاد کیا مرحبا اوس شخص پر جسکو خدا نے آدم سے چالیس ہزار سال پہلے خلق کیا

ابن عباس کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا فرزند آپکے بہی علی تہا فرمایا ہاں خدا نے مجہکو

پہلی پیدا کیا اور علی کو خلق کیا بعد اسکے تمام چیزوں کو خلق کیا وہ سب تیرہ و تاریک تہی اور مجہکو

نور میرا اور علی کے نور سے تہا پہر حکم خدا نے ایک جانب عرش میں جگہہ دی پہر ملائکہ کو خلق کیا

ہمارے تسبیح و تنزیہہ و تہلیل و تکبیر کرنے سے فرشتوں نے بہی ہمارے اور علی کے تعلیم سے

اور خدا کی علم سابق میں ایسا گذرا ہی کہ مرا اور علی کا دشمن داخل بہشت نہوا اور مرا اور علی کا

داخل جہنم نہو

کیونکہ حق تعالے نے کئی فرشتوں کو پیدا کیا حق کی ہاتہوں میں چاندی کی جہاگیں آب حیات

سی بہری ہوی ہیں اور سلمان علی کے کوئی شیعہ نہیں مگر یہہ کہ وہ کسی والدین پاک و پاکیزہ

واسطے رہتی ہیں جب ایمن سے کوئی شخص اپنی زوجہ سے جماع کرنا چاہتا ہی تب ہی ایک ان فرشتوں

آکر اسکی قریب آکر اسکی ظرف آب میں ایک قطرہ اوس آب بہشت سے ڈالدیتا ہی

وجہ سے ایمان اسطور سے رویدہ ہوتا ہی جیسے زراعت زمین سے روییدہ ہوتی ہی

اور یہی لوگ اپنی پروردگار کے جانب سے بینہ و برہان پر ہیں پہر آنجناب روئدا

سے جو ہیں یعنی علی بن ابی طالب پہر از جانب مادری دختر یعنی فاطمہ زہرا پہر از جانب امام حسن

پہر از جانب امام حسین پہر از جانب اون کے جو فرزندان حسین کے ہیں بزرگی

سبحان اللہ ان سبہوں کو کیا کیا مراتب بزرگ عنایت کئے ہیں انتخاب ہیں اور کیا کیا شرف و بزرگی ان

حضرات کو عطا فرمایا ہے بعض اونکی علامتیں بلاغت نظام میں بطور تضمین بصیغۂ نص صریح تعریف فرمائی ہیں بہ

مقتضائے اَلْكِنَايَةُ اَوْلىٰ مِنَ التَّصْرِيْحِ رمز و اشارہ سے اوصاف بیان فرمائے

تا کہ زر یا مطعونوں کی نظر و سمجھ میں نہ پڑی اور دیگر خارج کرین ہر ایک اپنی اپنی زمانہ

میں آیات بینات خدا شاہد بر خلق و صادقون و معجون تھی چنانچہ یکہ شہسوار

عرصہ زندگی راضی تسلیم و رضا جناب سید الشہدا ذات بابرکات جناب سید ساجدین امام زین العابدین

تھی کہ جنکی والدہ ماجدہ کا عقد آپکے پدر بزرگوار جناب امام حسین کے ساتھ جناب امیر نے کروا دیا و فاطمہ زہرا نے

عالم رویا میں پڑھا تھا اور اسی وجہ سے وہ مخدومہ شیفتہ حسن و جمال امام حسین تھیں تا اینکہ حسب

خلیفہ ثانی یا بخلافت زوجیت خود [illegible] بعد جناب علی بن ابی طالب [illegible]

ردیف لائین تو حسب امر [illegible] اسکی کہ شہزادی [illegible] فرمایا [illegible]

اوس سے تمہارا عقد کر دیا جائے جو ہیں نظر اونکی شہزادہ کونین جناب امام حسین پر پڑی گیا

ہیں ہاتھ جناب سیدہ و رسولخدا پر ایمان لانا اور نکاح ہونا یاد آگیا آتش شوق مشتعل ہوئی اور ان

سے بوجہ حیا کچھ نہ کہہ سکیں مگر ہاتھ امام حسین پر رکھدیا جناب علی ع نے اپنے فرزند سے کہا لیکر

ہمراہ فرمایا ان بامسادت سے نیکی کرو اور حفاظت کرنا کیونکہ ان سے ایسا فرزند پیدا ہوگا جو

بعد تمہارے بہترین اہل زمین ہو اور سب اوصیا اور ذریت طیبہ کی مادر یعنی جناب امام

زین العابدین آپ سے پیدا ہوئے بروایتی بعد تولد حضرت اون مخدومہ نے انتقال کیا اور تربیت

آپ کے ایک کنیز امام حسین ع نے کی اسوجہ سے امام زین العابدین اوسکو مادر کہتے تھے جب

امام حسین ع شہید ہوئے امام زین العابدین نے اوس کنیز کا کسی شیعہ سے عقد کر دیا اسی اشتباہ

سے مشہور ہوگیا کہ حضرت نے اپنی مادر کا عقد کسی غلام سے کر دیا اور بروز عاشور آپ

کربلا تک زندہ رہیں اور بعد شہادت تاب گرمی بازار ثانی نہ لا سکیں اور

فرات میں اپنے تئیں ڈالدیا بہرحال وجود ذیجود امام زین العابدین سے

بے حساب سیر باز

و سیہ بر غالت یعنی جناب امام حسین سے ہوا اور مجمع البحرین سے یہ ذریت طیبہ ظہور میں آئی

ایسے فضائل حمیدہ و خصائل ستودہ کالشمس فی رابعۃ النہار ہر صغیر و کبیر پر ہویدا و ظاہر و روشن ہیں

ادنیٰ سی بات یہ ہے کہ انبیائے اولوالعزم مثل حضرت خضر پیغمبر از راہ سعادتمندی وراثت ہوئی تھی آپکو ایسی کمال

بعقیدت و حسن ارادت میں حاضر ہوتے تھے دلیل آپکی امامت علاوہ ارشاد امیر المومنین و وصیت

جناب امام حسین علیہ السلام یہ ہے کہ وقت وداع آخری خود ہی اور نیز جناب زینب سے درباب دینے تبرکات

رسول فرمایا یہی تو وجہ ہے کہ باوجود قدرت کس صبر و شکر ایسے مصائب عظیم و مراتب جسیم کو برداشت کیا

کہ جس سے انبیائے اولوالعزم کو نہایت حیرت ہوتی تھی اور یہ بھی اگر کسیکو شک ہوا تو آپکے اعجاز

سے مجاورت نے اسطوانہ میں گواہی دی کہ یہ امر خلافت اونکی وابستہ ہے تاکہ گمان نہ ہوا چنانچہ منقول ہے

کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے تو بعد مراسم تعزیت جناب محمد بن حنفیہ نے بنظر

اظہار حق تا دوسروں کو آپکے امامت میں شک نہ رہے فرمایا کہ اے پسر برادر میں تم سے رتبہ

اور سن و سال میں بزرگ ہوں بنظر حفظ اس سے کہ بعد امام حسن دلدار جناب علی بن ابیطالب آپکے

والد بزرگوار امام ہوئے اسطور سے بعد اونکی میں مستحق امامت ہوں لہٰذا مَا اَعْطِنِی وَدَائِعَ

الرَّسُوْلِ لہٰذا جو کچھ تبرکات جناب رسول از قسم تلوار وغیرہ تمہارے بذریعہ میرے سپرد کی ہوئی ہیں

بھی دیدو کیونکہ تبرکات رسول کا امین امام ہی ہوتا ہے حضرت نے جواب میں فرمایا اتق

اَمرَ الاِمامَةِ مَنصُوصٌ مِنَ اللّٰهِ وَلَیسَ فِیھَا لِلاِنسَانِ وَالسّابِقَةِ دَخلٌ

اے عم نامدار مجھ سے چھپا کہ آپ کا حق نہیں اوسکی طالب نہو جیے اور دعویٰ ناحق نہ فرمائیے امامت

بہ لطف پروردگار نص خدا و رسول سے ہی ہمین تربہ و سن کا کوئی دخل نہیں گویا مراد

حضرت یہ تھی کہ امامت شعبہ نبوت ہی اور چونکہ اکثر نبی مثل جناب عیسےٰ و یحییٰ وغیرہ کمسنی میں

فائز بہ مرتبہ نبوت ہوئے اسیطور سے امامت کیواسطے بھی قید سن و تربہ نہیں گو آپ رتبے

بزرگ ہیں مگر ہم امر کے مستحق نہیں غرضکہ یہ جناب محمد بن حنفیہ اور حضرت میں طول کلام

ہوا آخر میں حضرت نے فرمایا کہ ہمارے اور آپکے درمیان میں کوئی حکم تصفیہ فرمادے محمد بن حنفیہ

نے ازراہ تعجب کہا ایسے معاملہ میں حکم کون ہو سکتا ہی فرمایا حجر اسود جسکی گواہی دے

وہی امام ہی فَارضَی وَجَاءَ عِندَہٗ غلام ہدایت التیام سنکر محمد بن حنفیہ راضی ہوئے

اور یہ حضرت قریب حجر اسود آئے قَالَ الاِمَامُ اِستَشھِد مِنہُ امام زین العابدین

نے فرمایا اے عم نامدار پہلے آپ اپنی دعوی بیان کرکے شہادت طلب کرین محمد بن حنفیہ

حجر اسود اپنی اور بنا دعوی امامت بیان کرکے شہادت طلب کی مگر کچھ آواز پیدا نہوئی

بعد اسکی امام زین العابدین حجة اللہ علی العالمین الشاہد علی المخلوقین نے ہاتھ دعا کیواسطی بلند کرکے

اور بعد حمد و ثنای الہی اسمای عظام باری زبان فیض ترجمان پر جاری فرما کر دعا کی اور بسبب

دعا قرب حجر اسود کر ارشاد دیا قُلْ بِحَقِّ الكِتَابِ الَّذِي جُعِلَ فِيْكَ مَوَاثِيْقُ الْعَالَمِ

مَنْ يَكُوْنُ اِمَامًا بَعْدَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ای حجر اسود تجکو قسم ہی اوس خداوند عالم کی کہ

جسنی مواثیق عالم تجہمین رکہا بیان کر کہ بعد حسین بن علی کون امام ہی فتحرک عن موضعہ

وَقَالَ اَنْتَ الْاِمَامُ اِبْنُ الْاِمَامِ اَبُو الْاَئِمَّةِ راوی کہتا ہی قسم بخدا دیکہا مینے

کہ حجر اسود متحرک ہوا اور بزبان فصیح گویا ہوا ای امام کونین ای نور عین حسین آپ امام زمان

ہین اور پدر ائمہ مین ای محمد خبردار اب ایسا دعوی بمقابل امام زمان نکرنا کیونکہ ہنر پوشین

یہی شان امام ہی کہ جنکا یہ ہاتھ ہے ہر خلق مین اسیطرح سی گلوبند رق خدا انکی مرتب و ثنا ہی نے

در تعریف حق انسان ضعیف البنیان کے کیا مجال کہ بیان کر سکی شاعر کہتا ہی

زبان ناطقه لال است گرچه تا به ابد بمدح او بسراید سخن چو در لآل

گر از صفات جلالش کنی بیان سازم ز عرش و فرش برآید صدور جل جلال

هر آنچه هست به گیتی ز ملک تا ملکوت — بخوان نعمت او ریزه خوار علم علی

منتظم است ازو کار آسمان و زمین — مرتب است ازو روز و هفته و مه و سال

واقع میں موسومین محبب ذات بابرکات امام چہارم امام زین العابدین ع ہی تھی علامہ مجلسی علیہ الرحمہ

کتاب بحار الانوار میں فرماتے ہیں هُوَ كَانَ اَفْضَلَ خَلْقِ اللّٰهِ بَعْدَ اَبِيْهِ الْحُسَيْنِ

عِلْمًا وَحِلْمًا وَفَصَاحَةً وَسَمَاحَةً وَكَانَ اَشْبَهَ بِجَدِّهٖ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

فِيْ زُهْدِهٖ وَطَعَامِهٖ وَلِبَاسِهٖ کہ آپ بعد اپنی پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کے

تمام خلق خدا سے علم و حلم و تحمل و فصاحت و بلاغت و ہمت و عبادت میں افضل تھی

اور اپنی جد عالی وقار جناب حیدر کرار سے زہد و تقوی و عبادت و لباس و طعام میں

بہت مشابہ تھی یعنی لباس گندہ اور خشن پہنتی تھی جو بعنانے فرہ ہوتا او شکو زعفران

فرماتے وَهُوَ كَانَ يَبْتَغِيْ لِلْاَرَامِلِ وَالْاَيْتَامِ پشت اقدس پر

انبار روٹیوں اور لکڑیوں وغیرہ حمل فرماتی رکھکر یتیموں اور بیواؤں اور فقرا

و مساکین کے گھر وغیرہ اس طور سے دیتی کہ خود انکو معلوم نہ تھا کہ ہمیں یہ کون دیگیا ہی

جب حضرت کا انتقال ہوا اور لوگوں کو نہانا نے پہونچا تو سب کو معلوم ہوا کہ یہ ہمارے پرورش

زمانوں کے حضرت تھی وَكَانَ إِذَا تَوَضَّأَ اصْفَرَّ لَوْنُهُ جب آپ قصد وضو

فرماتے تو رنگ چہرہ اقدس کا زرد ہو جاتا جب عیال حضرت اس حال کو دیکھکر سبب دریافت

کرتے تو ارشاد فرماتے أَتَدْرُونَ لِمَنْ أَتَأَهَّبُ بَيْنَ يَدَيْهِ اور سنو

وہیں کا حال سنو کہ ایسا ہو جو خدا جلیل کے دربار میں بقصد حاضری رہتا تھا روز و شب

میں ہزار رکعت نماز پڑہتی تھی وَكَانَتِ الرِّيحُ تُمِيلُهُ بِمَنْزِلَةِ السُّنْبُلَةِ

کثرت عبادت سے اسقدر ضعیف و ناتوان تھی کہ ہوا کے صدمہ سے مثل برگ گل بدن اقدس

متحرک ہوتا تھا بروایت ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ ایکمرتبہ امام محمد باقرؑ آپکی خدمت میں

حاضر ہوئے فَرَآهُ قَدِ اصْفَرَّ لَوْنُهُ مِنَ السَّهَرِ وَرَمِصَتْ عَيْنَاهُ

مِنَ الْبُكَاءِ دیکھا کہ رنگ چہرہ اقدس بسبب شب بیداری کے زعفرانی ہو رہا ہے گریہ و بکا

خوف خدا سے چشم مبارک زخم آلودہ ہیں تمام پیشانی انور تا بینی اطہر کثرت سجود

سے شق ہی ساق پا ہای اقدس کثرت نماز سے متورم ہیں فَبَكَيْتُ رَحْمَةً لَهُ

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ کو طاقت ضبط باقی نہ رہی اور رونے لگا حضرت سمجھ گئے اور مجھ سے ارشاد کر کے

فرمایا اے فرزند وہ کتاب جس میں حال عبادت جد عالی قدر علی بن ابیطالب کا مرقوم ہے اوٹھا لاؤ میں نے

تعمیل ارشاد کی فَقَرَأَ مِنْهُ شَيْئًا وَوَضَعَ عَلَى الْأَرْضِ حضرت نے کچھ حال عبادت جناب

امیر المومنین علی بن ابیطالب کا پڑھا اور زمین پر اوسے رکھ کر فرمایا مَنْ يَقْوٰى يَتَحَمَّلُ الْعِبَادَةَ الْمُشَقَّةَ

کون ایسا ہے جو مثل اونکے تحمل مشقت کر سکے ہرگز کسی سے مثل اونکی عبادت کے ممکن نہیں

مومنین یہ انکسار و تواضع نفس جناب امام زین العابدین علیہ السلام تھا ورنہ کوئی لمحہ وقت عبادت خدا سے

غافل نہ رہتے تھے حتیٰ کہ معاملات دنیا [illegible] بھی داخل عبادت ہی تھے چنانچہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے

سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام جب کبھی نعمت خدا کو یاد کرتے یا کوئی خوفناک شے اون سے دفع ہوتی

یا جب دو مومنین میں صلح کرا دیتے تو سجدہ کرتے اور اکثر سجدہ کیا کرتے تھے مواضع سجود میں بلا تشبیہ مثل زانوئے شتر

اسقدر سخت ہو گئے تھے کہ ہر سال دو دفعہ کاٹ دیئے جاتے یہی وجہ تھی کہ آپ کا لقب سجاد مشہور ہے

اور جب سجدہ میں جاتے تو بکمال خضوع و خشوع طلب مغفرت کرتے اِلٰهِي وَسَيِّدِي عُبَيْدُكَ

بِفِنَائِكَ مِسْكِينُكَ بِفِنَائِكَ فَقِيرُكَ بِفِنَائِكَ سَائِلُكَ بِفِنَائِكَ

اے سردار دو عالم کے یہ بندہ تیرا کمترین مسکین فقیر سائل تیرا تیری دردولت پر حاضر ہے۔

طاؤس کہتے ہیں ترانہ صحاح میں روایت کرتے ہیں کہ جب یہی کلام کر چکا تو بھی درپیش ہوا اور میں نے

یہ کلمات سجدہ میں کہی تو خدا نے دستگیری سہل و آسان فرما دیا

مومنین یہ عبارت مشتی نمونہ از خروارے مشتمل مقدمات و روایت عبادت تھا مقام عبودیت حضور بارگاہ

حقیقی و مواجہ با رب قدس و مکالمہ با خداوند ازلی یعنی الصلوۃ معراج المومنین کا حال آپ کے

نسبت کیا عرض کیا جاوے کہ ایسی محو ہو جاتے تھے کہ اپنی جسم اقدس کی خبر نہ رہتی تھی اور بجز خداوند عالم دوسرے کا

خیال نہ رہتا تھا ہر چند کہ کوئی شور و غل کیا تا مگر حضرت کو خبر ہی نہ ہوتی لَقَدْ كَانَ لَيْلَةً فِي تَهَجُّدِهِ

تَمَثَّلَ لَهُ الشَّيْطَانُ صُورَةَ الثُّعْبَانِ لِيَشْغَلَهُ عَنْ عِبَادَتِهِ چنانچہ بروایت ثقات ہے کہ

آپ ایک شب مشغول نماز تہجد تھے کہ شیطان بصورت اژدہا ظاہر ہوا تا کہ آپکے حضور

قلب میں فرق ڈالے اور بہت سی ہیبتیں کیں کہ آپ کسی طرح نماز سے کسی جانب متوجہ ہوں مگر حضرت کو

مطلق خیال نہ ہوا فَجَاءَ عِنْدَ اِبْهَامِهِ فَالْتَقَمَهَا جب شیطان بہت مجبور ہوا

تو آپکے پیر اقدس کے قریب آکر انگشت ابہام کی انگوٹھی کو اپنے منہ میں لیکر دبانے لگا

مگر حضرت متکلم با جناب باری میں ایسی محو تھی کہ مطلق اثر تکلیف محسوس نہوا اور نہ حضور

نماز قطع فرمائے جب نماز سے فارغ ہوئے اور یہ ہنگامہ کجا بلی معلوم ہوا کہ یہ شیطان تھا حضرت نے ایک طمانچہ

مار کر فرمایا اے ملعون دور ہو یہاں کہاں آیا تھا اور یہ ہر آن بہ خضوع تمام وظیفہ و عبادت میں مشغول

فَسَمِعَ صَوْتًا لَا يَرَى قَائِلَهُ أَنْتَ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ آواز ہاتف غیب سنی

کہ کسی نے تین مرتبہ کہا تم بلا شک زین العابدین یعنی زینت تمام عابدوں کی ہو اسی روز سے

یہ لقب ان جناب کا مشہور ہوا حتی کہ نبی الثقلین تک بلفظ اسی لقب سے آپ کو یاد

چنانچہ زہری کہ اکابر علماے اہلسنت سے جب کبھی حدیث آپ سے نقل کرتا تو اسی لقب سے کہتا

ابن عیینہ نے کہ علماے اہلسنت سے تھا جب وجہ پوچھی تو زہری نے کہا بذریعہ ابن عباس حدیث روایت

ہوئی ہے کہ بروز قیامت منادی ندا کریگا کہاں ہیں زین العابدین جناب رسول خدا نے فرمایا

میں دیکھتا ہوں کہ یہی فرزند میرا علی بن الحسین صفوں کو شگافتہ کرکے عرش الٰہی تک پہنچیگا

حقیقت میں ہو سکتی جب اس حد تک فانی فی اللہ و باقی ببقاء اللہ ہو یعنی صفات الٰہی

متصف بہ آثار بدیعہ یعنی در سطوات اسرار ابدان بیتہ کیونکر ہوسکتا تھا جسکا قصہ ہوئی

نوٹ: حضرت امام زین العابدین کی فضیلت

صاحب صواعق محرقہ علامہ زہری کی روایت کرتے ہیں کہ ایکمرتبہ عبد الملک
ابن مروان کے حکم سے عاملوں نے امام زین العابدین علیہ السلام کو قید کر دیا
پیروں میں بیڑیاں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دیں – میں عاملوں سے
اجازت لیکر امام دوجہان کے پاس گیا جب میں نے آپکا حال دیکھا تو مجھ
سے نہ رہا گیا اور رونے لگا عرض کیا یابن رسول اللہ اچھا ہوتا کہ
میں ہی آپکے اس قیدخانہ میں ہوتا اور یہ حال آپکا اپنی آنکھ سے نہ دیکھتا
حضرت نے فرمایا ای زہری کیا تو خیال کرتا ہے کہ میں اس قید میں تکلیف
میں ہوں اگر میں چاہوں تو ابھی اس سے چھوٹ سکتا ہوں لیکن تو سمجھ لے
کہ بندگان خدا کو کوئی قید نہیں کرسکتا ہے سو صرف اسواسطے ہے کہ ہم
اس عذاب کو دیکھکر ہر وقت عذاب آخرت کو یاد کرتے رہیں یہ کہکر ہاتھوں اور
پیروں سے بیڑیاں نکال لیں میں اس امر کو دیکھکر حیرت میں رہ گیا

زہری نے نقل کی ہیں کہ ہم دو منزل تک ان لوگوں کے ساتھ رہے چوتھے روز

ملازمین عبد الملک جو امام پر موکل تھے مدینہ منورہ میں واپس آئے

اور امام علیہ السلام کو ڈھونڈنے لگے لیکن حضرت کا پتہ نہیں ملا میں نے

ان لوگوں سے اس بات کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب ہم

پہلی منزل میں فروکش ہوئے تو ہم رات بھر سب بیدار رہے جب صبح کو ہم

میں لگے تو بجز بیڑیوں کے امام علیہ السلام کو نہ دیکھا

زہری کہتے ہیں کہ جب میں عبد الملک کے پاس گیا اور قصہ بیان کیا تو اوس نے کہا

کہ جب امام میرے لوگوں کے ہاتھ سے نکلے تو اوسی دن میرے پاس آئے اور

فرمانے لگے کہ میرے اور تیرے درمیان میں کیا عداوت ہے جو کیوں تو

مجھکو تکلیف دیتا ہے میں نے عرض کیا آپ میرے پاس اقامت فرماویں

آپ نے انکار کیا اور فرمانے لگے کہ آسودہ رہو مرا چہرہ متغیر ہو گیا اور میرے

جسم پر لرزہ طاری ہو گیا

دیکھی صحیح مروی ہے منتخب میں کہ ایک مرد محب اہلبیت طاہرین کا ساکن بلخ اکثر حج بیت اللہ
اور زیارت قبر رسول اللہ کیواسطی آتا تو بہت سے ہدیہ اور تحفہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام
کیواسطی لاتی تا اینکہ ایکمرتبہ اونکی زوجہ نے کہا اسقدر تحفہ جناب سید سجاد کیواسطی لیجاتی ہو مگر میں نے
یہہ نہیں دیکھا کہ اسکا عوض اونہوں نے کبھی دیا ہو فَقَالَ اُتسکُت اَنّہ الحُجّۃ اللہ
وَالشَّاهِدُ عَلَى الْخَلْقِ اوس مرد دیندار نے جواب دیا خبردار ایسی بات زبان
سے نہ نکالنا وہ حجت خدا ہیں جو کچھہ مال و اسباب کہ دنیا میں ہی سب اونہیں کا مال
ہمارے کیا مجال کہ ہم دیکین اور وہ شہد بر افعال خلق ہیں کبھی خوف ہیبت تھی کہ اونکا
جناب کہ علیہ السلام اس حال سے رکھا نہ کیے خیال ہوگا غرض وہ عورت خاموش ہوگئی اور یہ مرد بعد سفر
حج زیارت قبر منور رسول دوسرے امام پر حاضر ہوا اور بعد اذن حضوری کے ہاتھ پیر
بوسہ دیا اور بیٹھہ گیا جو کہانا حضرت کے سامنی تھا حضرت کے حکم فرمانے سے کھایا بعد فراغ
حضرت نے طشت و ابریق بغرض ہاتھ دہونیکی طلب فرمایا یہہ اوس مرد مومن نے آفتابہ اوس
غرض سے اوٹھایا کہ امام کے ہاتھ دہولادے کہ ہمکو ایسی دولت نصیب ہوگی آپنے منع فرمایا

کہ اے شخص تو مہمان ہے یہہ خدمت تیری شایان نہیں اون مرد مومن نے اصرار کیا کہ یہ ارادہ دل چاہتا ہے

کہ اس خدمت سے عزت حاصل کروں آپنے فرمایا کہ اگر تیری یہی خوشی ہے تو ایسی شی حاضر

کرتا ہوں تا کہ تو مسرور ہو جاوے غرض مرد مومن نے پانی ڈالنا شروع کیا اور حضرت

وضو میں مشغول ہوے تا اینکہ ثلث طشت پانی سے بھر گیا حضرت نے اون مخاطب ہو کر

جانب طشت اشارہ فرماکے پوچھا اسمیں کیا ہے قَالَ مَآءٌ قَالَ لَا بَلْ یَاقُوتٌ اَحْمَرُ

انہوں نے جواب دیا پانی ہے آپنے فرمایا نہیں بلکہ یاقوت سرخ ہے مرد مومن اور ہر ارادہ

بحث قرب متقرب قبل ارادہ خدا کر اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ

ہوا اور وہ پانی بحکم خلع صورت مادہ منقلب ہوکے نور صورت یاقوتیہ سے متشکل ہو گیا

یعنی جب امام نے یہہ کلمہ زبان سے کہا اور مرد مومن علی نے دیکھا کیا دیکھا کہ تمام پانی جو [illegible]

تھا وہ دریا تھا سب یاقوت سرخ ہو گیا تھا پھر آپنے ارشاد فرمایا اور پانی ڈالو تا اینکہ

دو ثلث یعنی دو حصہ طشت کا پانی سے بھر گیا پھر آپنے اوسطور سے پوچھا کیا ہے اوسنے

نے وہی جواب پانی کا دیا آپنے ارشاد فرمایا بَلْ هٰذَا زُمُرُّدٌ اَخْضَرُ یعنی نہیں بلکہ زمرد سبز ہے

اونہون نے دیکہا واقع مین یاقوت سرخ پر سبز زمرد عجب جلوہ دکہا رہی ہین پہر آپنی اُتار دیا

پانی ڈالا اونہین نے گرانا شروع کیا تا اینکہ تمام طشت بہر گیا پہر آپنی پوچہا کیا معنی نکلی ہا رسے تعلی

قَالَ بَلْ هُوَ دُرٌّ اَبْيَضُ فرمایا نہین بلکہ موتی سفید ہین مرد مومن نی دیکہا حقیقت مین

موتی سفید آبدار ہین اور سرخ و سبز و سفید بہی صورت ہی عجب خوبی و رونق ہی یا متعجب ہوکر حضرت کے

قدمون پر گر پڑا اور خلوص عقیدت سے دست و پا مبارک کی بوسہ دینی لگی بعد اسکی بوسہین تہا بدر

افضل الحسنیین یعنی امام زین العابدین ع نے فرمایا ای شیخ ہمارے پاس مال دنیا سے کچہہ نہتا

کہ عوض ہدیہ و تحفہ تجہی دیتی یہی سبب تہا اور اپنی زوجہ سے ہمارے لطف سے عذر دنیا تو بہ ہمیں

اور تنی متحادث کیا تہا فَخَجَلَ الْبَلْخِيُّ وَقَالَ مَنْ اَخْبَرَكَ بِهٰذَا وَلَا شَكَّ اَنْتَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّةِ

یہہ کلام سنکر وہ مرد بلخی شرمندہ ہوا اور سر جہکا کر عرض کرنے لگا تو بہ بجز اور خدا کی اور

کوئی اس راز سے واقف نہتا آپکو کیسے خبر ہوئی اسمین شک نہین کہ آپ اہلبیت رسالت اور خلیل

صاحب رسول شاید خلق مین بعد اسکی حضرت سے وداع ہوکر جواہرات لیکر اپنی وطن مین جب

زوجہ کی پاس گیا تو تمام قصہ نقل کیا اوس نے کہا اولاد جناب کو کتنی اطلاع ہوئی مردانگی جواب دیا۔

میں نے کہا تھا کہ وہ خاندان علم نبوت و امامت و شاہد بر افعال خلقت ہیں زوجہ نے قسم دیا کہ ابھی تربیت علم

بھی اونجناب کی خدمت میں پہنچنا اوس نے قبول کیا اور دوسرے سال بمع زوجہ روانہ مدینہ طیبہ ہوا اتفاقاً

میں اتفاقاً تھا و علیل ہوئی اور قریب مدینہ پہنچکر اوس نے انتقال کیا وہ بیچارہ چاک گریبان دیدہ گریاں

خدمت امام میں حاضر ہوا اور صورت واقعہ عرض کی

مومنین یہ بمقتضای حدیث لَنَا مَعَ اللّٰهِ حَالَاتٌ نَحْنُ نَحْنُ وَهُوَ هُوَ وَنَحْنُ هُوَ

ہمیں ایسی خصوصیت باری تعالے سے تھی کہ بعض حالات میں تک صفات میں ہم ہمیں ہیں اور فوائد

مگر ہم بھی اوسی صفت سے متصف ہیں یعنی بشدت قرب الٰہی میں فنا فی اللہ و باقی ببقاء اللہ ہو گئے

مثل ارادہ خدا (اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ جب کسی کام کا قصد فرماتا فوراً

سے ہو رہا) صفت کا ارادہ اور دیر اعجاز بیت سے متعلق ہوا اور آپ نے اوس مردہ بی بی سے کہا

تیری زوجہ کو خداوند عالم نے زندہ فرمایا یہ مرد نہایت جلدی سے اپنے خیمہ میں آیا دیکھا کہ

زوجہ صحیح و سالم بیٹھی ہوئی ہے دیکھتے ہی مسرور ہوا اور پوچھنے لگا یہ تو بتلاؤ کہ خداوند عالم نے

سے زندہ کیا وہ عورت کہنے لگی قسم خدا کہ ملک الموت آئی اور میری روح قبض کر

اوس عورت ایک مرد اس صورت و شباہت کی آئی اور وسنی صفات و صورت حضرت

بیان کرنے شروع کی اور یہہ مرد کہتا جاتا تھا کہ بالکل میرے مولا امام زین العابدین علیہ السلام ایسے ہی

جو تو بیان کر رہی ہے اوس عورت نے جب صفات ختم کی تو سنا کہ جب تب وہ آئی اور ملک الموت

نے اونہیں دیکھا تو سجدہ کر کے کہنے لگی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ فِي أَرْضِهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَيْنَ الْعَابِدِيْنَ ای حجت خدا ای جناب زین العابدین مرا سلام قبول ہو

آپ نے جواب سلام دیکر فرمایا کہ اسکی روح کو اسکی بدن میں واپس کر دو کیونکہ اسنے میری زیارت کا

اسکا مجیب تھا میں

قصد کیا تھا میں نے خدا سے اسکے واسطی تیس برس کی عمر طلب کی تا کہ زندگانی پاکیزہ کرے

عورت تہی جو میں ملک الموت نے یہ کلام سنا عرض کیا سَمْعًا وَطَاعَةً بچشم و سر و بچشم

منظور ہی کیا مجال کہ آپکے حکم کی مخالفت کا خیال بہی کر سکوں پہر روح کو اسکے بدن میں داخل کیا

اور میں دیکھ رہی تہی کہ پہر اٹھ اونکی حجرے کر کے پاس سے روانہ ہوگئی غرض مرد بلخی اپنی

زوجہ کو لی ہوی ایسے وقت مجلس امام میں حاضر تہا کہ آپکے اصحاب حلقہ شکل تقدیم باندہی

ہوئی بیٹھے آپ کے گرد موجود تہی وہ عورت آئی جلدی اونکو حضرت کی خدمت میں پیش کی

اور بیت حسن عقیدت سے بوسہ دیا کرتی تھی قسم کھاتی ہیں کہ سردار را در مدینہ میں [illegible]

بھی حیات نصیب ہوئی پھر دونوں زن و مرد نے بقیہ حیات حضرت امام جابر کی [illegible]

انتقال کیا

ستا ہو مومنین آپ نے ایسے امام ہمارے ہیں — ستائش کیا چاہیے

ماہ یثرب شاہ بطحی نو گل باغ رسول — آنکہ خوانندش حضرت دادار [illegible]

آنکہ قدر قدر او دارد مکان در لامکان — مطلع انوار یزدانی امام ساجد [illegible]

آنکہ خیل انبیا را سر بسر باشد نشست — آنکہ جمع اولیا را یک بیک [illegible]

آنکہ شہی نز بندگی باشد خدا را زانکہ ہست — جان ستان و جان دہ و جان بخش [illegible]

ملک او حضرت بنوشتہ از صبح ازل — حکم فرمان قضا را تا بروز [illegible]

ماہ گردون کین چنین گردان بود در صبح و شام — عزم آن دارد کہ بر خاک رہت [illegible]

مومنین کسی مجال ہے کہ ان گوہر دریا رحمت وسلالہ خاندان نبوت کی توصیف [illegible]

امر عجیبہ کا صادر ہونا کیا بعید ہے لہٰذا تک ان حضرات کی خدمت بہ فخر [illegible]

سعید بن مسیب روایت کرتا ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام خبر ہماری زمین کہ بدعت عبد اللہ بن زبیر حرمت کعبہ

ضائع ہوئی اور حسب کتابیہ قول امام حسین علیہ السلام وقوع شگفتند تھا جو کعبہ میں ذبح کیا گیا یعنی یزید نے بغرض گرفتاری

عبد اللہ بن زبیر مسلم بن عقبہ شقی کو روانہ کیا تھا اور خوف جان سے عبد اللہ کعبہ میں مقیم و پناہ گزین ہوا تو وہ

یزیدی عین کعبہ میں اوسکو ذبح کیا بعد اوس کے اون کا سر جسم سے دو شاخین گوسفند فدیہ بہشتی جناب اسمعیل علیہ السلام

بھی کہ شرق میں رکھا ہوا تھا اور پردہائے خانہ کعبہ آگ سے جل گئے اور پھر وہاں سے مسلم بن عقبہ مدینہ میں بغرض

قتل مردان مدینہ و تاراج اسباب آیا یہانتک کہ تین روز تک مدینہ کو لوٹا اور ان ملاعین نے

کوئی دقیقہ بے حرمتی اوٹھا نہ رکھا تا آنکہ ستون مسجد رسول سے گھوڑے باندھے درمیان قبر منور

و منبر مطہر جو روضہ ریاض جنت سے ہے گھوڑا دن کو بول و براز کیا سعید کہتا ہے ان دنوں زمانہ میں

امام زین العابدین کے ہمراہ ہمیشہ قبر منور حضرت رسول خدا کی پاس معتکف رہتے تھے اور وقت نماز پڑھتی جستجو میں

نہ سمجھتا اور کبھی حضرت سے مگر ان ملاعین کو دیکھتی مگر وہ لوگ ہم کو نہ دیکھ سکتے و بے

عرصہ میں میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ ایک شتر سبز پر سوار تھا سبز یعنی حربہ ہاتھ میں لیے ہوا اور

رہا اور اسکے ورود بیت پر کھڑا رہتا جب کوئی شخص حضرت کے کھانے میں جانیکا قصد کرتا وہ حربہ پر حرکت

دیتا اور زنجیر اسکی یہ وہ جو ہر وقت رکھتے نہیں وہ بیمار ہو جاتا تا اینکہ جب حجاج ابن یوسف مسلم بن عقبہ [illegible]

میں خارج ہوئے تو امام علیہ السلام نے زیور دنیا سے نکال سوارت اور میں سوار ہو کر بطرف تحفہ حق ذریت میں

پیشکش کیا اور انکی دیکھکر عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں ایک ملک بنجد مدت سے ہوں اور آپ [illegible]

والد ماجد کے شیعوں سے ہوں جب یہ لوگ مدینہ پر غالب ہوئے اور مقصد یہ تھا میں خدا سے آپ کا [illegible]

کی اذن سے خیر حاضر ہوا یا ابن رسول اللہ یہ خدمت یعنی یا سید رحمت خدا وسعادت رسول اور [illegible]

ذریت کے لیے تھی کیوں کہ امیر المومنین امام زمان ہیں ذریت رسول [illegible]

تک کا خدمت کرنا کیا بعید ہے تمام امور پر قادر ہیں مگر سبحان اللہ باوجود قدرت بھی تحمل [illegible]

فرماتے جاتے ہیں چنانچہ ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے زہری عالم اہل سنت سے روایت فرمائی [illegible]

جب یہ سلطنت یزید و مروان عبد الملک ابن مروان میں تخت پر تھا تو انکی حاکم مدینہ [illegible]

گرفتار کیا امام علیہ السلام کو اس شقی نے حضرت کو زنجیر و طوق میں مقید کر کے بہ حجابت [illegible]

شام کیا زہری کہتا ہے کہ میں نے کوشش بسیار کی تاکہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام [illegible]

اجازت لی جا کر دیکھا کہ پائے مبارک میں زنجیر گلے میں طوق ہے یہ حال دیکھکر میں نے [illegible]

اور عرض کرنے لگا کہ کاش میں آپ کے عوض مقید ہوتا اور آپ عافیت سے رہتے حضرت نے فرمایا
کہ اے زہری کیا گمان میں ہے کہ اس طوق و زنجیر سے پریشان ہوں اور میں مجبور ہوں اے زہری اگر چاہوں تو یہ ابھی
دفع ہو جاوے مگر مجھے منظور یہی ہے کہ صابر رہوں اس غرض سے رہتا ہوں کہ مجھے ثواب اسی کا حاصل رہے یہ فرما کر
اپنے ہاتھ پیر زنجیر سے نکال لئے اور پھر داخل زنجیر میں کئے اور فرمایا دو منزل سے زیادہ یہ کبھی ساتھ
نہ جاویگا فَرَأَیْتُ بَعْدَ اَرْبَعَۃِ اَیَّامٍ اِنَّ الْمُوَکَّلُوْنَ عَلَیْہِ یَتَجَسَّسُوْنَ فِی الْمَدِیْنَۃِ
چار روز بعد میں نے دیکھا کہ نگہبان آپ کے مدینہ میں تلاش کر رہے ہیں اور کہتے ہیں عجب حال اون
بزرگوار کا ہے کہ تمام شب بیدار رہکر حفاظت میں مصروف رہے مگر صبح کو بجز طوق و زنجیر کچھ نہ پایا
زہری کہتا ہے کہ بعد اسکے میں عبد الملک پاس گیا فَاسْتَفْسَرَ مِنِّیْ حَالَہٗ اونے مجھ سے حضرت
کا حال پوچھا میں نے تمام واقعہ نقل کیا عبد الملک کہنے لگا جس روز یہ نگہبانوں نے اونکو نہیں
نہیں پایا اوسی دن حضرت میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھکو تجھ سے کیا کام ہے اوسوقت ہیبت مجھپر
خوف غالب ہوا کہ ضرر ہو جان کا قصد کرینگا یہی میری زبان سے نکلا اگر آپ کو منظور ہو تو میرے
پاس تشریف رکھیں میں آپ کی عزت و احترام سے رکھونگا حضرت نے فرمایا مجھے منظور نہیں یہ فرما کر

باہر تشریف لیگئی اور نعش پر ہر سمت دیکھا   زہر نے کہا جو گمان تیرا ہے نسبت اونکی

اونکو بجز اپنی عبادت کے دوسرا کام نہیں تھا حسن عبد الملک نے کہا خوشحال ونکا اور

الله اکبر مومنین کیا بہت آفات رنج مصائب و اذیت پر جادو

اوسمیں کا کام تھا کہ بار اول قید میں کیا کیسے مصائب اوٹھائی اور تمام عمر کس رنج و

صبر کیا یہی تو وجہ تھی کہ آپکے بیان اوصاف میں دریائے حزن و غم دل سے امڈتا ہے

ثنای او ہمہ ماتم ستایشش ہمہ غم   مدیح او ہمہ اندوہ و وصف او

مثال ذرہ و خورشید و قطرہ و دریاست   بلا و محنت او از غم بہر چہ مثال

بہ تہنیت ز رب و بلا گویم از ندامتش   ز غم عیال گرفتار یا ز غم اطفال

و روی فی الحدیث اَنَّ عَلِیَّ بنَ الحُسَینِ بَکٰی عَلٰی اَبِیہِ اَربَعِینَ سَنَۃً   حدیث میں وارد

کہ امام زین العابدین ع اپنی پدر بزرگوار پر چالیس برس روئے جب آپکے سامنے کھانا آتا تو رونے لگتے

اور فرماتے وَا اَسَفَاہُ قُتِلَ ابنُ رَسُولِ اللّٰہِ جَائِعًا ہای افسوس پدر عالی مقدار

کے تشنہ گرسنہ شہید ہو   اسیطرح سے جب پانی آپکے سامنے آتا تو فرماتے قُتِلَ ابنُ

يَا رَسُولَ اللهِ عَطْشَانًا وَأَنَا أَشْرَفُ اے یونس فرزند رسول تب تشنہ شہید ہوئے

اور میں مہموں پہ اسقدر روئے کہ وہ پانی آنسوؤں سے مکدر نصف ہوجاتا وَمَا اَكَلَ شَيْئًا

الطَّعَامَ اَبَدًا قَبْلَهُ عُمْرَهُ اور چونکہ اپنے پدر بزرگوار کا سر راہ کوفہ وشام میں دیکھا تھا

اس صدمہ سے تمام عمر کھانا گوشت تناول نہ کیا کسی نے آپ سے عرض کیا یا مولا آپ کب

روئیگا حضرت نے فرمایا اے شخص یعقوب پیغمبر کے بارہ بیٹے تھے اوسمیں سے ایک گم ہوگیا تو

اسقدر روئے کہ آنکھیں سفید ہوگئیں حالانکہ یوسف زندہ تھے اے شخص میں نے تو اپنی آنکھوں سے

دیکھا کہ سترہ شخص جو روئے زمین پر اپنا نظیر نہ رکھتے تھے ایک ساعت میں مثل گوسفند ان

قربانی ذبح ہوگئے اونکے سر نیزوں پر چڑہا کر شہر بشہر پہرائے گئے بعد اونکا ذکر زبان

سے اور غم دل سے دور ہوگا اور یہ سینہ خون آلودہ نظر سے غائب ہوگی جب تک کہ خدا

مجھی روح سے ملکرے وہ حضرت یہی حال اون حضرات کا تا وقت شہادت رہا چنانچہ مروی ہے ابن بابویہ

جب ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دیا اور شب وفات آئی تو مروی ہے کتاب بصائر الدرجات

امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ حضرت سید سجاد نے پکار کر فرمایا اے فرزند آج وہ شب ہے جسمیں

پدر مظلوم تمہارا دنیا سے رحلت کریگا تمکو لازم ہے کہ آج میری اس بات کو جسپر نے بہت

کی ہیں اور آج تک کبھی اوسکو ایک تازیانہ بھی نہیں لگایا مکان کے اندر باندھا اور دانہ

وگیاہ سبز اوسکی ورسطی مہیا کر کہ بعد میرے وفات کے اوسنے زبان کو لپیٹ کر تکلیف

اور ہر بار آب ودانہ کی خبر رکھتا امام محمد باقر ع نے تعمیل ارشاد کی (آپ نے عالم حقیقت میں

بھی یہ سرامت فرمایا اس طرف آپ میں جو وضو کیو رکھی ہی ہو پانی نکس ہے

سمجھی کر عالم حقیقت میں آپ فرماتے ہیں کہ جب روشنی میں دیکھا تو روشن مردہ پایا)

قَالَ الباقر ع لَمَّا حَصَلتُ الفَرَاغَ عَن دَفنِ اَبِي جَاءَتِ النَّاقَةُ عَلَى

امام محمد باقر ع ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ہم دفن و کفن حضرت سے فارغ ہوئے تو وہ ناقہ

حضرت سے محبت رکھتا تھا کہ تاب فراق نہ لا سکا اور رسیاں توڑ کر خاک اوڑاتا

آنسو بہاتا روانہ ہوا باوجودیکہ مقام قبر سے واقف نہ تھا مگر جونہیں قریب قبر

ہو گیا تو فرط محبت سے اپنا سینہ رکھدینے لگا کر نالہ و فریاد کرنے لگا ور اپنی بیان

بے زبانی میں ایسے بین کرتا تھا کہ سننے والونکی دل بیچین ہوتے تھی رو دلانا تھا

جب امام محمد باقر علیہ السلام کو اطلاع ہوئی قریب ناقہ تشریف لائے اور پیارہ تمام پر ارشاد فرمایا کہ ای ناقہ

پدر مظلوم خاموش ہو اور صبر کر تیری یاس بیقرار و اضطراب ہے تاب ضبط ہمکو نہیں باقی

نہیں اللہ اکبر بے زبان جانور تک لگے کیسے بلبلاتے ہیں جو ہیں اوس ناقہ نے امام زمان

کا قول سنا اپنی مقام سے اوٹھا اور مغموم و محزون سر جھکائے اپنی مقام پر چلا آیا مگر پہر بہی

صبر نہ کر سکا تھوڑی سی دیر کے بعد پہر اپنی آقا کے قبر پر جا کر اوسیطرح نالہ و فریاد کرنے لگا

اور زار زار رونے لگا جب امام محمد باقر علیہ السلام کو خبر ہوئی فرمایا دَعْهَا فَاِنَّهَا مَشْغُولٌ

بِنَفْسِهَا اوسکو اوسکی حالپر چھوڑ دو کہ وہ بہت بیتاب ہے غرض اوس ناقہ نے تین دن

کے بعد اوسی حالت میں قضا کی

پہر میں ناقہ کا تو دستور ہی ہے جب جنگل میں کمی کرتے ہیں تو تازیانہ بہی کہاتے ہیں دوڑائے

بہی جاتے ہیں با اینہمہ امام زین العابدین علیہ السلام نے بائیس حج کی کبہی اپنی ناقہ کو تازیانہ نہ لگایا

اور تیز نہ دوڑایا مگر آہ آہ اس رحم دلی پر آپکے کربلا سے شام تک راستہ میں خود تازیانہ

پر تازیانہ کہائے جنگلوں میں سارے بدن طوق و زنجیر پہنے تمازت آفتاب میں پیادہ گئے۔

دوڑائی گئی

حضرات اس ہاتف نے اپنی ہانک سے ایسی اسقدر زخم لگایا کہ وہ اسی دم میں ہلاک ہو گیا کسی اور

راہوار نے بھی اپنی سوار کے ماتم میں جان دیدی   وہ ذوالجناح تھا   کہ اسکی پر جب

راکب دوش رسول خدا پشت مرکب سے زمین پر آیا   اور شمر ملعون نے اپنا کام تمام کیا اور

یہ ذوالجناح کا یہ حال ہوا کہ گرد لاش مبارک پھرتا تھا   اور گلوی بریدہ کے خون سے اپنی

پیشانی کو ملتا تھا اور اس شدت سے روتا تھا کہ اشک آنکھوں سے جاری ہو کر سموں تک

ہو گئے تھے   اس حال تباہ سے روتا ہوا اور آتا خیمہ گاہ تک آیا   دروازہ خیمہ پر ہو کر

الظلیمۃ الظلیمۃ من امۃ قتلت ابن بنت نبیھم

زبان حال سے اپنی زبان میں کہتا کہ خدا ایسی گروہ پر عذاب نازل کرے جنھوں نے اپنے پیغمبر کے نواسے کو

شہید کیا   حضرت زینب آواز سب بیبیاں مل کر کہنے لگیں ای شکستہ جان شاید تمہارے پدر تمہارا وارث

[illegible]

سکینہ دوڑی ہوئی باہر آئیں   خدا جانے سکینہ نے پاس آکر کہی

~~کہ شاید امام حسین وداع آخری کو آئے ہیں~~   آہ آہ بیٹھیں کیا دیکھا زمین دار

ہے   باگیں کٹی ہیں جا بجا بدن پر زخم ہیں اور زخم سے خون جاری ہے

~~سوار لٹی~~ دوش نبی کا ... ہیں   آہ دیکھتی ہی سکینہ پیٹ کر کہ آقا شہید ہو گئے

یہ گھوڑا خبر شہادت دینے آیا ہے بیتاب ہو کر سنی سنی ہاشم نے مقتل کو جا کر شہید پایا

اور ایک نالہ جانگزا کیا ہے افسوس کہ بابا شہید ہو گئے دوڑ کر ذوالجناح سے لپٹ گئیں

اور ہیبت نے پرخون کو پیر کر رو رو پوچھنے لگیں اے ذوالجناح مرے بابا مظلوم کو کہاں چھوڑ آیا

مروی ہے ابو مخنف سے کہ بنو نمیر الجناح سے فَخَرَجْنَ نَاشِرَاتِ الشُّعُورِ لَاطِمَاتِ

الْوُجُوهِ سب کے سب گریبان چاک سر برہنہ با آہ و بکا تھیں منہ پر طمانچے مارتی ہوئیں

باہر آئیں مومنین وہ غربت کا عالم وارث کا ماتم اپنی بیبیوں کا ماتم کیا کیا بقیعن پیش نظر

ہمیں نظر گویمیں سے دو مخدومہ ایک جناب ام کلثوم دوسرے جناب زینب انکا خود حال کرے

بیان ہیں ہو سکتا پھر تسلی دینے والا اور سمجھانے میں سنبھالنے والا کون تھا ہائے تمام زینب

کا مضطرب ہونا بیقرار ہو کر رونا بیان ہیں ہو سکتا کہتی بی بی اے گروہ ذریں میں یا بین

والد میں کر رہی تھی اے ہمارے آقا پہ قتل گاہ میں پڑے ہوئے کوئی سموں سے کچلی

جان ہوئے تھی کوئی خاک پر کھڑا رہی تھی اور کوئی سر جھکا ہی چلا رہی تھی

اور برابر آنکھوں سے آنسو جاری تھا اسی اثنا میں شمر لعین بہ فوج تاراجی خیام کے قصد

حسب تقریر ابو مخنف ۱۲

ملی لوامص

قریب آ پہونچا اور باواز بلند کہا خیموں میں آگ لگادو آہ مومنین اور تیرہ

کہاں جاتے تہے بدبختوں پر لرزہ پڑا ہوا یتیموں کی منہ سے رنگ اڑا ہوا تہا کانپ

تے آتے ہی خیموں کا محاصرہ کرلیا سب اہلبیت گہبرا گہبرا کر خیمے کے اندر چلے گئے

گہوڑا وہاں سے پہر دیا عبداللہ بن قیس پیدا اور چاروں طرف گویا کہ اتفاق

امام میں دوڑا پہرتا تہا اور وہ شقیا بہاگتی تا انکہ اوسکی حال میں تشنگی غالب

ہو گئی اور بار بار وقت شہادت جانب فرات دیکہتا تہا اور بار بار شمر سے
بار بار کہتا جاتا تہا

کہتا اِسقِنی شَربَةً مِنَ الماءِ فَقَد تَفَتَّتَت کَبِدِی مِنَ الظَّماء

ترجمہ اے شمر سواسا پانی پلادے کہ شدت تشنگی سے جگر پہٹا جاتا ہے

فرات کیا اور اپنی تیغین دریا میں ڈالدیا اور غائب ہو گیا

تا انکہ وقت الہم صاحب الامر تاب حضرت کے ہاتہ سے نکل گئے

فضایل ومناقب ومعجزات وجوابات علمی جناب امام محمد باقر علیہ السلام

وبعض مصائب وسبب شہادت عداوت ہشام بلکہ عداوت یزید

حالت دربار یزید کلام سکینہ با یزید قیدخانہ بیمار دختر امام حسین علیہ السلام

در فراق پدر و موت او در حبس

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم لِجَابِرٍ يُوشَكُ أَنْ تَبْقَى حَتَّى تَلْقَى وَلَدًا

مِنَ الْحُسَيْنِ يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدٌ يَبْقُرُ الْعِلْمَ بَقْرًا فَإِذَا لَقِيتَهُ فَاَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ

کتاب عوالم وغیرہ میں جابر بن عبد اللہ انصاری اصحاب خاص جناب رسول سے مروی ہے کہ جناب حضرت

نے نبی لقب پیمبر ارشاد فرمایا ای جابر قریب ہے کہ تم اسقدر زندہ رہو کہ میری ایک اولاد

کہ وہ فرزندان حسین سے ہو ملاقات کرو اسکا نام میرا نام ہو اور وہ علم کو اخراج یعنی شگافتہ

کریگا یعنی حق شگافتہ کرنیکا ہے حضرت فرماتے ہیں ای جابر جب تم اونسے ملاقات کرنا تو

تو میرا سلام پہنچانا اللہ اکبر کیا فضیلت ہے ہو نہین امام پنجم امام محمد باقر علیہ السلام کو

جناب رسول بذریعہ جابر بن عبد اللہ سلام فرماتے ہین واقع میں عجب عجب فضایل

وہ محامد عالیہ خداوند عالم نے عطا فرمایا ہے یوں تو یہی فخر کیا کم ہے کہ اولاد رسول خدا ہیں [illegible]

اور بقول اب وجد رہبر دین ہیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے

اولاد علی خلاصۂ ابرار اند　　　چون والد خویش محرم اسرار اند

تحصیل ہوا و فاسد کفر کنند　　　در منفعت مزاج دین جد وار اند

مگر آپکے فضائل عالیہ وصفات شائستہ اظہر من الشمس و ابین من الامس ہیں زہد و [illegible]

و علم و فضل وغیرہ اپنے زمانہ میں یکتا ہی روزگار تھے باعتبار نسب آپ [illegible]

یعنی ہاشمی و علوی ہیں کیونکہ پدر گرامی آپکے جناب امام زین العابدین علیہ السلام اور والدہ گرامی

آپکے فاطمہ بنت امام حسن ہیں بروز [illegible] یکم رجب سنہ ۵۷ھ [illegible] پیدا ہوئے اور [illegible]

ذی الحجہ روز دوشنبہ اور بقولے ربیع الاول ۱۱۶ھ ہجری میں شہادت ہوئی یہ بزرگوار اپنے

جد امجد امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں تین برس کے تھے گو منجملہ آپکے القاب شریفہ

کے ہادی و شاکر بھی ہے مگر چونکہ جناب رسول نے قبل پیدائش حضرت باقر [illegible]

اسوجہ سے یہی لقب مشہور ہوا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بقر کے معنی علم شگافتہ کرنا [illegible]

حضرت کی مشیخی تو مرحمل ابصار سے

و رواج دینی کے بیچ تھا کہ آپ نے علم دین کو اس قدر وسعت دی کہ تمام عرب و عجم میں
منتشر ہوا اور جن و انس آپ سے مستفیض ہوتے تھے چنانچہ کتاب دلائل میں سعد سے منقول
ہے کہ ایک مرتبہ میں در دولت امام محمد باقر علیہ السلام پر حاضر ہوا اور اجازت حضوری چاہی
فَقِيلَ لِي لَا تَعْجَلْ اِنَّ عِنْدَهُ قَوْمًا مِنْ اِخْوَانِكُمْ یعنی مجھ سے کہا ابھی جلدی مت کر
اس وقت ایک قوم تمہارے برادران سے حضرت کے خدمت میں مسائل دریافت کر رہی ہے جب
وہ چلی جاوے تو حاضر خدمت ہونا فَمَا لَبِثْتُ اِذْ خَرَجَ عَلَيَّ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا يُشْبِهُونَ
الزُّطَّ عَلَيْهِمْ اَقْبِيَاتٌ ضَيِّقَاتٌ وَخِفَافٌ فَسَلَّمُوا وَمَرُّوا تھوڑی دیر کے
بعد بارہ شخص گندم گون مشابہ بقوم حبش بدن میں چست قبائیں پہنے پیروں میں موزے پہنے
ہوئے باہر آئے اور مجھ کو سلام کر کے چلے گئے میں حضرت کے خدمت میں حاضر ہوا اور بعد
ادائے رسم سلام مودب بیٹھ کر عرض کیا مَا اَعْرِفُ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ خَرَجُوا
مِنْ عِنْدِكَ اے فرزند رسول میں نے ان لوگوں کو جو ابھی تشریف حضوری میں تھے
نہیں پہچانا کہ یہ کہاں کے رہنے والے اور کس قوم و قبیلہ کے ہیں قَالَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مِنْ اِخْوَانِكُمْ

الجنّ   حضرت نے فرمایا یہ قوم جن تمہارے برادران ایمانی سے ہیں کہ ہم اہلبیت کو

اپنا امام اور ہادی جانتے ہیں   میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ کیا ظاہر بظاہر آپ

کے پاس حاضر ہوتے ہیں قَالَ نَعَمْ یَعُدُّوْنَ عَلَیْنَا فِیْ حَلَالِهِمْ وَحَرَامِهِمْ کَمَا تَعُدُّوْنَ

حضرت نے فرمایا ہاں جس طور سے تم لوگ ہمارے پاس حاضر ہو کر اپنے حلال وحرام کے مسائل دریافت

کرتے ہو اسی طور سے وہ بھی دریافت کرتے ہیں

اسی طور سے بہ نسبت معجزات حضرت صاحب نور الایمان جابر بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز

جابر خدمت امام محمد باقر میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے وَکَذٰلِکَ

نُرِیْ اِبْرَاهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی جناب ابراہیم کو ملکوت آسمان

و زمین خدا نے دکھلائے جس کی وجہ سے انہوں نے توحید خدا کا ثبوت دیدہ اپنی زبان سے

ظاہر کیا   یا حضرت یہ امر سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے یہ امور کیونکر ملاحظہ کیے

اور خدا نے کیسے جناب ابراہیم کو دکھلایا   حضرت نے دستہای مبارک آسمان کی طرف بلند کیے

اور فرمایا میرے ہاتھ کی طرف دیکھو جب میں نے نظر کی تو دیکھا کہ ایک دست مبارک

سے ایک نور آسمان تک ساطع ہے کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں حضرت نے فرمایا ای جابر

جناب ابراہیم نے ملکوت سماوات و ارض کو دیکھا پھر مرا ہاتھ پکڑ کر ایک حجرہ میں لے گئے اور وہاں
تبدیل لباس کرکے مجھے ارشاد فرمایا آنکھیں بند کر میں نے تعمیل ارشاد کیا۔ ایک لمحہ بعد مجھ سے پوچھا
تو کہاں ہے میں نے عرض کیا بوجہ آنکھ بند ہونے کی مجھے کیا خبر ہے کہ میں کہاں ہوں فرمایا اس وقت
تو ظلمات میں ہے جہاں ذو القرنین کا گذر ہوا تھا میں نے عرض کیا اگر حکم ہو تو آنکھیں کھولوں
آپ نے اجازت دی جب میں نے آنکھیں کھولیں تو ایسی تاریکی تھی کہ مقام قدم بھی معلوم نہ ہوتا تھا
پھر تھوڑی دور چل کر حضرت نے پوچھا تو کہاں ہے میں نے عرض کیا مجھے خبر نہیں فرمایا یہ وہ
چشمہ ہے جس سے خضر نے آب حیات پیا تھا اسی طرح پانچ عالموں میں مجھے لے گئے اور فرمایا اسی طرح
حضرت ابراہیم نے بھی ملکوت آسمان و زمین دیکھی تھی جس طرح تو نے دیکھا اے جابر اللہ کی
بارہ عالم ہیں جو امام دنیا سے گذر جاتا ہے انہیں عالموں میں سے ایک عالم میں رہتا ہے اور اس وقت
تک کہ حضرت صاحب الامر ظہور کریں گے پھر ارشاد فرمایا آنکھیں بند کر اور تھوڑی دیر بعد فرمایا کھول دے
جب آنکھیں کھولیں تو آپ کے در دولت پر کھڑا ہوا پایا حضرت نے لباس اول پہن لیا اور
جہاں پہلے بیٹھے تھے وہاں آ بیٹھے جابر کہتے ہیں جب تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ تین
تین ساعت باقی تھی —

شعر جو آپ کے حال میں ہے
بفضل و در صفت بعلم و ہنر
بود ہمتہ زمان جد
امام آیت ... برد چشم بینندہ را نور عین
حسینی لقب صاحب دین و داد
امام زاہد زین العباد
ملقب بباقر محمد نہاد
امام زمان بر ... فاطمی

حق تو یہ ہے کہ جو جو فضائل اہلبیت رسالت کو خدا نے عطا فرمائے ہیں وہ کسی کو بیان نصیب ہو

اپنی شقاوت فرعونی سے درپے ایذا و تخفیف رہے مگر خداوند عالم نے جمیع علوم و فنون میں

وہ وہ دستگاہ عطا فرمائی تھی کہ ہمیشہ اعدا خر در گل رہے چنانچہ لہوف سید ابن طاؤس رح میں

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک سال میں اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام کی ہمراہ حج

میں تھا کہ حضرت نے ایک روز مجمع میں فرمایا شکر اوس خدا کا جس نے صاحب کرامت کیا محمد کو بہ نبوت و رسالت

اور ہم اہلبیت کو برگزیدہ و پسندیدہ خلق و خلیفہ ہائے خدا بنایا خوشحال اوسکا جو پیروی ہماری اور اطاعت

و متابعت کرے اور بدبخت و شقی ہے جو ہماری مخالفت کرے اوس مجمع میں برادر ہشام کا بھی تھا

کہ جو اپنے بھائی ہشام بن عبد الملک (خلیفہ پادشاہان بنی امیہ درآن ملکی شام) کا

اوس نے یہ خبر اپنے بھائی سے کہی وہ اوس مقام پر تو کچھ نہ کر سکا دمشق میں پہونچکر

مجھکو اور پدر بزرگوار کو طلب کیا چونکہ قصد اہانت منظور نظر تھا ہم دونوں تین روز تک

تو دربار میں نہ بلایا چوتھے اپنے دربار میں جہاں فوج دو رویہ مسلح کھڑی تھی اور ایک نشانہ

(اور بہت لوگ تیر لگا رہے تھے)

بنا رکھا تھا اور خود تخت پر بیٹھا تھا بلوایا اور کہا پدر بزرگوار کو کہ تیر اندازی کی

مخفی نہ تھی کہ اس فن سے واقف نہیں رہا تھا مجمع میں خفیف ہونگی حضرت نے میرے
سال کا عذر کیا مگر وہ اصرار کرتا گیا اور ایک شخص سے کمان و تیر دلوا کر قسم کھائی کہ میں
ہرگز نہ مانونگا آپنے کمان اوٹھائی اور بقوت ایک تیر کو چلہ میں رکھکر ایسا مارا کہ نشانہ کے
وسط نشانہ پر لگا پھر دوسرا تیر اوٹھایا اور ایسا لگایا کہ اسکے پیکان نے پہلے تیر کے سوفار
کو دو حصہ کر دیا اسیطرح سے نو تیر برابر لگائی کہ تیر اول دو حصہ ہوتا جاتا تھا جو تیر کہ نشانہ
پر پڑتا گویا کہ ہشام کے جگر پر پڑتا کیونکہ ہر تیر اوسکا رنگ متغیر ہوتا آخر نوین تیر میں
بیتاب ہو کر کہنے لگا میں نے ایسے قدر اندازی نہ دیکھی تھی کہ آپ تو ماہر ترین عرب و عجم
میں ہیں فرماتے تھی کہ میں نہیں جانتا تھا یہ سنکر شرم سے جھکا لیا اور قتل حضرت کی تدبیر
سوچنے لگا وَكَانَ قَائِمًا بَيْنَ يَدَيْهِ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم دونوں
اوس شقی کے سامنے دیر تک کھڑے رہے فَظَهَرَ اٰثَارُ الْغَضَبِ عَلٰى وَجْهِ اَبِیْ
وَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ فَلَمَّا نَظَرَ الْهِشَامُ طَلَبَ عَلَى السَّرِيْرِ تو جناب
امام محمد باقر کے روی اقدس پر آثار غضب نمایاں ہوے اور سر کو جانب آسمان اوٹھایا کیونکہ
معمول حضرت سے تھا کہ جب آپکو بہت غصہ آتا تو جانب آسمان ملاحظہ فرماتے جب ہشام نے دیکھا

خلیفہ مذکور

کو اپنے قریب بلایا اور بوجہ معانقہ اپنی داہنی طرف کو اور آپکے داہنی بھی بٹھایا اور دونوں

دربارہ تفضیل بنی امیہ و بنی ہاشم گفتگو کرتا رہا آخر میں ماجرا مذکور سے جسکا بیان اوپر

ہو چکا جو کچھ حاجت ہو بیان فرمائے قَالَ اُرِیْدُ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لِاَنَّ

اَهْلَ بَیْتِیْ مُنْتَشِرُوْنَ وَخَائِفُوْنَ مِنْکَ آپنے فرمایا میری تمنا یہی ہے کہ روضہ رسول

کی زیارت کروں کیونکہ میرے اہل و عیال میری جدائی سے خائف متردد ہیں اوسنے اجازت دیدی

اور گلی میں ہمیں دیکر رخصت کیا وہاں سے آپ چلے تھے کہ شہر میں آدمیوں کا گروہ

دیکھا بعد دریافت معلوم ہوا کہ سبب یہ تھا کہ درمیان یحیی عالم وزاہد قوم غفاری کے مابین

ہر سال اُنکا معمول ہے کہ ایک دفعہ اپنی بڑی عالی کے پاس جو اس پہاڑ پر رہتا جاتے ہیں اور

ضروریات پوچھتے ہیں اے وحی وزمی فَجَعَلَ قِنَاعَہٗ عَلٰی وَجْہِہٖ لِئَلَّا یَعْرِفُہٗ فلما بلغ

دور سے مبارک سے اپنا سر چھپا لیا تاکہ کوئی نہ پہچانے اور چادر سب کے درمیان میں جا بیٹھے جب شام

نے سنا تو اپنی گفتگو کو بھی بارہ حضرت در اوس نقصان میں جو واقعہ ہو بیان کریا۔

تھوڑی عرصہ بعد وہ مرد بیرنہایت معمر تھا اور پلکیں اوسکی گری ہوئی تھیں کہ دونوں

دیکھنے نہ سکتا تھا آیا اور بہی حریر سے اوسکو باندھ رکھا تھا اونہی دیکھتے گا جب دیکھا اوسکو

حضرت پر ٹہری یہ کہنی لگا کہ ہمارے قوم میں یہ بات مشہور ہے حضرت نے جواب دیا کہ
مین اسے مشہور ہے ہون پہر پوچھا اونکی علماء سے ہو یا جہلا سے حضرت نے فرمایا مین
جاہلون سے نہین ہون سنتی ہی اس کلام کے تحت مضطرب و پریشان ہوا اور کہنی لگا
کہ کیہہ سوالات مین کرون اور تم جواب دو یا تم سوال کرو اور مین جواب دون سبحان اللہ
مومنین دیکہی علم کس کا نام ہی کہ حضرت نے فرمایا سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ یعنی تو ہی پوچھے
جو کیہہ تیرا جی چاہی نصرانے نے اوس وقت اپنی گروہ سے طرف مخاطب ہو کر کہا ای گروہ نصارا
دیکہتی ہو کہ ایک شخص ست محمد بچہ سے کہتا ہی جو چاہو سوال کرو تو بندہ بہی لازم ہوا
کہ کیہہ مسئلہ پوچہون فَقَالَ مَا السَّاعَةُ مِنَ السَّاعَاتِ لَيْسَ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا مِنَ النَّهَارِ
کہنی لگا ای بندہ خدا مجہی جواب دو کہ وہ کونسی ساعت ہی کہ نہ تو روز سے و نہ شب سے ہی اور
مین ہی فَقَالَ هِيَ مَا بَيْنَ طُلُوعِ الصُّبْحِ إِلَى أَنْ طَلَعَ الشَّمْسُ حضرت نے فرمایا
وہ ساعت مابین صبح صادق تا طلوع آفتاب ہے جسکو صبح روشن کہتی ہین یہ کہنی لگا کہ ساعات
مین سے ہی آپنے فرمایا کہ وہ منجملہ ساعات بہشت ہی کہ اس وقت بیمار و دکھی سکون و
راحت پاتی ہین و درد و ساکن ہوتی ہین جسکو درد سے شب بہر نیند نہ آوی وہ اس وقت

سو جاتے ہیں خدا نے اس امت کو نیک لوگوں کی ہدایت بابت رغبت آخرت دیا

اور اونکی وسطی آخرت کی دلیل واضح ظاہر فرمائے اور متکبرین و منکرین عمل آخرت کی

کی صحیح بنایا نصرانی نے کہا ہاں درست ہے پھر پوچھا کہ تم لوگ دعویٰ کرتے ہو کہ

اہل جنت کہاتے پیتے ہیں مگر کوئی فضلہ ان سے جدا نہیں ہوتا یہ کیونکر ہو سکتا ہے اور

ہزار ممکن ہو تو دنیا سے کوئی مثال دیجئے قَالَ نَعَمْ مِثَالُهُمْ كَالْجَنِيْنِ يَأْكُلُ

وَلَيْسَ لَهُمْ فَضْلَةٌ آپنے فرمایا ہاں درست ہے اور اسمیں تعجب کیا ہے دنیا کی

مثال سن لے کہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں رہتا ہے مگر کوئی فضلہ نہیں ہوتا نصرانی نے

کہا سچ کہتی تھی آپ کہ میں عالم نہیں ہوں پھر کہنے لگا اِنَّ اَثْمَارَ الْجَنَّةِ اِذَا

اُنْفُصِلَ مِنْ شَجَرَةٍ يَكُوْنُ الْآخَرُ بِمَوْضِعِهَا مَوْجُوْدَةً کہ اہل اسلام دعوے

کرتے ہیں کہ جب کوئی پھل و میوہ بہشت کے درختوں سے جدا کیا جاوے گا اور کہا یا جاوے گا تو

اوس شاخ کے میوہ میں کمی نہ ہوگی بلکہ اوسی جگہ دوسرا میوہ موجود ہوگا اسکی مثال دنیا

میں کیا ہوگی قَالَ نَعَمْ نَظِيْرُهُ السِّرَاجُ حضرت نے فرمایا یہ بھی درست ہے دنیا کی شبیہ

میں

چراغ تھی کہ اگر ایک چراغ سے ہزار چراغ بھی روشن کیے جاویں تو اوس کی روشنی میں کسی قسم کی
کمی نہ ہوگی   نصرانی نے کہا کہ اب میں ایسی بات پوچھتا ہوں کہ
ہرگز اوس کا جواب نہ دیں گے   حضرت نے فرمایا کیوں ہم سے اگلی ہی دلیل پوچھی جاوے
کہنے لگا آپ جواب فرمائیے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے مصاحبت کی اور وہ عورت دو لڑکوں سے
حاملہ ہوئی اور دونوں ایک ہی ساتھ پیدا ہوئے اور ایک ہی ساتھ انتقال کیا لیکن ایک کی
عمر مرتے وقت صرف پچاس برس کی تھی اور دوسرے کی ایک سو پچاس فرمائیے وہ دونوں
کون تھے   عالم علوم ربانی واقف اسرار یزدانی جناب امام محمد باقر نے جواب دیا
کہ وہ دونوں بھائی عزیر و عزیرہ تھے کہ دونوں توام پیدا ہوئے جب دونوں کی عمر تیس سال
کی ہوئی تو خدا نے عزیر کو موت دی اور بعد سو برس کے پھر زندہ کیا پھر دونوں بیس برس
زندہ رہکر ایک ساتھ انتقال کیا چنانچہ ایک کی عمر صرف پچاس برس کی ہوئی کیونکہ وہ
سو برس بحکم خدا مردہ رہے اور دوسرے کی ایک سو پچاس کی عمر کیونکہ وہ برابر زندہ رہا اور بعد
دونوں ایک ساتھ انتقال کیا   نصرانی نے شرمندہ ہو کر سر جھکایا اور کہنے لگا

[illegible]

بجہ سے زیادہ عقلمند کوئی ہو نہ مجھکو ذلیل و رسوا کرو خدا کی قسم جب سے مرد شامی نے مجھ

تم سے کچھ مضائقہ نہ کرونگا جو کچھ کہو دریافت کرنا ہو کر لیجئے یہ وصیو دہر دریافت کیا

رات کیوقت آکر بعد معاینہ معجزات حضرت مسلمان ہوا کیونکہ ہمہ مومنین ایسے امام

عالی مقام ہمارے ہیں کہ جنکی سامنی اپنی اپنی زمانہ میں دوسرے کی مجال مقاومت نہیں تھا و شعر

قسم بخالق بیچون و صد ہزار امام   کہ بعد سید سجاد و باقر است امام

امام دست بحکم خدا و قول رسول   کہ مستحق امامت بود بہ نص کلام

امام دست کہ قایم بود بہ حجت خویش   چراغ عمارت ز دیگری نگیرد دام

مگر مومنین اَلْبَرَاءَۃُ لِلْوِلاءِ کَالْلَّهَبِ لِلذَّهَبِ بعد مقربان بارگاہ الٰہی

کے لئے عمل مقبول شمار   ہر کہ درین بزم مقرب تر است   جام بلا بیشترش می دہند

ہشام آپکا ایسا دشمن ہو گیا کہ کوئی نہ کوئی حیلہ قتل کا ہمیشہ سوچتا رہتا اور درپے میں

رہتا تا آنکہ آپسے اور زید بن حسن سے دربارہ اوقاف رسول کچھ نزاع تھی

(زید معتقد تھا کہ ہم اولاد سبط اکبر ہیں ہمارا میراث رسول ہمیں پہنچتی) اید وز تعصب

(فایدہ در صورت خصومت و حال زید
زید بن حسن مبتلا بعداوت شیعیان اہل بیت
عداوت زید بہ شیعیان)

بین

اپنے چچا کی کہو

خط قاضی میں کہ جو آپ کیطرف سے جواب دیتی تھی زید نے کہا ای فرزند
کنیز سندیہ خاموش رہو آپکے بھائی نے صاف ہی ایسے خصومت پر جسمین مانکا
نام مذکور ہو اور قسم کھائی کہ تا حیات زید سے کلام نکرینگے اور اگر حضرت سے عرض کیا
کہ مین نے آپ پر بھروسہ کرکے چھوڑ دیا اگر اپنی خفیف تھمیم سے کوشش نفرمائیگا تو میرا
حق ضایع ہو جائیگا جب زید نے یہ حال سنا خوش ہوا کہ اب سامنے اونکا ذلیل کرنا
کیا سہل ہی اور حضرت کے پاس آکر کہنے لگا جیسی ہماری اور آپکی نصیحت قاضی کے یہان
ہو جاویگی حضرت اوسکی اصرار سے دو تین روز نہ تو ہوئی مگر باہر تشریف لاکر فرمایا کہ
ناحق تمکو اوقاف رسول مین نزاع ہی (ذاکر عرض کرتا ہی کہ مراد حضرت یہ ہوگی کہ چونکہ
امامت اولاد امام حسین علیہ السلام مین ہی لہذا وہی اسکی مستحق ہین) لہذا تمکو ایسے دعوا ناحق
سے درگذر کرنا لازم ہی اور اگر تمکو ثبوت امامت مین کچھ دیکھنا منظور ہو تو اوسکو ملاحظہ کرو
تا کہ تمکو معلوم ہو کہ حق میرا ہی یہ چھری جو تو نے مجھسے پوشیدہ کیا ہی اگر گواہی دے تو مانیگا حضرت کا
یہ فرمانا تہا کہ کارد اوسکی ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اور بقدرت خدا بزبان فصیح گویا ہوئی

که ای زید تو ظالم ہی اور امام محمد باقر حق پر ہین ای زید اگر تو نہی صمت سی باز نه آویگا

تو مین تجهی ہلاک کر دونگی زید اس حال کو دیکهتی ہی بیہوش ہوکر گر پڑا حضرت نے اوسکا سر

پهر گود مین اوٹها لیا اور پهر سمجهایا که اگر یه پتهر جس پر جهوٹ کر دی ہین گواہی مری حق کی دی تو مانیگا

اوسنی کہا ہان حضرت نے اوس پتهر کی اوس سمت پر که جدهر زید تها اشاره کیا تو [illegible]

که او سمت سی فصیح ہوا مگر جب امام محمد باقر مطلق حرکت نہوئی اور [illegible] کہا ای زید [illegible]

کیونکه امام محمد باقر علیه السلام حق مین ورنه قتل کرونگا اسیطور ایک درخت کی گواہی کو [illegible]

آمنے کہا اور زید نے قبول کیا اور قبول کر لی که حضرت اوسکو حکم فرماوین اپنی مقام سی چلو اور [illegible]

دونون کی سرو نیر بسما بقدرت خدا حق حضرت پر گواہی دی زید ہر مرتبه بیہوش ہو ہو جاتا

اور حضرت نے رحمت و شفقت سی اوسی اوٹها لیا تا آنکه اوسنی قسم کهائی که اب کبهی [illegible]

آپ سی منکر نه ہوگا اور وہ اوسی روز شام مین ہشام بن عبد الملک کی پاس چلا گیا اور وہان [illegible]

شقاوت کا موقع پایا اور اوس ملعون سی که ہمیشه جویان حیله رہتا ملاقات کر کی کہا مین [illegible]

جادوگر در دمشق کی پاس سی آتا ہون تجهی مناسب ہی که اوسکو قتل کر پهر [illegible]

نے پہلی خیال اپنی بدنامی کے پوچها که اگر تجهکو حکم دون تو تو قتل کریگا اوسنے اقرار کیا [illegible]

کہا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو قید کر کے بھیجدیا اوسنی جواب مین لکھا کہ مین براہ دیانت خیرخواہی

نصیحت نہ براہ نادانی ومخالفت عرض کرتا ہون کہ تو نے جسکی اہانت وقید کا بھی حکم دیا ہی

تمام روی زمین پر اوس بزرگوار سے زیادہ کوئی عابد وزاہد ومتقی وپرہیزگار نہین جسوقت محراب

عبادت مین بیٹھتی ہین تو اس خضوع وخشوع سے عبادت وتلاوت کرتے ہین کہ مرغان وحشی اور

جانوران صحرا کے ذوق آواز سننی کو جمع ہوجاتے ہین اور صدای داودی پر محو ہوتے ہین تیری بقاء عمرو

دولت کی ای مناسب نہین سمجھتا کہ ایسے نرم دل اور دانا شخص سے متعرض ہو اور تیری عمرو دولت

پر کوئی صدمہ پہونچی کیونکہ خدا فرماتا ہی إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

خدا اپنی نعمت کو عباد سے تغیر نہین دیتا جب تک بندی خود کفران نعمت کرین   زنبلہ

ہشام نے اوسکی تحریر پر ضد آپکو بسپرد کیا گر زید کا کہنا معلوم ہوتا تھا کہ حاکم مدینہ نے کچھ رشوت

لیکر الٹا لکھا ہی   ہشام دشمن اہلبیت تھا جو نے کہا تیری پاس کوئی عمدہ چیز جناب

حضرت کو ہدیہ کرون   فَقَالَ عِنْدَهٗ اَسْلِحَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاطْلُبْهُ وَاِنْ لَمْ تُعْطِيْكَ

فَلَكَ عُذْرٌ قَوِيٌّ   زید نے کہا حضرت کے پاس تبرکات وہتیار رسولخدا مین تو اوسے طلب کر

وہ اون تبرکات کو یقینا نہ دینگے اوسوقت تجہی اونکی قتل کا معقول حیلہ ہاتہ آئیگا اور کری تھی

الزام نہ دی سکینگا ہشام نے والی مدینہ کو لکہا کہ لاکہ درہم حضرت کے نذر کر اور رسول کے

تبرکات اونسے لیکر یہاں بہیجدی امام جعفر صادق ع فرماتے ہیں کہ حاکم مدینہ

میں سو لاکہ درہم ہمارے پاس آیا اور مضمون خط سے مطلع کیا فَقَالَ اَمْهِلْنِی اَیَّامًا

نے چند روز کی مہلت لی اور اوس عرصہ میں کی تلوار و زرہ و انگشتری و عصا وغیرہ بنوا کر

حاکم کے پاس بہیجدیں اور اوسنے شام کو بہیجدیں فَتَسَبَّبْتُ بِذَلِکَ ثُمَّ وَاَعْطَیْتُهَا وَرَاعَهُمْ

اَعْیَانَ الشَّامِ فَخْرًا وہ دیکہکر بہت خوش ہوا اور اہل شام کو ازراہ فخر دکہلایا کہ

رسول کے تبرکات آگئی لیکن جب زید کو دکہلایا تو اونہی شقق وقت سے نہیں کہا لیکن آپکے

تبرکات سے نہیں پہر ہشام نے حضرت کو لکہا کہ اپنی مال لے لیا اور تبرکات نہیں بہیجے

جواب دیا کہ تمہی جو وہم ہو یا سو یعنی جو چیزیں دیکہیں تہیں بہیجدیں

ہشام نے زید کو قید کیا اور کہا کہ اگر اولاد فاطمہ کو خروج ہوگا ترب و جدال ہوتا

قتل کرتا اور باہمیں شہید ہوا امام محمد باقر ع کی تدبیریں سازش کرکے زہر دیا

کہ حسین نہ مر قاتل بہر دیا تہا ہو زید کے روانہ کرکے حضرت کو خط لکہا کہ آپکے حجاز

خدمت حضرت میں بھیجتا ہوں فَاَدِّبْ لَهُ بِاَيِّ عُقُوبَةٍ شِئْتَ وَهٰذِهٖ هَدِيَّةٌ

فَاتْرُكْ عَلَيْهِ جس طرح مناسب ہو آپ اسکو ادب فرمائیں اور یہ زین بطور ہدیہ بھیجتا ہوں

اسپر آپ سوار ہوں آہ جب یہ حضرت کے سامنے آیا تو آپ فوراً بات سمجھ گئے کہ یہ سب

میری شہید کرنے کا حیلہ ہے زید سے کہا وَيْلٌ لَكَ مَا اَشَدَّتْ وَظَنَنْتَ اَنِّيْ

لَمْ اَعْلَمْهُ وای ہو تجھپر کس امر عظیم کا تونے قصد کیا ہے اور کیا فعل بد تیری ہاتھ سے جاری

ہوا ہے تو گمان کرتا ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں میں خوب جانتا ہوں کہ یہ زین کس غرض کا بنایا گیا ہے

اور ہمیں کیا چیز پوشیدہ ہے مگر کیا کروں کوئی چارہ نہیں بروایتی حضرت نے سوار ہونے

سے اعراض فرمایا تھی مگر مدت زمان خلیفہ نے جبراً آپ کو سوار کرایا آہ ایسا زہر اسمیں پوشیدہ

کیا تھا کہ فوراً تمام بدن میں سرایت کر گیا جب آپ اتری تو اثر زہر سے تمام جسم اقدس

ورم کر گیا اور آثار موت ظاہر ہوگئے آہ ایسے درد و تکلیف میں تین روز بیمار رہ کر

آخر اپنی وہ چادر جسمیں اپنی احرام باندھا تھا منگوایا اور فرمایا مجھے اسمیں کفن دینا اور اپنی

فرزند امام جعفر صادق سے وصیت فرمائی کہ میری آل بچے میری ردیفوں کو تسلی و تاکید کرنا

کہ دس برس تک ایام حج مقام منیٰ میں میری مظلومیت پر گریہ کریں پھر امام نے مجھ کو

دفن کیجیو اسکی وصیت فرمائی کہ زمین مدینہ جنت البقیع میں میری قبر بنانا اور چار

انگشت بلند کرنا اور سب اہل مدینہ کو گواہ کیا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے پدر بزرگوار

آپنے فرمایا میں ضرور عمل میں لاتا گواہ لینے کی کیا ضرورت تھی فرمایا تاکہ لوگ

سمجھیں کہ تم بعد میرے وصی ہو اور میراث امامت میں تجھسے نزاع نکریں پھر امام نے مرض میں فرمایا

پدر بزرگوار آج یقین ہوتا ہے کہ بہتر ہوا حالانکہ ویسے ملاقات میں نہ پایا فرمایا اے فرزند کیا

تم نے آواز پدر بزرگوار امام زین العابدین کی نہیں سنی کہ پس دیوار سے فرماتے تھے کہ

جلد آؤ کہ میں تمہارے انتظار میں ہوں بروایت بصائر الدرجات پھر اسی شب کو امام

کہ علیحدہ کر کے مشغول بہ مناجات باری ہوے اور بعد سجدہ کے دیکھا حال حضرت متغیر ہوا

کہ حضرت کے وضو کو قریب رکھت خراب رکھا جاتا تھا آپنے اوسی حالت میں فرمایا

اسنے ... کو امام جعفر صادق متعجب ہوے اور گمان کیا کہ شاید بیہوشی کیوجہ سے فرماتے ہیں

مگر جب اوسے دیکھا تو موش مردہ اوسمیں تھا اور حضرت کو بجز اسکے حالت نزع

آخر بروز دوشنبہ ۷ ذی الحجہ ۵۷ سال کی عمر میں سنہ ۱۱۶ ہجری میں دنیا سے رحلت فرمائی

[illegible]

اور پیشوائے پدر بزرگوار و عم و جد بزرگوار مدفون ہیں اور نہ یہ چند دنوں بعد دیوانہ ہو گئے گریہ

کیوں نہ سنیں ہشام باوجودیکہ خاندان نبوت سے کینہ رکھتا تھا مگر جب امام محمد باقرؑ

کو اپنی دربار میں طلب کیا تو آپ کے ساتھ بطرح پیش آیا کہ تعظیم و تکریم بھی کی گلے سے بھی لگایا اپنی

پاس میں بٹھایا مگر آہ ملعون یزید کو دودمان نبوت سے کیسی عداوت ہو گئی تھی باوجودیکہ

تمام خاندان رسالت کو کربلا میں تباہ و برباد کر چکا تھا اس پر بھی اس کی رگ شقاوت و

عداوت کو سکون نہ ہوا کہ کربلا سے اہلبیت رسول کو اپنی دربار میں بلوایا اور بلوایا بھی تو کس ہیئت سے

راوی کہتا ہے میں دربار یزید میں موجود تھا دفعۃً دروازے سے ایک شور ماتم و آواز

گریہ ایسے پیدا ہوئی کہ دل میرا بھر آیا اور آنسو جاری ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا چند بیبیاں

جنکے چہرے مثل آفتاب درخشاں میں مگر تمازت آفتاب و مشقت سفر سے مرجھا گئیں

ہاتھوں سے سینہ چھپائے ہاتھوں میں شانوں تک رسیاں بندھیں سامنے سے نمودار ہوئیں

اور [illegible]

اور آگے آگے اونٹنی ایک نوجوان بیمار طوق و زنجیر میں گرفتار کثرت ضعف و لاغری بہت

سے ڈگمگاتا چلا آتا تھا جب اسیران ستم قریب تخت پہونچے یزید میمون فرط مسرت

سے اسقدر متبسم ہوا کہ دندان نحس باہر نکل آئے اور سر اپنا اوٹھا کر ایک ایک قیدی

کیطرف دیکھ کر پوچھنے لگا یہ بی بی کون اور یہ خاتون کون ہے ملاعین نے کہا یہ

زینب ہیں یہ ام کلثوم ہیں یہ رقیہ یہ صفیہ یہ ام ہانی دختران علی ابن ابیطالب ہیں یہ فاطمہ

دختر حسین ہے ناگاہ نظر یزید کی ایک صاحبزادی پر پڑی کہ رسن سے سر و دیدار بسبب بندھے

ہوئی ہے اور اپنی دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے ہوئے ہے پوچھنے لگا یہ لڑکی کون ہے لوگوں نے

کہا هٰذِهِ سَكِينَةُ الْحُسَيْنِ یہ سکینہ دختر امام حسین ہے یزید نے جناب سکینہ کی طرف

ہو کر کہا اَنْتِ سَكِينَةُ الْحُسَيْنِ بِنْتُكَ کیا تمہارا ہی نام سکینہ ہی ہو شہزادی

بی بی اسطور سے زار زار رونے لگی کہ اوسکی ہچکیاں لگ گئیں بیہوش ہو گئی اور قریب تھا کہ روح

بدن مطہر سے نکل جاوے یزید نے کہا مَا يُبْكِيكِ ای سکینہ تمہارے رونے کا کیا

سبب ہے آہ رسین دل تم نازک ہوتا ہے لقصور یہی کہ اوس تمہ نے کیا فرمایا قالت الا

كَيْفَ لَا تَبْكِيْ مَنْ لَيْسَ لَهَا سِتْرٌ تَسْتُرُ وَجْهَهَا عَنْكَ وَعَنْ جُلَسَائِكَ جناب سکینہ

نے کہا اے یزید کیونکر وہ مظلومہ نہ روئے کہ جو مجمع نامحرموں میں بے نقاب کھڑی ہو اور

اس کے پاس لباس نہ ہو کہ سر و تن چھپائے اور تیرے رفیقوں سے چھپاؤ   بروایتی یزید نے کہا تمہی

بھی ہو آہ سوسنیں عجب جواب دیا صَغِيْرُنَا وَكَبِيْرُنَا سَوَاءٌ ہمارے چھوٹے بڑے سب

میں سب برابر ہیں بزرگوں کے سر نیزہ پر ہیں اور چھوٹے ان کے منہ پوشیدہ ہیں گھر میں کیا کر سکتا

یزید نے کہا اے سکینہ کچھ حال اپنی مصیبت کا بیان کرو   فرمایا اے یزید کیا حال بیان

کروں اور نے یہ بات کہہ کے ثُمَّ اَنْتُمْ مُنْذُ قُتِلَ اَبِيْ جب سے میرے پدر بزرگوار شہید ہوئے

اس روز سے ہونا نصیب نہیں ہوا کیونکہ بعد شہادت حضرت تیرے ملازموں نے ہمیں مقید کیا

اور ہر ایک نے یہ ہی کا قصد کیا تو سب اسیروں کو شتران بے فرش و بے پردہ پر سوار کیا و

حَمَلْتُمُوْنِيْ عَلٰى ظَهْرِ بَعِيْرٍ اَدْبَرَ اَعْجَفَ بِغَيْرِ وِطَاءٍ لَمْ تَتَمَكَّنْ مِنَ الرُّكُوْبِ اور مجھ کو ایک پشت پر

ایسے اونٹ ضعیف و لاغر پر بٹھایا تھا کہ ہر قدم اس کی کمر زمین سے مس کر جاتی اور

جب ہم خوف گرنے کے میں پیادہ چلتی تو یہ زجر بن قیس کہ جو تیری سانجی ہے علیہ مجھے تازیانہ مارتا

اور یہ شخص رحیم بجز دشمنوں کے آپ نہ تھا جو کسی ظلم سے بچاتا تب وہ سو بیت کی

بہی باوجود یکہ تاثیر کلام مظلومہ سے رو دیا پھر کہنے لگا اے سکینہ تیری باپ نے حق کو

اور میری سلطنت میں نزاع کی فقالت له ويحك يا يزيد اتفرح بقتل ابي

سکینہ رو رو کر کہنے لگیں وائے ہو تجھ پر اے یزید میرے باپ کے قتل سے تو خوش ہوتا ہے اے یزید ہزار نفرین

جواب خدا و رسول کے ای ستمگر منقول ہے کہ اے سکینہ حبیب رہ تیری باپ کا کوئی حق نہیں

روی ہشام جب اہل بیت نے نصرت وحشت دی شہزادی بنت حضرت سکینہ تھا ایک شخص عالی

سے اٹھا اور یزید سے آکر عرض کرنے لگا يا امير هب لي هذه الجارية من

الغنيمة ای امیر شام کی مجھے کنیزی میں دیدے آہ جو میں نام کنیزی سنا سکینہ بنی ہوئی

سے بسبب نگیں اور پھوپھی سے عرض کیا يا عمتاه اتسترقين نسل رسول الله مماليك للدعباد

ای پھوپھی آپ دیکھتی ہیں کہ نسل رسول کنیزی میں زناکاروں کے جاتی ہیں حضرت ام کلثوم نے

اگر اوس ملعون سے کہا خدا تجھکو اندھا کریں اور زبان تیری قطع ہو اور تیرا ہاتھ خشک کریں

روی ہشام قسم بخدا ابھی کلام حضرت تمام نہ ہوا تھا کہ آپکے دعا اثر کی غضب ام کلثوم نے فرمایا

جو متعرض حرم رسول ہو

راوی مقاصل اسطور سے یزید دمشقی نے مدت تک دربار میں سب اہلبیت کو ہر اک بیمار اور
مجالس المتقین تا آخر
ایک ایک سے صدمات متفاوت کرتا ہر پھر بھی دستور تسکین نہوئی ایسے مکان میں قید کیا کہ جسکی
چھت تک نہ تھی رات کی شبنم دن کی دھوپ پڑتی تھی ان بیچاروں پر آفتاب جب چمکتا تھا آہ
کوئی جگہ حفاظت کی نہ تھی جسکے سایہ میں بیٹھتی اور جب آفتاب غروب ہوتا تمام اہل شام گروہ گروہ
بنی امیہ پھر وہیں سامان حسرت قتل کہانے وغیرہ کی ہمتے اور بیچاروں پر نظر حسرت سے دیکھا کرتے
وہ بیبیاں منتظر سلطان و حاکم پر تیکل حرات میں پڑتی کہ رحم کریں آہ ان بیچاروں کی کوئی پرسان حال
نہ تھا رات کو نہ کوئی روشنی و چراغ کی اور نہ کہانیکی خبر لیتا بجز نالہ و حسیناہ و دیکہ
ان سوگواروں کا کام نہ تھا کَانَتْ لِمَوْلَانَا الْحُسَيْنِ بِنْتٌ عُمْرُهَا ثَلٰثُ سِنِيْنَ (فی المنتخب)
اوس قید خانہ میں ایک صاحبزادی کمسن جنکی عمر تین برس کی تھی مقید و اسیر تھیں اور جس روز
پدر بزرگوار اون مظلومہ کے شہید ہوئی تھی اوس روز سے نہیں دیکھا تھا حضرت کی مفارقت
اون کی بہت شاق تھی اکثر شب کو اپنی پدر نامدار کو یاد کرتیں اور رو رو کر پکارتی تھیں

چونکہ بچوں کا بہلانا کلمات سے جائز ہی تھا اہلبیت طاہرین فرماتے اِنَّ اَبیکِ

غَدًا یَاتی وَمَعَہُ مَا تَطلُبِینَ کہ کل تمہارے پدر بزرگوار سفر سے آئینگے اور جو چیز تم

طلب کرتی ہو وہ بھی اونکے ساتھ ہونگی یہہ سنکر چپ ہو جاتی تھیں اور ہمارا دسیعوں سے کہتی تھیں

فَرَأَت لَیلَۃً اَبَاہَا بِنَومِہَا وَصَاحَت اسیروں سے رہتی رہی ایک شب کو سوگئی

اور خواب میں اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا بیتابی و شوق میں اٹھیں اور منہ کے بل گر گئیں

بہ آواز بلند بیتاب ہو کر رونے لگیں ہرچند اہلبیت نے تسکین دی مگر اوسکا غم کم نہوا پوچھا تمہارے

رونے کا کیا سبب ہے قَالَت اِیتُونِی بِوَالِدِی کہنے لگیں میرے بابا کو بلا دو ابھی تو

میرے پاس تھے سوئی تھی اہلبیت نے سمجھا کہ ابھی خواب میں دیکھا ہے تو ہوسکتا ہے کہ دکھا

ہے کہ جب کوئی دہشت ہوتی ہے تو غم زیادہ ہو جاتا ہے جب اونکو معلوم ہوا کہ حسین ابن علی

میں آئی تھی بیتاب ہو گئے بال سر کے کھول دئے خاک اپنے سر پر ڈالنا شروع کیا طمانچے منہ پر

مارنے لگیں اون کے ساتھ رونے میں شریک ہوئیں شور ہوا سیدانیاں و بچیاں

اہلبیت سے خود بخود لوگوں کے دل ابلتے آتے تھے جب مجلس المتقین طاہر بن حارث نے

کہ طاہر اوس رات کو یزید پلید کے پاس تھا اور سر مبارک مظلوم کربلا طشت طلا میں نہی
یزید کے رکھا ہوا تھا جب یزید پر نیند نے غلبہ کیا تو طاہر کے زانو پر سر رکھ کر سو گیا
جب تھوڑی سی رات گذری تو سنا کی آواز گریہ و زاری ذریت رسول کی خرابہ سے بلند ہوی
طاہر کہتا ہی کہ اون ستمگاروں کے رونے سے ایسا لرزہ اوس سر مظلوم کربلا پر طاری ہوا کہ یہ تصور
جانتا کہ بلند ہو کر ہوا میں قایم ہوا اور زار زار مثل ابر نوبہار گریہ و زاری کرتا جاتا تھا
اور با واز حزین خداوند عالم کی مناجات میں عرض کرتا تھا اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰؤُلَاءِ اَوْلَادُنَا
وَاَکْبَادُنَا خداوندا تو واقف ہی کہ یہ سب زندہ ہیں اور ہوا ہیں تیری کنیزیں میں اور یہ
بھی کہ پارہ جگر کلمہ ہی رتے ہیں اور کوئی انکا فریاد رس نہیں طاہر کہتا ہی سکہ یہ دیکہ کر
بطور انسوراب وحشت طاری ہوی اور رونی لگا اور شدت اضطراب کی یزید بیدار ہو گیا تو قریب تھا کہ تیغ جفا
جا اون مظلوموں سے پوچھنی لگا کہ آج کیا حادثہ پیش آیا جو آپ لوگ اس قدر بیتاب اور نالاں ہیں
کرتے ہو کہ ہم طاقت سننے کی نہیں اہلبیت طاہرین نی جواب دیا کہ امام حسین کی ایک لڑکی کمسن ہی جسکو
حضرت بہت پیار کرتے تھی اب شوق دیدار پدر میں بیتاب ہو ہو کر کہتی ہی کہ میری باپ کہاں ہیں
بلاو و دیکہا دو طاہر کہتا ہی یہ حال سنکر میں روتا ہوا واپس آیا یہاں خود گریہ و زاری سے

یزید بیدار ہو چکا تھا اور سر امام حسین ع وسط طور سے ہوا میں معلق تھا اور تربت دیکھا

میں سر مبارک نے جانب یزید رخ کر کے باواز فصیح فرمایا کیوں اے یزید میں نے تیری کیا حق

میں کیا بدی کی تھی کہ تو نے میری ساتھ یہ سب ظلم کیا رہی آگ جسم جیسے تو خاک گرم پر بدبو

بے کفن و دفن چھوڑ دیا وَاشْتَهَرَتِ النَّاسُ فِي الْبُلْدَانِ مَعَ اَهْلِ بَيْتِي اور میرے

سر کو نیزہ دشت تمام شہر بہ شہر پھرائے ہوئے شام میں منگوایا میری خیموں میں آگ لگوائی ناموس کو میرے

و ذریت رسول کو اسیر قید کر رکھا پھر خدا کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اَللّٰهُمَّ خُذْ اِنْتِقَامِي

مِنْهُ خداوندا تو حق دادرس ہے میری مظلومی کا تو حق عوض لینے والا ہے جابر انتقام لے

کے بدن پر لرزہ پڑ گیا تھا پھر وہ سر بیت الحزن میں نہ لگا جب حقیقت معلوم ہوئی تو حکم دیا کہ سر مطہر کو اسی

خیمہ کے پاس ہی دفن کر دو تا کہ تسکین ہو فَجَاءُوا بِالرَّاسِ الشَّرِيفِ مُغَطًّى بِمِنْدِيلٍ دِيبَقِيٍّ یعنی

یزید سر انور کو ایک رومال دیبا سے ڈھانک کے قیدخانہ میں اوس بی بی کے قریب لائے اوس بی بی

وہ سر مطہر قیدخانہ میں پڑا تمام اہل بیت طاہرین رو رو کر بیتاب ہو گئیں جب بی بی کی

خیمہ کے پاس اور رومال کو وسپر اوٹھایا تو نظر اوس بی بی کی سر منور پر پڑی آہ کر کے

سے عرض کیا جاؤ یہ بوجھ گرد و غبار و خیرہ آلودگی خون کے بوجھ چوب لگانے یزید کے ہو گئی تھی

[illegible]

اوس بچی نے اپنے بابا کا سر نہ دیکھا تھا فَقَالَتْ مَا هٰذَا الرَّأْسُ اور منتیں کیں یہ کس کا سر ہے
قَالُوا رَأْسُ اَبِيكِ فَرَفَعَتْهُ مِنَ الطَّشْتِ حَاضِنَةً لَهُ مدد زمان زینب نے
کہا ای بچی یہ تمہاری بن بابا ہے یہ او نہیں کا سر ہے پس بغل میں لیا تم رو رو کے کہا اوس نے بیٹی مشتاق
و اوس عاشق پدر نے سر کو محبت سے گود میں اٹھایا اور سینے سے لگا کر بین جگر خراش
کرنے لگیں ہای ای بابا مجھے تو خبر ہی نہ تھی کہ ظالم بیرحم نے آپکو آپکے خون میں رنگین کیا
اب کون مجھ یتیمہ کی پرورش کریگا کون ہم بیکسوں کی حمایت کریگا کون ان بیوہ عورتوں
کی خبر گیری و تقیید میں حامی و مددگار رہیگا یَا اَبَتَاهُ مَنْ لِلضَّائِعَاتِ الْغَرِيبَاتِ وَمَنْ
لِلنِّسْوَةِ النَّاشِرَاتِ ای بابا کون مجھ جوا ہم کو رونے سے منع کریگا اور اونکو دلاسہ و تسلی گریز اونکے
دیگا ای بابا آپکے انتقال سے اس عالم غربت و اسیری میں ضایع و برباد ہوگئی کوئی رحم
ان بیکسوں پر نہیں کرتا یَا اَبَتَاهُ لَيْتَنِي كُنْتُ قَبْلَ هٰذَا الْيَوْمِ عَمْيَاءَ وَلَا اَرَى
شَيْبَكَ مُخَضَّبًا بِالدِّمَاءِ ای پدر مظلوم کاش میں آج کی قبل نابینا ہوتی اور آپکی
ریش مطہر کو خون سے رنگین نہ دیکھتی پھر اوسی حالت بیتابی میں اپنا منہ دہن مبارک
حضرت پر رکھدیا اور اس شدت سے روئیں کہ روتے روتے بیہوش ہوگئیں جب زینب اوس یتیمہ

سے آواز رونے کی نہ آئی حرکوها فاذا قد فارقت روحها الدنیا
شاہ نے پدر کی سدھایا آہ آہ معصوم ہوا کہ روح اوس شیفتہ دیدار کی دنیا سے مفارقت کر گئی
سب اہلبیت نے رونا شروع کیا آہ مومنین اوس عالم بیکسی و دربدری میں یہ مصیبت اور
بھی سخت تھی جناب زینب کہ بزرگ خاندان تھیں کیا کرتیں ہای چادر تک نہیں کہ
کفن دیا جاوے جنوہ کا کیا ذکر ہای چراغ تک اوس مکان تاریک میں نہ تھا کہ بجا اوس میت کی
تربیت تجہیز و تکفین کیا جاوے آہ مومنین جناب زینب کہ جنکی سب ردگی میں کہی امام حسین یاد کر
کے جنکی ساتھ روئی تھیں کہ ہای ایک یادگار حسین تھی وہ بھی دنیا سے سدھاری روتی تہیں
اونکی گریہ سے ایسی قیامت برپا تھی کہ جتنی لوگ گرد و نواح اوس محلے میں تھی گریاں تھی

اور روز ماتم معصوم شہزادی کا الا لعنۃ اللہ الخ

فضایل و معجزات جناب امام جعفر صادق عم ہشام کا مکتب رہنا بقصد قتل
اور آپکا بوجہ معجزات بچنا مدینہ میں خفیہ لوگونکا بقصد قتل آنا و معجزہ حضرت
احراق خانہ بذریعہ حاکم مدینہ ربط احراق خیمہ حسینی در کربلا ظلم ہائے شام
بعد شہادت حضرت روایت ابن طیریہ ربط شہادت عبداللہ ابن امام حسن

قال اللہ تبارک و تعالی إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ
مُّقِيمٍ ظاہری ترجمہ اس آیہ شریفہ کا یہ ہے کہ اس بیان میں علامت ہیں اون لوگونکی
لئے جو فراست اور دانائی سے غور و فکر کریں اور یہ آثار اون لوگونکی تا قیام قیامت باقی ہیں
روشن ہیں گو خداوند عالم نے اس آیہ شریفہ کو بعد بیان قصہ قوم لوط بیان فرمایا ہے جس سے گمان
ہوتا ہے کہ مقصود خدا یہ ہے کہ جو لوگ اس قصہ میں یعنی نافرمانی قوم لوط و ارتکاب امور بد پر نزول عذاب
میں غور کرینگے اور سبیل مقیم یعنی شہر لوط جو مدینہ سے راہ شام میں واقع ہے دیکھینگے عبرت
پکڑینگے جیسا کہ اسی مضمون کو بعض نے گمان کیا ہے مگر کتاب کافی و بصائر و مناقب و تفسیر
عیاشی و غیرہ و دیگر کتب سے منقول ہے کہ متوسمون سے مراد ائمہ ہیں و انہا لبسبیل مقیم

مین راہ مستقیم امامت و خلافت کی یہ جو تا قیام قیامت اون بزرگوارون مین تا بحق قائم
رہے چنانچہ اونہین کتب مین آئمہ سے منقول ھی کہ ہم متوسمون مین یعنی فراست کے
لوگون کی حالت کو دریافت کرتے ہین اور یہی معنی حدیث رسول کے ہین اِتَّقُوا فِرَاسَةَ
الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ رَبِّهٖ کہ فراست مومن سے پرہیز کرو یعنی اوسکی فراست
کہ وہ نور خدا کو دیکھتا ھی یعنی تمام حالات سے واقف ہوتا ھی پھر فرماتے ہین کہ ہم ہین راہ
ثابت و مستقیم ھی کتاب عیون اخبار الرضا مین منقول ھی کہ لوگون نے آپ سے سوال کیا کہ
اسکی کیا وجہ ھی کہ آپ اون چیزون کی خبر دیتے ہین جو لوگون کے دلون مین پوشیدہ اور پنہان ہین
فرمایا کیا تو نے نہین سنا کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ فراست مومن سے ڈرتے رہو یعنی اوسکی فراست
سے ڈرو کہ وہ نور خدا کو دیکھتا ھی راوی نے عرض کیا ہان سنا ھی فرمایا کوئی مومن نہین ہی مگر کہ
ایک فراست رکھتا ھی جسکی سبب بقدر اپنی ایمان و دانائی کے نور خدا کو دیکھتا ھی اور
حق تعالی نے ہم اہلبیت مین تمام و کمال وہ فراست جمع کی ھی جسکو کہ جمیع مومنین مین متفرق
و پراگندہ فرمایا ھی اور حق تعالی فرماتا ھی اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ

پس متوسمین کے پہلی شخص جناب رسول تھے اونکے بعد امیر المومنین اونکی بعد حضرت حسن و حسین

اور وہ ایمہ ہین جو فرزندان حسین سے روز قیامت تک ہونگی

کتاب بصایر الدرجات مین لسند معتبر روایت کی ہی کہ ایک شخص امام جعفر صادق عم کے پاس آیا اور

ایک مسئلہ پوچھا حضرت نے اوسکا جواب دیا پہر دوسرا شخص آیا اور وہی مسئلہ پوچھا حضرت

نے دوسری طرح جواب دیا پہر تیسرا شخص آیا اور وہی مسئلہ پوچھا حضرت نے اون دونون جوابون

کے برخلاف فرمایا بعد اسکی ارشاد فرمایا کہ خدا نے خلایق کے امور ہمپر چہوڑدی ہین کہ ہم

ہر ایک شخص کے فہم و قابلیت کے موافق جواب دین جیسا کہ امور دنیا کی اختیار کو جناب سلیمان

کے اختیار پر چھوڑ دیا تہا جیسا کہ فرمایا ہی هٰذَا عَطَاءُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

جیسا کہ قرات صاحب علیہ ہی کہ ای سلیمان یہ ہمارا بخشش ہی جسقدر چاہو عطا کرو رادی نے پوچھا

کہ آیا امام ہر شخص کے مذہب اور ہر شخص کے قابلیت کو جانتا ہی کہ اوسکی حال کے مناسب جواب دے

حضرت نے از روی تعجب فرمایا سبحان اللہ کیا تو نے قرآن نہین پڑہا کہ اوسمین حق تعالی

فرماتا ہی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ متوسمون ایمہ ہین وَاِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ

مُّقِیْمٍ اور یہ آیتین ایک راہ مستقیم و دایم ہین کہ ہرگز اوس سے خارج نہین ہوتین یعنی

امامت وخلافت ہرگز اہلبیت سے خارج نہیں ہوتی پہر فرمایا ہاں جب امام کسیکو دیکہتا

ہے اوسکی رنگ ونوع کو پہچانتا ہے اور اگر کسیکا کلام دیوار کے پردہ میں سنتا ہے اوسکو

بہی پہچانتا ہے اور جانتا ہے کہ کون ہے اور کیا ہے اور اوسکی صفتیں بیان مین اسلیٔ کہ حق سبحانہ

فرماتا ہے وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ یعنی از جملہ آیات قدرت وعظمت خدا آسمانوں اور

زمینونکا پیدا کرنا اور تمہارے زبانوں ورنگونکا اختلاف ہے بدرستیکہ اسمین عالموں کے لئے

آیات وعلامات ہین پہر حضرت نے فرمایا وہ عالم آیہ مین جسکا ذکر خدا نے اس مقام مین فرمایا ہے

اور امام کسیکی کلام یا زبان کو نہین سنتا مگر یہ کہ جانتا ہے کہ یہ ناجی ورنہ ناجی ہے یا ہالک پس

اسی لئے ہر شخص کو اوسکی حال کے مناسب اور مذہب وقابلیت کے موافق جواب دیتا ہے۔

ذاکر عرض کرتا ہے کہ اسمقام نکتہ اون احادیث کے بیان کا کہ جو ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دربارہ بعض اعدائے دین مروی ہین قطع نظر اسکے کہ وہ صحیح

ومعتبر ہین یا نہین یا یہ کہ اوزلی تہی دوسری مین جیسا کہ دوسری حدیث مین ظاہر ہو اسی لفظ تقیہ ہو یا

حضرت نے کشتی میں یہ جو بہ سائل و توریت کا ایک تھا ہندا اور سب کی بوثوق جواب فرمایا

حق تو یہ ہے کہ گوہر نایاب انہیں سے نور ہدایت سے عالم کو روشن کر دیا ہے میں جیسا کہ شاعر کہتا ہے

فَلَکٌ فِی فَلَکٍ فِیْهِ نُجُوْمٌ صَدَفٌ فِی صَدَفٍ فِیْهِ دُرَرٌ

یعنی ایسے عصر میں کہ ایک بعد دیگری اسطح میں یا جیسے سطح آسمان زیر آسمان ہے اور ان میں ستارے ہیں تابان

ہیں یا جیسے صدف کے اندر صدف ہو اور ان میں گوہر آبدار ہوں

عِلَّۃُ الْکَوْنِ وَلَوْلَاهُ لَمَا کَانَ لِلْعَالَمِ عَیْنٌ وَ اَثَرٌ

انکی ذات بابرکات باعث ایجاد خلائق ہے اور اگر ان بزرگوں کی ذات نہ ہوتی تو ہرگز دنیا کا

وجود ہی نہ ہوتا مگر مومنین وجود با مسعود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بعد آباء طاہرین صلوات اللہ

علیہم اجمعین جو فیض علمی و ہدایت دینی خلق خدا کو نصیب ہوا کسی سے بہم نہیں پہنچا کیونکہ آپ کا

زمانہ اواخر بنی امیہ و اوائل بنی عباس تھا اور دونوں کے دونوں اپنی اپنی افکار سلطنت میں گرفتار

تھے خاندان رسالت کی طرف چنداں توجہ نہ تھی آپ جو نشستیں ہر جگہ امام زمان علیہ السلام

چنانچہ آنحضرت کے زمانہ میں چار ہزار راویوں نے چار ہزار کتابیں احادیث کی جمع کیں جو آپ سے سنی تھیں

باتفاق فریقین تمام عالم مین افضل و اعلم تھی ابو حنیفہ جو امام اعظم مشہور ہین حضرت

ہی کے نفش برداری کیوجہ سے یہ رتبہ پایا مگر جب حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ قیاس کو مسائل شرعیہ

مین دخل دیتا ہی تو بہت زجر و توبیخ فرمائے اور فرمایا اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ یعنی پہلی بار جس نے

قیاس کر دخل دیکر حکم خدا سے نافرمانی کی وہ شیطان تھے

عَنْهُ دِیْوَانُ عُلُوْمٍ وَحِکَمٍ فِیْهِ طُوْمَارُ عِظَاتٍ وَعِبَرٍ

اوس جناب کے ذات بابرکات مین دیوان کے دیوان علوم و حکمت کے بھری ہوی ہین اور بیت

سے طومار نصایح و معرفت حقیقت حال کے ہین جنکا شمار ممکن نہین شمار ...

بعلم و بفضل و بعقل و بجود نیاید کسے ہمچو او در وجود

بود منتخب از حکم خیر البشر وصی و بحق جانشین پدر

که از جد باقر بود در جہان زمام الہی امام زمان

امام زمان مجتبی ناطق است که بر آسمان نام او صادق است

امام زین العابدین علیہ السلام سے سائل نے پوچھا کہ لفظ جعفر کے ساتھ صادق کی خصوصیت کیون ہے

آپ سب معصوم اور صادق ہیں حضرت نے فرمایا بذریعہ پدر بزرگوار و امیر المومنین جناب
رسولخدا سے منقول ہے کہ جب فرزند میرا جعفر بن محمد پیدا ہو تو اوسکا نام صادق رکھنا
اسلئے کہ اوسکی اولاد سے پانچویں پشت میں ایک فرزند ہوگا اوسکا بھی نام جعفر ہوگا
امامت کا دعویٰ باطل کریگا اور وہ خدا کے نزدیک جعفر کذاب یعنی خدا پر افترا کرنیوالا [illegible]

مومنین امام جعفر صادق ع چھٹے امام ہیں اسم مبارک جعفر کنیت ابو عبداللہ
القاب فاضل صابر طاہر صادق ہیں پدر بزرگوار آپکے امام محمد باقر والدہ ماجدہ ام فروہ
یا دوسرا نام فاطمہ قاسم بن محمد بن ابی بکر کی بیٹی ہیں بنا بر مشہور ۸۳ھ سترہویں ربیع الاول
یا غرہ رجب مدینہ میں پیدا ہوئے پینسٹھ برس عمر امام ع بنا بر قول اکثر علماء کے ۶۵ برس
کی ہے بعض نے اڑسٹھ بعض نے اکتیس بھی کہی ہے

[illegible]
فضائل و معجزات خصوصاً جناب علمیہ تو انتہا نہیں کہ آیت قرآن و حدیث سے ملی ہوئی ہے
چنانچہ عوالم وغیرہ میں احمد بن عمر سے منقول ہے کہ ایکدفعہ منصور دوانقی یعین پر ایک مجلس
[illegible]
بیٹھی ہر چند وہ شقی ذبح کرتا او ... نکلتا تھا مگر وہ ذبح نہ ہوتی تھی اور اوس ... عاجز

حضرت صادق سے مروی ہے کہ جب امام ... ہوتا ہے
تو لوگوں کے کلام کو سنتا ہے ...
مخلوقات سے ایک ... پیدا ہوتا ہے جب ...
ماں کے ... ہوتا ہے ...
[illegible]
... پیدا ہوتا ... روز ...
تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھتا ہے ...
... ایک ...
دونوں ... کے درمیان ... لکھا ہوتا ہے
وتمت کلمة ربک صدقا وعدلا لا مبدل
لکلماتہ وهو السمیع العلیم اور جب ...
پر فائز ہوتا ہے تو ... میں ایک ...
مقرر ... اوس ...
... ہے
[illegible]

پریشان کر دیا یہاں تک کہ وہ اپنا منہ پیٹنے لگا اور تیوریت امام جعفر صادق علیہ السلام وسکی با

زندیق ای منصور کہنے لگا یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰه لِمَ خَلَقَ اللّٰهُ تعالی الذُّبَابَ ای یو

خدا نے مکھی کیوں عبث پیدا کیا فَقَالَ لِیُذِلَّ بِهِ الْجَبَابِرَةَ حضرت نے فرمایا تا

جابروں اور متکبروں کو اس سے ذلیل کرے مومنین سے کلام حضرت اوس آیہ سے تعقب کل کہ جو بت

معبود کفار یعنی اصنام ہیں وارد ہی خدا فرماتا ہے وَاِنْ یَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا

لَا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ کہ اگر مکھی اصنام سے کچھ چھین لے

یا کوئی کہ اونکی منہ پر جو کافر اونپر از قسم زعفران و مشک و عنبر ملتی ہیں اور مکھی کھالے تو وہ اوسکو

چھڑا نہیں سکتی اور ہمارے ایک مخلوق کم حقیقت سے طالب و مطلوب یعنی کافر و صنم دونوں

دونوں عاجز ہیں ہندا گویا مراد حضرت یہ تھی کہ جس طرح اصنام معبود کفار ایک مکھی کے دفع

سے عاجز تھے اسی طرح بادشاہان جبار جو اپنی طرح خدایق جانتے ہیں ایک مکھی ناچیز

کے دفع سے عاجز ہیں اور جو اوسکی مصلحت و حکمت میں دخل دیتے ہیں اونکی تیوریت و لوگ اسی مخلوق

کم حقیقت سے ڈراتے تھی راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر منصور ایسا خاموش ہو گیا کہ گویا اوسکی منہ

میں لقمہ بند ہو گیا تھا مومنین سے تو ایک ادنی سی بات آپکے سامنے تھی لیکن

آپ کی ذات سے ظاہر ہوئے اور خداوند عالم نے عجب نعمتیں عطا فرمائی تھیں

قَالَ اِنَّ لِیْ حَوْضًا

کتاب بصائر الدرجات میں عبد اللہ بن سنان سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ

خدا نے ہم اہلبیت کو ایک حوض عطا فرمایا ہے مَا بَیْنَ بُصْرٰی اِلٰی صَنْعَاءَ اَتُحِبُّ اَنْ

تَرَاہُ کہ مقدار اوسکی طول کی بمقدار مسافت بصرہ و یمن کی ہے پھر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تو

اوس حوض کو دیکھنا چاہتا ہے میں نے عرض کیا ہاں ای مولا مجھکو کمال اشتیاق ہے فَاَخَذَ بِیَدِیْ

وَاَخْرَجَنِیْ اِلٰی ظَهْرِ الْمَدِیْنَةِ حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور پشت مدینہ کیطرف لیگئے جب

ایک مقام پر پہونچے تو حضرت نے پای اقدس کو زمین پر مارا فَنَظَرْتُ اِلٰی نَهْرٍ یَجْرِیْ

لَا یُدْرَکُ حَافَتَاہُ اِلَّا الْمَوْضِعَ الَّذِیْ اَنَا فِیْہِ قَائِمٌ میں نے دیکھا کہ ایک

نہر جاری ہوگئی ہے کہ بجز اوس مکان کے جسپر ہم تھے اوسکی کنارہ انتہا نہ معلوم ہوتی تھی گویا کہ

مثل جزیرہ کے نمایاں تھی جب میں نے اوسمیں غور کیا تو دیکھا کہ اوس نہر کی تین جانب میں

ایکطرف پانی برف سے سفید و صاف تر دوسری جانب شیر ہے درمیان میں اون دونوں کے

شراب طہور سرخ رنگ ہے فَمَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ تِلْکَ الْخَمْرِ بَیْنَ اللَّبَنِ

وَالْمَاءِ عبد اللہ کہتے ہیں کہ وہ شراب طہور سرخ رنگ درمیان شیر و پانی کے ایسے

خوشنما معلوم ہوتی تھی زمرد کی شاخیں خوبتر ہیں تھیں اور سب سے زیادہ نہ تھی تھی فَقُلْتُ لَهُ

أَيْنَ يَخْرُجُ هٰذَا وَمَا مَجْرَاهُ میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں آپ پر سے فدا ہوں

یہ نہریں کہاں سے آئی ہیں اور ان کا بہاؤ کہاں ہے حضرت نے فرمایا یہ وہ نہریں ہیں جنکا ذکر حق تعالیٰ

نے اپنی کلام مجید میں فرمایا ہے عُيُونٌ مِنْ مَاءٍ وَعُيُونٌ مِنْ لَبَنٍ وَعُيُونٌ مِنْ خَمْرٍ تَجْرِي فِي

هٰذِهِ النَّهْرِ کہ جنت میں چند نہریں ہیں ایک نہر پانی کی اور ایک نہر شیر کی

اور ایک نہر شراب طہور کی ہے جو ان دونوں نہروں کے درمیان میں جاری ہے پس میں نے

پھر جو میں نے کنارہ نہر پر نظر کی تو دیکھا کہ برابر درخت نہر کے کنارے لگے ہوئے ہیں

اور ایسے ایسے حسین و جمیل صورتیں جنکو میں نے کبھی نہ دیکھا تھا کہ انکے سروں پر بال عجیب

خوشنما تھے ہاتھ میں ظروف کہ بہتر ظروف دنیا سے بہشت کی ہوئی تھی ہر درخت کے نیچے ایک

میں فَدَنَا مِنْ اَحَدِهِنَّ فَاَوْمَى بِيَدِهِ لِتَسْقِيَهُ حضرت ایک

ایک کے قریب تشریف لے گئے اور دست مبارک سے اپنے پاس آنے کا اشارہ فرمایا فَنَظَرْتُ

اِلَيْهَا قَدْ مَالَتْ لِتَغْرِفَ مِنَ النَّهْرِ فَمَالَتِ الشَّجَرَةُ مَعَهَا فَاغْتَرَفَتْ حضرت

اشارہ فرماتے تھے وہ حوریہ سے ظرف پانی بھرنے کیواسطے جھکی تو میں نے دیکھا کہ وہ
درخت بھی جھکا اور جب اوسنے پانی بھر لیا تو اوسکے ہمراہ شاخ دوبارہ حضرت کیطرف
جھکی اور وہ جام آب دست حق پرست میں دیا فَنَاوَلَنِی فَشَرِبْتُ حضرت
نے مجھی عنایت فرمایا اور میں نے پیا عبداللہ کہتے ہیں میں نے ایسا خوشگوار
پانی نہیں دیکھا تھا کہ اوسمیں خوشبو مشک کی آتی تھی فَنَظَرْتُ فِی الْکَاسِ
فَاِذَا فِیْهِ ثَلٰثَةُ اَلْوَانٍ جب میں نے اوس کاسے کو دیکھا تو بقدرت خدا تین
رنگ جو نہر میں تھے وہ اس کاسے میں بھی موجود تھے جب میں نے پیا تو نہایت خوشگوار
شیریں تھا فَقُلْتُ لَهٗ مَا رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ قَطُّ میں نے عرض کیا یابن رسول اللہ کبھی
آجتک میں نے ایسی چیز نہ دیکھی تھی اور میں نہیں جانتا تھا کہ یہ اس طرح پر ہے فَقَالَ
لِیْ هٰذَا اَقَلُّ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِشِیْعَتِنَا حضرت نے فرمایا ای عبداللہ یہ جو تمنے دیکھا ہے
شیعوں کیواسطے خدا نے مہیا فرمایا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں ہے اس سے اعلی اعلی نعمتیں
خدا نے بخشی ہیں اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا تُوُفِّیَ صَارَتْ رُوْحُهٗ اِلٰی هٰذَا النَّهَرِ

وَرَغِبَتْ فِیْ رِیَاضِہٖ وَشَرِبَتْ مِنْ شَرَابِہٖ گویا یہ مراد حضرت کی تھی

کہ جب مومن انتقال کرتا ہے تو اوسکی روح اول ہی اول اس نہر کے پاس آتی ہے

اور اوسکے باغات میں سیر کرتی ہے اور اس پانی سے سیراب ہوتی ہے یہ ہر جو بہشتین کی

خزانہ غیب کے اور یے سلطانوں انکا کیا ذکر ہے وَاِنَّ عَدُوَّنَا اِذَا تُوُفِّیَ تَعَلَّقَتْ

رُوْحُہٗ اِلٰی وَادِیْ بَرَہُوْتَ حضرت فرماتے ہیں اور جب ہمارا دشمن مرتا ہے

تو روح اوسکی وادی برہوت کیطرف جاتی ہے اور مخلد بہ عذاب رہتی ہے وَاُطْعِمَتْ

مِنْ زَقُّوْمِہٖ وَاُسْقِیَتْ مِنْ حَمِیْمِہٖ اور یہی غذا زقوم اور پانی آگ کا

ہوتا ہے

اسیطور سے بہت بحوزث ورات

کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں کہ جنکا بیان محال ہے تمام اشیاء پر اپنی زمانہ میں بحکم خدا قادر تھے

مگر سبحان اللہ باوجود اس قدرت کے کس حالت سے بسر کی حضور سے کہ ادنی شخص بھی بسر نہ کریگا

آپکا پیراہن اقدس ایسے کہنہ ہو گیا تھا کہ اوسکی وجہ سے جسم اقدس کو اذیت ہوتی فاقہ کرکے تمام

خزائن ارض آپکے قبضہ میں تھی کتب معتبرہ صحاح العیون وغیرہ میں بسند معتبر یونس سے منقول ہے کہ ایکروز

ہم لوگ خدمت حضرت میں حاضر تھے کہ آپنے ارشاد فرمایا کہ خزانے زمین کے ہمارے ہی قبضہ قدرت

میں ہیں اگر ہم پیر سے اشارہ کریں تو زمین فوراً اونکو ظاہر کردے یہہ فرماکر آپنے پائے مبارک سے

زمین پر کھینچا پھر ہاتھ بڑھا کر ایک شمسہ طلائی درحقیقۃ بقدر ایک بالشت تھا اوٹھا لیا اور

ہم لوگونکو اوس زمین میں دیکھنے کو ارشاد کیا جب ہمنے نگاہ کیا تو بکثرت شمسے تہ بتہ زمین کے

پڑے دیکھے کہ چمک رہے ہیں ہم لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں آپ کے

فدا ہم اکثر شیعہ آپکے محتاج ہیں یہہ سنکر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے شیعوں کی واسطے

خدانے جنت کو خلق کیا ہے کہ وہ دولت و نعمت ابدی ہے یہہ زائل ہونیوالی درحقیقت لائق نہیں

نیز اسیطور سے بسند معتبر ابو بصیر سے منقول ہے کہ ایکمرتبہ حضرت نے پائے مبارک زمین پر مارا فوراً

نقلہ من ... المموزۃ

آپکے اعجاز سے ایک دریائے عظیم ظاہر ہوا کہ جسکے کنارہ پر نقرئی کشتیاں بندھی ہوئی تھیں امامؑ نے
ابوبصیر کو حضرت ہمراہ لیکر ایک کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوئے یہانتک کہ ایک مقام پر
پہونچے کہ بہت سے خیمہ نقرئی خوشنما نصب و قایم تھے حضرت کشتی پر سے اوتر کر ایک
خیمہ میں داخل ہوئے اور باہر تشریف لائے اسیطور سے جسطرح کہ آفتاب بروج میں سیر کرتا ہے آپ
نے اون خیموں نورانی کی سیر فرمائی پھر کہنے تب ہوکر فرمایا ای ابومحمد ای ابوبصیر کیا
تمہیں معلوم ہوا کہ یہ خیمے کیسے ہیں میں نے عرض کیا خدا و رسول و امام زمان بہتر جانتے ہیں
فرمایا اول خیمہ جسمیں میں داخل ہوا وہ جناب رسول خدا کا تھا دوسرا امیرالمومنین علی مرتضیٰ
کا تیسرا حضرت سیدہ کا چوتھا جناب خدیجہ کبریٰ کا پانچواں امام حسن مجتبیٰ کا چھٹا امام حسین کا
ساتواں امام زین العابدین علیہ السلام کا اونکے بعد پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ کا اور نواں خیمہ میرا ہے
اور جو شخص ہم اہلبیت رسالت سے دنیا سے رحلت کرتا ہے وہ یہاں ایک خیمہ میں ساکن ہوتا ہے
مومنین سنا آپنے کہ شمل اب وجہکے آپکو قدرت سب امور پر قادر تھی اور سب نعمت
عند اللہ تھی مگر مومنین اشقیا کو آپکا وجود و جود شاق خاطر ہوتا تھا

پھر جب سنہ ۱۳۶ھ ایک سو چھتیس ہجری میں ملک بنی امیہ سے نکل کر بنی عباس کے خاندان میں آیا اور ابو العباس
سفاح جو پہلا خلیفہ عباسیوں کا تھا تخت پر بیٹھا اور چار برس آٹھ مہینے سلطنت کی اوس نے
امام جعفر صادق علیہ السلام کو مدینہ سے عراق میں بلایا اور آپ کے معجزات و مکارم اخلاق دیکھ کر
کچھ اذیت نہ دی تھا اور مدینہ کو رخصت کیا مگر جب اوس کا بھائی منصور دوانقی خلیفہ ہوا اوس نے
کثرت سے حضرت کو بلا بھیجا اور پانچ بار بلکہ زیادہ آپ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن ہر دفعہ
حضرت کے معجزات دیکھ کر خوف سے دم بخود ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ کہ عداوت و شقاوت سے
جوش میں آیا کہ تلوار و فرش چرمی اپنے پاس رکھ کے حضرت کو بارادۂ قتل بلوا بھیجا اور
اپنے حاجب یعنی دربان مسمی بہ ربیع سے کہ جو حضرت سے محبت رکھتا تھا اور اوسکو وہ ملعون نہایت
معتمد سمجھتا تھا بطور راز کہا کہ جب حضرت آئیں اور میں اون سے باتیں کرنے لگوں اور
اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھوں اوس وقت تو اونکو قتل کر ڈالنا قال الربیع فلما جاء
قام من مجلسہ وقال اھلاً وسھلاً یعنی امیرالمومنین نے امام عالی مقام کے لیے من اور اعزاز بھی کیا تھا میں
ربیع کہتا ہے کہ وہ اوس غصہ میں مستعد قتل بیٹھا تھا مگر حضرت جب اوسکی مجلس میں داخل ہوئے

[illegible]

میں نے دیکھا حضرت کے لبہاے اقدس جنبش میں تھے جب نظر منصور کی حضرت پر پڑی
بے اختیار اوٹھ کے مرحبا کہتا ہوا دوڑا اور بہت سے باتیں خوشامد کی کرنے لگا اور
کہنے لگا اے ابو عبد اللہ میں نے آپکو اسلیے تکلیف دی کہ آپکا قرض ادا کروں اور جو حاجت ہو
روا کروں یہہ کہکر ربیع کو تاکید کی کہ حضرت کو تین دن کے بعد مدینہ روانہ کردی
پھر آپکو بسلامت رخصت کیا قَالَ الرَّبِيعُ لَمَّا رَجَعْتُ مَعَهُ مِنْ مَجْلِسِهِ قُلْتُ
مَا قَرَأْتَ يَا سَيِّدِي ربیع کہتا ہے جب میں امام کو لیکر باہر آیا تو عرض کیا یا حضرت
تلوار و نطع بھی آپ نے دیکھی جو آپنے ملاحظہ فرمایا شقی نے آپ ہی کے قتل پر لگایا تھا
یا حضرت کیا ایسی دعا آپنے پڑھی جو اس ظالم کے شر سے محفوظ رہے حضرت نے فرمایا میں نے
یہہ دعا پڑھی يَا عُدَّتِي عِنْدَ شِدَّتِي وَيَا غَوْثِي عِنْدَ كُرْبَتِي احْرُسْنِي بِعَيْنِكَ
الَّتِي لَا تَنَامُ وَاكْنُفْنِي بِرُكْنِكَ الَّذِي لَا يُرَامُ ربیع کہتا ہے میں نے وہ دعا
حفظ کیا اور جس سختی و شدت میں پڑا اوس سے فوراً نجات ہوئی بعد اسکی ربیع نے اوس
منصور سے کہا تیرا غصہ مبدل بہ خوشنودی کیونکر ہوا اسکی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہتا تھا
کیا کہوں جب جعفر بن محمد علیہما السلام کے گھر میں سے سامنے آئے تو ایک اژدہا منہ پھیلا

وقت بیٹھا ہوا ظاہر ہوا اور بزبان فصیح گویا ہوا ای منصور اگر امام کو کچھ بھی تکلیف دے
تو تیرا گوشت ہڈی سے جدا کر دونگا اس خوف سے میں نے حضرت کی تعظیم کی اور کچھ
ایذا نہ دے سکا اسیطرح سے اس ملعون نے ایکمرتبہ جناب رسولخدا کو دیکھا اور ڈر کے
امام کو چھوڑ دیا مگر ایسا شقی تھا اور ایسی عداوت خاندان رسالت سے تھی کہ بار بار بلاتا تھا
تا اینکہ مرتبہ آخر میں حضرت کو بلایا اور ایک اژدہا کو دیکھا کہ دم اپنی اوسکی قصر کے
چاروں طرف سے کھینچی ہے اور ایک لب تہ زمین میں اور ایک بالائے قصر کی ہوئی ہے رکھی ہے
کہ اگر کچھ بھی ایذا امام کو دیگے تو بکبمع تیری قصر کے نگل جاونگا اور ملعون سے دیکھکر خائف
ہوا اور حضرت سے کہتی تھا آپنے کیوں زحمت کی جب حضرت نے فرمایا کہ جب حکم خدا و رسول
و تیری اطاعت کے آیا کرتی تھا کہ تا تونے غلطی کی خیر اب جب آپ تشریف لائے ہیں
تو جو حاجت ہو بیان فرمائے آپنے فرمایا مجھی بار بار نہ طلب کر اوسنے قبول کیا اور پھر دوبارہ
بغداد میں کبھو نہ بلایا مگر اسی تدبیر میں رہا کہ حضرت کو قتل کرے ایکمرتبہ ایک امیر کو
ہزار نفر اہل فوج سے دیکر روانہ کیا کہ خفیہ مدینہ میں جاکر حضرت کو مع آپکے فرزند کے قتل کرے

جب وہ بغداد سے مع اپنی لشکر کے خفیہ مدینہ میں داخل ہوا اور سیدنا حضرت نے دروازے اپنی در دولت کا

بند کروادی اور تمام اپنی اولاد کو مجتمع فرما کر خود عبادت میں مشغول رہا ہو جب وہ حضرت

کے دروازہ پر آیا تو اپنی ملازموں سے ان ساتوں کا سر کٹوا کے واپس گیا اور منصور نے

کہ میں نے تعمیل حکم کی یہ ہاتھ صاف کیا اسی دونوں یعنی امام جعفر صادق اور انکی فرزند کی سر میں

جب وہ کہ ہمیشہ کہ لگ گیا تو اسی وقت وہ سر تا قونکی تھی منصور نے کہا یہ کیا یہ تیری تلوار ہی

کیا کیونکہ جب میں انکی تلوار کے قریب ہوا تو میری سر میں ایک عجیب حالت طاری ہوئی اور نیم بیہوش

و ہاں یک ہو گیا فَرَأَيْتُ رَجُلَانِ قَائِمَانِ كَأَنَّهُمَا جَعْفَرٌ وَابْنُهُ میں نے دو شخص کو

دیکھا کہ کھڑی ہوئے ہیں وہ دونوں میری نظر میں امام جعفر صادق اور انکی فرزند معلوم ہوتے تھے میں نے

اپنی ہمراہیوں سے انکی سر جدا کرائی اور تیری پاس لایا اب معلوم ہوا کہ وہ معجزہ حضرت تھا

کہ تا کہ میری آنکھوں میں بصیرت انسان متحقق ہو گئی منصور نے کہا خبردار کہیں کسی سے کہا

نہ کہنا اور اس معجزہ پر کسی کو مطلع نہ کرنا راوی کہتا ہے کہ اس راز کو تا حیات منصور بیان نہ کیا

میں نے جب کل وہ شقی مر گیا اور حضرت کے معجزات میں سے یہ ہے کہ جس نے جلد تو بتا کی

کہ بذریعہ والیٔ مدینہ انگور زہرآلود ہلاک کرایا ششم ہجری ماہ شوال یا پندرہ رجب

بروایت مشہورہ ۶۵ برس کے سن میں شہید ہوئے   حسب روایت کافی مفضل

بن عمر ناقل ہیں کہ منصور نے حسن بن زید کو کہ اوس شقی کی طرف سے حاکم مدینہ تھا حکم

کہ حضرت کے گھر میں آگ لگا دیں اور آپ کو مع عیال کے جلادے   فالقی النار فی دار

ابی عبداللہ عم فاخذت النار فی الباب والدھلیز   آہ مومنین اوس شقی

نے حسب حکم منصور علیہ ... خانۂ جناب صادق عم میں آگ لگا دی یہانتک کہ آگ مشتعل ہوئی

اور در و دیوار کو گھیر لیا اور راہ آمد و رفت کی مسدود ہو گئی   فخرج یتخطی النار ویمشی

فیھا ویقول انا ابن اعراق الثری انا ابن ابراھیم خلیل اللہ   روی شیخ

کہ در روایت حضرت صادق عم آگ کو پامال کرتے ہوئے دو تیسرے باہر تشریف لائے اور فرماتے جاتے تھے

کہ میں فرزند اون بزرگوار کا ہوں جو بقای زمین کے بنیاد ہیں میں فرزند ابراہیم خلیل اللہ

ہوں کہ آتش نمرود کو خدا نے جنکے پر سرد کیا تھا یعنی ہم اہلبیت پر آگ حرام ہے

مومنین سنا آپنے کہ اعدا نے خانۂ جناب صادق میں آگ لگا دی اور راہ مسدود کر دی ہیں تو یہ سنیں

یہ سماں تو آبادی خیمہ میں تھا، لوٹ آتے کچھ لوگ آتے ابھی بے حجابی آگ کے شعلے فرو نہ

ہوئی تھی کہ کبھی ایک گھر اس یاد آیا تھا کہ جو صحرا میں تھا، اور بجز دشمنوں کی دوستوں میں سے

بجز ایک بیمار کے کہ وہ بھی غش پر غش آتی تھی باقی نہ تھا ہر شخص ضرور سمجھ گیا ہوگا کہ آہ

وہ خیمہ حسینی میں کہ جو سب سے جلتی ریگ پر نصب تھی آہ آہ، بعد شہادت مظلوم کربلا

جب ناریوں نے خیمۂ عصمت میں آگ لگا دی اور قناتیں جلنے لگیں تو جس طرف کی قنات

جلتی تھی اس طرف سے نبی بیبیاں مع اطفال کے خوف جان مضطر و پریشان دوسری جانب

جاتی تھیں جب وہاں تک پہنچتی تھی تو اور طرف گھیر لیتی تھیں یہاں تک کہ جب

کہیں جائے امن نہ ملی مجبور چار و ناچار طرف آگ شعلہ در پیش تو نکلے بیبیاں اور ننھی منی بچیاں بے مقنعہ و چادر

باہر نکل پڑیں اور وہیں ہجوم اعدا میں جسے جدھر راستہ ملا منتشر ہو گئیں مگر حضرت زینب

یہ حال تھا کہ کبھی امام زین العابدین کو کہ ایک خیمہ میں بیہوش پڑے ہوئے تھے اٹھاتی تھیں

ہائے ہمشیرہ و ہائے برادرہ کر کے گود میں اٹھا لاتی تھیں اور دو دو بٹھا دیتی تھیں

اور ایک خیمہ میں کہ نصف اس کا جل چکا تھا اور قریب تھا کہ جو خیمہ کہ ... باہر لا بٹھاتی تھیں

اور جب شعلۂ آتش سے تکلیف ہوتی تو ہٹ آتیں کسی نے عرض کیا اے ثانی ...

تھے اس خیمہ میں تیر بار بار جاتے ہیں اور سقف تک آگ پہنچ گئی تھی اور محمود خیمہ میرا
جاتا تھا ایسا ہو کہ آپ جلد ہلاک ہو جاوین قال یا ہذا فیہ ابنتی علیل فرمایا
اے شخص میں کیا کروں اس خیمہ میں ایک مرا بیٹا بیمار و ضعیف غش میں پڑا ہے اٹھنے کی
طاقت نہیں اور چھوٹے چھوٹے بچی جابجا منتشر پھرتے ہیں باہر نہیں نکل سکتی اور بے
کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس وقت اپنی جان بچا کر آگ سے ہو جاوین اور بہائی کے بچوں کو چھوڑ دوں تا کہ
ضائع ہو جاتے ہیں اور عابد بیمار کو باہر لاتے ہیں آہ یہ بھی عجب قیامت کا وقت تھا اور عجب قیامت
[illegible]
دن لاوارثوں اور بیچارگی تھی حمید ابن مسلم کہتا ہے میں نے ایک لڑکی کو کہ اوسکا سن تین یا
چار سال کا ہوگا دیکھا کہ خیمہ سے بیتابانہ فریاد یا اباہ یا عماہ یا اخاہ کرتے ہوئی
نکلی اور ایک جانب دوڑی چلی جاتی ہے کانوں سے خون جاری ہے گوشہ پیراہن میں آگ لگی تھی
اور وہ معصومہ صغر سنی کی وجہ سے وہ نہیں بجھا نہیں سکتی تھیں آہ اوس بیقراری میں جب جلد دوڑتی
دوڑتی تھی تو آگ اور بھڑکتی تھی حمید کہتا ہے یہ حال دیکھکر مجھ سے ضبط نہ ہو دوڑ کر اوس
آگ کو بجھا دیا اور پوچھا مَن اَنتِ یا صَغیرۃ اے لڑکی تو کون ہے قالت انا سُکینۃ

بنت الحسینؑ اوس صاحبزادی نے روکر فرمایا میں سکینہ دختر حسین بن علیؑ

بروایتی وہ صاحبزادہ تہا جب وصل کرتے ہوئے آپ بہی دیکہا تو اوس معصوم نے اونسے

پوچہا کہ تو ہمارے دوستوں سے ہی یا دشمنوں میں سے ہیچ ڈر نے کہا نہیں میں

دوستوں سے ہوں مگر جو کام ہو فرمایئے آہ مومنین اوس نے کیا کہا ہوگی

کہ ہمکو نجف کا رستہ بتلادو اوسنے کہا اے صاحبزادی نجف چار کوس ہیگا فرمایا میں

اپنی جد علی ابن ابیطالب سے شکایت کرونگا جب امام کا پتہ نہ پایا تو معصومہ کہ زندہ

امام زین العابدین امام محمد باقر ہیں

منقول ابن زکی وشرف الخمر میں کمال الدین طلحہ سے منقول ہے کہ امام حسینؑ نے وقت وداع

جناب زینب سے یہ وصیت کی تہی کہ ای بہن میری شہادت کے بعد ہمارے بچوں کا بہت خیال

رکہنا اور یتیموں پر شفقت مادرانہ کرنا جناب زینب فرماتی ہیں کہ شہادت امام حسینؑ

اور خیموں جلنے کے بعد اسباب لٹنے وقت ہمارے بہائی کے اطفال صحرا میں متفرق ہوگئی تہی میں نے

حسب وصیت اپنے بہائی کے چاہا کہ ان بچوں کو جمع کروں انہوں میں حرف تلاش کرتے ادہر

آیا لکن ما وجدت طفلان لیکن شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ دو صاحبزادے
آپ کے سن میں ہیں نے مضطرب ہو کر اپنی بہن ام کلثوم کو آواز دی ھلمی الینا ای خواہر
جلدی آؤ دونوں بچے بھائی کے نہیں ملتے پھر جناب ام کلثوم کو ساتھ لیکر قتلگاہ میں اس
خیال سے پہنچی کہ شاید اپنے باپ کی لاش سے لپٹے ہوں لکن ما وجدناھما فجئنا
الی الفرات مگر وہاں بھی نہ دیکھا مضطرب ہو کر ذرا آگے بڑھی وہاں بھی یہی حسرت
رہی فجئنا الی الصحرا لکن ما وجدناھما دونوں بہنیں روتی ہوئیں اور
پکارتی ہوئیں چلی جاتی تہیں اور کہتی تہیں الہی نہو کہ دونوں معصوم صدمہ ہوا سے جان بحق
ہو گئے ہوں اسی اثنا میں ہم دونوں بہنیں ایک مقام پر پہنچیں تو ایک سیاہی سی نمودار ہوئی
جب اوس سیاہی کی طرف روانہ ہوئے تو دیکھا کہ دونوں بھائی گردن میں ہاتھ ڈالے غش
دو جانب کئے بیٹھے ہیں میں نے ام کلثوم سے کہا ای خواہر قدم آہستہ اوٹھاؤ یہ دونوں یتیم
بچے مدت کے بیدار ہیں ایسا نہو کہ قدم کی آہٹ سے چونک پڑیں آہ جب قریب پہنچیں
تو معلوم ہوا کہ پیاس سے رخسارے زرد ہو گئی ہیں اور کچھ خاک اوڑ کر اون کی دہن میں بھر گئی
آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہیں آہ جب چاہا کہ ان کو اوٹھا کر خیمہ کی طرف لیجاؤں تو میں نے دیکھا

ش نے انکو رخصت دی دیکھا کہ اونکی روحین جسم سے مفارقت کر گئی ہین اور تشنگی سے
زبانین باہر نکل آئین ہین اور تربت یہ حال دیکھکر بآواز بلند رونے لگی اور کہا ہاے
بیٹو ہاے مظلوم یہ دونون معصوم اپنے باپ کے پاس سدہارے یہ کہکر دونون بیٹون کو اوٹہا کر
گود مین اٹہا کر مقتل مین لا کر لٹا دیا ۔

منقول ہی کہ بعد شہادت امام جعفر صادق عم منصور لعین ایسا سفاک اور دشمن آل رسول ہو گیا کہ ہمہ
سادات بنی فاطمہ کو قتل کیا چنانچہ کتاب عیون اخبار الرضا مین منقول ہی اِنَّ اَبَا جَعْفَر
نِ الْمَنْصُوْرِ بَنٰی جَامِعاً فِی الْبَغْدَادِ وَجَعَلَ اَسَاسَہٗ عَلَی السَّادَاتِ مِنْ آلِ
الرَّسُوْلِ کہ ابو جعفر منصور عباسی نے ایک مسجد جامع شہر بغداد مین بنوائی اور بنیاد اوسکی
ذریت واولاد جناب رسولخدا سے بہروائی اور علاوہ اس مسجد کے بہت سے مکانات بنوائی
اور تلاش کرکے سادات سے جو ہاتھ آیا اوسکو ستون مین لگا کر چنوا دیا
چنانچہ ایک روز ایک صاحبزادہ ماہ لقا حسنی کو ملازم منصور پکڑ لائے اوس شقی نے معمار کو
حکم دیا کہ اسی دیوار مین چن دے اور ایک اپنے معتمد علیہ کو تعین مقرر کیا کہ وہ بنی

یعنی زندہ اوس نوجوان کو صندوق مکان میں رکھ آوے جب گیارہ حصہ جسم شہر میں جنبش لگا

اوسکو اوسکی جوانی کے شباب پر رحم آگیا اور بہروز وہ لڑکا روتا تھا ہمسایوں نے ہاتھ سے کہا تم

زنت و رنج نہ کرو میں آپ سوار ہوا کہ آمد و رفت یہ وسیلہ رہی دنیا ہرگز وَاِذَا جَنَّ

اللَّيْلُ أَخْرِجْهُ مِنْ هٰذَا اے صاحبزادے جب رات ہو جاویگی اور تمہیں نہ جانیں گے جاویگی تو میں تجکو

آکر نکال لونگا پہر اوسنے حکمت عملی سے اوسکو تمہیں کے ساتھ چھپا دیا اور جب رات ہوئی

اور لوگوں سے مکان خالی ہوا تو وہ مرد آیا اور اوس قفل کو صندوق سے باہر نکالا وقال

مَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ إِلَّا لِرِضَاءِ جَلَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاحْفَظْ حُرْمَتِي وَاخْرُجْ

مِنْ هٰذَا اور کہتا تھا اے صاحبزادے میں نے خدمت اسواسطے کی کہ روز قیامت جدائی آپکے

مجھے دشمنی نہ دین لیکن اب آپ بھی کہ جان و مال و آبرو وسیلہ پر رحم کریں اور اسی وقت

اور اپنی جان بچا بہی ملامت نہ دین

اسی شہر سے نکل جاوین مبادا حنیفہ سے خبر پہنچے اور مجھے بے زن و فرزند قتل کرے فقال

جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَامْشِ عَلٰى أَمْرِي اون صاحبزادے نے فرمایا خدا تجھے جزا

خیر دے اور میں انشاء اللہ تیری مروت کے موافق امیدوار ہوں جدا جاتا تھا لیکن ایک جہان گمبیر اور در

اور دوسرے مری جان کو مری سلامتی کی خبر دو ہیا اور سنہ الیقین بخوبی اطمینان اونکو دیجیو یہ بات

تیری بات کا اثر تو اعتبار ہے ہم کو یہ نشتر دیا اور وہ صاحبزادہ اوس شب باپ کے

سینے اوسکی چھتی میں دعا خیر کرتا تھا معلوم نہیں کسطرف نکل گیا صبح کو وہ بی بی اوٹھی دیکھتی

ہے کہ صاحبزادہ شب کو گئی تھی اوس مکہ میں گیا ناگاہ آہ و نالہ کی اوسکے کان میں آواز آئی

کہ وہ معظمہ منتظرہ اپنے فرزند کو یاد کرکے زار زار روتی ہیں اور سر اپنا دیوار پر دے مارتی ہیں

میں یہ سنتا تھا مجھے یقین ہوا کہ یہ اوسی جوان رعنا کی ماں رو رہی ہے میں نے دستک دی

آواز سنکر وہ بی بی روتی ہوئی دروازہ پر آئی میں نے کل ماجرا اوس سے بیان کیا اور زلفین دیکر

اوسکا اوسکی بابت تاکید کی جب اوس ستمدیدہ نے اپنے فرزند کی زلفین دیکھیں بیقرار ہو کر

آنکھوں سے لگائیں اور مجھکو دعا دی

کیونکر حضرت مقام تامل ہے کہ اوس معظمہ نے اتنا تو سنا کہ فرزند اوسکا بیدار نہیں ہوا بلکہ وہ

کسطرف کو چلا گیا مگر ہمیں اس مقام پر ایک اور صاحبزادہ حسنی کا حال یاد آگیا جو کہ

گہوارہ میں تھے ہی اونکی ماں پر کیا حالت گذری ہوگی جب اپنے فرزند اصغر نے شہید ہو کر دیکھا ہوگا

کتاب ارشاد و مجالس مفجعہ میں مرقوم ہے کہ جب جناب امام حسین پشت زین سے بروئے زمین تشریف

لائے اور اعدا نے آپکے قتل کا ارادہ کیا فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ مِنْ عِنْدِ النِّسَاءِ الخ

جناب عبداللہ فرزند امام حسن کہ جن کا سن   برس کا تھا بیتاب ہو کر خیمۂ حرم المحترم سے باہر نکلے

فَلَحِقَتْهُ زَيْنَبُ لِتَحْبِسَهُ فَانْفَلَتَ الصَّبِيُّ وَامْتَنَعَ جب جناب زینب نے اون بیتابی میں

اون کو تو تسکین کی صورت نہ تھی دیکھا سمجھیں اپنے چچا کی تنہائی نہیں دیکھا جاتا ہے گھبرا کر دوڑ کر

چلے روتی ہوئی سمجھانے کو گئی اور یہ خیال جناب زینب اور بھی بیتاب ہوئیں بیرون خیمہ آ کر دامن ماں کو

آغوش میں اوٹھا لیا اور چاہا کہ خیمہ میں واپس لے جاویں لیکن وہ بچہ ایسا مچلا کہ آغوش سے زمین پر آ رہا

وَقَالَ لَهَا يَا عَمَّتَاهُ وَاللّٰهِ لَا أُفَارِقُ عَمِّيَ الْحُسَيْنَ وَحِيْدًا فَرِيْدًا   اور اوس کہتا تھا کہ

میری جان بچتی رہے کی قسم خدا ایسے حالت بیکسی و تنہائی میں اپنے چچا کو تنہا نہ چھوڑوں گا بلکہ

اپنی جان اونحضرت پر سے نثار کر دوں گا یہ کہہ کر روانہ قتلگاہ ہوا   دو سنگین ستم شعار اور بے مروت

شقی نے تیر مطلق اوس کے خیال نہ کیا   چاروں طرف سے تیروں امام مظلوم میں آ پڑے   آہ بچہ نے

اوس کو نے دیکھا کہ ابجر بن کعب   وبرو ستی حربہ تلوار کہیں   موذب امام مظلوم لیقصد شہادت

آیا اور چاہا کہ حضرت پر سر پر مارے   اوس کی ہر سے نہ دیکھا گیا بیتاب ہو کر پکارا یا ابن الخبیثہ اتقتل عمی الحسین

کیا آپ ہی امام حسین کو تو شہید کرتا ہے ارے ظالم خوف خدا کر اور بچے بھی مظلوم کو ناحق قتل

نہ کر   فَمَا سَمِعَ اللَّعِيْنُ قَوْلَهُ وَضَرَبَ بِالسَّيْفِ   آہ بیچارہ اوس بے رحم نے

اوس نے بھی کئی گروہ فوج کا ہی فی النار کیا اور وہ ہاتھ جسمیں تلوار تھی بقصد شہادت عمرو نے

تلوار کھینچی کیا ہاتھ جسمیں کہ اوس صاحبزادے کی کہنی تک زمین پر گرا پھر بکمال بے دستی نازک

اپنا تلوار کے سامنے کر دیا تاکہ اپنی جان حضرت شمشیر سے بچاوے افسوس صد افسوس وہ بازو

اوس تیغ کے ہاتھ پر ایسے پڑی کہ حضرت جدا ہاتھ سے لٹکی اور وہ ہاتھ لٹکا اوسیمیں لٹکا رہا

فنادی یا عماہ قد قتلنی هذا الملعون عبداللہ اوس وقت بآواز بلند نے کہا

عرض کیا کہ چچا جان مجھے اس ملعون نے قتل کیا آواز عبداللہ سے حضرت نے غش سے آنکھیں کھول دیں

دیکھا کہ وہ پارہ پارہ دست بریدہ سوی قدم میں تڑپ رہا تھا اوس وقت آپ ادھر کو

کھینچ کر اسکے پر دست رکھی اور با وجود ضعف و ناتوانی سینہ سے لگا لیا اور فرمایا ہای نور عین تو بھی

سامنے یوں تشنہ شہید ہوا اور میں مجبور ہوں آہ مومنین حضرت اوس کے ماتم [illegible] رو رہے تھے

کہ حرملہ نے ایک تیر ستم نازنین عبداللہ پر ایسا مارا کہ اوسکی صدر سے وہ بچہ زمین پر گرا

دنیا سے سدھارا حضرت اٹھ گئے اور لاش اوسکی زمین پر رکھ دی

الا

(شہادت حسینی ہو تو یہاں تک شمر کا حملہ
حضرت کا ادھر حضرت تنہائی کے واسطے
کرنا)

ہجرت امامت امام موسی کاظم ع از حال ولادت وجہ تسمیہ کاظم ع و سبب صالح مشہور شدن

شمشیر برای ساحر علم ما فی الضمیر خبر از علم فرمودن علی ابن یقطین معجزہ شفیق بلخی شہادت حضرت

قید ہارون قصد قتل نمودن ہارون حضرت را و محفوظ ماندن آنحضرت زہر دادن یحیی زہر دادن بوجود

امام رضا ع در غسل و حال دفن حضرت

قال اللہ تعالی اَللّٰہُ یَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ حق سبحانہ تعالی سورہ انعام

میں ارشاد فرماتا ہے کہ خدا بہتر جانتا ہے اوس شخص کو جو رسول ہونیکی قابلیت رکھتا ہے صاحب تفسیر

منہج الصادقین شان نزول اس آیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ نے جناب رسولخدا کی خدمت

میں عرض کی کہ اگر نبوت امر حق ہے تو میں آپ سے زیادہ اس عہدہ کا سزاوار ہوں کیونکہ آپ سے

عمر میں مال میں جمعیت میں سب چیزوں میں زیادہ ہوں اوسوقت خداوند عالم نے یہ آیہ اوسکے جواب

میں بطور وحی خدمت میں اپنی حبیب کے بھیجی کہ خدا بہتر جانتا ہے جو صلاحیت رسول ہونیکی رکھتا ہے

یعنی سبب حسب نسب کثرت مال و فرزند کے عمر و فرزند و جمعیت پر موقوف نہیں بلکہ جسمیں حق تعالی یہ

قابلیت و صلاحیت رسالت دیکھتا ہے اوسیکو اس خدمت پر سرفراز و ممتاز فرماتا ہے

مومنین جس طرح امر رسالت میں اوسیطرح امر امامت بھی ہیں کیونکہ جس طور سے کہ مرتبہ رفیعہ حسن تدبیر

وسداد موافق حکم الہی کے حسب شریعت کہ میں تقسیم کرنا اور نواہی وتباہی وعلم و تمدن کو

بذریعہ اوامر ونواہی حضرت باوشاہ میں جل جلالہ بانہ رکھنا کام نبی ہی اسیطرح سے

مثل نبی امر عصمت ونیز دیگر صفات میں بغیر رتبہ نبوت سب پر فوقیت رکھتا ہو بموجب احادیث

و آیات باہرہ سے اظہار اثبات من عند اللہ کرکے قاعدہ سنت واحکام شریعت کو

مختل ومعطل ہونے دینا کام امام علیہ السلام ہے بنا بر اسکی لایق وقابل ہوتا ہی وسکیو جانب حق

سے یہ منصب جلیل عطا ہوتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد فرقہ اسمعیلیہ نے اسمعیل ابن جعفر

کو امام جانا اور فرقہ امامیہ اثنا عشریہ بعد امام جعفر صادق علیہ السلام امام موسی کاظم کو امام برحق

سمجھتی ہیں کیونکہ علاوہ اسکی کہ کتب تواریخ سے موت جناب اسمعیل سابق حضرت امام جعفر صادق کے

ثابت ہی امام موسی کاظم علیہ السلام عادات واخلاق وفضایل ومناقب ابتدای ولادت سے

آخر عمر تک شاہد ہیں کہ آپ اپنی پدر بزرگوار کے جانشین ہیں کیونکہ جو امور کہ آپ سے بطور

باہر کات کے مورخون اور اہل سنت نے لکھی ہیں وہ بغیر امام برحق دوسرے سے ممکن نہیں چنانچہ

کتاب صلاح العیون میں ابو بصیر سے منقول ہی کہ میں ایک امام جعفر صادق کی

حج میں منزل ابوا پر تھا کہ حضرت نے کھانا طلب کیا خادموں نے طعام لطیف حاضر کیا ہم لوگ کھانے میں

مشغول تھے کہ ایک شخص خاتون معظمہ حمیدہ بربریہ زوجہ امام جعفر صادق کی طرف سے حضرت کے پاس آیا

کہ حمیدہ درد زہ میں ہیں کیونکہ میں اسوقت حمل کے علامات ظاہر ہوئے ہیں جو کہ آپنے فرمایا تھا کہ یہ فرزند تمہارا دیگر

فرزندان سے ہوگا اور وقت ولادت مطلع کرنا لہذا اطلاع کرتی ہوں ابو بصیر کہتے ہیں کہ حضرت

خوش ہوکر اوٹھے اور تھوڑی عرصہ کے بعد خندان و شادان آستینیں الٹی ہوئی تشریف لائے

میں نے عرض کیا خدا آپ کو ہمیشہ خوش رکھے حال خاتون معظمہ کیا ہے فرمایا خدا نے مجھے فرزند عطا فرمایا اور

حمیدہ نے ایسے امور بیان کئے جن میں مجھ سے واقف تھا اور جو اسرار ہونا ابو بصیر عرض کیا

یا حضرت مجھ کو بھی مطلع فرمائیے حضرت نے کہا کہ مولود کی ماں نے کہا جب یہ فرزند پیدا ہوا تو اسنے

دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور ہاتھ جانب آسمان بلند کئے اے ابو بصیر یہ علامت امام کی ہے

اے ابو بصیر جس شب اسکا نطفہ منعقد ہوا تھا اوس شب کو ایک فرشتہ نے ایک جام شربت

کہ جو پانی اور دودھ سے خنک تر اور مسکہ سے نرم شہد سے زیادہ شیرین برف سے زیادہ

خنک تھا مجھے دیا اور میں نے حمیدہ سے مقاربت کی اور نطفہ اس مولود مسعود کا اوسی شربت سے

پیدا ہوکر اوسکی رحم میں منعقد ہوا اے ابو بصیر خوب بیان ہو کہ بعد میرے یہ امام ہوگا کیونکہ

پیدائش اور القاب و لقب امامؑ کی بیچ حالات میں

مرتبین ولادت باسعادت آپکے منزل ابوا میں جو درمیان مکہ و مدینہ میں ساتوین ماہ صفر روز یکشنبہ سنہ ۱۲۸ ہجری میں ہوئی اور از روئے وصیت حضرت آپکے پدر بزرگوار امام ہوئے تاریخ شہادت

ز روی وصیت بہ امر شدید	امامت بموسیٰ کاظم رسید
شہنشاہ دین سرور خاص و عام	امام است ہفتم میان انام
بہ علم و فضیلت چو شیر خداست	وصی پدر نایب مصطفیٰ است
ز القاب مشہور آن شہریار	بود کاظم از لطف پروردگار

گو آپکے کنیت ابوابراہیم و ابوالحسن و ابوعلی ہیں مگر کاظم و عبد صالح زیادہ تر مشہور ہے چنانچہ وجہ تسمیہ دونوں اسماء کا عرض کرتا ہوں کہ کاظم کی معنی لغت میں ضبط کرنیوالے کے ہیں چونکہ ہمارے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ظلم و ستم اعدا بہت تحمل فرماتے اور اکثر سجدہ شکر و عبادت پروردگار عالم میں مشغول رہکر ایسے ضعیف و ناتوان ہوگئے تھے کہ حالت سجدہ میں دور سے یہ معلوم ہوتا کہ کوئی چادر سفید دور پڑی ہوئی ہے اسوجہ سے آپکا لقب کاظم مشہور ہوا۔

ومن الفضل ما شهدت به الاعداء فضل و بزرگی اوس کی یہاں تک ہے جسکو اعدا

بھی مانتے ہیں سید عبداللہ فردوسی روایت کرتے ہیں کہ میں ایکروز کسی ضرورت سے

فضل بن ربیع کے پاس کہ جس مکان میں ہارون نے حضرت کو قید کیا تھا گیا جب اوسکی نظر

مجھ پر پڑی طلبنی وقال انظر من هذا البیت مجھے اپنے قریب بلایا اور چونکہ

بالاخانہ پر بیٹھا تھا اوسنے مجھ سے کہا کہ اس سوراخ کے ذریعہ سے نیچے مکان میں دیکھ کیا دیکھتا ہے

فقلت لم ار الا الثیاب میں نے کہا مجھکو بجز کپڑے کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا فقال

انظر بنظر دقیق کہنے لگا ذرا خوب غور سے دیکھ عبداللہ کہتے ہیں جب میں نے غور سے دیکھا

تو یہ معلوم ہوا کہ کوئی سجدہ میں ہے فضل نے مجھ سے کہا یہی ہستی ہیں جو ہارون نے مجھے سپرد کیا

کہنے لگا تمہارے مولا ہیں میں نے کہا میرا مولا کون ہے کہنے لگا مجھ سے تجاہل کرتے ہو میں نے کہا

ای امیر مجھکو تجاہل کی کیا ضرورت ہے کہنے لگا یہ موسی بن جعفر ہیں ای عبداللہ میں رات دن

انکی حالت کا متلاشی رہتا ہوں مگر بجز اس حال کے دوسری کیفیت وحالت معلوم نہیں ہوتی

بعد نماز صبح تا طلوع مشغول وظائف رہتے ہیں پھر سجدہ میں چلے جاتے ہیں یہانتک کہ زوال شمس ہوتا ہے

اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو اس کام پر مقرر کیا ہے کہ جب زوال شمس ہوتا ہے مطلع کرتا رہتا ہے سر سجدہ سے اٹھا کر

بغیر تجدید وضو نماز نوافل و فریضہ ظہرین میں مشغول ہوتے ہیں اور یہ دلیل اسکی ہے کہ خواب

میں نہ تھی بعد طول سجود تھا اور بعد فراغ نماز ظہرین پھر سجدہ کرتے ہیں یہانتک کہ آفتاب غروب

ہو پھر اور مرتبہ بلا تجدید وضو نماز مغرب و تعقیب میں مشغول رہکر نماز عشا سے فراغت کرکے

افطار کرتے ہیں اور ہر مرتبہ البتہ تجدید وضو فرماتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں جب سر سجدہ سے اٹھاتے ہیں

تو تھوڑی دیر بستر خواب پر آرام کرتے ہیں اور بہت ہی تھوڑی دیر آرام کرکے پھر نماز میں

مشغول ہو جاتے ہیں یہانتک کہ صبح ہوتی ہے) ای عبد اللہ جب سے مری پاس آئے ہیں یہی عادت ہیں جنکو بیان کرچکا

اور ہرگز تغیر نہیں دیکھا۔ (عبد اللہ کہتی ہیں جب میں نے یہ کلام سنا کہا کہ خوف خدا کر

اور کسی قسم کا ارادہ بد کا اون حضرت کی نسبت مت کر ورنہ کہیں تیری نعمت میں تغیر ہو جائیگا خدا

فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ خدا کسی کی نعمت

کو تغیر نہیں دیتا تا وقتیکہ خود باعث زوال نعمت کوئی امر نکریں)

بروایت دیگر جب ہارون نے خفیہ طور پر حالات بچشم خود دیکھی تو کہا اِنَّهٗ مِنْ رُهْبَانِ

وَالْعُبَّادِ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ کہ بیشک وہ رہبان و عباد بنی ہاشم سے ہیں

اس طور سے وجہ مشہور ہے جو حضرت میں بہ لقب عبد صالح ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ نے کتاب انوار

جلاء العیون

سے روایت کی ہے لما کان ع فی حبس ھارون بعث الیه جاریة حسنة

کہ جس زمانہ میں حضرت قید ہارون میں تھے اوس لعین نے ایک کنیز کو نہایت حسین وجمیل تھی

آپکی خدمت کیواسطے قید خانہ میں بھیجا شاید حضرت کو اوسکی جانب خواہش ہو تاکہ

(معاذ اللہ) بدنام کرکے لوگوں کی نظروں سے آپکی وقعت کم کردے غرض جب ملازمان ہارون

اوس کنیز کو آپکے گھر میں لے گئے قال لیس لی حاجة الیها حضرت نے ارشاد فرمایا کہ

مجھکو ایسی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے اور نہ چنداں قدر ہے وقعت وعزت اسکی نہیں کہ جب

جاتی ہو جب یہ خبر ہارون کو پہونچی کہنے لگا کہ ہمنے تمکو تمہاری خواہش پر قید نہیں کیا

اور نہ تمہارے نزدیک قدر وتمہارے کا ہمیں کچھ لحاظ ہے یہ کنیز تمہارے پاس ضرور رہیگی

غرضکہ اپنی کنیت سے رکھ کر میں اوترا کہ دیکھوں کنیز میں اور حضرت میں کیا ہوا ایک خادم کو

خفیہ بھیجا کہ خبر لاوے جب خادم واپس گیا تو جاکر کہا کہ وہ تو سجدہ میں پڑی ہوئی ہے

اور بار بار قدوس سبحانک کہہ رہی ہے ہارون نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ موسی بن جعفر

نے اوسپر جادو کردیا اوسے بلاؤ جب وہ کنیز لائی گئی تو اوسکی تمام بدن میں لرزہ

تھا ہارون نے کہا یہ تیری کیا حالت تھی جواب دیا کہ کیا کہوں عجب حال تھا جب مین حضرت کے
پاس گئی تو برابر عبد صالح کو مشغول نماز پایا تا اینکہ مجبور ہو کر مین نے خود کہا کہ آپ مجھ سے کسی خدمت کو
کیون ارشاد نہین فرماتے عبد صالح یعنی حضرت نے جواب دیا لَیْسَ لِیْ حَاجَةٌ اِلَیْکِ مجھکو
تیری ضرورت نہین تھی مین نے عرض کیا کہ آخر مجھکو آپ ہی کے خدمت کیواسطے بھیجا ہے اور تب آپ
نے ایک جانب کیطرف اشارہ فرما کے ارشاد فرمایا کہ یہ جانب کی جانب کس کی مین جب ادھر
اوسطرف نظر کیا تو بہت سے باغ دیکھی کہ جنکی انتہا بھی معلوم نہین ہوتی اقسام اقسام کے ریاحین وغیرہ سے
رکھتا عقل نظیر دنیا مین نہین
آراستہ تھی اور بہت سے حور و غلمان حریر و دیبا کے تیار پہنی ہوے تاج مکلل و مرصع اقسام
جواہر سے سر پر رکھی ہوے بعض اونین سے طعام و میوہ ہاتہ پر لیے بعض گلدستہ و بریق ہاتہ میں لیے
ہوے خدمت حضرت کیواسطے مستعد ہین فَوَقَعْتُ مُغْشِیًّا وَسَجَدْتُ مین اس حالت کو
دیکھکر بیہوش ہوگئی اور سجدہ مین تھی کہ تیرا خادم مجھے بلالایا ہارون نے کہا اے خبیثہ شاید
کہ تو سجدہ مین سوگئی اور خواب مین سب دیکھا قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَیْتُ قَبْلَ السُّجُوْدِ
ثُمَّ سَجَدْتُ مُتَعَجِّبًا اوس نے کہا قسم خدا کی یہ سب مین نے قبل سجدہ دیکھا تھا اور بعد اوسکے
دیکھتی ہی دہشت و خشیت عظیم عارض ہو کر رعب سے مین سجدہ مین چلی گئی ہارون نے سنکر

جو کچھ ہاتھ میں نہ بچا تھا اور ایک غلام سے کہا کہ اس کنیز کی حفاظت کر اور اس تعہد کا
ذکر سے نہ نکلے راوی کہتا ہے کہ وہ کنیز ہمیشہ مشغول نماز رہتی اور عبادت خداوند عالم میں
لگی رہتی فقال لها الهارون يوما ما السبب فيما لك في الصلوة ہارون
نے اوس سے ایک روز کہا کہ تیری اسقدر نماز میں مشغول رہنے کا کیا سبب ہے قالت رایت
عبد الصالح يصلي دائما فاتبعه کہنے لگی میں نے حضرت عبد صالح کو ہمیشہ مشغول نماز
پایا لہذا میں اونکی متابعت کرتی ہوں ہارون بار بار عبد صالح کے نام سے غضبناک ہوا اور
کہنے لگا کہ یہ نام تونے کہاں سے معلوم کیا جواب دیا کہ اون کنیزوں اور حوروں سے کہ اون باغ بہشت
میں دیکھا تھا سنا ہے جب میں نے خدمت میں اسکی عرض کیا کہ او بزرگوں نے مجھکو تابع بندہ کیا
کہ تو عبد صالح سے کیا خواہاں ہے اگر یہ ہمارا خاص کام و خاص خدمت ہے اور ہم اونکی خاص خادم
ہیں تیرا کیا منصب ہے کہ ایسی عزت اوس جناب سے کرے لہذا میں نے جانا کہ لقب اقدس
اون بزرگ کا عبد صالح ہے راوی کہتا ہے کہ ہمیشہ سے وہ کنیز تا حیات خود مشغول عبادت
رہی تا آنکہ دنیا سے رحلت کی مرسین نے شہادت نے حال امام ہمام امام موسی کاظم علیہ السلام
کہ یہ لقب آپکا اہل بہشت و آسمان میں مشہور ہے اور کہہ رہا آپکی عبادت تقرب بارگاہ خداوندی

اسیلیے بقدر اختیارات از جانب خدا عطا ہوئی ہیں کہ جس چیز میں جس مادہ میں جس شکل میں
اگر ارشاد فرما دیں تو فوراً حکم قضا و قدر اوس کل وجود پر ہو جاوے کیونکہ خدا حدیث قدسی میں
ارشاد فرماتا ہے عَبْدِي أَطِعْنِي حَتَّى أَجْعَلَكَ مِثْلِي اے میرے بندے میری اطاعت
و عبادت کر تاکہ میں تجھکو اپنی مثل کا کر دوں یعنی تیرا حکم ہو دمیں اسکے حکم سے مثل میرے
فرمان کے ہو جاوے جیسا کہ علی بن یقطین کی کتاب میں اخبار رضا سے آپ کا معجزہ بہ نسبت شیر
مرقوم ہے کہ ہارون رشید نے ایک شخص ساحر اپنی مجلس میں اس غرض سے بلایا کہ وہ
بذریعہ اپنی سحر کے آپ کو مجمع عام میں شرمندہ کرے اور دسترخوان بچھوا کر اپنی قریب امام کو
بٹھایا اور اوس ساحر سے اشارہ کیا فَكُلَّمَا رَامَ أَحَدٌ بِهِ الْإِمَامُ مَدَّ لِتَنَاوُلِ رَغِيفًا
طَارَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَفَرِحَ هَارُونُ اوس نے یہ تمسخر کیا کہ جب حضرت کسی روٹی پر دست مبارک
ڈالتے تو وہ گردہ نان ہاتھ سے نکل اوڑ جاتی یہ حال دیکھکر ہارون ملعون اور اوسکے
رفقا کی قہقہہ مار ہنسی پڑی فَرَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهُ عَلَى أَسَدٍ مُصَوَّرٍ عَلَى
بَعْضِ السُّتُورِ اوس وقت شیر بیشہ حیدری و اسد میدان صفدری کو جلال آگیا
اور سر اوٹھا کر آپ نے تصویر شیر کیطرف کہ ایک پردہ پر کھنچی ہوئی تھی نظر کی

فقال له یا اسد الله خذ عدو الله اور فرمایا ای شیر خدا کیا دیکھتا ہی اس ساحر

دشمن خدا کو قتل کر راوی ہی ہاشم والد ہین نی دیکھا کہ حضرت کی ارشاد فرماتی ہی وہ تصویر

شیر صحرائی ہو کر اوس ساحر ملعون کو چیر پھاڑ کر نگل گیا ہارون بوادسکی رفقا کی

سب کے سب بیہوش ہو گئی اور جب غش سے افاقہ ہوا تو حضرت سے عرض کرنے لگا سالتک

بالله ان تامر بالصورة ان ترد الرجل ای فرزند رسول آپ خاندان رحمت

سے ہین رحم فرمائیے اور خدا کیواسطی اس شیر مصور کو ارشاد ہو کہ اس ساحر کو اوگل دی

حضرت نے ارشاد فرمایا لو کانت عصا موسی ردت ما ابتلعته فهذه

الصورة ایضا تردہ اگر عصاء حضرت موسی علی نبینا و علیہ السلام رسیمان ساحران فرعون کو

اوگل دیتا تو ممکن تھا کہ یہ شیر مصور بھی اوس ساحر کو اوگل دیتا یہ سنکر ہارون نے

ہارون علم ہمارے اوپر بصورتین کا تمام ہو دین بجا ہے بہتر ہا ہی اور یون تحفات خدا مین بطور تا مد ...

وله ابدع ما نعقله من عقول و نفوس و صور

رفائی علام نے اوسکی ترقی ہر ایک چیز کو خواہ وہ عقول یا نفوس یا صورت ہوں

نور حکمت سے ظاہر فرما دیا اور آپکا مرتبہ نظر خلائق مین دوبالا کر دیا

[illegible]

مَنْظَرُهَا الْوَاجِبُ وَمَا الْمُمْكِنُ صُوْرَتُهُ اَلْجَاعِلُ مَا الْمُتَظَهِّرُ

سبحان اللہ یہ ذات ممکن ہی کہ تمام واجب الوجود کا فرماتے ہین اور یہ ایسی صورت بمنزلہ ہی کہ ذات

کمالات کا مرئی ہے مَا هُوَ اللّٰهُ وَلٰكِنْ مِثْلًا نِعْمَةُ اللّٰهِ كُنَّا وَجِه

شاعر ہستی مین ہمہ سن کہتا ہے وہ خدا ہین تاکہ مری اعتقاد مین خلل آوی مگر ہان یہ تو فرمایا

کہو کہتا کہ انہین صفات خدائی ایسے ساتھ ساتھ ہین جیسے پتھر سنگ چقماق مین آگ ساتھ ہے

اللہ اکبر یہ مین کہا تک آپکے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ کا ذکر کیا جاوے ایک دفتر طویل

کافی نہین ہو سکتا اور غیب سے قبل اب وجد کی ایسے ہا ہر دو واقف تھی کہ گویا گذرگی بات ہے

بعض مومنین معتقدین سے وہ امر تعلیم فرماتے کہ گو بظاہر مردہ تھی مگر نتیجہ اوسکا بہت بہت

اچھا ہوا چنانچہ بحار مین علی ابن یقطین اسدی سے کہ محب و معتقدین امام موسی کاظم

تھا اور وزیر ہارون تھا منقول ہی کہ ایکمرتبہ اونے حضرت کے خدمت مین انہی لوگون

کی عرضی بھی اُخْتُلِفَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فَاِنْ رَأَيْتَ اَنْ تَكْتُبَ

مَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ یا ابن رسول اللہ بیان مسح پا مین حضرت ہی امیدوار ہون کہ حالیہ

وضو میں جو حضرت کے نزدیک صحیح ہو ارشاد فرمائیے کہ میں اوسکے موافق عمل کروں
حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تین مرتبہ کلی کر اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال اور تین مرتبہ
منہ دھو وَخَلِّلْ شَعْرَ لِحْيَتِكَ ثَلَاثًا وَتَغْسِلُ يَدَيْكَ ثَلَاثًا وَتَمْسَحُ ظَاهِرَ اُذُنَيْكَ
وَبَاطِنَهُمَا وَتَغْسِلُ رِجْلَيْكَ ثَلَاثًا وَلَا تُخَالِفُهُ اے علی بن یقطین تم تین
مرتبہ منہ دھوئیگی تین مرتبہ اپنی ریش میں خلال کرنا اور تین مرتبہ ہاتھ دھونا اور ظاہر و
باطن کانونکا مسح کرنا اور پیر دونوں پیروں کو تین مرتبہ دھونا خبردار اسکے خلاف ہرگز نکرنا
جب یہ جواب حضرت اونکے پاس پہونچا تو حسب ارشاد امام اسی طرح وضو کرتا رہا ہارون رشید نے
ایک مرتبہ اپنے دل میں کہا يَقُولُونَ اَنَّهُ رَافِضِيٌّ وَالرَّافِضِيُّ يُخَفِّفُونَ فِي الْوُضُوءِ
لوگ کہتے ہیں کہ علی بن یقطین رافضی ہے آج دیکھوں کہ وہ وضو کسطرح کرتا ہے اگر رافضی جیسا
روافض وضو میں تخفیف کی تو سمجھونگا کہ لوگونکا کہنا صحیح ہے یہ سوچکر اوس روز
اور کسی کام میں علی بن یقطین کو ایسا مصروف کیا کہ وقت نماز آگیا فَوَقَفَ الرَّشِيدُ
وَرَاءَ حَائِطِ الْحُجْرَةِ بِحَيْثُ يَرَاهُ وَلَا يَرَاهُ هُوَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْهِ بِالْمَاءِ لِلْوُضُوءِ

ہارون رشید پس دیوار اس طرح سے کھڑا ہوا کہ علی بن یقطین کو دیکھے اور وہ اس کو نہ دیکھے مگر

خادم سے حکم لیا کہ وضو کے لیے پانی لا دیوے اونہوں نے جیسا کہ فرمان امام موسیٰ کاظم کا

تھا مثل اہل سنت وضو کیا قَالَ کَذِبَ مَنْ زَعَمَ اَنَّہٗ رَافِضِیٌّ ہارون رشید نے کہا

کہ جو لوگ اس کو رافضی کہتے ہیں محض غلط ہے اب کبھی کسی کا کہنا اس کے حق میں نہ مانوں گا

مومنین ایسی امتحان تمام ہوا کہ اوسوقت شقہ خاص حضرت علی بن یقطین کے پاس ہوئی

اَنْ تَوَضَّاْ مِنَ الْاٰنِ کَمَا اَمَرَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اوسمیں لکھا تھا کہ اسوقت سے

وضو اس طرح سے کرنا جیسا کہ حکم خدا و رسول ہے کہ ایک مرتبہ منہ بہ نیت وضو دھونا اور بعد ازاں

ہاتھوں کو کہنیوں سے تا سر انگشتان بہ ترتیب دھونا وَامْسَحْ بِمُقَدَّمِ رَاْسِکَ وَظَاہِرِ قَدَمَیْکَ

مِنْ فَضْلِ نَدَاوَةِ الْوُضُوْءِ فَقَدْ زَالَ مَا یُخَافُ عَلَیْکَ بعد اس کے مقدم سر اور

پشت قدمین پر باقی تری سے مسح اوس تری سے کرنا جو منہ اور ہاتھوں پر رہی ہو

اب اس طور سے وضو کرنا کہ اب محل خوف باقی نہیں اور خدشہ رفع ہو گیا

مومنین بہ تحقیق اس کے دوست تردد میں تھے اور [illegible] جیسا کہ کتاب علل [illegible]

دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر   مؤلف کی روایت مخالف کی نزدیک چنداں قابل اعتقاد
نہیں رہتی بقول سے   چشم بد اندیش کہ برکندہ باد   عیب نماید ہنرش در نظر   دریافت
و معلوم فرمایا ما فی الضمیر غیر کو حضرت نے   ایک عالم ہیں ابن جوزی حنبلی سے مروی ہے کہ ابراہیم نے
شقیق بلخی سے روایت کی ہے   کہ جب گیا واسطے [illegible] کے میں ہمراہ حجاج کے بقصد حج شقیق
روانہ ہو کر منزل قادسیہ پر پہنچا   فَرَاَیْتُ شَابًّا حَسِیْنًا فِیْ هَیْئَةِ الْمُتَصَوِّفِیْنَ
دیکھا کہ ایک جوان زیبا صورت گندم گوں لباس پشمینہ پہنی تھا سب سے علیحدہ ایک طرف اکیلا بیٹھا ہے
دل میں تھا میں   میں سمجھا فرقہ صوفیہ سے کوئی شخص ہے چاہتا ہے کہ درویشی کے لباس میں
لوگوں سے مال حاصل کرے اور بے طرح بیٹھا ملک کا کھاوے   مجھ سے اس بات شاق ہوا چاہا کہ جا کر
سمجھاؤں اور سرزنش کروں   جب اس ارادہ سے نزدیک پہنچا اوس مرد با خدا نے نظر اوپر اٹھا کے
اور ہر چند مجھ سے شناسائی نہ تھی مگر نام لیکر فرمایا   یَا شَقِیْقُ اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِنَ الظَّنِّ
اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ   اے شقیق کیا تو نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی کہ حق تعالے
ارشاد فرماتا ہے اکثر ظن سے پرہیز کرو کیونکہ بعض ظن و گمان خطا و معصیت بھی البتہ ہوا

کہ میرا گمان صحیح تھا یہ تو کوئی نہایت ہی مقرب بارگاہ الٰہی ہیں کہ جو کچھ میرے دل میں تھا بتلا دیا

اوسکی خود ہی مجھکو جواب دیدیا یہ امر دونوں میں گذرتے ہی وہ بزرگوار نظروں سے غائب

ہوگئے فَتَحَسَّسْتُ لِلْعُذْرِ میں تلاش میں ہوا کہ اگر ملجاتے تو اپنی بدگمانی کا عذر کرتا مین

ہر چند برابر یہی خیال رہا یہانتک کہ منزل واقصہ پر آیا دیکھا کہ وہی بزرگ حالت نماز

میں حضور قلب سے مصروف ہیں اور عجب حالت ہے کہ خود تو نماز میں مشغول ہیں مگر خوف

سے تمام بدن تھل تھل لرزاں ہے دونوں آنکھوں سے دو نہریں اشکوں کی جاری ہیں میں دل میں

خوش ہوا کہ اب چلکے اپنی تقصیر کی عرض کروں جب نماز سے فارغ ہوئے میری طرف دیکھا

ہنوز کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ فرمایا یَا شَقِیقُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنِّی لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ

وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی ای شقیق خداوند تعالی نے فرمایا ہے میں اون لوگوں کا مغفرت کرنیوالا

ہوں جنہوں نے گناہوں سے توبہ کی اور ایمان لائے نیک عمل کئے اور راہ حق پر ثابت قدم

یہ حالت دیکھکر میں اور زیادہ متحیر ہوا کہ یہ بزرگ بیشک ابدال و اوتاد سے ہیں کہ دوبارہ میرے

ما فی الضمیر سے آگاہ ہوگئے بہرکیف جب منزل زبالہ وبروزن نازلہ پر پہنچا پھر اوسی مرد

خداشناس کو دیکھا کہ ایک کنوئیں پر ڈول لئے ہاتھ میں کھڑے ہیں چاہتے تھے کہ پانی بھر دن

ڈولچی کنوئیں میں گر پڑی اور شوق میں دیکھا کہ سر آسمان کی طرف بلند کرکے عرض کیا
اَنْتَ رَبِّي اِذَا ظَمِئْتُ اِلَى الْمَاءِ وَقُوْتِي اِذَا اَرَدْتُ الطَّعَامَ يَا سَيِّدِي مَالِي
سِوَاكَ ای پروردگار جب میں پیاسا ہوتا ہوں تو تو ہی سیراب کرنے والا ہے اور جب بھوکا ہوتا ہوں
تو روزی پہنچانے والا بھی تو ہی ہے تیرے سوا کوئی دوسرا وسیلہ نہیں شقیق کہتا ہے قسم خدا
دیکھا میں نے کہ پانی اوس کنوئیں کا بلند ہونے لگا یہاں تک کہ لب چاہ آیا اوس جوان نے اپنی
ڈولچی بھر لی اور وضو کرکے اوسی جگہ چار رکعت نماز پڑھی بعد اوسکے ریگستان میں ایک ٹیلہ پر
بیٹھ گئے اور تھوڑی ریگ اوٹھا کر ڈولچی میں ڈالی اور بے تکلف نوش فرمانے لگے یہ حال دیکھ کر
پر تعجب نہایت گذشتہ سے بھی زیادہ ہوا عرض کیا ای بندہ مقبول داور آپ پر بعجب تفضل خدا
ہی اور ایسے مرتبے عالیہ خدا نے مرحمت فرمائے ہیں یہ سنکر ارشاد فرمایا یَا شَقِيْقُ لَمْ تَزَلْ
نِعَمُ اللهِ عَلَيْنَا ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً فَاَحْسِنْ ظَنَّكَ بِرَبِّكَ ای شقیق ہم بندوں پر
خدا کی نعمتیں ظاہر و باطن ہمیشہ سے ہیں اپنے خدا سے ایمان کو درست رکھ بعد اوسکے جو کچھ نوش
فرماتے تھے اوسمیں سے تھوڑا سا مجھے بھی مرحمت فرمایا جب پیش کیا تو شکر ملا ہوا
ستو تھا بہت ہی لذیذ و خوشبودار تھے تمامی عمر نہ کھائی تھی اوسکے کھانے سے ایسا سیر ہوا

کہ چند روز تک کہانے اور پانی کی خواہش نہوی پہر آسمانو راہ مین کہین بیٹہی اور اوس بزرگ کو

ندیکہا تا آنکہ داخل مکہ ہوا فَرَأَيْتُ فِي نِصْفِ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا مین شب کو مشغول طواف

کہ اونہین بزرگ کو دیکہا کمال خضوع و خشوع سے زیر میزاب نماز مین مشغول ہین اور اسیطرح

صبح تک عبادت خدا مین مصروف رہی فَلَمَّا أَصْبَحَ تَطَوَّفَ وَخَرَجَ مِنَ الْكَعْبَةِ

فَاتَّبَعْتُ لَهُ جب صبح ہوئی تو سات مرتبہ طواف خانہ کعبہ بجا لاکے باہر چلے مین بہی ساتہ

ہو لیا جب وہ بزرگوار اپنی فرودگاہ پر پہونچے تو مین نے دیکہا کہ برخلاف منازل راہ کے

گہوڑی اور غلام اور سوالیان خدام بہت سے ہین جوق جوق انبوہ انبوہ لوگ ہر طرف سے

آکر بعد آداب سلام و مراسم اعزاز و اکرام مسائل دریافت کرتے ہین شفقت کرتی ہین بہی دستگیری

حیرت سے ہوگئی مین نے ایک شخص سے پوچہا یہ برگزیدہ باری کون ہین اوس نے کہا کیا تو

نہین جانتا رہی ہے امام زمانہ حجۃ اللہ جناب موسی کاظم علیہ السلام ہین مین نے کہا البتہ ایسے

بزرگوار سے ایسطرح کی امور عجیبہ ظہور مین آتی ہین کیون نہوین شاہ آپ کا

بہ مخزن ہمہ اسرار حق توئی ناظر
بہ مطلع ہمہ انوار حق توئی منظور

قدم مبر ہی بصلی چہ بر نہی رضوان
کنند نثار قدمت بہشت و حور و قصور

بحسن و خیر ملک ز انس و جان توئی آمر | به حلم و صبر و سکون ز امر حق توئی مامور

بپاس بوسش درت کوت شهنشاهی | دهد ز لطف به خاقان و قیصر و فغفور

ز صد یکی ننویسند خلق فضل ترا | شوند اگر قلم اشجار و در مداد بحور

ضیاء روی تو مصداق آیه والشمس | قد نکوی تو تفسیر آیه والطور

کیونکہ حضرت جو امام بر حق تھے اور صاحب اوصاف حمیدہ ہو اوسپر مخالفین نے انتہا درجہ کی سختیاں
شدیدہ کی صابرین جو بزرگوار دوسرے کی مافی الضمیر کو سمجھ جاتے اوسکا کینہ دشمنوں کی دلوں میں پوشیدہ
رہا جسکی واسطے یا بچپن سے بنارے تک آدمی رہ ہدروں لحد میں زندگانی اکبر کی یا حبس کے
کی اک رنگ زمین غذا لطیف پہنچائی اعدا اوسکی غذا میں زہر ملاتے تھے

منقول ہے کہ منصور دوانقی جسنے آپکے پدر بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السلام کو بذریعہ والی مدینہ انگور
میں زہر دلوا کے شہید کیا تھا بلکہ حضرت امام موسی کاظم کا متعرض نہوا منصور کے بعد مہدی نے
دس برس سے زیادہ خلافت کی اور حضرت کو قید کر کے عراق میں بلوایا مگر بوجہ ملاحظہ معجزات خارق عادت

پر کچھ اثر نہ ہوا بعد رنجش کے ایک سال سے زیادہ دن نہ خلافت کی اور نہ بہی حضرت پر اذیت و مصیبت

جب ہارون رشید تخت خلافت پر بیٹھا تو اسنے داد فرعونیت دی موجودہ بیٹوں میں سے تین کو یکے بعد دیگرے

ولیعہد کیا سنہ ۱۷۹ ہجری میں ہارون رشید نے بقصد استحکام خلافت اور

حضرت سفر حج کیا پہلی مدینے میں آیا اور وہاں نے روضہ رسول میں ایک روز یہ تقریر کیا ای صاحب رسول

اپنی خلافت کی استحکام کی غرض سے آپکے فرزند امام موسیٰ کاظم کو قید کرنا چاہتا ہوں

که عذر بدتر از گناه جناب رسول کو حضرت کیونکر بات رنج و ایذا ہوگی آخر

امام کی گرفتار کرنے کا حکم دیا حضرت اپنے جد بزرگوار کے روضہ میں نماز پڑہ رہے تہے کہ نفیل

اگر گرفتار کیا آہ آہ جانا کہ سمجھتا ہر بار کہ فنظر نظرة الی السماء الی قبر جده

اور لب سے میں حضرت اپنے نانا کے مزار کیطرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے یا جداه آپ

کہ ہم اہلبیت آپکے ذریت پر کیا کیا ظلم و ستم ہو رہے ہیں کسی سے کہا ہے کہ اوسوقت

پیٹنے کی آوازیں بلند ہوئیں عورتیں پیٹتی تہیں کی تاک خاک پر ڈالتی تہی آخر ہارون نے دو محمل

اسطرح کی طیار کیں تاکہ کسی کو تحقیق نہو کہ امام کس محمل میں ہیں ایک کو بغداد دوسرے کو بصرہ

تہی ہمراه حسان سروی بصرہ میں عیسیٰ بن جعفر اپنے بھتیجے کے پاس روانہ کیا اور ایک سال

نے کثرت عبادت و زہد حضرت دیکھکر قتل سے جرأت نہ کرسکا ہارون کو عذر کیا اوس نے بغداد

میں بلوا کر فضیل بن ربیع کی پاس مقید کیا اوس نے بھی کثرت زہد و ورع و خوف دیکھکر عذر کیا آخر بھیجا اون نے

فضیل بن یحیی برمکی کے یہاں قید کیا اور قتل کر دینیکی فرمائش کی بروایتی اوس نے بھی انکار کیا تو فضیل پر سخت

تہدید کی۔ کی برمکی موافق اپنی سنی کے متعرب ہو گئی وہ بے مستعد ہوا [قتل] راوی کہتا ہے کہ

ہارون ہمیشہ فکر قتل میں رہتا مگر چاہتا تھا کہ ظاہر میں بدنام نہ ہو تا کہ خلق خدا ہم سے متنفر نہ ہو جائے مگر

ہر شب معجزات حضرت دیکھکر کسیکو جرأت نہوتی

خدا کی قسم میں ہارون نے ایک شب فضیل کو بلوایا [اپنی دربار کو] دیکھتا ہے ہارون غصہ میں ہے

فضیل کو دیکھکر کہنی لگا این ذاک الحجازی قلت عنہ میں قسم کھاتا ہوں اگر تو

ابھی جا کر ابھی اوس کو حاضر نہ کیا تو تجھکو قتل کرونگا فضیل کہتی ہیں میں نے کہا ہارون کس کو

کہنی لگا وہی حجازی یہ بعض نے کہا کون حجازی کہنی لگا موسی بن جعفر میں نے اپنے دل میں کہا

کہ اگر اوسکو حاضر کرونگا تو ضرور اوسکو شہید کریگا ورنہ میرا مال و جان جاتا ہے آخر دنیا کو میرے نفس نے

ترجیح دی اور حضرت کے حاضر کرنیکو قبول کیا ہارون نے دو تازیانہ اور دو جلاد طلب کیا فضیل

موجود کر کے حضرت کے پاس چلیے (فضیل ابن ربیع) لوگوں نے مجھکو ایک خرابہ کا نشان بتلا دیا کہ جہاں

فرمانے چہاں سے حضرت کے لئے مکان بنا کر گویا کہ قید کیا تھا اور ایک غلام حبشی

دروازہ پر تھا میں نے اوس سے کہا اپنے آقا سے میرے آنے کی حاضری طلب کرا دو اوسنے کہا کہ چلا

جاے مولا کو حاجت دربانی نہیں ہی جب میں حضرت کے خدمت میں گیا دیکھا کہ ایک غلام حبشی

مقراض سے زبان کو مقام کو دور تراش رہا ہی میں نے عرض کیا آپکو ہارون طلب کرتا ہے

فرمایا مجھکو رشید نارشید سے کیا واسطہ کیا وفور رحمت نے اوسکو میرے حال سے غافل نہیں کیا

یہ فرما کر حلقہ اوس پہ نظر کی اور فرمایا لَوْلَا اَمْرُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ لِاِطَاعَةِ سُلْطَانِ الْجَابِرِ

تَقِيَّةً لَمَا اَجَبْتُهُ اگر حکم خدا و رسول دربارہ اطاعت بادشاہ جابر بغرض تقیہ نہ ہوتا تو میں ہرگز

جانا قبول نہ کرتا میں نے راستہ میں عرض کیا اے ابو ابراہیم خلیفہ آپ پر بہت غضبناک ہی

فرمایا کہ کیا میرا بادشاہ مالک دنیا و آخرت نہیں ہی انشاء اللہ مجھکو کوئی آسیب نہ آنے پائیگا

پھر ایک دعا پڑھی اور تین مرتبہ دست اقدس سر و منہ پر پھیرا

جب میں قریب ہارون کے پہنچا دیکھا کہ ہر ہاتھ میں قتل زن پسر مردہ حیران مجھکو دیکھکر مخاطب

ہی میں نے سنا ہے کہ پہنچ گیا تو نے آنحضرت کو ہمیں خوف تو نہیں دلایا یہ میں و نیز

خشمناک ہوئی میں نے اس خیال سے کہ مبادا راز اصلاح وقت قتل کا شش نہ ہو انکار کیا

غرض جب حضرت داخل ہوئے قَامَ مِنْ مَجْلِسِهٖ وَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ اور بٹھا دیا

آپ پر پیری بغرض تعظیم اٹھ کھڑا ہوا اور ملنے لگا یا اور کہنے لگا اے پسر عم و وارث حقیقی

خلافت مرحبا مرحبا پھر حضرت کو قریب بٹھا کر کہنے لگا آپ کس واسطے تشریف

لائے میں کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا کہ تیری ملک کی آفت دلی و محبت دنیا فارغ ہی کر اور ان

نے خوش ہو کر کہا جب دستور عرب کی رسم میں آگیا اور ایک قسمت مرد و عورتوں

دینیوں کی نذر کیا حضرت نے فرمایا اگر فرزندان و دختران ابو طالب کی عقد کا قصد

ہو جہ تیری نسل محفوظ رہتا تو یہ مال مجھے نہ ہوتا پھر حضرت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

کہتے ہو باہر تشریف لائے

تفصیل ہشتادم میں نے ہارون سے کہا کہ پایا وہ مقصد پایا نوازش ہی کیا کہا جو میں تو نہ پانی

گیا ایک گروہ ہے شہر میں جدا ہی ہے مری کان کے گرد موجود ہیں اور سب کے سب

حیرون کو زمین پر بار رہتی تھی کہ اگر فرزند رسولخدا کو کچھ بھی ایذا پہونچائی تو اسکو بھی
زمین میں گرا دو اور اگر احسان کرے تو چھوڑ دو —

جب ہارون ہر طور سے مجبور ہوا اور اکثر لوگوں نے جرأت قتل نہ کی تو اسنے اپنے عمال کو نہ اور
ملک فرنگ میں بھی لکھا کہ ایسے لوگوں کو میرے پاس بھیجو کہ جو خدا و رسول کو نہ پہچانتے ہوں لیکن
اونسے کچھ کام نہ ہوا مگر اون لوگوں نے قریب پچاس کے بھیجے تھے ہارون نے پوچھا تمہارا خدا اور
رسول کون ہے کہنے لگے ہم خدا و رسول کو نہیں جانتے غرض انکو حبس میں لے گیا جہاں حضرت تھے کہ ان
کو قتل کرو اور خود روزن سے دیکھتا تھا کہ یہ کیونکر قتل کرتے ہیں جب ان لوگوں کی نظر حضرت
پر پڑی اپنے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور تھرتھر کانپنے لگے اور قریب جا کر سجدہ میں گر پڑے
اور رونے لگے حضرت دست شفقت انکے سر پر پھیرتے اور انکی لغت میں اون سے کلام فرماتے تھے
جب ہارون نے یہ حالت دیکھی فتنہ و غدر سے ڈرا اپنے وزیر سے کہا جا کر انکو باہر لا جب اونکو
باہر لایا تو اوس قوم نے بوجہ تعظیم حضرت وقت واپس پشت کے جب حضرت کی
اور اوسی قدم واپس ہوکر بعد اوسکے وہ اپنے اپنے بلاد کو چلے گئے —

ہوتا تھا میں جب بیگ بیبیہ کی ہر بکی نے خلیفہ کو اپنی فرزند سے بر وجہ لغت قتل حضرت نارض پایا

تو خود قتل حضرت پر مستعد ہوا اور سندی بن شاہک ملعون داروغۂ قیدخانہ سے جسکی حفاظت میں

حضرت تھی شکر چند دانہ زہرآلود حضرت کو کھلادی کہ جسکی اثر زہر تمام بدن میں

پھیل گیا

و نیز اس مقام پر شبہہ ہوتا ہے کہ امام جو عالم الغیب ہیں واقف تھے لامحالہ انگور زہرآلود سے بھی

واقف ہونگے پھر بمقتضای لا تُلقوا بایدیکم الی التّھلکۃ یعنی جانوں کو موقع ہلاکت میں

مت ڈالو کیوں تناول فرمایا   جواب اسکا یوں منقول ہے کہ حضرت کو پہلے سے معلوم تھا کہ

سفر آخرت کا تہیہ فرماویں اور امام کو اپنی فرزند کو جانشین فرماویں مگر جس وقت فراموش کرتے

تا کہ قدرت خدا جاری ہو ماسوا کہ جزو ختہ کہ از جانب خدا بجا ان حالت پر کچھ نہ تھا اور قدرت حکم خدا

غالب ہو گیا تھا جیسا کہ روایت عبد السلام ہروی میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے راوی نے پوچھا کہ حضرت کیوں

فرمایا ایک فرشتہ بزرگ تر از جبرئیل و میکائیل ہیں کہ ضابطہ خدا و ہمیشہ ساتھ رہتا ہے

تیسرا جواب یہ ہے کہ آپکی تکلیف قتل دوسری تکلیف سے نہیں ہے ناکہ پر شبہہ وارد ہو مثلاً تیر تناول

اور قوت تقیہ ہوتا جب حضرت کو زہر کے کھانے کا حکم ہو اور چونکہ بحکم آیات واقف تھے کہ از کشتہ و سنگ

تو اس سے بدتر طریقے سے شہید کریں گے یہ نذرانہ وجہ سہل کو قبول فرمایا

تو بیشک انہیں صاحب کے اوقات حضرت حق جب آپ نے فقط اتنا تناول فرمایا ہو آہ تو یہ سن آپ ایسے ادا رشتی
فرشتادن روما

وسعت حق نہ جب یا کی ہر مکی بہ سندھی بن شاہک رطب زہر آلود دیا حضرت نے انکار کیا اور کہا

میں نہ کھاؤں گا اوس ملعون نے بہت مبالغہ کیا تا اینکہ سر آسمان کی طرف بلند کر کے حضرت نے

فرمایا خدایا اگر قبل اسکی الی کھاتا ہوتا تو اپنی قتل میں شریک ہوتا

امام زمان سید راستین همی گفت در وقت خوردن چنین

خدایا تو ی دانی از خاص و عام که مجبورم از خوردن این طعام

آہ فورا اثر زہر کا تمام بدن میں سرایت کر گیا تین روز قبل شہادت مسیب بن زہیر سے جو

آپ پر موکل تھا فرمایا یَا مُسَیَّبْ اِنِّیْ ظَاعِنٌ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ اِلَی الْمَدِیْنَةِ

ای مسیب آج میرا قصد مدینہ منورہ جانے کا ہے تاکہ اپنے فرزند علی کو وداع اور وصی کر کے ودائع امامت

کو سپرد کر دوں مسیب نے عرض کی ای آقا آپ طوق و زنجیر میں مسلسل دروازے قفل بند بر زندان

دروازے پر موکل ہیں کیونکر آپ جا سکیں گے فَقَالَ اَدْعُو اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ حضرت نے فرمایا

اسم رب خدا کو اوس نام سے یاد کرتا ہوں جس کی برکت سے اصف بن برخیا نے دو مہینے کا راستہ

بہیں ساعت چشم زدن میں سلیمان کے پاس منگوا لیا تھا۔ مسیّب کہتے ہیں یہ فرما کر حضرت دعا میں
مشغول ہوئے فَفَقَدْتُهُ عَنْ مُصَلَّاهُ اب جو میں نے خیال کیا تو مصلّے پر طوق و زنجیر رکھی تھی
اور امام تھے حیرت میں اپنی مقام پر پڑا تھا کہ میں نے دیکھا کہ امام تشریف لائے وَعَادَ الْحَدِیْدُ
اِلٰی مَا عَلَیْهِ اور اللہ کے صبر پہ پھر طوق و زنجیر پہن لیا مجھ سے فرمانے لگے اے مسیّب میں روز
میری حیات کے باقی ہیں سختی تھی میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور رونے لگا حضرت نے تسکین دی اور
نہ میری مفارقت میں غم کر میرے بعد میرا فرزند علی رضا تیرا امام ہے اُس کی متابعت کرنا ہرگز
گمراہ ہوگا الغرض جب تیسرا دن آیا امام نے مجھے بلایا جس روز کی مجھے خبر دی تھی وہ آج ہی
رحلت کا دن ہے جب میں تجھ سے پانی مانگوں اور پی لوں وَرَاَیْتَنِیْ قَدِ اصْفَرَّ لَوْنِیْ
وَاخْضَرَّ فَاعْلَمْ اَنِّیْ قَضَیْتُ نَحْبِیْ اور اثر زہر سے شکم میں نفخ تمام بدن میں
چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاوے تو موت مجھے معلوم کرنا مسیّب بن زہیر کہتے ہیں کہ میں مغموم و
محزون منتظر رہا تھا کہ ایام کے بعد آپ نے مجھ سے پانی مانگا تھوڑا سا پی کر فرمایا سندی بن شاہک کو
گمان ہوگا کہ وہ میرے غسل و کفن کا متکفل ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ انبیا اور اوصیا کو
سوائے نبی یا اس کے وصی کے غسل نہیں دے سکتا ثُمَّ رَاَیْتُ غُلَامًا حَسَنًا جَمِیْلًا یُشْبِہُ بِاَبِی الْحَسَنِ

(بعد) مسیب نے ایک لحظہ کے دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت جسکی شبیہ سے نور سعادت ظاہر ہوتا

اور امام موسی کاظم علیہ السلام سے بہت مشابہ تھی آئی اور حضرت کے پہلو میں بیٹھ گیا مسیب نے امام سے

اوس جوان کا حضرت سے پوچھنا چاہا کہ حضرت نے آواز بلند فرمایا مت پوچھ مجھسے

کہ مجھسے بات نہ کرنا میں خاموش ہو گیا امام نے ایک دم کے بعد اپنی دستبند کو رخصت کیا

اور امام رضا میری نظروں سے پوشیدہ ہو گیا آہ مومنین اوس اثر زہر سے حضرت نے جلد انتقال کیا

اہل بغداد نے جب خبر رحلت سنی چھوٹے بڑے داڑھیں مار مار کر رونے لگے تمام شہر میں ماتم برپا ہوا

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اہل آسمان و زمین سب ماتم کرتے ہیں جب دن نکلا

یحیی سندی بن شاہک کو تجہیز و تکفین کا حکم دیا مسیب کہتا ہے جو وقت وہ ملعون تجہیز و تکفین

غسل و کفن میں مشغول ہوا میں دور سے دیکھتا تھا کہ کوئی دست غیب آپکے جسد مطہر

لگتا تھا اور کل کام امام رضا علیہ السلام فرماتے تھے جب حضرت اپنے پدر بزرگوار کی تجہیز و تکفین سے

فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یَا مُسَیَّبُ لَا تَشُکَّنَّ فِیَّ فَاِنِّی حُجَّۃُ اللہِ

عَلَیْکَ بَعْدَ اَبِی اے مسیب بعد پدر بزرگوار اب میں مقتدا و پیشوا و امام ہوں مری امامت میں

ہرگز شک نہ کرنا اور میری اطاعت سے کبھی ہاتھ نہ اوٹھانا سندی بن شاہک کی

شہادت کو رسمی رنگ دے جس طرح کہ بعد تحقیق انتقال حضرت بغداد کی رؤسا و علما کو جمع کر کے (ایک کاغذ مبارک پر) دکھلا دیا تھا

کہ جسم پر کوئی زخم یا کسی طرح کا آسیب تن اطہر پر نہیں ہے اور حضرت کی وفات میں ہارون کا

کچھ گناہ نہیں (تعداد) آہ مومنین اس طور سے بعد فراغ غسل و کفن اس شقی نے امام مسموم کا جنازہ دجلہ

کے پل پر رکھ کر چہرہ مبارک کھول کر ندا کی کہ آنکھیں دیکھو یہ موسیٰ بن جعفر جن کی رافضی کہتے تھے کہ نہ مریگا اور انہوں نے

وفات پائی اس طور سے سخت سے کلمات خلاف شان کہے جب سلیمان بن جعفر نے جو عزیز ہارون

تھے ان کلمات کو سنا بیتاب ہو کر اپنی غلاموں کی ذریعہ سے نعش اقدس چھین لیے اور اصحاب و اقربا

کو جمع کر کے کمال پاکیزگی و احتیاط سے حضرت کو غسل دیکر حبا و یمنی قیمتی پانسو دینار کے جلد

کا جس پر تمام قرآن لکھا تھا کفن دیکر چار گریبان دیدہ گریان نعش بر فرش تک پیدل اور

جس مقام پر اب قبر مطہر ہے دفن کر کے روتا ہوا اپنی گھر کو واپس آیا۔

مومنین اگرچہ ہارون کو حضرت سے عداوت تھی (تعذیر کے تخفیف دیں) اور تشدید بھی کیا مگر ظاہر میں خود کو اس

خلاف شان نظر عوام میں اپنی گمان میں نہیں کیا ملعون نے اور سندی بن شاہک نے بھی

اپنی مرادات کو پورا ظاہر نہ کیا تا قیامت لعنت کا مستحق ہوا مگر ہوئی لعنت عداوت تمام محمد کو امام حسن عسکری

کہ بعد شہادت حضرت کے نعش کو جیتی رنگت پر ڈالدیا اور نعش کا سر تیر بہوای دا

چنانچہ الخ

بیان آیہ نعمت خدا ائمہ ہین عبارت امام ضامن ثامن علیہ السلام معجزہ عصفور و مار و ہرنی کا بچا صاحب تیر و کمان کا بتا دینا شقاوت و کفران نعمت مامون حضرت کی قتل کی سعی کرنا حضرت کا محفوظ رہنا آخر زہر سے شہید کرنا غسل و کفن کرنا امام محمد تقی علیہ السلام کا تشریف لانا معجزہ در قبر الحمار حال معصومہ قم رحلت حال جناب زینب

قال اللہ تعالی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ خداوند عالم اپنے حبیب سے ارشاد فرماتا ہے کیا تو نے اون لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے شکر نعمت خدا کو کفران سے بدل دیا اور اپنی قوم کو دار ہلاکت یعنی جہنم میں فرود کیا کہ وہ لوگ اوسمیں جلتے ہیں اور جہنم بری قرارگاہ ہے اکثر مفسرین اہلسنت نے نِعْمَةَ اللّٰهِ سے مراد حضرت ذات رسولخدا لی ہے اور کفران سے کافران قریش مراد لیا ہے کہ اصل نعمت کہ رسول تھے جب اونہی پر مجادلہ و عداوت پیش آئے تو کفران نعمت سے نعمت اونکے سلب ہو گئی اور محض کفر کہ جو باعث دخول جہنم ہے

باقی رہگیا کہ اوسکی وجہ سے وہ مستحق عذاب اخروی ہوئے   اسیواسطے صاحب کشاف نے

کہ یہ آیہ دوگروہ کی شان مین نازل ہوئی ہے جو کہ تمام قریش سے زیادہ فاسق و فاجر تھے یعنی

فرزندان مغیرہ و فرزندان امیہ   مگر بنی مغیرہ کا شر جنگ بدر مین دفع ہوگیا کیونکہ اونکے

اور اوسکی عزیز و قریب جنگ بدر مین قتل ہوئے   اور بنی امیہ نے اوس وقت تک مہلت پائی

جو اونکی مقتضی ہوئیکی مقدر ہو   مگر روایات اہلبیت طاہرین علیہم السلام سے ثابت

ہوتا ہے کہ مراد نعمۃ اللہ سے جناب رسولخدا و اہلبیت طاہرین علیہم السلام ہین اور

یعنی تبدیل کرنیوالون اور کفر کرنیوالون سے تمام قریش مراد ہین کہ جنمین بنی امیہ و بنی مغیرہ

و جمیع اعداء اہلبیت شامل ہین   جیساکہ امام جعفر صادق ع سے جب لوگون نے اس آیہ کی تفسیر

پوچھی تو آپنے انحصار حق کی غرض سے دریافت فرمایا کہ اسمین کیا کہتے ہین   راوی نے عرض کیا

کہ حضرت شان مین   بنی امیہ و بنی مغیرہ کہتے ہین   فرمایا کہ

کہ تمام قریش کی حق مین نازل ہوئی ہے   و در روایت دیگر فرمایا کہ خدانے اپنی پیغمبر کو ان

ظلمون اور شورشون کی خبر دی جو آپ کی اہلبیت اور دوستون اور شیعون پر (جو اونکی دشمن

بنی امیہ سے ایام سلطنت مین ہونگی پھر اپنی ہی آیہ تلاوت فرمایا اور فرمایا کہ نعمت خدا

جناب رسول اور اونکی اہلبیت ہین اور اونکی محبت ایمان ہی اور یہی بہشت مین داخل کریگی

اور اونکی عداوت و دشمنی کفر و نفاق ہی اور جہنم مین لیجاتی ہی —

راقم کہتا ہی جن لوگون نے دیدہ و دانستہ اس نعمت سے انکار کیا وہ بحکم خدا کافر ہوے جناب کلینی علیہ الرحمہ

نے جناب امام جعفر صادق عم سے روایت کی ہی کہ جب آیہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ جناب علی عم

کی امامت مین نازل ہوئی اصحاب رسول خدا مین سے منافقون کا ایک گروہ مسجد مدینہ مین جمع ہوا

اور باہم اس معاملہ مین بطور مشورہ اظہار رای چاہی بعض نے کہا اگر ہم اس آیت سے کافر ہونگے

تو بہت سی آیات قرانی کا کفر کرنا لازم ہوگا اور اگر اس آیت پر ایمان لاتے ہین تو ہمارے ذلت کا باعث

ہی کہ فرزند ابوطالب ہمپر غالب و مسلط ہوتا ہی پہر کہا ہمین اس بات کا تو خود یقین ہی کہ جناب رسول

اپنی کلام مین سچے ہین مگر ہم علی کی ولایت اور اونکی پیروی جبتک وہ حکم کرتے ہین اختیار نہین کرتے

اور تب یہ آیت نازل ہوئی یَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُونَهَا وَاَکْثَرُهُمُ الْکَافِرُونَ

نعمت خدا یعنی ولایت علی کو پہچانتے ہین مگر انکار کرتے ہین اور اونمین سے اکثر لوگ ولایت علی عم

سے کافر ہین

اونمین سے وہی نعمت خدا یعنی ولایت اہلبیت ہی کہ جو تسلی دیگر عقاید سوال کیجائیگی جناب رسول خدا

فرماتا ہے ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ یعنی پھر تم سے نعمت خدا سے سوال کیا جائیگا

گو اکثر لوگوں نے غذائے لذیذ و آب سرد وغیرہ مراد لیکر یہ معنی لیے ہیں کہ ہر روز قیامت

و آفتاب ان اشیاء کا حساب لیا جائیگا مگر اہلبیت طاہرین و ائمہ معصومین سے ثابت ہے کہ اس کی بابت

سوال ہرگز نہ ہوگا جیسا کہ ابو خالد کابلی سے روایت ہے کہ جب میں خدمت میں امام محمد باقر علیہ السلام کی حاضر ہوا

آپ نے طعام نفیس منگوایا ابو خالد کہتا ہے کہ میں نے اس سے بہتر کھانا نہ کھایا تھا جب میں کھانا کھا کر

فارغ ہوا تو حضرت نے پوچھا تم نے کھانا کیسا پایا عرض کی نہایت ہی بہتر و عمدہ تھا مگر قرآن کی

ایک آیت مجھ کو یاد آئی جس سے طعام لذیذ ناگوار ہو گیا حضرت نے پوچھا وہ آیت کونسی ہے میں نے

یہی آیت پڑھی حضرت نے فرمایا واللہ کبھی اس کھانے کا سوال نہ ہوگا یہ سنکر حضرت نے

اس طرح خندہ کیا کہ دندان مبارک ظاہر ہوگئے اور فرمایا تو جانتا ہے کہ نعیم کیا ہے میں نے عرض کی

نہیں فرمایا ہم وہ نعیم ہیں جس کا تم سے سوال کیا جائیگا اور اسی مضمون کی حدیث بیان

اہلبیت میں لفظ نعیم سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپ نے ابو حنیفہ کے خیال کو رد فرمایا جیسا کہ

امام رضا علیہ السلام کے خدمت میں علمائے عامہ میں ایک شخص نے جب لفظ نعیم سے آب سرد مراد لیا تو آپ نے فرمایا

کہ تم لوگ اس طرح کی تفسیریں بیان کرتے ہو کبھی آب سرد کبھی طعام لذیذ کبھی خواب خوش

دولت نہیں بھی بذریعہ پدر بزرگوار معلوم ہوا ہے کہ تمہارے یہ اقوال جب جد بزرگوار امام جعفر صادقؑ
کے سامنے مذکور ہوئے تو آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ حق تعالیٰ بندوں سے ان چیزوں کا سوال نہیں کرتا
جن کو اپنی تفضل و کرم سے عطا فرمایا ہے اور نعمتوں کی سبب سے بغیر حساب نہیں رکھتا ہے کیونکہ اظہار احسان بعد عطاء نعمت
بندگان خدا سے قبیح و مذموم ہوتا ہے چہ جائیکہ خداوند عالم ہذا مراد نعمت سے ہم اہلبیت کی مودت
و محبت ہے سبحان اللہ تو نہیں واقع میں ہمارے آئمہ معصومین نعمت دارین و دولت
(حیات القلوب جلد ثالث)
کونین ہیں کہ دنیا و آخرت کے ہمارے نفع ان حضرات سے ہیں دنیا میں ہمارے حوائج کی کی خدا سے
حصول اور موجب بذریعہ دعا ہیں آخرت میں تو انکی غلامی سے جو کچھ مراتب حاصل ہوں وہ کم ہیں
ہر ایک بزرگ اپنی اپنی زمانہ میں نعمت خدا تھے جن لوگوں نے انکی دامن دولت محبت و ولا سے
تمسک رکھا دنیا و آخرت میں اچھے رہے اور جن لوگوں نے کفران کیا گو ظاہر میں انکی روزی
فراخ رہی مگر آخر کو ایسے ذلیل ہوئے کہ بجز نام بد اور کچھ نہ رہا چنانچہ بعد امام موسیٰ کاظمؑ وجود
ذی جود جناب امام موسیٰ رضاؑ تمام خلق کی کی دولت ایمان کا گویا یہ خزینہ رہا زوال شان خلق
نسبت امام موسیٰ کاظمؑ نے داود رقی سے فضیلت حضرت میں ارشاد فرمایا هذا صاحبکم
من بعدی ای داود یہ میرا فرزند علی رضا علیہ السلام بعد میرے امام و پیشوا تمہارا ہی یہ فرمایا

کہ مرا فرزند علی رضا میری سب اولاد سے اکبر و بزرگ اور سب سے زیادہ پرہیزگار و متقی

هُوَ يَنظُرُ مَعِي فِي الجَفرِ وَلَا يَنظُرُ فِيهِ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ وَصِيُّ نَبِيٍّ اور سب

میں ایسے دوست رکھتا ہوں اور میرے ساتھ سے ہی علم جفر میں نظر کرتا ہے اور وہمیں کوئی نظر

نبی یا وصی نبی کے نہیں کرسکتا وَمَنْ ظَلَمَ اِبْنِي هٰذَا حَقَّهُ وَجَحَدَهُ اِمَامَتَهُ مِنْ

بَعْدِي كَانَ كَمَنْ ظَلَمَ جَدِّي عَلِيَّ ابْنَ اَبِيطَالِبٍ وَجَحَدَهُ اِمَامَتَهُ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ

پھر فرمایا جو شخص میرے اس فرزند کی حق کو بظلم و ستم غصب کرے اور اوسکی امامت و ولایت کا انکار

وہ اوس شخص کے مانند ہے کہ جسنی حق میری جد بزرگوار امیرالمومنین علی بن ابیطالب کا بظلم و ستم غصب

اور اون حضرت کے امامت و ولایت کا بعد جناب رسول منکر ہوا

واضح ہو کہ مومنین محب ذات بابرکات امام ضامن ثامن علیہ السلام کہ ابتدائے ولادت سے تا زمان

شہادت اور وسعت سے تا ایندم ایسے ایسے معجزات و کرامات ظاہر ہوے اور ہوتے ہیں کہ جس سے

بدلیل روشن ثابت و تحقیق ہوا کہ آپ بعد امام موسی کاظم کے وصی و جانشین پیدا ہیں شاعر کہتا ہے

بہ علم و فضایل بہ لطف و ہنر — بود ہمچو اجداد خود مشتہر

امام زمان ثامن اندر شمار — وصی نبی نائب کردگار

امیر نجم ماہ ثبت یدا   علی ولی ابن موسیٰ رضا

چنانچہ آپکی ولادت باسعادت کے صورت میں آپکی والدہ ماجدہ نجمہ ملقبہ بطاہرہ ارشاد فرماتی ہیں
کہ آپ جب میرے شکم میں تھے تو بالکل آثار حمل و ضعف وغیرہ مجھ میں معلوم نہ ہوتی تھی اور جب سوجاتی
تو میں شکم سے آواز تسبیح و تہلیل و تجلیل و تحمید خدا کی سنتی اور اکثر بیچ بیدار ہوتی تو کبھی کچھ
نہ دیکھتی تا آنکہ جب پیدا ہوئے تو مثل دیگر اطفال دست اقدس زمین پر رکھکر جانب آسمان
ملاحظہ فرمایا اور کچھ ایسے کلام فرمائے کہ میں نہ سمجھی کہ اسی عرصہ میں امام موسیٰ کاظم نے آکر مجھے فرمایا
تجھے مسعود و مبارک ہو کہ سردار زمین مالک الرقاب نکلے ہیں دولت دارین ملی
اگرچہ آپکے القاب بعض صابر و فاضل و وفی وغیرہ ہیں مگر رضا زیادہ تر مشہور و معروف ہے چنانچہ
ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند خود امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بزنطی راوی نے آپ سے پوچھا
کہ لوگ کہتے ہیں کہ مامون نے علی ابن موسیٰ علیہ السلام کا لقب رضا وقت ولیعہدی رکھا کیا یہ صحیح ہے حضرت
نے قسم کھا کر فرمایا کہ جھوٹے ہیں بلکہ حق تعالیٰ نے بوجہ اسکے کہ اون صاحب سے خدا اور رسول خدا و ائمہ
و نیز تمام اہل آسمان و زمین خوشنود تھے بنا بر اینست کہ یہ لقب پسند فرما کر ملقب برضا کیا
راوی نے کہا تمام آبا و اجداد کی پسندیدہ خدا و رسول رہے تھے پھر تخصیص حضرت کی اس لقب سے کیا معنی فرمایا

[illegible]

یہ بھی صحیح ہے مگر سب سے دوست راضی تھے اور دشمنوں نے پسند کیا تھا مگر چونکہ امام رضا

دوست و دشمن دونوں راضی تھے اسوجہ سے ملقب بہ رضا ہوے

واقع میں یہ سینہ عجب ذات بابرکات حضرت تھی کہ دوست تو کیا دشمن بھی آپ سے محبت

چنانچہ آپکے مدینہ سے ہجرت فرماکر پایہ تخت مامون مقام مرو یعنی شہر طوس میں

ایک یہ بھی وجہ تھی چنانچہ مورخوں نے لکھا ہے کہ جب مامون تخت سلطنت پر بیٹھا اور سادات

و علویوں نے بخیال اخذ حق اہلبیت و بدلہ جا بجا ہنگامہ برپا کیا تو حسب رائے فضل بن سہیل وزیر

مامون نے حضرت کو ولیعہد کیا گو غرض اوسکی استحکام سلطنت اپنی اور حضرت کی ایذا دہی

تھی اسوجہ سے آپنے بہت ہی حالت مجبوری میں اوسکی ولیعہدی کو قبول فرمایا مگر جب

ذیجود امام محمود جناب امام رضا علیہ السلام کا ویں رہا اور وہ نعمت خدا سمجھکر قدر کرتے رہے

تک دوست و دشمن سب کے سب خوش حال رہے اور سب کو فیض ہوتا انسان ما

حیوان تک مستفیض رہے چنانچہ منقول ہے کہ ایکمرتبہ حضرت تشریف فرما تھے کہ ایک

خدمت میں آکر کھڑی ہوگئی اور اپنی زبان میں کچھ کہتی تھی آپنے حاضرین سے مطلب

تھوڑے حاجتی ہو کہ یہ عقیقہ یہاں کیوں آیا ہے اور اسکی کیا غرض ہے اوس نے عرض

نے ارشاد فرمایا یہ اپنی زبان میں ورد کر رہا ہے کہ مری آشیانہ کے قریب ایک

مار سیاہ آگیا ہے اور بار بار مجھ کو تشویش میں ڈالتا ہے یہ میری بچونکو کہاتا ہے ای بدور صبر جبہ مظلوم کی

فریاد رسی فرمائیے ۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اوس کو نکالیں جا اور سانپ

قتل کر حسب حکم امام میں اوس کو نکالنے گیا دیکھا کہ ایک مار سیاہ آشیانہ کے قریب

بار بار مثل دیوانہ پھرتا ہے مگر چونکہ توقع اوس کی نہیں ملتا اوس سبب وہ آشیانہ تک نہیں پہونچ سکتا

غرضکہ اوس سانپ کو مار کر حضرت سے آکر اطلاع کی ۔ اسیطور سے آپ کے معجزات میں ایک ہرنی

پر تفضل فرمانا مرقوم ہے کہ آپ کہیں تشریف لیے جاتے تھے فرای ظبیا اشیا فی یلا الصیاد

نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک صیاد نے مادہ آہو کو شکار کیا ہے چارون پیر باندھ کر ڈالدیا ہے بچے اوس کے

جدا ہو گئے ہیں اور علی الاتصال اوس مادہ غزال کے چھاتیوں سے دودھ جاری ہے جب صیاد امام کے

قریب ہو گیا اور ہرنی کی نگاہ حضرت پر پڑی بعد درود و سلام عرض کرنے لگی یا مُغِیثَ

المضطرین اَغِثنی ۔ اے فریادرس عالم میری جان آپ پر سے قربان ہو میری فریاد رسی کیجیے

یہ صیاد بھی اسیر کر کے لیجاتا ہے یقین ہے کہ جاکر ذبح کریگا ۔ ای لیکن میں دو بچے شیر خوار

رکھتی ہون آج صبح سے دونون کو دشت میں چھوڑ کر تنہا ہوں آب و دانہ کو نکلی تھی کہ دام میں پھنسی

گرفتار ہوگئی ابہی تک دودہ پلانیکی بہی نوبت نہین آئی در دریا دریے سے دل ہمین ہی فریاد

مِنْ هٰذَا الْبُسْتَانِ عَتِیْقِیْنَ ای مولود دوست کے ئی ضامن ہو کر اس دام سے رہا فرماوے

ابہی آتی ہون اور اپنی بچونکو دودہ پلا کر حاضر ہوتی ہون فریاد سنکر حضرت نے اوس صیاد کو

سفارش فرمائی کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے دوستانہ کیا وہ وعدہ ہے تیری پاس آجاویگی اور اگر نہ آئی

تو مین تجہکو اسکی قیمت دیدونگا صیاد حضرت کو پہچانتا تہا کہنے لگا یہ وحشی چھوڑ دونگا تو

بہاگ جاویگا مجہے یقین نہین ہوتا کہ دام سے رہا ہو کر خود بخود قابو مین آئے فَحَبَسَنِی الا [illegible]

وَقَالَ لَا اُحِبُّكَ حَتّٰى تَجِیْءَ حضرت اوسی مقام پر بیٹہ گئی اور فرمایا جبتک یہ ہرنی

نہ آئیگی مین تیری سامنے سے حرکت نکرونگا اور نہ اوٹہونگا حضرات وہ مقام اتبک موجود

جہان حضرت اوس ہرنی کے ضامن ہو کر بیٹہی تہی اور لوگ اوس مقام کی زیارت کرتے ہین

غرض صیاد نے اوسے چھوڑ دیا اور بہ وقت وعدہ منتظر رہے جب دیر ہوئی تو حضرت سے کہنے لگا

اَنِّیْ لَهٗ قُلْ لَیْسَ بِهٰذَا الدَّابَّةِ اِعْتِمَادٌ مین کہتا تہا ان جانوران صحرائی کا کچہ اعتبار

نہین دیکہی ابہی تک نہ آئی حضرت نے فرمایا اصبر صبر کر آتی ہی ناگاہ [illegible]

وہ ہرنی مع اپنی بچونکی بہت تمام آتی ہوئی نظر پڑی جب قریب آئی قدم [illegible]

آنکھیں ملنے لگی اور رونے لگی (اپنی بچوں سے ہرنی اتنی دیر ہوگئی) اوسکی آنکھوں نے

بے اختیار آنسو جاری ہوئے عرض کی یا مولا جب یہاں سے جا کر اپنی بچوں کو دودھ پلا کر فارغ

ہوئی اور دونوں بچے خدمت شریف میں روانہ ہوئے (چند لمحہ سایہ میں ٹھہری تھی) ناگاہ وہ رزیتی میں

لب دریا چند آہوان ہمجنس نے آپ کی جد سید الشہدا کی مجلس تعزیت برپا کی تھی اور سوگوار بیٹھی

تھی میں نے خیال کیا اسوقت یہ مجلس ماتم غنیمت ہے پھر یہاں سے ہوگی میں تو ابھی جا کر شریک

ہو جاؤنگی اسی مولا سبب دیر ہوئی کہ آپ کے جد بزرگوار کی مجلس عزا میں شریک تھی

راوی کہتا ہے حضرت سنتی ہی چیخ مار کر رونے لگے اور فرمایا اے آہو تو نے اس غم جانگاہ کو تازہ

از سر نو تازہ کیا اور اسقدر روئے کہ بیہوش ہوگئے تا اینکہ بعد عرصہ کے ہوش آیا)

صیاد خوش اعتقاد نے اس معجزہ سے سمجھا کہ یہ یہی مولا امام رضا علیہ السلام ہیں قدموں پر گر کر معذرت

طلب کرنے لگا اور ہرنی کو مع بچوں کی آزاد کر دیا اوس وقت حضرت نے صیاد سے ارشاد فرمایا

اپنا دامن پھیلا جب تعمیل حکم کے واسطے اوس نے دامن پھیلایا تو اوس میں [illegible]

دامن صیاد میں ڈالدی جب روشنی نگاہ کی تو تمام کو ہیرے جواہر پایا تھی کیونکہ

زمین کیا نعمت دارین کے مالک ہیں امام ضامن ثامن علیہ السلام کے مرتبہ میں تمام عجائب تھا

امام ضامن ثامن امیر کشور دین   کفیل خلق جهان شافع اناث و ذکور

نمی ز ابر سخایت اگر چکد بزمین   بجای سبزه زبرجد کنند ز خاک ظهور

شبی که ابر نقش فرش خاک را ز کرم   سحابها چو برند ز در دُرّ گهر منثور

ز صد یکی منزلینه خلق فضل ترا   شوند اگر قلم اشجار و مداد بحور

به گرد نامه اسرار حق توئی ناظر   به مطلع همه انوار حق توئی منظور

ضیاء روی تو مصداق آیه والشمس   قد نکوی تو تفسیر آیه والطور

بوحش و طیر و ملک زمین و جان توئی آمر   به حلم و صبر و سکوت ز امر حق توئی مأمور

دوسری یہ معجزہ آپ سے نعمت خدا کا بہ نسبت حیوانات تھا اسی طور سے ہمیشہ ابر نیساں اور کبھی
انسان میں بھی ہے خواہ وہ دشمن کیوں نہ ہوں چنانچہ کتاب عیون اخبار الرضا میں شیخ صدوق
علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ جب مامون ملعون نے جناب امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولیعہد کیا تو ابر
سے ایک مدت تک پانی نہ برسا جو لوگ کہ عداوت امام رضا علیہ السلام سے رکھتے تھے زندہ درگور ہی کہنے لگے
کہ جب سے جناب امام رضا علیہ السلام ہمارے ولیعہد ہوئے ہیں خدا نے پانی نہیں برسایا یعنی
آپ کی شامت سے نہیں برسا جب مامون نے سنا جرگہ اور تیسرا دن

اور خود

ازبسکہ عزت حضرت ملحوظ تھی لہذا یہ کلمات گستاخانہ مامون کو حضرت کی شان میں ناگوار
معلوم ہوئے اور آپ سے استدعا باران کی حضرت نے عرض مامون کو قبول فرمایا و خرج
یَوْمَ الاِثْنَیْنِ اِلَی الصَّحْرَاءِ وَصَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَکَانَ الْخَلْقُ یَنْظُرُ اِلَیْهِ اور دو شنبہ
کے روز صحرا میں تشریف لیگئے تمام خلایق بھی باہر جا کر مشغول تماشا تھی آپ منبر پر تشریف لیگئے اور بعد
حمد و ثنای الہی عرض کیا ای معبود برحق ای پروردگار تو نے ہم اہلبیت کی حق کو عظیم کیا
اور حسب حکم تیری اس خلق نے ہم سے توسل کیا یہ لوگ تیری فضل و رحمت کی آرزومند اور تیرے
احسان کے امیدوار ہیں بار الہا میری عرض یہ ہی کہ انکی واسطی ایسا پانی برسا کہ نافع ہو
اور اوسکا فیض سب میں پہنچی اور دیر میں نہ آوی ہان اسقدر مہلت ضرور درکار ہی کہ یہ لوگ
جب اپنی اپنی مکانوں میں پہنچ جاویں تو اوسوقت شروع باران ہونا چاہئے راوی کہتا ہی
قسم ہی اوس خدا کی جسنی محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو مبعوث بحق فرمایا ہی دیکھا میں نے کہ ہوا نے
ابر کو جمع کردیا بجلی چمکنے لگی بادل گرجنے لگی لوگوں نے بھاگنا چاہا حضرت امام رضا نے فرمایا
ٹھہرو ابھی نہ اوٹھو یہ ابر فلان شہر کے لوگونکی لیئے ہی تمہارے واسطے نہیں پس وہ ابر چلا گیا
پہر دوسرا ابر مع رعد و برق آیا اور لوگوں نے اوٹھنا چاہا کہ حضرت نے منع فرمایا اور وہ بھی چلا گیا

تا اینکہ اسطور سے رس ابر ہر ایک شہر کیواسطے آئے اور حضرت فرماتے گئے کہ یہ فرمان تقدیر

ہی اور وہ روانہ ہوگئے جب گیارہوان ابر آیا تو آپنے فرمایا کہ یہ ابر تمہارا

ہی خدانے سبھی بھی اللہ کا شکر کرو کہ اوسنے اپنی فضل سے تمکو یہ نعمت عطا فرمائی فادعو

رفی دایا کہ اب اوٹھکر اپنی اپنی مکان و آرامگاہ مین چلی جاو کہ یہ ابر تمہارے سر پر

ایسا ہی کھڑا رہیگا تا وقتیکہ مکانو مین نہ پہونچ جاو بعد اسکی خیر و برکت تمکو ہوگی اور

کرم و بزرگی خدا ہو یہ فرماکر منبر سے نیچے اوتر آئے اور لوگ چلے گئے وہ ابر بدستور

جب سب لوگ گھرونمین ہو چکی تو خوب زور و شور سے پانی برسا کہ سب مقامات بھر گئے

لوگون نے کہنا شروع کیا هَنِيئًا لِوَلَدِ رَسُولِ اللّٰهِ كَرَامَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فرزند

رسول پر کرامات خدا گوارا ہو جیو یعنی اونکی ذات اقدس سے یہ نعمت خدا ہمین میسر ہوا

امید کسے تھی واقع مین لوگون نے عجب ذات منظر نعمت آیات خدا تھی سلام

ای بہ نعمت نو گل گلزار شاہ دین حسین
وی بہ تربت دوحہ بستان ختم المرسلین

گوی زرین فلک از صولجان امر تو
گشت سرگردان ز مشرق جانب زیر زمین

آنچہ باشد ظاہر و مخفی بہ تحت آسمان
سر بسر آن را ترا ہستند در زیر نگین

کہ در حضرت بنوشتہ از صبح ازل   حکم فرمان قضا را تا بروز واپسین

راوی کہتا ہے کہ جب یہ معجزہ آپ سے ظاہر ہوا تو مامون نہایت بشاش ہوا ایک شخص بھیجکر اونکو

ولیعہدی تہی اور بعض روایت سے جب مسموم ہوئے مامون یہ کہنے لگا بخبر بات درست

ہی اور خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیرا نام اون ضعفاؤں میں سے ہوں جنکی زمانہ میں سلطنت

اولاد عباس سے نکلکر اولاد فاطمہ میں ہو گئی . تو نے اپنی دشمنوں کی مدد کی اور معاذ اللہ ساحر

فرزند ساحر کو تو نے مشہور کیا یہہ لوگ گمنام و پست رتبہ و فراموش تہے تو نے نامور اور

ظاہر اور بلند کر دیا ذرا دیکھی اب مامون کی نیت اصلی و خبث نفسی ظاہر ہونیکا وقت ہے

سنیے کلمات اوسکی سنکر مامون نے جواب دیا کیا ہوں میں نے اس غرض سے ولیعہد کیا تہا

کہ لوگ خفیہ انسے بیعت کرتے تہی میں نے چاہا تہا کہ جب ولیعہد رہیگا تو لوگونکو ہماری طرف

دعوت کریگی اور جو لوگ کہ انکے گردیدہ و معتقد ہیں اعتقاد کرینگی کہ اونہوں نے حق خلافت ہمارا

حق ہی یقین سمجھی کیا جو کیا اونکی تعظیم دینی سے ہمکو سلامت ہے اب اونکو اگر ایسے ہی چھوڑ دینگی

تو بہت برا رخنہ ہمارے کام میں ہوجاویگا کہ اوسکا بند کرنا مشکل ہوگا اب سستی و سہل انگاری

اونکی حق میں جایز نہیں لیکن ہمکو اختیار ہی کہ تہوڑا تہوڑا مرتبہ اونکا پست کریں اور

لوگون کے نزدیک ایسا کروں کہ وہ لوگ سمجھنے لگیں کہ یہ استحقاق اور اہلیت و سزاواری

پہر ایسی تدبیرین کرینگے کہ یہ بلا ہم سے دفع ہو جاویگی تعال انما حملني هذا على

اوس شخص نے کہا اے امیر المومنین اس کام و اس کا دبدبہ وہی ہے جو میری ذمہ چہوڑ دی

اونکو اور اونکے اصحاب کو خاموش کر دیگا اور قدر و منزلت اونکی کم کر دیگا اور اگر آپ کا ارادہ

پہرتا تو میں نے اونکو اونکے رتبہ سے گرا دیا ہوتا مامون نے جواب دیا اس سے بہتر اور

کہا تو سب ارکان دولت و مملکت و افسران فوج و فقہا و قاضیونکو جمع کرنا

سامنے انکے مرتبہ کو کم کروں اور وہ لوگ واقف ہوں کہ یہ مستحق و سزاوار نہیں مامون نے

رعایا سے وضیع و شریف امرا و فقہا کو جمع کرکے خود بہی مجلس میں بیٹہکر امام رضا کو بلوا کر اونکو

پر جو اونکے لیے مقرر تہی بٹہایا اوس حاجب سلیمان نے حضرت سے کہا کہ لوگون نے

آپکے تعریف اسقدر کی ہے اور اس درجہ پر پہنچا دی ہے کہ میری گمان میں اگر آپ سنین تو خود

بیزاری کرنے لگیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپنے دعا باران کی تو پانی برسا اور

آپکا معجزہ کہتے ہیں اور اسوجہ سے آپ کو بے مثل و یگانہ دنیا قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ دعوی ہے جو

یہ امیر المومنین ادام اللہ ملکہ و بقاءہ کسی شخص کے ساتھ کچھ بھی مواخذہ و موازنہ نہیں کرتا

مگر یہ کہ اوسکو ہر ایک پر ترجیح دے اور آپکو ایسے رتبہ پر بھی پہنچا دیا کہ سب پر اوشن ہی منزلت تقتضی

اوسکی حقوق کا یہ ہی ہے کہ نہ زور و مکر تم جائز نہ ہو کہ در گذر آپ کی تعریف کریں حسین یہ

ضیف کی اہانت کسر شان ہو

فقال لا امنع للخلق من مذاکرة نعمة الله التی لنا حضرت امام رضا نے

شکر جواب میں فرمایا کہ میں بندگان خدا کو ایسے مذاکرہ و تفکر نعمتہای الہی سے کہ ہمکو بخشی ہیں

منع نہیں کرتا اگرچہ از راہ فخر و فرحت اوسکی وجہ سے عمر گردن بلند کریں اور یہ جو تونے

کہا کہ تیرے حضرت نے مجھکو اس رتبہ پر بھی پایا اوس نے ہرگز مجھکو نہیں بھی پایا بلکہ یہ تفضل اوسکی ہے

کہ عزیز مصر نے جناب یوسف صدیق علی نبینا و علیہ السلام کو بھی پایا دار حکومت

کہ مراد حضرت اس کلام سے یہ تو ہوتی کہ جیسا حضرت یوسف کا وسیلہ عزیز مصر ہونا کوئی سبب

زیادتی رفعت و شان بہ نسبت حالت سابقہ باعتبار رتبہ خود نہیں ہوا بلکہ وسیلہ کی تحمید

کم رتبہ میں تھی ایسے ہی دیکھی یا ہوں میری مرتبہ داری کے کم ہی پایا کہ جیسا عزیز مصر نے

حضرت یوسف کو اس اثر میں گم کیا تھا اسی طور سے ہم نے بھی جبریئل کو میری گرفتاری

دار

الغرض یہ کلام حضرت سنکر وہ مسرور ہوتا تھا اور جب یہ ختم ہوا اور ہمیں تمام ملک

تم اپنی حد سے گذر گئی اور اپنی رتبہ سے تجاوز کر گئی اس وجہ سے کہ خداوند عالم نے یہاں بھی اثبات

اسکا ثبوت ہو چکا تھا اور وہ پیش دیکھی نہوتا اسکو تمہی اپنا معجزہ قرار دیا اسکی ابتدا یوں ہے

مقام مباہات میں فخر کرتے ہو گویا یہ تمہی وکیل قتل معجزہ حضرت خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کا

کیا کہ جب آپ نے سر چاروں جانوروں کے اپنی ہاتھ میں رکھی تھی اور انکی اعضا متفرق کر کے

پہاڑ پر رکھکر طلب کیا تھا کہ وہ سب کے سب متفرق مقامات سے آکر اپنی اپنی سر سے ملگئے

بحکم خدا ملگئی تھی اب اگر تم صادق القول ہو تو ان دونوں شیروں کو جو مسند خلیفہ پر نقش ہیں

حکم کرو کہ زندہ ہو کر جادوگر کو کھا لیں تو ہم سمجھیں کہ یہ معجزہ ہی اور نہ یہ کاتو دلیل اثبات

برسا علاوہ اسکی وہ جو تمہارے ساتھ دعا میں شریک تھی یہ بھی معلوم ہوا کہ اثنا

دعا سے برسا اور انکی دعا بیجا رہی

مومنین جب دشمن کفران نعمت خدا مین اسدرجہ طغیان کیا اور میری زبان سے سب الصغیر
کا مستحق ہوکر مستعدی بھی ہوا تو بہر تنبیہ سیاست قہار وسوجہ تعزیر جباری
یکی جناب امام علی بن موسی الرضا کو تاب نرہی اور غضبناک ہوکر اون دونون تصویرون
شیرکو آواز دی اِفْتَرِسَا هٰذَا الْفَاسِقَ کہ اس فاسق وفاجر کو بھی خوراک
کرو اور اوسکے کچھ بھی نشان نچھوڑو راوی کہتا ہی ہنوز کلام امام تمام نہوا تہا کہ وہ
دونون شیر قالین بہ صورت شیر اصلی ہوکر حملت کرکے اوس فاسق پر جاپہونچی اور اوسکی اعضا کو
چور چور کر ڈالا اور ہاتہ کی بکہ خون تک اوسکا چاٹ لی کل لوگ حیران تہی در حالیکہ غش
دیکھ رہی تہی جب اوس مرد فاسق سے وہ شیر فارغ ہوئی تو امام رضا علیہ السلام کی خدمت مین عرض کیا
یَا وَلِیَّ اللهِ فِی اَرْضِهٖ مَا اَمَرْتَ فِی هٰذَا اب آپ کیا ارشاد فرماتی ہین
ہمنی بجو کچھ آپ نے کہا اس سے بھی کرین اور یہ کہکر ہامون بطرف اشارہ کیا جو بیچ ہامون نی
یہ کلمہ سنا بیہوش ہوگیا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب چپ رہو اور خود شیر ہوگیا وہ
دونون شیر پہر عرض کرنی لگی آیا آپ اجازت دیتی ہین کہ ہم اوسکو اوسکی صاحب سی ملادین

بمعصیتنا بدلوا نعمة الله
مأواه جهنم

آپنے فرمایا نہیں کیونکہ خدا نے اوس سے ایک مصلحت نکالنی چاہی ہے اور وہ

شیروں نے عرض کیا اب ہمارے لیے کیا حکم ہے فرمایا تم اپنی جگہ اصلی پر پھر جاؤ۔ وہ

شیر پھر تصویر قالین یعنی صورت تمثال بنگئے

کیوں ہو نہیں وہ کیا مصلحت تھی کہ جلدی کرنے کی خبر امام رضا ع نے بہ نسبت مامون فرمایا

شہادت حضرت تھی چنانچہ بعد اوس واقعہ کے مامون ظاہر میں تو بہت قدر و عزت کرتا

تمام رعایا وضیع و شریف سب آپکے رتبہ و امامت کی قائل ہوگئی تھی مگر کینہ و حسد اوس

کے دلمیں بدرجہ تھا کہ کبھی اوس فکر سے غافل نہ رہتا تھا کہ کیونکر حضرت کو شہید کرے تا

آپکے شہادت پر چارہ نہیں چلا آخر اوسکی کوششیں بے سود ہوئیں چنانچہ بروایت

عبدالرحمن بذریعہ ہرثمہ بن اعین صبیح سے روایت ہے کہ ایک روز مامون نے شب ہنگام

دو معتمدین خاص سے تھا بلایا۔ صبیح نے دیکھا کہ اوس سیاہ دل نے تیغیں برہنہ زہر آلود لیکر

قریب تیس کے ہر ایک سے عہد و پیمان و کتمان راز کیا لیکا تو پھر ان تیسوں غلاموں سے کہا

کے حجرہ میں جا اور جس حالت میں پاؤ تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے چلے آؤ

بارہ ہزار درہم مع مال و اسباب و زمین کے دیدی اپنی مقربان خاص سے بنا دیگا صبیح یہ سن

کر مجلس تلوار اوس کمین سے لیکر متوجہ خانہ حضرت ہوا جب آیا حجرہ طیبہ میں ہی تو دیکھا کہ

آپ بستر پر آرام فرماتی ہوئی اپنی ہاتھ کو حرکت کرتے ہوئی ایسی شخص سے کلام کرتے تھی نظر نہ

آتی وہ باتیں سمجھ میں او نہ اوس شخص کو دیکھا اور تربت حضرت کے بدن پر ہوئی زرہ و جامہ

ہی مشابہ مانع اثر تلوار ہوتا ہے وہ شخص جو کہ صبیح دوشقہ رہیبت تہا کہ بوجہ ہیبت سلطان

ہو ہیکل ساتہہ چہلا آیا تہا ہندا ہتہا کی میں تلوار کو پہینک کر ایک گوشہ حجرہ میں ترسان و لرزان

کہ اب حضرت شہید ہوتے ہیں ہر اہو گیا کہ پہینکا کہ گئے سب غلام ملکر حضرت پر ٹوٹ پڑی

اور بقدر ہوا ہن کر اونکی علم و یقین میں حضرت کی نگری ہو گی

پہر آپ کو فرش میں بیٹہ کر دیکھتے ہوں سے تمام قصہ بیان کیا صبیح یہ سنکر دلمیں خوش ہو

کر محل میں اپنی ماتم زدوں کی صورت بناکی روتا ہوا اپنی دربار میں بیٹھا اور رسم تعزیت بجا لایا

پہر اوسطرح سے ہر یا ہر بند سامان تجہیز و تکفین کے کی حضرت کی حجرہ کیطرف چلا قریب ہوا تہا

کہ کسی بربط کی آواز سنی فَقَالَ لِلصَّبِیحِ مَا هٰذَا الْخَبَرُ صبیح سے پوچھی کہا یہ کیا دربہ سطح

سناو دربان تو کرو وہ خبر لائی کہ حضرت نماز پڑھتی ہیں اور محراب عبادت میں تحت

ایک شب نماز میں اس حال کے نشہ میں تن نحیف پر لرزہ پڑ گیا اور چند روز میں گھٹ گئی تھا کہ

ہو گئی تھی کبھی قریب و بیا ہی پھر صبح کو حقیقت حال دریافت کر لیتے تھی صبح ہوتی میں جب

قریب استانہ مبارک پہنچا یہ پہنچی امام معصوم نے آواز دی صبح تو ہی ہی میں اور

ہاں آ رات آپ کا سلام ہی حضرت نے دروازہ کھولدیا میں دیکھتی ہی بیتاب ہو گیا

اور خاک پر گھسا رہیں کہنے لگا امام نے فرمایا اونچہ خدا تجھپر رحمت کرے اور

تلاوت فرمائے یُرِیدُونَ لِیُطْفِئُوا نُورَ اللّٰہِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِهِ

وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُونَ کافر چاہتی ہیں کہ نور خدا کو اپنی منہ سے بجھا دیں مگر خدا پورا کرنی والا ہے

اپنی نور کا ہی بعض روایات سے ثابت ہی کہ اوس وقت زخم بدن دیکھنی

اوسنے کرتہ بطور تبرک طلب کیا کہ میں اوسمیں نماز پڑھونگا حضرت نے دیدیا جب جسم شریف

برہنہ ہوا تو مطلق اثر زخم نتہا ہاں خطوط البتہ محسوس ہوتی تہی

جب مامون نے یہ حال سنا قتل یا سیاہ سے وقتاً کہا کر بہت خفیف ہوا ہتی گیا اور

واعیان مملکت تعزیت کو آئی میں سہو کہ حضرت کو غش آ گیا تہا میں سمجھا کہ اوس

صاحب نے انتقال کیا الحمد للہ حضرت تندرست ہیں

تا آنکہ بروایت ابی عبداللہ رجا آپ نے جناب رسالت مآب کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے علی
جلد آؤ ہم تمہارے اشتیاق میں ہیں خداوند عالم نے تمہارے واسطے بہشت کو آراستہ کیا ہے بہت
نعمتیں مہیا فرما رکھی ہیں غرضکہ جب حضرت کو اپنی شہادت کا یقین ہوا تو اپنی بعض لوگوں سے بیعت کر
کے بعد تمام عبادت و مناجات زوال نعمت خدا فرمائے تعلیم چنانچہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ ہرثمہ بن اعین سے
روایت فرماتے ہیں ہرثمہ کہتا ہے کہ ایک شب کو اتفاق سے مامون کے پاس گیا رات
گذار کر اپنے مکان میں آیا جب نصف شب گذری تو کسی نے آواز دی دریافت کیا خادم معلوم ہوا کہ مجھ کو
امام زمان جناب علی بن موسی رضا علیہ السلام نے طلب فرمایا ہے میں نہایت تعجیل سے اٹھ کر جلدی سے
حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا فَرَأَيْتُهُ جَالِسًا میں نے دیکھا حضرت صحن میں بیٹھے تھے
مجھ کو دیکھ کر فرمایا ہرثمہ میں نے کہا لَبَّيْكَ ہاں غلام حاضر ہے پھر اپنے پاس بٹھلا کر
فرمایا کہ میرا زمانہ شہادت و ملاقات جد بزرگوار و پدر عالی مقدار قریب ہے اور میں
مامون نے قصد کیا ہے کہ انگور و انار میں زہر بذریعہ سوزن و رشتہ کے آلودہ کر کے مجھ کو
کل کے روز طلب کرے گا پس مجھ کو ... اور اس کی جو تقدیر خدا جاری ہو چکی ہے میں جو کچھ کہتا ہوں اسے گوش زد رکھو

سن اور اوسپر عمل کر کہ جب وہ آمادہ غسل ہو تو اوسکو منع کرنا اور کہنا کہ اگر تو نے غسل دیا

تو خدا نزول عذاب کریگا تیری جان پر اور وہ خوفناک ہو کر باز رہیگا اور تم میں سے بھی کوئی

شروع غسل نہ ہو گوشۂ مکان میں ایک خیمہ برپا دیکھوگے وہیں میں مجھکو رکھدینا اور اون

پر ٹھہرنا تم منتظر رہنا تحقیق وصی امام کو بغیر امام غسل نہیں دیتا اب اونکی فرزند امام محمد

کہ جیسے غسل دیتی ہیں

مدینہ میں ہیں تم بلا ترس و خوف رکھدینا کہ وہاں سے وہ آ کر مجھ کو اگر تجھے سے خوف نہو

میں غسل دیتی پھر کہہ کر قبر کرو وہ پس پشت ہارون جاہیگا تین اسپر اینٹ ظاہر ہونگی

خراسان کے بیچ پھوٹ جائیگی بند تر ہے نہ امام سب سے مقدم ہونگے قبر حضرت پر

اور جب وہ [illegible]

ہارون کرو جب اوسکو ایک بیچ ماہین قبر کا تیار ہوگی اور اوسمیں دنو پانی ہو جاویگا

اور اوسمیں کچھ مچھلیاں چھوٹے نمایاں ہونگی ہر روز فرمایا یہ نان تکلیف دیتا ہوں کہ ریزہ کرکے

ڈالدینا وہ مچھلیاں کھا لینگی تو ایک ماہی بزرگ نمودار ہو کر اون سب کو کھا لیگی پھر بدعا

کرنا ہوں پڑھنا وہ پانی فرو ہو جاویگا اور یہ سب افعال مامون کے سامنے کرنا پھر اوس

ذرا روح ہیں تو یہ سب تائید حضرت بہ نسبت صد خط مامون کیوں تھی ظاہر ہو

تھے یہی کہ تا کہ اوسکو تنبیہ ہو کہ میں نے کس نعمت خدا کا کفران کیا اور اوسکی

بیاکر دنیا میں شوق ہمیں ابدی ہوا چنانچہ حسب روایت ملا مجلسی جب بعد زہر دینی مامون حضرت

حضرت میں آیا تو روکر کشی نگاہ ہی افسوس مجکو امور تہیت در دو نعمات تخت میں ایک تو یہ

ایسے بزرگ کی جدائی دوسرا یہ بیوفائی کہ مامون نے زہر دیا اور انصار اب قبر میں خود دیر

ہے قبر میں عرض حضرت یہ ہوگی کہ قتال ملک و دولت بنی عباس شامل ان یا میں خوردلی رہی

کہ بیت حید بوجہ رنجش حضرت کے شہید کرنے سے یہ دولت زائل ہوگی اور کوئی ایسا مسلط ہوگا

کہ نسل یا میں خورد تم سب کو چھین لیگا یہ نہ خدا فرماتا ہے إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى

يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ خدا کی نعمت کو تغیر نہیں دیتا تاوقتیکہ کفران نعمت خود نہ کریں

چہارم باشارہ تحقیق مجلسی علیہ الرحمہ میں کے چھن کہ باب کر دیا

بازنتہ کتبی میں یہ فرمایا مری قبر کو کریں تم میں سے خاک سے پر کریں کہ وہ خود بخود بہر جا بیگی یہ دیار

حضرت نے بھی خیفت کیا اور جسیح کچھ بر حسب ارشاد مامون میں حسب معمول تھا اور ثابت تک ویسی ہی باقی فرد

بدقابیت مامون نے بھی قریب بیدار کہا کہ امام رضا عم کے خدمت میں چار مرتب سے کہنا کہ اگر

حضرت کو تکلیف نہ ہو تو قدم رنجہ فرمائیں ورنہ میں خود حاضر ہوں جب میں کیا علم مامون سے خدمت

میں ہوئی ترتیب رکھی کہ میں کہہ کہوں حضرت نے فرمایا کہ مری وصیتیں تجھے یاد ہیں ...

ہاں اے مولا آپنے کفش طلب فرما کر کہا میں جاتا ہوں تبھی کسی کام کیو اسکلی ...

پیغمبر زادے مبارک دوش قمیص پر ڈالکر روانہ ہوے جب مجلس مامون میں داخل ہو ...

تکریم استقبال و تعظیم کو اوٹھا اور بایں حضرت کے جبین و الدین اور پیشانی پر بوسہ دیا ...

پر بیٹھا اور اپنی غلام سے کہا انگور و انار لاؤ ہر تکمہ کسی میں جو میں نام انگور و انار ...

حضرت کی باتیں یا دائیں میں خبر پر رکھا تمام بدن میں زہرہ پھر گیا اور آنسو گیا مگر اس ...

کہ مامون کو اطلاع ہنو ایک گوشہ میں جا کر زار زار رونے لگا

دوسرا راوی کہتا ہے (ابوالصلت) جب انگور و انار آئی تو وہ خوشہ انگور جسمیں سوراخ سوزن درشتہ زہر ہوئی یا ...

حضرت کو دیکر کہنے لگا یا ابن رسول اللہ یہ خوشہ انگور تحفہ ہے میں ایسے کبھی نہ دیکھی تھی میں نے چاہا ...

تکہ اوپنا آپنے فرمایا شاید بہشت انگور اس سے بہتر ہوں اسکی کہا نیکر دل میں چاہا ...

اور نے بہت مبالغہ کیا اور زہر قسمت بیوسکی چند دانہ اوسمیں سے جو زہر آلودہ تھی ...

رکھے باقی آپکے دست مبارک میں دی آپنے تین دانہ نوش فرمائی تھی کہ حال دگرگوں ...

ہوا فورا اوٹھکہ کہا پرہیز قَالَ یَا ابْنَ عَمِّ اِلَی اَیْنَ تُرِیْدُ مامون نے کہا ...

جہاں جلی فقال الی المقاعد اللتی اتصلت حضرت نے فرمایا جہان تونے بھیجا ہے انکو

آپ دو بستر میں تشریف لائے ہی تھے زہر قاتل سے مثل ماہی بے آب تڑپتے تھے

اور کسی کروٹ اوس جناب کو چین نہ آتا تھا جب حال حضرت کا متغیر ہوا تو آپ نے

دروازہ بند کر لیا ابوالصلت کہتا ہے میں اوس وقت صحن خانہ میں موجود تھا کہ ایک شہزادہ

حسین نیک صورت کہ صورت وسیرت وگفتار ورفتار میں امام رضا علیہ السلام سے مشابہ تھے صحن خانہ میں

نمودار ہوئے میں سمجھا کہ یہ فرزند حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ہیں پھر وہ صاحبزادے دوڑے ہوئے

داخل حجرہ امام رضا علیہ السلام ہوئے جب آپ نے اپنے پارہ جگر کو دیکھا رونے لگے اور ہاتھ پسر کا سینہ اطہر

سے لگالیا اور بار بار پشت کی انور کو چومتے تھے یہاں تک کہ اپنی فرش پر بٹھا کر ایسے

باتیں فرمائیں کہ میں مطلق نہ سمجھا ایک کف سا حضرت کے منہ پر آیا اون صاحبزادے

نے زبان کو اوس سے چاٹ لیا اور سینہ حضرت سے ایک شے مثل عصفور نکالی اور نگل لیا
جب حضرت نے رحلت کی

زبانی تو اپنے والد ماجد کو غسل وکفن دیکر خود غائب ہو گئے دشمن نجس مامون کو

معلوم ہوتے تھے کہ گویا غسل ہی نہیں دیا وہ بردر جب جایوں کو حضرت کی رحلت کی خبر جب معلوم ہوئی

ہر روز ۱۰ ... رمضان ۱۳۰۳ ...

تر از راہ تکبر دل میں خوش تھے دار میں ماتم ہوا آیا اور چاہا کہ غسل دے ہر لحظہ

جب بتدبیر حسب حکم حضرت کی تو خوف سے نہیں گیا ہر ثمہ نے حسب وصیت اوس حجرہ

کہ جسکو رخت خانہ میں شہزادہ پایا تھا نعش مطہر کو رکھدیا اور خود باہر بیٹھی رہی

وہیں ذکر حق تعالیٰ کی آواز میں سنتی رہی اور عجب بوئی خوش کہ کبھی قبل اوس کے [illegible]

استشمام کرتے تھے تا آنکہ مامون نے وصی خلیفہ بہ نسبت غسل امام کہ ہمارا [illegible]

محمد تقی جسکو تم شاید امام کہو گے مدینہ میں ہیں مسلمان کو غسل دیگا یہ جواب تمہیں امام کہا

کہ اگر خوف تم خائف تھا ہمراہ تو خاطر طور سے غسل دیتی اے خلیفہ وہی ربع میں [illegible]

تھوڑی دیر کے بعد حجرہ اوٹھ گیا اور دیکھا کہ نعش مطہر و مکفن رکھی تھی اور عجب خوشبو [illegible]

جب قبر کھود رہے تھے پس پشت ہارون جا ہا [illegible] یہ پتھر نکلا کہ سب لوگ [illegible]

جدا نکر سکی تا آنکہ جب ہرثمہ پیش قبر ہارون کھودا تو ضریح تیار ملی [illegible]

دیکھا جیسا کہ امام نے فرمایا تھا سب کچھ سوا جب نعش کو قریب قبر کہ تو ایک پردہ سفید

سامنے حایل ہو گیا اور بغیر [illegible] کے لیا اوتر گئی نعش قبر میں کسی نے رکھدی اسیطور سے قبر

خود بخود بند ہو گئی مامون نے ہرثمہ کو تنہائی میں بلاکر اوس دعا کو [illegible]

زہر دیا گیا تھا انہوں نے جب جواب دیا کہ مجھے بھی معلوم ہو گیا تو سال بھر قید رہا تا آنکہ جب زہر دیا

کا حکم ہوا اور ہرثمہ نے درگاہ باری میں دعا کی تو امام محمد تقی علیہ السلام بامجاز قیدخانہ میں تشریف لائے اور بابا

کو لیکر اور ہرثمہ کو قید سے آزاد فرما دیا

جلاء العیون باب تاریخ [illegible] رضا علیہ ۱۲

ہمارے مومنین امام رضا علیہ السلام تو اس غربت میں شہید ہوئے کہ کوئی ان جناب کے اعزا سے موجود نہ تھا

کیونکہ وہ سب کے سب مدینہ میں تھے کیا حالت ان اعزا کی ہوئی ہوگی جن سے حضرت اتنا دور رہے بالخصوص

اِنَّ فَاطِمَةَ اُخْتَ الرِّضَا خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِیْنَةِ وَقَصَدَتْ اَخَاهَا

تھی چنانچہ کتابوں میں منقول ہے کہ جناب فاطمہ بہن امام رضا علیہ السلام کو اپنے بھائی سے کمال درجہ محبت

تھی اتنی مدت دراز تک مفارقت میں اپنی بھائی کے رہ گئیں جب حضرت سفر سے

واپس نہ آئے تو بیتاب ہو کر مدینہ سے شہر طوس کی طرف روانہ ہوئیں جب منزل ساوہ پر پہنچیں

تو بیمار ہو گئیں فَسَأَلَتْ کَمْ بَیْنَهَا وَبَیْنَ قُمْ قَالُوا عَشَرَةَ فَرَاسِخَ وہاں کے باشندوں

سے پوچھا یہاں سے شہر قم کتنی دور ہے لوگوں نے عرض کیا دس فرسخ ہے فرمایا مجھے شہر قم

میں لے چلو جب وہ مخدومہ قریب ہوئیں اور اہل قم کو خبر معلوم ہوئی اِسْتَقْبَلَهَا اَشْرَافُهَا

سب اشراف استقبال کو اس شہر سے باہر آئے اور سب سے پہلے موسیٰ بن خزرج جو رئیس

قوم تھا خدمت معصومہ میں پہنچے اور مہار ناقہ ہاتھ میں لی سب اہل شہر پیادہ پا بہ تعظیم

من تذکر مصابنا وبکی لما ارتکب منا کان معنا فی درجتنا یوم القیامة

ومن ذکر بمصابنا فبکی وابکی لم تبک عینه یوم تبکی العیون

ومن جلس مجلسا یحیی فیه امرنا لم یمت قلبه یوم تموت القلوب

پر وہ رکاب ہوئے جب وہ معظمہ داخل شہر ہوئیں دیکھا تمام شہر ماتم دار ہے ہر ہر گھر میں

گریہ و بکا بلند ہے اور سب مرد و زن لباس سیاہ پہنے ہیں یہ دیکھ کر سخت متوحش ہوئیں فقالت

لهم لمن هذا الماتم یعنی پوچھا اس شہر میں کس رئیس قوم کا ماتم ہے کسی نے کہا جواب دو

فرمایا تمہیں ہمارے حق کی قسم ہے جلد بتاؤ یہ ماتم عظیم کس کا ہے جب اون سنکر نے بہت اونچی

فبكوا و سالوا عما بهم وقالوا ان بكائنا على سيدنا غريب الغربا تمام

رنج گئی اور کمال سر وزیر سے زمین پر بیٹھ گئی اور عرض کیا آج کئی روز گذری ہیں کہ مامون

نے آپکے بھائی امام رضا کو شہید کیا جو تب سے یہ خبر سنی ہے ہمارے ہر گھر میں ماتم برپا ہے

وہ معظمہ سنتے ہی غش کھا کر زمین پر گر پڑیں جب افاقہ ہوا رونا شروع کیا ہائے بھائی

میرے ہائے سید و غریب کہ افسوس ہم بہن خستہ جگر آپکے زندگی خبر سنتی ہو جیتی رہی اور اب شہید

کاش مجھی بھی موت آجاتی منقول ہے کہ وہ شاہزادی سترہ روز تک ہر وقت اس مصیبت

میں زار زار رویا کرتیں تا اینکہ سترھویں دن رحلت فرمائی اس سانحہ سے شہر قم میں ایک نیا

برپا ہوئے اور اون مومنین پاک اعتقاد نے بکمال اہتمام جائے پاکیزہ میں دفن کیا بعد چندی کال

زینب خاتون دختر امام محمد تقی علیہ نے اون معظمہ کا قبہ دار بنوا دیا

جناب فاطمہ خواہر امام رضا علیہ السلام نے اپنی بھائی کو شہید ہوتے نہ دیکھا تھا فقط خبر شہادت سنکر بیحال ہو گئیں

کہ روتے روتے دنیا سے گذر گئیں مگر افسوس ہے حال جناب زینب خاتون خواہر امام حسین علیہ السلام پر کہ جناب

نے اپنی بھائی امام حسین علیہ السلام کو زیر خنجر دیکھا چنانچہ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ جب حضرت ذو الجناح سے زمین

پر تشریف لائے اور جناب زینب نے یہ حال در خیمہ سے دیکھا مضطر و بیقرار ہوکر باہر محل آئیں اور در حسین

گئی ہوئیں تب مقتل حسین حمید کہتا ہے وہ اضطراب سے کبھی گرتی کبھی اٹھتی جاتی تھی

اور در پر سے گویا کہ بیہوشی کی حالت تھی تا اینکہ قریب امام حسین علیہ السلام تشریف لائیں فرمانے لگیں مرملًا

مقتلًا باللہ ھاء ہائے افسوس یہ نہیں خدا سے بہن کو یہ حال بھائی کا نہ دیکھا اور جناب زینب نے

دیکھا کہ پارہ جگر فاطمہ زہرا نور نظر رسول خدا خاک و خون میں آلودہ ریگستان گرم پر پڑا ہوا ہے

اور حضرت کے نزدیک عمر سعد مع چند رفقا کے کھڑا ہے بیقرار ہوکر رونے لگیں کہ ہائی بھائی ہائی گریا

افسوس ہے تجہیز زندگی کہ آج یہ حال اپنے نہ دیکھتی کاش آسمان زمین پر گر پڑتا اور زمین

شق ہو جاتی وقالت و تحکم النبی یتلکم مثلکم یہ فرمایا اور ہر تیر کیا تم میں ایک

بھی مسلمان نہیں کہ اپنی نبی کے نور سے تو بچاؤ جب کسی بیرحم نے جواب نہ دیا تو بنگاہ حسرت

دیا میں جناب پسر سعد خطاب کرکے فرمایا ای سنگدل بیرحم تیری سامنی فرزند رسول ذبح ہوتا ہی

اور تو اور دیکھتا تھا دور سے یہ منظر کرتا حمید ستمگر باوجود شقاوت بہی جناب زینب

پر ظلم ہوتے دیکھ کر رو دیتا تھا آہ مومنین جس وقت شمر نے بی بی کی بے ادبی کی اور حرمت

کی خورشید ردا درپیش کرنا کیا عرض کیا جاوے فرماتے ہیں

ز بار بہائی تو پیچان تاو فرو رفتہ رفت در جسم بیتاب ز زخمی کاری و رنج و دوا

نخواہد رسیدن الا دمی چند چہ باشد گر بیابش و آلودہ عجب در مرز تحمیلی ز دو سہا

جگر از تشنگی در التہاب است بزیر نعل اسپ آب آب است

مومنین جناب فاطمہ خواہر امام رضا علیہ السلام کے بعد کوئی مصیبت نہ اوٹھائی جناب زینب نے بعد امام حسین

کیا کیا مصیبتیں اوٹھائیں قید ہوئیں سر برہنہ شہروں میں بازاروں میں پہرائی گئیں

اہل قم نے وہ عزت و توقیر کی کہ استقبال کو آئے مہمان رکھے خاطرداریاں کیں بیان

اہل شام استقبال کے عوض اپنے گہروں سے نکل کر تماشا دیکھنے کو آئے توقیر کے

بدلے ہر شخص ذلت کا خواہاں تھا

تفسیر آیۂ کلمات خدا بہ ائمہ حال تولد و بعض معجزات و جوابات علمی امام محمد تقی ع

بہ مامون و یحیی بن اکثم عقد ام الفضل بہ حضرت معجزہ فروشانی دوبارہ

معتصم کا حضرت کو بلانا آخر شہادت مدینہ ابو داود وزیر ربط عداوت

ابن زیاد با امام حسین ع دربار ابن زیاد و اسیران اہلبیت ع

قال اللہ تعالیٰ وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ

ظاہری ترجمہ اس آیۂ شریفہ کا یہ ہے کہ خداوند عالم اپنے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کرکے میں ارشاد فرماتا ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیم ع کا امتحان انکے پروردگار نے کلموں سے کیا پس ابراہیم نے انکو تمام کیا مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ جن کلمات سے امتحان جناب ابراہیم ع کیا گیا وہ کیا تھے بعض کہتے ہیں کہ سنتہای حنفیہ ابراہیم ہیں اور بعض نے مطلق تکالیف سمجھی کہ جناب ابراہیم ع فضل اللہ انکو پورا کرچکے اور امتحان میں کامل ہوئے مگر ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بذریعہ مفضل بن عمر جناب امام جعفر صادق ع

تفسیر کلمات یہہ بیان فرماتی ہیں کہ یہہ وہ کلمات ہیں جنکو حضرت آدم نے اپنی پروردگار

سے لیا یعنی تعلیم پائی اور انکی سبب انکی توبہ قبول ہوئی جیسا کہ خدا تعالیٰ قبول توبہ جناب آدم میں

فرماتا ہی فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

یعنی آدم نے اپنی پروردگار سے چند کلمات کے ذریعہ سے دعا کی قبول توبہ کی خدا نے بہ برکت ان

کلمات کے دعا حضرت آدم قبول فرمائی سو شاید آپ لوگ سمجھی وہ کلمات کیا تھی وہ یہ تھی

کہ حضرت آدم نے فرمایا خداوندا بحق محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام تجھ سے سوال کرتا ہوں

کہ میری توبہ قبول کر پس خدا نے آدم کی توبہ قبول کی بہ برکت اسماء مطہرہ لہذا معلوم ہوا کہ اس آیت میں جن

انکا ان جناب ابراہیم کا حال خدا بیان فرماتا ہی یہی حضرات اہلبیت طاہرین مراد ہیں اور ان

آیت شریفہ باقی رہ گیا کہ یہہ فاتمّھن کے کیا معنی ہونگی یعنی یہہ اہلبیت طاہرین

جناب ابراہیم سے ہونگی یعنی فرزند وہ حضرت سابق اور یہہ لاحق میں جواب اس شبہہ کا وہی حدیث شریف

سے ثابت ہی کہ راوی کو بیان تفسیر کلمات بہ ایمہ ہری کی شبہہ ہوا حضرت نے فرمایا کہ اتمّھن کا

فاعل خدا ہی یعنی کہ تو حضرت قائم تک کہ بارہ امام ہیں تمام کیا ملا باقر مجلسی علیہ الرحمہ

کی تاویل کلمات ۔ یہ تفسیر آیت سے بہت مطابقت رکھتی ہے کیونکہ اسکے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا ہے

اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا میں نے تمکو امام کیا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی جناب

ابراہیم نے عرض کی خداوند میری ذریت سے بعضوں کو امام کر قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ

خدا نے فرمایا میری امامت کا عہد تمہارے ظالموں میں نہ ہوگا یعنی تمہاری ذریت سے انکو امام قرار دونگا

جو کہ تمام گناہوں سے معصوم ہونگے پس اس آیت کے یہ معنی ہونگے کہ حق تعالیٰ نے آپ کی امامت یا عطائے

امامت کی انکو خبر دی اور ابراہیم نے انکو تمام کیا یعنی اپنی ذریت کی لئے طلب کیا (چنانچہ ضمیر اتمھن کی

جانب ابراہیم ہیں) اور خدا نے انکو بشارت دی کہ تمہاری ذریت سے جو کوئی معصوم ہوگا میں انکو

تا قیامت امام کرونگا (اور بنا بر ضمیر اتمھن کو جانب خدا راجع ہیں) بہر حال تفسیر کلمات آیہ

بغیر تکلف کے مطابق ہیں علاوہ اسکے بہت سی آیات سے تفسیر کلمات بایں معنی ثابت ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے بعد قصہ ابراہیم

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ یعنی خدا نے کلمہ توحید کو عقب

ابراہیم میں باقی رکھا یعنی ہمیشہ انکی ذریت میں ایک ایسا شخص ہے جو یگانگی خدا کا قائل ہو اور لوگوں کو

اسکی معرفت و دعوت و ہدایت کرے شاید کہ مشرکین موحدوں کی دعوت و ہدایت کے سبب سے

اپنی شرک سے پھر جاویں اس لفظ کلمہ میں بھی مثل آیہ سابق مفسرین کا اختلاف ہے

بعض علما تو صحیفہ کہتی ہیں بعض امانت کہتی ہیں جو اونکی ذریت میں نیابت کی بہ ریگانی جیسے بہت
حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے القاب جناب ابراہیم و حضرت رسول میں تا قیام نیابت الٰہی
ایک علم باقیہ قرار دیا جیسا کہ شیخ طبرسی نے فرمایا ہے بہر حال یہیں بھی اختلاف ہے کہ اونکی القاب
ون شخص مراد ہے بعضوں نے فرزندان ابراہیم میں اور بعضوں نے کہا کہ آل محمد میں چنانچہ ابن بابویہ
سلیم بن قیس سے روایت کی ہے کہ ایک روز ہم گروہ مسجد میں تھی کہ جناب امیر المومنین تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ
کہ جو چاہتے ہو مجھسے سوال کرو قبل اسکے کہ مجھے نہ پاؤ اور تفسیر قرآن سے سوال کرو کہ قرآن میں علم اولین
و آخرین ہے اور کسیکی کوئی بات نہیں چھوڑی ہے قرآن کو نہیں جانتا مگر خدا اور وہ لوگ جو علم میں
راسخ ہیں اور علم میں راسخ ایک شخص نہیں بلکہ بہت ہیں اور انہیں سے ایک حضرت رسول تھے اور انہوں نے
علم قرآن کی تعلیم اونکو دی تھی اور آنحضرت نے مجھے تعلیم فرمایا اور ہمیشہ یہ علم میری فرزندوں میں نیابت تک
رہیگا بعد حضرت نے یہ آیت پڑھی کہ جو خدا نے تابوت سکینہ کے بارہ میں نازل فرمائی ہے فِيهِ سَكِينَةٌ
مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ یعنی تابوت
میں تمہارے پروردگار کا سکینہ اور اون چیزونکا بقیہ ہے جنکو آل موسی و آل ہارون نے چھوڑا ہے
اوسکو فرشتی اوٹھاتے ہیں ۔ مومنین حضرت نے یہ آیہ بطریق تمثیل پڑھی تھی

یعنی جس طرح کہ بقیہ علم و آثار حضرت موسی و ہارون جو کہ اونکی وصی تھے تابوت سکینہ میں محفوظ تھے اسی طرح
حضرت پیغمبر آخر الزمان اور اونکی وصی کے علوم و آثار اونکی ذریت کے پاس محفوظ ہیں اسی لیے حضرت نے
بیدرسگی فرمایا کہ میں بہ نسبت رسولخدا کے بمنزلہ ہارون و موسی ہوں اور میں پیغمبری کے سوا تمام چیزوں میں
اونکا مثل و مانند ہوں پس ثابت ہے کہ علم ہمارا ذریت میں ہے پھر حضرت نے یہ آیت پڑھی وَجَعَلَهَا
كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ اور فرمایا کہ جناب رسولخدا حضرت ابراہیم کی عقب تھے اور ہم سب
اون دونوں یعنی حضرت ابراہیم اور حضرت محمد کی عقب میں اسیطرح سے اس آیۃ کی تفسیر میں
کمال الدین میں بسند معتبر مفضل بن عمر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے اس آیت کی تفسیر پوچھی حضرت
([illegible])
نے فرزندان حسین علیہ السلام میں قیامت تک قرار دیا ہے مفضل نے کہا یابن رسول اللہ امامت فرزندان امام حسن
میں کیوں نہ قرار دیا اور خصوصا امام حسین کے عقب میں کیوں ہے کیونکہ یہ دونوں بزرگوار حضرت رسول کے
نواسے اور بہشت میں جوانان اہل بہشت ہیں اور ایک دوسرے کے بھائی تھے حضرت نے فرمایا کہ موسی و ہارون
دونوں پیغمبر مرسل اور ایک دوسرے کے بھائی تھے مگر خدا نے امامت کو فرزندان ہارون میں قرار دیا اور
فرزندان موسی کو عطا نہ فرمایا پھر فرمایا کسیکو مجال نہیں کہ یہ اعتراض کرسکے کہ کیوں ایسا ہوا
اسلیے کہ امامت زمین پر خلافت خدا ہے اور کسیکو مجال نہیں کہ یہ سوال کرے کہ خدا نے امامت کو فرزندان

امام حسین میں کیوں قرار دیا اور فرزندان امام حسن میں کیوں قرار نہ دیا کیونکہ خدا اپنے افعال میں
حکیم ہے اور جو کچھ کرتا ہے بموافق حکمت کرتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ
يُسْئَلُونَ یعنی خدا اون کاموں سے سوال نہیں کیا جاتا جو کہ کرتا ہے اور یہ لوگ سوال کئے جاوینگے
واضح عرض کرتا ہوں کہ ان احادیث ائمہ معصومین سے ثابت ہوتا ہے کہ مراد کلمے سے آیات قرآنی میں
جس مقام پر وارد ہوا ہے ذوات بابرکات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں چنانچہ بسبب ذکر
اکثر آیات کے تاویل انہیں معنوں میں ملا باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب حیات القلوب کتب احادیث
میں فرمایا ہے اور واقع میں اگر بنظر تعمق غور کیا جاوے تو ان کلمات خدا سے زیادہ اور کون شی
مراد ہو سکتی ہے کیونکہ بعض عبارت ایسی ہے کہ جو بدون ائمہ معصومین کے سمجھ ہی میں معلوم ہوتی ہے
بلحاظ صحیح لفظ کلمہ سے ائمہ مراد ہیں چنانچہ کلینی علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے
کہ جب حق تعالی کا ارادہ ہوتا ہے امام سے متعلق ہوتا ہے تو ایک فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ وہ عرش
کے نیچے سے پانی لیکر امام کے باپ تک پہنچاتا ہے وہ اوسکو پیتا ہے اور اوس پانی سے امام کا نطفہ منعقد
ہوتا ہے چالیس دن تک تو شکم مادر میں کوئی صدا نہیں سنتا بعد اسکے سننے لگتا ہے اور شکم مادر
میں یا بعد ولادت حق تعالی اوسی فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ امام کے پیشانی یا بازوے راست

یا فرزندوں شاہزادوں کے درمیان یا ان تمام ثقہ مومنین کہتا ہے وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ

صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ یعنی تیرے پروردگار

کا کلمہ راستی و عدالت سے تمام ہوا اوسکی کلمات یعنی آیات کا تبدیل کرنے والا کوئی نہیں ہے

اور وہی خدا سننے والا اور جاننے والا ہے اور جو ثابت وہ منصب امامت پر فائز ہوتا ہے

حق یہ ہے کہ ایک عمود نور اوسکی واسطے بلند کرتا ہے جسکی سبب اپنی جگہ شہر میں تمام شہر کے رہنے والوں

کے اعمال دیکھتا ہے اور خدا ایسے ہی شخص کو امام مقرر کرتا ہے

واقعی مومنین ان بارہ میں یہ ہے کہ کوئی اس امر کا محتاج نہیں کہ اگر کوئی شخص کسی یا بقول مسکت کرامت

کہ خود بہ بدیہ ان حضرات کی صداقت خود انکی آیات کے مشہور ہیں چنانچہ شب تولد امام محمد تقی

میں حکیمہ خاتون ہمشیرہ امام رضا علیہ السلام نقل ہے کہ مجھکو ورزی کے بہانے حجرہ تولد فرزند از بطن مبیکہ

شہر بہ ریحانہ خاتون کہ جو نسل قوم ماریہ قبطیہ مادر ابراہیم جناب ابراہیم فرزند رسول خدا سے تھیں

دیکھ کر بلایا تو دیکھا اوس حجرہ میں چھ میں سبب تیمہ یعنی چراغ روشن کرکے اون منظر کو طشت پر

بطرف قبلہ بٹھایا اتفاقا چراغ خاموش ہوگیا میں مضطرب ہوئی کہ اسی حالت میں خورشید

فلک امامت نے بچہ رحم سے طلوع کرکے طشت میں نزول فرمایا اوحضرت پر پردہ نورانی

[illegible]

تسلی حق محیط تھا کہ جس سے ایک نور ساطع تھا کہ مجھکو ضرورت روشنی شمع کی نہ تھی میں نے اوس نور مبین
کو اپنی آغوش میں لے لیا اور اوس پردہ کو خورشید جمال سے دور کیا اور پارچہ پاک میں
لپیٹ کے رکھی تھی کہ میرے بھائی امام رضا ع حجرہ میں داخل ہوے اور مجھسے منگا کر اوسکو آغوش امامت
میں لیکر اپنی آغوش میں لے لیا اور تا طلوع صبح اسرار الہی اون صاحبزادے کے کان میں فرماتے رہے تا آنکہ
جب صبح ہوئی تو گہوارہ میں لٹا کر مجھسے ارشاد فرمایا کہ اس گہوارہ سے جدا نہ رہنا جب تین روز ولادت باسعادت
کے گذر گئے تو اپنی چشم حق بین کو کھول کر چپ و راست نگاہ کی اور بزبان فصیح فرمایا اشہد ان
لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ جناب حکیمہ فرماتی ہیں جب میں نے
یہ حالت مشاہدہ فرمائی متعجب ہو کر اپنے بھائی امام رضا ع سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اے بہن
اس سے زیادہ عجائبات ملاحظہ کرو گی یہ فرزند مشابہ موسیٰ عمران و جناب عیسیٰ ع ہے کہ حق تعالیٰ
نے مقدس و منور کیا اور ماں نے اونکو طاہر و مطہر کیا   واقعی یہ حسنین کی ذات بابرکات
امام محمد تقی ع بعد امام رضا علیہ التحیۃ والثنا کی   حقا ثبت تکملہ حمد آپکی مدح میں نازش
رشتہ زنش بہ الطاف پروردگار   نشان امامت شدہ آشکار

سرفراز دوران شهنشاه دین
دلیل خدا حجت العالمین

ن به علم و نقادت به فضل و سخا
بود برتر از وی ضمیر اورا

بحکم الهی بامر نبی
امام است بر شیخ و شاب و صبی

بود او امام زمان و زمین
امام نهم سید راستین

محمد تقی اشرف روزگار
وصی پدر نایب کردگار

کتاب عیون اخبار الرضا میں صفوان بن یحیی سے منقول ہے کہ ایک روز امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں انہوں نے عرض کیا کہ خدا ایسا دن نہ دیکھائے کہ آپکا سایہ عاطفت ہمارے سر پر نہ ہو اور اگر خدا نخواستہ ایسا اتفاق ہو تو ہم شیعہ آپکے مسائل دین میں کسکی طرف رجوع کریں یہ سنکر آنحضرت نے اپنی فرزند امام محمد تقی علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ وَهٰذَا ابْنُ ثَلٰثِ سِنِیْنَ یعنی میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ پر میری جان فدا ہو یہ صاحبزادے تو کل تین ہی برس کے سن میں فَقَالَ وَمَا یَضُرُّهُ مِنْ ذٰلِکَ وَقَدْ قَامَ عِیْسٰی بِالْحُجَّةِ وَهُوَ ابْنُ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ سِنِیْنَ آپنے ارشاد فرمایا اسکا کیا نقصان ہے تین برس جناب عیسی ع درجہ نبوت پر فائز ہوئے

تو سن اونکا تین برس سے بھی کم تھا

مومنین جب یہ ان راوی کو حضرت کی کم سنی پر تعجب ہوا اسیطرح سے اکثر شیعونکو بباعث کم سنی

حضرت امامت مین شک تھا چنانچہ مامون رشید عباسی نے جب جناب امام رضا علیہ السلام کو شہید کیا

تو امام محمد تقی ع سات یا نو برس کے تھے بعض شیعونکو اسی صغر سنی کی وجہ سے کچھ تامل سا تھا (امامت مین)

تا اینکہ علمای افاضل و اشراف و اماثل اطراف عالم سے بقصد حج آئی اور بعد فراغ مناسک حج

آپکے خدمت مین حاضر ہوکر مروی ہے کلینی رح ایک مجلس یا چند روز متوالی مین تیس ہزار

مسائل مشکلہ اوس گروہ امامت و حدوث علم و فضیلت سے سوال کرکے سب کے جواب شافی پاتے تیقن

ہوکر آپکے امامت کے مقر ہوئی

مومنین کسکی مجال ہی کہ جو ان کلمات امامت نسبت سیادت کے بیان و صفت مین عذب اللسان

ہو کیونکہ خدا (علوم رسول و ایمہ) کی تعریف و تفضیل مین ارشاد فرماتا ہی وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ

مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ

كَلِمَاتُ اللهِ اِنَّ اللهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ جتنی درخت کہ زمین پر ہین وہ سب قلم

اور دریا سپید میں ہا موج ہے اور اس دریا کے سوا اور سات دریا کہ حسب حدیث امام زین العابدین کے ثابت ہیں

چشمہ کبریت چشمہ یمن چشمہ برہوت چشمہ طبریہ گرمابۂ اسپیدان

گرمابۂ افریقیہ چشمہ باحوران ہیں سب ملا کر بیس ہوئے اور یہ زمین کے دریا و نہریں سیاہی بن جائیں

تا ہم کلمات خدا یعنی فضائل اہل بیت رسالت تمام نہیں ہو سکتی جیسا کہ حدیث نبوی ہے

و ہمارے نبی نے فرمایا ہے کہ اگر تمام درخت قلم ہوں اور تمام دریا سیاہی اور تمام جن کاتب اور تمام انس حساب کرنے والے

تا ہم فضیلت علی شمار نہیں کر سکتے

یہ ہمارا لسان ضعیف البنیان خصوصاً بحبہ الیسی کہ محمدان کی کیا اصل ہے اور وصف کما ینبغی ہی سکی تحریر تعقید کرے

مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ مشتی نمونہ از خروارے عرض کرتا ہوں کہ اہل علوم

و ارباب فہم پر پوشیدہ نہیں کہ اس پر لحاظ کیا جائے بلکہ مرتبہ ثانی میں نقشہ بتایا ہے

بود علم ایشان ز سوی خدا — بیاموختند از ازل و نیا جدا

صغیران شان در ہنر افضل اند — بعلم از ہمہ دیگران اکمل اند

کہ علم امامت دگرگون بود — ز فیضان و انوار بیچون بود

مدارِ علم وکمال واعجاز وکرامات مقبولِ بارگاہ ذو الجلال امام محمد تقی علیہ السلام کتب فریقین میں بکثرت

منقول ہیں منجملہ اوسکے جلاء العیون میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اور صواعق محرقہ میں تحریر الفاظ

ابن حجر نے بھی روایت کی ہے کہ جب ماموں عباسی بعد شہادت امام رضا علیہ السلام زبانزد مردم اور

ہدف طعن وملامت ہوا اوسنے چاہا کہ بظاہر اوس جرم وخطا سے بری ہو اسی خیال سے وہ دیار

خراسان سے بغداد میں آیا اور ایک رقعہ بخدمت امام محمد تقی علیہ السلام لکھکر بہ اعزاز واکرام تمام

حضرت کو بلایا تا اینکہ آپ بغداد میں تشریف لائے قبل اسکے کہ حضرت ماموں سے ملاقات کرتے

وہ ایکروز بہ قصد شکار سوار ہوکر اوس رستہ سے گذرا جس مقام پر حضرت مع چند لڑکوں کے

کھڑے تھے رعب وشوکت شاہی سے تمام لڑکے خوف کھاکر متفرق ہوگئے مگر امام محمد تقی

باوجودیکہ دس برس کے تھے نہایت تمکین ووقار سے کھڑے رہے یہانتک کہ ماموں حضرت تک

آپہونچ گیا وانوار امامت وجلالت وآثار نجابت آنحضرت مشاہدہ کرکے نہایت ہی متعجب ہوکر

باگ روک لی اور کہنے لگا اے طفل تم بھی شامل اور اطفال کے راہ سے کیوں نہیں ہٹے اور اپنی مقام

حرکت وجنبش کیوں نہیں کی فقال لَیسَ المَسلکُ ضَیِّقاً وَلا اَنتَ جابراً

وَاِنّی لَستُ عاصِیاً آپنے ارشاد فرمایا رستہ تنگ نہ تھا جو ہٹکر راہ دیتا

مین نے کوئی جرم و خطا نکی تہی جو تمسے خوف کرکے بہاگتا اور بہی اس امر کا خواہان ہی

مین نے جرم تو کسی پر شتاب کری جواب باصواب سنکر تعجب اونکا اور زیادہ ہوا

اور مشاہدہ حسن طبیعت و فصاحت و بلاغت سے بیتاب ہوکر پوچہنے لگا ای صاحبزادے

تمہارا کیا نام ہی اور کسکی فرزند ہو حضرت نے فرمایا میرا نام محمد ہی اور میرے والد ماجد امام علی رضا

علیہ السلام ہین نسب شریف سنکر تعجب اوسکا زایل ہوا اور امام رضا کے نام سننے سے شرمندہ

ہوکر حضرت پر درود و سلام بہیجکر وہان سے روانہ ہوا کیونکہ امام رضا عم کی شہید کرنے

نظر صدیق سے گر گیا تہا فَلَمَّا وَصَلَ فِی الصَّحرَا رَأَی الدُّرَّاجَ جب صحرا مین

پہونچا اوسکی نظر دراج پر پڑی اپنا باز شکاری اوسکی شکار کرنیکی لئی چہوڑا وہ باز

مرتفع ہوکر نظر سے غایب ہو گیا جب ہوا سے واپس آیا تو ایک ماہی خورد اوسکی منقار مین

زندہ تہی یہہ دیکہکر مامون نہایت خوش و مسرور ہوا اور وہ ماہی مٹہی مین لیکر

واپس آیا جب اوس مقام پر پہونچا جہان حضرت سے ملاقات ہوئی تہی تو بچے اوسکو دیکہکر

سب اطفال متفرق ہو گئی اور حضرت نے اپنی جگہہ سے حرکت نہ فرمائی مامون نے کہا ای محمد میرے ہاتہ

کیا میں فَقَالَ خَلَقَ اللّٰہُ بُحُوراً یَرتَفِعُ مِنہُ غَمَاماً حضرت نے بامام [illegible]
فرمایا کہ خداوند عالم نے چند دریا خلق فرمائے ہیں کہ ابر اون دریاؤں سے بلند ہوتے ہیں
وَیَلتَقِی مَعَہُ الخِیطَانُ وَیَأخُذُ بِانَابِیبِ السُّلطَانِ وَتُمتَحَنُ بِہِ وُجُوہُ رُسُلِ
الاِنسِ وَالجَانِّ اور اون ابروں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اوپر جاتے ہیں
بادشاہوں کے باز اون مچھلیوں کو منقار میں لیتے ہیں اور برگزیدگان سلالہ نبوت کا اون سے
امتحان کرتے ہیں مامون کا تعجب اس معجزہ سے اور بھی دو چند ہوا اور بیتاب ہو کر کہا
حقا تم فرزند امام رضا ہو اور ایسے بزرگوار کے فرزند سے یہ عجائب و اسرار بعید نہیں
پھر حضرت کو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے ساتھ لے گیا اور تقید کیا کہ اپنی دختر ام الفضل کا عقد
حضرت سے کر دی بنی عباس جب اس عقد سے مطلع ہوئے تو مغموم و محزون ہو کر مامون سے
کہنے لگے یہ ریاست جو مدتوں کے بعد اب بنی عباس پر مستحکم ہوئی تھی تو چاہتا ہے کہ اوسے
اولاد علی کے حوالہ کر دے حالانکہ تجھ کو خوب معلوم ہے کہ ہمارے اور اون کے درمیان میں ہمیشہ سے
عداوت ہے تو نے جب امام رضا کو اپنا ولیعہد کیا تھا اوس وقت بھی ہم پر گران گذرا تھا اب

اونکی شبیہ ہوگئی ہے سے ہمارے دل مطمئن ہوئے مامون نے کہا کہ عداوت تمہارے بزرگ تھی نہ یہ کہ

اگر ایکی خلافت غضب کرتے کوئی عداوت ہم مین انمین نتھی وہ ہمسے زیادہ سزاوار تھی تو ہم

و خلافت ہین یہ جواب شافی سنکر عباسیون نے کہا اگر تجھی یہی منظور ہی تو بقدر صبر کر

کہ یہ طفل کچھ علم و کمال حاصل کرین بعد اسکی عقد کر دینا مامون نے کہا انکا علم اکتسابی و تحصیل

پر موقوف نہین بلکہ خدا کے جانب سے ہی اگر چاہو امتحان کرلو اون لوگون نے یحیی بن اکثم

کو جو اونکا عالم زبردست اور مشہور تہا قاضی بغداد تہا جمع مال و زر اس شرط پر دیا کہ حضرت کو مجمع

مین شرمندہ کری الغرض عباسیون کے کہنی سے مامون رشید نے ایک مجلس عام کی

اور یحیی بن اکثم قاضی کو سب اہل علم و فضلا کے جمع کیا کہ مباحثہ شروع ہوا اور ہر ایک شخص

نے سوالات مختلفہ متفرق مسئلوں کا کرنا شروع کیا اون کلمات خدا و وارث مدینۃ العلم علی نے بہا

نے بہت متانت سے جواب دینا شروع کیا تا اینکہ حضرت کے جوابات شافی سنکر سب کے سب متحیر ہوئے

مامون نے حضرت سے کہا کہ آپ بھی کچھ سوال فرماوین اوس وقت آپنے یحیی بن اکثم قاضی سے پوچھا

کہ ایک شخص نے وقت طلوع آفتاب کے ایک عورت حسین و جمیل کو بنظر شہوت دیکھا تو وہ اوسپر اوس وقت حرام تہی

اور جب ہوا سے آفتاب بلند ہوا اور دن چڑھا تو وہ عورت اوسکی واسطی حلال ہوگئی پھر جب
دوپہر ہوئی تو وہ عورت حرام ہوگئی پھر تھوڑی عرصہ کے بعد حلال ہوئی پھر جب آفتاب غروب ہوا
تو پھر حرام ہوگئی پھر عشا کے وقت حلال ہوگئی جب نصف شب گذری تو پھر حرام ہوگئی اور
جب صبح ہوئی تو وہ عورت اوس مرد پر حلال و مباح ہوگئی لہذا بتلا کر اوسکی بار بار
حلال اور حرام ہونیکی کیا وجہ ہی راوی کہتا ہی یہ کہی کے ہوش و حواس پراگندہ ہوگئی
اور حیرت مین حسم رکہی مثل بت سنگ خاموش رہگیا تمام صغیر و کبیر کو حیرت سی ہوئی
جب کچہ جواب نہی سی نہو سکا تو شرم سے سر اوٹھا کر حضرت سی کہنی لگا اے وارث علم نبوت
و شہسوار میدان فصاحت و بلاغت آپ ہی ارشاد فرمائین حضرت نے فرمایا کہ جواب اسکا یہ ہے
کہ ہندہ ایک شخص کی کنیز زید تھی اوسکو بکر نے بنظر شہوت دیکھا لہذا اوسپر حرام تہی کہ بعد دن چڑہے
اوسنے زید سے خرید لیا اب وہ اوسکی واسطی حلال ہوگئی پھر اوسنے دوپہر کو آزاد کر دیا
اور چونکہ ملک مین باقی نہ رہی لہذا پھر حرام ہوگئی اور وقت عصر پھر اوسنی نکاح کر لیا لہذا
حلال و مباح ہوئی نوبت بسرقیت ظہار کیا (کہ جیسی تشبیہ پشت زوجہ کی ماں یا بہن وغیرہ سے کرنا

بند ہوتا دوپہر کے شوہر نے ظہار کر دیا حرام ہو گئی عصر کے وقت کفارہ دیا پھر حلال ہو گئی نصف شب

اوس نے طلاق رجعی دی ایک مرتبہ طلاق دیا پھر حرام ہو گئی جب صبح ہوئی تو اوس نے رجوع کیا

پھر مباح ہو گئی ۔ راوی کہتا ہے جب حضرت نے کلام بلاغت نظام ختم فرمایا تمام

اہل مجلس آپ کے علم و فضل کے مداح ہوئے عباسیوں کا رنگ اوڑ گیا یحییٰ نے شرم سے سر جھکا لیا

غرضکہ مامون نے اوسی مجلس میں آپکا عقد ام الفضل سے کر دیا اور بہت دنوں تک اپنی

پاس بہ اعزاز و اکرام رکھا ۔ لیکن ام الفضل کو آپ سے محبت نہ ہوتی تھی کیونکہ آپ ام ولد کی

کے والدہ ماجدہ کو اوس پر ترجیح دیتے تھے اور کنیزوں کی طرف رغبت فرماتے تھے اکثر ام الفضل مامون

اپنے باپ سے حضرت کی شکایت کرتی تھی مگر چونکہ امام رضا کو شہید کر کے وہ بہت شرمندہ

و خجل تھا اور اوس علم کے سبب سے آپکو ایذا دینا خلاف اپنی دولت کے جانتا تھا ہمیشہ اوسکی

شکایت پر اعتنا نہ کرتا ۔ جب یہ شکایت زیادہ ہوئی تو مامون جواب دیتا کہ میں اونکو

حلال خدا میں منع نہیں کر سکتا ۔ آخر زمانہ آپکے زہر دلوا دینے کو بعد اس کے مامون سے بہتیرا

وہ ہمیشہ شکایت کیا کرتی اور اپنی باپ کے دور میں تھا اقوال کے حامل ہو کر ... کیا تا ابد

... امام کے قربانگاہ میں آیا اور اپنی علم و تقوی میں حضرت کو ... کیا

ام الفضل اپنی اس حرکت پر روتی ہاتی تھی مگر اب کیا نفع تھا ۔ راوی کہتا ہے کہ مامون بھی ہو

میں نہ بیہوشی کی صدا آیا ۔ جب صبح ہو تو یاسر خادم سے اوسے معلوم ہوا کہ شب کو وہ شراب

کے نشہ میں ایسی حرکت ہوئی ۔ مامون نے سنتے ہی اس قدر طمانچے منہ پر مارے کہ پھر بیہوش ہو گیا

جب ہوش میں آیا فوراً یاسر کو دریافت حال کو بھیجا ۔ سبحان اللہ مومنین معجزات خدا کا

اثر ملاحظہ فرمائیے کہ جب یاسر داخل دولتسرائے حضرت ہوا تو دیکھا کہ آپ صحن کے اندر بیٹھے ہوئے

مسواک فرما رہے ہیں ۔ یاسر نے جب سلام کیا تو آپنے جواب سلام دیا پھر کہہ اسنے پوچھنا چاہا کہ حضرت

نماز میں مشغول ہو گئے ۔ یہ مامون کے پاس آکر آپکے صحت کی خوشخبری دینے لگا ۔ مامون نے

شکر سجدہ شکر کیا ۔ اور ہزار ردیا یاسر کو انعام دئیے بیس ہزار درہم حضرت کو نذر کیلئے

بھیجا ۔ یاسر آپکے خدمت میں حاضر ہوا اور چاہا کہ آپکے بدن اقدس پر دیکھے کہ نشان

تلوار آپکے جسم پر ہیں یا نہیں ۔ عرض کیا کہ مولا یہ پیراہن جو آپ پہنے ہوئے ہیں

مجھے بطور خلعت عطا ہو کہ میں اوسے کفن کے لیے رکھ چھوڑوں ۔ اوس کریم ابن کریم نے

ما فی الضمیر یاسر سے مطلع ہو کر پیراہن اوتار دیا مگر فرمایا کہ نیچے بھی شرط میری دونوں کی

درمیان میں ہوتی تھی ۔ یاسر نے عرض کیا یابن رسول اللہ اس فعل سے مطلق ملاعین

اور آپ شرمندہ و پشیمان ہوئے تیسرا یہ ہے کہ جب میں نے جسم مبارک پر نظر کی تعلق

نشان تک نہ دیکھا اور یاروں کے پاس آ کر سب ماجرا بیان کیا اور شب وہ بیمار اور

خمار جو اس کو تھا میرا در شب کو جو حضرت کے خدمت میں بھیجدیا اور اس غسل سے بعد بھی اگر

اب کوئی شکایت بچے گا تو مت آزردہ ہوگا اور خود حضرت کی خدمت میں

حاضر ہو کر مودب بیٹھا حضرت نے ترک شراب کی نصیحت کی اور وہ دعا جس کی وجہ سے

آپ محفوظ رہے اور بیچ اس صورت میں مذکور ہے یاروں کو تعلیم فرمائی جس کی وجہ سے تب تک یاروں

زندہ ہے اکثر بلاؤں سے محفوظ ہے اور بہت شہر اوس نے فتح کیا یہ سردار شیخ بلند مرتبہ

محبت یاروں سے نہ جدا ہو کر بعد حج خانہ کعبہ مدینہ طیبہ میں تشریف فرمائے

دوسری مثال یہ ہے کہ کس مرتبہ و کس پایہ کے آپ حضرات تھے دشمن سے نوازش فرمانا میں ان

حضرات کے اخلاق حمیدہ میں سے تھا اور نیک بختی تھا خداوند عالم پر تمام عمر کے لوگوں

سے کشف فرماتا ہے اور عمل اسرار خود فرماتے ہر قسم کے اختیارات عطا فرماتا ہے یہ حضرات ان پیدا

ہیں ان سے عجیب و غریب ظہور میں آتا کوئی محل شکایت نہیں یہ بنسبت ظلی رفیق آپ کی ایک سجدہ

دیندار و محب اہلبیت طاہرین علیہم السلام سے منقول تھی کہ آپنے بہ تقتضائے دوستی را کجی کرم

تو کہ با دشمنان نظر داری اوسکو مقامات مختلف کی سیر کرائی اور وہ جب بد بین مشتبہ ہوا

تو اوسکی اعانت فرمائے اور بعینہ وہ معجزہ علی اکبر صاحب محمد حمد نے بھی نظم فرمایا ہے

راوی بیان کرتا ہے إِنِّي سَمِعْتُ فِي الْعِرَاقِ أَنَّ رَجُلًا فِي الشَّامِ يَدَّعِي النُّبُوَّةَ

فَحَبَسَهُ وَالِي الشَّامِ کہ میں نے عراق میں یہ خبر سنی کہ ایک شخص شام میں ازراہ فسونگری

دعوے پیغمبری کرتا تھا اوسکو والی شام نے قید کیا تھا مجھکو اس خبر کی سننے سے کمال حیرت

ہوئی اور در پائے حقیقت کی غرض سے اوس شخص کے پاس گیا اور اوسکی حالات کا جویان ہوا اثنائے

خیال میں وہ مرد بہت زیرک اور با فہم دیندار معلوم ہوا مجھکو اور بھی تعجب ہوا کہ ایسا شخص دعوے پیغمبری

کیونکر کرنے لگا فَسَأَلْتُ عَنْهُ یعنی اون مرد دیندار سے پوچھا کہ اپنا قصہ بیان کیجئے کہ

آپ اس بد بین مشتبہ ہو فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي نُصِبَ فِيهِ رَأْسُ

الْحُسَيْنِ عَ مَشْغُولًا بِالصَّلٰوةِ وَالتَّعْقِيبِ إِذْ ظَهَرَ لِي رَجُلٌ حَسِينٌ اون مرد بزرگ نے

جواب دیا کہ میں ملک شام میں ایک مسجد میں جہاں حسین سر مبارک امام حسین ع آویزاں کیا تھا تکمیل نماز

وہ مخالف تھا ہر گز پیچھے ایک بزرگ خوبصورت کہ آثار بہت و نور سیادت پیشانی انور سے

تاباں تھی گزرا ہے اور بہت ارشاد فرمایا کہ اوٹھہ اور میرے ساتھ آ میں بہ تفتیش تمام و بہ ذوق

اونکے ساتھ ہو لیا میں نے چند قدم اونکے ساتھ راہ طی کی تھی کہ اوتنے میں تکبیر فرض میں یا بھی بہت

دیر تھی وہ بزرگ نماز میں مشغول ہوگئے میں نے بھی بہ صدق عقیدت اقتدا کی فَلَمَّا فَرَغَ

فَخَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَكُنْتُ مَعَهُ فَإِذَا أَنَا فِي الْيَثْرِبِ جب نماز سے فارغ ہوئے تو مسجد سے

باہر تشریف لائے میں بھی اونکے ہمراہ رکاب تھا سو دیکھا میں بھی طیبہ میں ہوں کہ وہ بزرگ مدینہ میں

میں تھے وہاں بھی نماز ادا فرمائے اور میں نے اونکی اقتدا کی بعد فراغ نماز دعا میں مشغول ہوئے اور پھر

وہاں سے روانہ ہوکر تھوڑی ہی عرصہ میں بیت المقدس حرم محترم میں موجود تھے بعد نماز و طواف حرم محترم

جب ایک جانب کو ہوکے روانہ ہو تو وہ بزرگ میری نظر سے غائب ہوگئے فَوَجَدْتُ فِي الْمَسْجِدِ

الشَّامِ الَّذِي كُنْتُ اور دیکھا اپنے تئیں اوسی مسجد شام میں کہ جس میں پہلے عبادت کرتا تھا موجود پایا ۔

میں اس حیرت و تفکر و تشویش میں تھا کہ کوئی ایسے مقرب بارگاہ الٰہی تھے کہ وہ بزرگ ایک ساعت کے عرصہ میں

بہتوں بعید مسافت طی کر گئے اور ایسے مقامات متبرکہ کی زیارت کرائے تا کہ دوسرے سال اونکی شب کو

[illegible]

اوسی مسجد مین مشغول بذکر باری تہا کہ یکبارہ ایک بزرگ ذی حشمت و صورت نورانی پیدا ہوے اور کہا

اوسطور سے ایک ساعت کے عرصہ مین سیر کرائی جب مین کعبہ مین پہونچا اور بعد فراغ طواف و زیارت

مفارقت آیا تو مین نے اون جناب کو بہت قسمین دین کہ از براے خدا اپنی نام و نسب

مجہی سے مطلع فرمایئے فَقَالَ اَنِیْ اَبُوْ جَعْفَرِ مُحَمَّدُ بْنِ عَلِیٍّ زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوا

کہ مجہی محمد تقی ابن امام موسی رضا علیہ کہتے ہین یہہ فرماکر میری نظرون سے غایب ہوگئے دوسرے دن

جب روز روشن ہوا تو مین نے یہہ اعجاز حضرت لوگون سے بیان کیا رفتہ رفتہ یہہ خبر والی شام کو

پہنچی اوسنے مجہکو متہم بدعوی پیغمبری کیا اور میرے پیرومین بیڑیان پہنا کر اس محبس مین قید کرایا

کوئی میرا پرسان حال اب نہین جو میری مدد کرے قَالَ الشَّامِیْ فَکَتَبْتُ عَنْ قِصَّتِهٖ عَنْهُ

وَالِی الشَّامِ لِاِسْتِخْلَاصِهٖ راوی کہتا ہے یہہ حال پر ملال اوسکا دیکہکر دل ہمارا بہر آیا

اور مین نے ایک رقعہ اوسکی عدم قصور و اتہام کا والی شام کو بطور سفارش لکہا کہ تا اوسکو مرا دے

اور یہہ سب قصہ اوسمین مندرج کردیا اوس ملعون نے جواب بایں کہا کہ جو شخص ایک ساعت مین

شام سے کوفہ و بیت الحرم مین پہونچا دے اوسے ابتک شکنجہ سے کیون نہین چہڑاتا راوی کہتا ہے

کہ جو جواب اوسمین کا مجھی پر آن گذرا اور رات بہر غم و غصہ مین مجھی نیند نہ آئی جب صبح ہوئی

تو اس حال کی اطلاع دینے کی غرض سے قیدخانہ مین اوس حکیم و کے پاس گیا وہان جا کر دیکھا

کہ تمام پاسبان و نگہبان متفکر و حیران سراسیمہ و پریشان ہین مین نے پوچھا کیا حال

گذری کیا ہین وہ شخص جو دعوی نجومی کرتا تھا اور یہان مقید تھا معلوم نہین کیونکر

غائب ہو گیا زمین پہا گئی یا آسمان پر اوڑ گیا دروازہ اوسیطور سے بند مقفل ہین

کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا مگر اوسکا پتہ کچہ نہین ملتا راوی کہتا ہے کہ یہان دلمین

خوش ہوا کہ یہ کے بڑے امام محمد تقی ع کو بذریعہ علم امامت اوسکی حقیقت معلوم ہوئی اور آپ کو

اوسکی شفقت گوارا ہوئی کہ یہ بندہ قید سے رہا فرمایا پو مین کیونکر نہو ایسے امام عالی مقام

ہین کہ جنکو علم ماکان و ما یکون کا حاصل ہے

شاعر کہتا ہے

آنکہ از بہر طراز قامت قدرش بود — جامہ مدح و ثنای انس و جان بس کہ قصیر

آنکہ بر ذرات موجودات و انس و جن کمی — خود علیم است و خبیر است و سمیع است و بصیر

آنکہ از آب لطفش چشمہ ماء الحیات — قطرہ از بحر جودش ریزش ابر مطیر

لمعۂ از نور مہرش آیۂ دار القرار   شعلۂ از نار قہرش دایۂ بئس المہاد

کیوں نہ ہوں ایسے امام بجز نما پر لوگوں نے دغا کی ہے وہ امام جو ما کان وما یکون سے
واقف ہو اوسکا کینہ دشمنوں کی دلوں میں پوشیدہ رہے

فرماتے ہیں کہ آپ بہ صحبت مامون سے بیزار ہو کر مدینہ میں قیام پذیر تھے تا اینکہ ۲۱۸ ہجری میں
مامون بہ عذاب الٰہی واصل ہوا اور اوسکی بہائی معتصم نے غصب خلافت کی تو بتواتر فضائل
و کمالات آنحضرت سنکر آتش حسد اوسکی سینہ پر کینہ میں مشتعل ہوئی حضرت کو ایذا دہی کے خیال
سے مع بعض ازواج بغداد میں طلب کیا   حضرت نے وقت روانگی اپنی فرزند امام
علی نقی علیہ السلام کو اکابر شیعہ و ثقات اصحاب کے سامنے خلیفہ و جانشین فرما کے کتب علوم الٰہی
و اسلحہ و تبرکات رسول خدا دیکر ۲۸ محرم ۲۲۰ ہجری کو با دل غمگین و حزین قبر رسول
سے وداع ہو کر بغداد میں تشریف لائے   یہاں معتصم نے ظاہر میں حضرت کی عزت فرمائی
مگر عداوت سے اسی فکر میں رہتا کہ کسی طور سے شہید کر ڈالا جائے

(ذریعہ ام الفضل دختر ہارون رشید یا غلام اشناس شہید کیا)

تا رکیہ اپنی وزیر کے ذریعہ سے یہ بخار نکالا چنانچہ عیاشی نے اپنی تفسیر میں زرقان

سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابن ابی داؤد وزیر معتصم مموں دربار سے غمگین و

دلخون نکھا نیز آیا میں نے سبب اندوہ دریافت کیا اوس نے کہا آج فرزند امام رضا علیہ

سے ایک ایسا امر صادر ہوا کہ وہ میرے موجب رسوائی ہوگی ایک چور کو خلیفہ پاس لائے خلیفہ نے حکم دیا

اوسکا ہاتھ کاٹا جائے مجھسے پوچھا کہاں سے ہاتھ کاٹا جاوے میں نے کہا

گٹّے کے پاس سے اکثر حاضرین نے میری کلام کی موافقت کی اور بعضوں نے کہنی سے کاٹنے کو

کہا خلیفہ نے ہر ایک سے دلیل پوچھی اور سبھوں نے بیان کیا بعد اسکے خلیفہ امام محمد تقی علیہ

مخاطب ہو کر کہنے لگا آپ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں اونھوں نے کہا جو کچھ حاضرین نے کہا

وہ تم نے سنا خلیفہ نے کہا مجھے اونکی کہنی سے کیا کام ہے آپ جو کچھ جانتے ہوں بیان کیجئے

حضرت نے فرمایا اس مسئلہ کے جواب سے مجھے معاف رکھو خلیفہ نے قسم دیکر اصرار کیا

(بعد اصرار بلیغ کے) حضرت نے فرمایا کہ اسکی چار انگلیاں قطع کیجاویں اور ہتیلی ہاتھ کی چھوڑ دیجاوے

[illegible]

کہ اوس سے اپنی پروردگار کی عبادت کری اور اپنی قول پر چند دلیلیں ایسی بیان کیں

کہ ہم لوگ جواب نہ دیسکی اوس وقت مجھپر ایسی حالت طاری ہوئی کہ گویا قیامت برپا

ہوگئی اور مین نے یہہ آرزو کی کہ کاش بیس سال قبل اسکی مرگیا ہوتا جو اپنی مجبوری اور

جاہلی اور کمی مرتبہ امام محمد تقی کے سامنے نہ دیکھتا

کیون نہ مین ذاکر پوچھتا ہون کہ کیا یہی قدر اون کلمات خدا و آیات خدا کی تہی جو دین

ہونے جاتی تہی کہ بیان اصل حکم خدا پر جو دلیل و براہین سے مستحکم ہوا اوسکی لطف

مین کسی تقریر کی گنجایش نہو جواب سے عاجز ہوتے یون اپنی زندگی سے دست بردار

گوارا ہو مگر حضرت کے احادیث منظور نظر نہو ہی کیا عداوت خاندان رسالت سے تہی

جنکی گہر سے اسلام و ایمان رواج پائے جنکی گہر مین حکم خدا نازل ہو جنکی جد ابجد کی شان مین

جناب سرورکا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى فرماوین

اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا مین شہر علم ہون اور علی دروازہ ہین جسی علم

سیکھنا ہو وہ دروازہ سے یعنی بذریعہ علی ابن ابیطالب کے تک آوی اونکی پوتی سے بغض

رہا جاوے کیوں نہ منع کیا ابو داؤد ملعون نے اسقدر بغض پر اکتفا کیا نہیں والد
نیک مرد کو مشغول کر کہ وہ خود تسلط شیخ قتل تھا بر عکس کر کے مستوجب قتل کیا چنانچہ
زرقانی ناقل ہیں کہ ایک روز ابو داؤد ملعون خلیفہ کے پاس گیا وقال علی ان اجیب کو
بامقتضیا اور خلیفہ میں بہت تھا جو کہ خیر خواہی خلیفہ کی بہ انیر لازم ہی بہت عرض کرتا ہوں کہ چند روز
قبل جو واقع ہوا وہ نہایت دولت خلیفہ میں تغیر کر دہ مسئلہ جیسے کہ خود بجا ہیں اکثر ارادہ وزرا
واکابر و اشراف میں دریافت کیا اور جواب پایا یہ ہر ایک مجلس علما ثنا میں ایک شخص ہے
کہ جو اہل علم سے نفرت لوگ امام خلیفہ جانتے ہیں اور خلیفہ کو ان کا حق کا غاصب سمجھتے ہیں
دریافت کیا اور اسکے برخلاف علی فتوی دیا اور آپنے سب کچھ نقشہ و مکر ترک کرکے اسمیں دین
کے فتوی پر عمل کیا یہ خبر سب لوگوں میں مشتہر ہوئی جسکی وجہ سے انکی دوستوں اور شاگردوں کو
محبت قوی ہاتھ آئی کیوں نہیں تعققا ہی دیدار وخیال دریافت رسول
ہی تھا کہ مشغول ونکی خیال کو قتل وسوسہ شیطانی دفع کرکے انکی بیخ و شمار کے زیاد تی قدر
کرتا ہی سب کیا تھا وکر لما سمع ذلک تغیر لون وجھہ چہرہ میں اوس ملعون

نے اپنے وزیر سے یہ کلمات سنے رنگ غصے سے اوسکا متغیر ہو گیا اور آتش بغض و حسد و نفاق

اوسکے سینہ میں مشتعل ہوئی کہنے لگا خدا تجھے جزائے خیر دے تو نے مجھے اوس امر سے مطلع کیا

جس سے میں غافل تھا — دوسرے روز اوس ملعون نے ایک وزیر کے گھر کو طلب کر کے

حکم دیا کہ امام محمد تقی علیہ السلام کو اپنے گھر میں مہمانہ دعوت کر کے زہر اونکے کھانے میں ڈالدے

اوس بدبخت نے حضرت کو دعوت کے حیلے سے طلب کیا حضرت نے عذر فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو

میں تمہارے مجلسوں میں نہیں جاتا اوس ملعون نے بہت مبالغہ و اصرار کر کے عرض کیا

میری مجلس میں کوئی امر خلاف طبع مبارک نہ ہوگا میری غرض آپکے دعوت سے علاوہ

اسکے خلیفہ کا ایک وزیر حضرت کے ملازمت کا مشتاق ہے غرض حضرت بمجبوری اوسکے

گھر پر تشریف لیگئے ہر چند حکم شرع ہے کہ مہمان کی خاطر کرو اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو

اور کوئی امر اوسکے خلاف مزاج نہ کرو یہاں تک کہ آپکے امام ہمام کی کیسے خاطر ہوئی ہے

اوس ملعون نے زہر کھانے میں ملا دیا تھا حضرت نے جو ہیں ایک لقمہ اوسکے طعام سے تناول

فرمایا اثر زہر گلوئے مبارک میں پایا اور نہایت ہڈی ہو وہ ملعون سد راہ ہوکر

بڑا ہو گیا اور حضرت سے کہنے لگا ابھی آپ نکالئیں حضرت نے فرمایا ما فعلت
فی مقتضاہ ان لم اثبت فی دارک جو کچھ سلوک تونے مجھسے کیا اوسکا
مقتضا یہی تھا کہ میں تیرے گھر میں نہ رہوں گویا کہ مطلب حضرت یہ تھا کہ تیرا مقصود پورا ہو گیا
اب میری رہنے سے تجھے کیا فائدہ حضرت جلد سوار ہوکر دولتسرا میں تشریف لائے جب
گھر میں ہونچے اثر زہر قاتل سے تمام جسم اطہر پر ورم آگیا اور اوسکی تاثیر سے تمام رات
و دن بچین رہے ہی تنہائی اور حالت بیمار اعزا کا نہونا فرزند امام علی نقی کا
مدینہ میں ہونا اثر زہر سے بار بار غش پر غش آنا کن کن مصائب کا ذکر کیا جاوے
بروایتے ام الفضل تھی تو وہ بھی اپنی چچا سے ملی ہوئی تھی بلکہ مروی ہے ثانی اوسکا زہر دینا
یا بہر تہیہ تنہا میں عالم مستقیم کا خود زہر دینا مرقوم ہی آہ حضرت نے اوسی حالت بیکسی میں
بیس سال کچھ کم دو مہینے کی عمر میں یعنی کم سترہ سال آپ حیات رہے ۲۹ ذی قعدہ سنہ ۲۲۰ ہجری
کو دنیا سے رحلت فرمائے بروایتے برادر رضاعی امام علی نقیؑ و نیز حکیمی رحمۃ اللہ علیہ
ارواں حضرت امام علی نقی بسبب صغر سنی کے ایک نوح کو سنا خط فرمائی تھی کہ حال

تغیر ہوا اور گھر میں الغش ہوگئی اور بیقراری گھر سے آواز گریہ بلند ہوئی ہم بعد کو

باہر الغش لائے اون برادر رضاعی نے سبب گریہ اہلبیت پوچھا آپنے فرمایا بغداد میں

میری پدر بزرگوار نے رحلت فرمائی اوسنے کہا آپکو کیسے علم ہوا فرمایا اجلال و تعظیم

حق تعالی سے ایسی حالت مجھپر طاری ہوئی کہ قبل اسکے ایسا حال کبھی ہوا تھا اس سبب سے

میں نے جانا کہ پدر بزرگوار نے انتقال کیا اور منصب امامت میری جانب منتقل ہوا پھر آپ

طی الارض فرما کے بغداد میں آئے اور اپنے پدر بزرگوار کو غسل و کفن دیکر دفن کیا اور

اوسیدن مدینہ واپس گئے

کیونکر ممکن ہوا کہ وزیر و مشیر معتصم کے مدعی ہوتے کہ ایسی عداوت امام محمد تقی ع سے ہوئے کہ معتصم کو

بزہر کرکے شہید کرایا مگر تتبع کتب سیر میں معلوم ہوتا ہے کہ بہ اہلبیت حضرت تا حیات انکے

یا معتصم نے کسی قسم کا ظلم نہیں کیا اور نہ انکو نے پردہ کرکے اپنی دربار میں بلوایا ہی یہ نہیں

کیسی عداوت ابن زیاد وزیر و مشیر یزید کو حضرت امام حسین ع سے تھی کہ بعد شہادت انکے

اور اہلبیت و فرزند امام حسین سے کی کہ جو کتب میں نہایت حقارت سے منسوب ہیں اونکی

اہلبیت کو کربلا سے کوفہ میں لایا آہ وہ شہزادیاں کہ جن کا پردہ امیر المومنین علی کو
اس درجہ منظور تھا کہ جب آپ کوفہ میں مجروح ہو کر مسجد سے دولتسرا کے قریب ہوئے تو حسنین سے فرمایا
کہ تم رخصت کر دو ایسا نہ ہو زینب وام کلثوم بھی اس حال سے دیکھ کر بیتاب ہو کر رونے لگیں کہیں
اونکی آواز نامحرم سنیں ہائی یہ وہی شہر ہے کہ جس میں جناب زینب وام کلثوم رہ چکی ہیں
کہ ابن زیاد نے مجلس عام جمع کر کے بیچ مجمع میں اسیران اہلبیت کو دارالامارۃ کے باہر کھڑا کیا
آہ وہ اہلبیت عصمت و طہارت بے مقنعہ و چادر اس مجمع میں بڑی مدت تک کھڑے رہے آخر اونکو دربار
میں بلایا عورتوں کی حالت اون ستم رسیدوں کی بیان نہیں ہو سکتی راوی کہتا ہے ادخلت زینب
بنت علی وعلیها ارذل ثیابها کہ جناب زینب لباس بوسیدہ پہنے شاہزادیوں میں
چھپی ہوئی سر کھولے گردن جھکائے دربار میں داخل ہوئیں اوس شقی کی شان و شوکت اور
حاضرین مجلس کی کثرت دیکھ کر شرم سے عرق عرق ہو گئیں کنارہ میں جا کر بیٹھیں
گوشہ تخت میں ایک طرف خاک پر بیٹھ گئیں و تحفہ النساء لونڈیاں ملتفت ہو کر
پردہ دار کو گھیرے ہو گئیں ابن زیاد نے کہا یہ کون ہے جو کنیزوں کے حلقہ میں بیٹھی ہے اور گوشہ
میں بیٹھ گئی ہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا دوبارہ پوچھا بعض کنیزوں نے جواب دیا کہ یہ زینب ہیں

یہہ وہ شہزادی ہے کہ ایک روز اس شہر میں کس عزت و حرمت سے تھیں آج وطن آوارہ ہو کر
کوچہ بکوچہ دربدر اس ذلت و خواری سے تیرے سامنے آئی ہیں تکبیر و غرور ہو خدا سے شرم کر
آنکھیں اپنی بند کر هٰذِهِ زَيْنَبُ بِنْتُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اور یہ جناب زینب
دختر فاطمہ زہرا بنت رسول خدا ہیں یہ سنکر وہ کمینہ جناب زینب سے مخاطب ہو کر یوں کہنے لگا
آپ کو اپنی جدائی قسم کی مجھ سے کلام فرمائیے قَالَتْ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ مَا تُرِيدُ مِنِّي فرمایا اے
دشمن خدا مجھ سے کیا چاہتا ہے اب تو تو نے کوئی دقیقہ ہماری فضیحت و تذلیل کا باقی نہیں رکھا وہ ملعون
بطور طعن کہنے لگا کہ تمہارے بھائی نے چاہا تھا کہ یزید سے خلافت چھین کر خود تخت پر بیٹھیں لیکن خدا نے
اوس کی امید قطع کی فَأَجَابَتْ كَأَنَّهَا تَنْطِقُ مِنْ لِسَانِ أَبِيهَا حضرت نے اس ملعون
سے اوسکا جواب دیا کہ گویا امیر المومنین فرما رہے ہیں فرمایا کہ اگر میرے بھائی طالب تھے تو اپنی میراث
اور حق آبائی کے طالب تھے لیکن تو نے جو کچھ ظلم و ستم و خصومت و عناد اونکی نسبت اور انکی
نفس پر کیا ہے بروز قیامت اوسکی جوابدہی کو منتقم حقیقی کے سامنے بیٹھ رہ وہ لعین یہ سنکر
مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ اوس کمبخت کو قتل کرے عمرو بن حریث نے کہا اے امیر
اور کوئی شخص نکتہ گیری عورتوں کی وَالْمَرْأَةُ لَا تُؤْخَذُ بِشَيْءٍ مِنْ مَنْطِقِهَا من

نوحہ خواں نہیں تھا ۔ آہ مومنین جب جناب امام زین العابدین نے دیکھا کہ وہ بیکس جناب زینب

پھوپھی کو بار بار دیکھتا ہے اور اس قسم کے کلمات کہتا ہے تو حضرت غیرت و شرم سے عرق عرق ہو گئے

اور ابن زیاد سے مخاطب ہو کر فرمایا کَم تَهتِکُ عَمَّتی بِنتَ مَن تَعرِفُها وَبِنتَ مَن

لَم تَعرِفها ۔ اے شقی خدا بھی تجھ سے ڈرتی کہاں تک میری پھوپھی کی ہتک حرمت ایسے لوگوں میں

کہ ان کو بھی جانتی ہیں یا جن کو نہیں پہچانتی کرے گا ۔ ملعون نے حضرت کو جواب دیا مَن اَنتَ کہ تم

کون ہو آپ نے جواب دیا کہ میرا نام علی بن الحسین ہے ۔ ملعون نے کہا علی بن الحسین تو کربلا میں مارے گئے آپ نے

فرمایا ہاں وہ میرے بھائی تھے جن کو تیرے لشکر نے شہید کیا ۔ شقی کہنے لگا نہیں خدا نے مارا آپ نے ارشاد

فرمایا قبض ارواح سب کی خدا کرتا ہے ۔ ملعون نے یہ سنکر غضبناک ہوا اور کہنے لگا تم کو میری جواب

دینے کی جرأت ہے ۔ اِذهَبُوا فَاضرِبُوا عُنُقَهٗ یعنی جلاد کو حکم دیا کہ اس بیمار کو فوراً

قتل کرو ۔ آہ مومنین فوراً جلاد حضرت کو کھینچ کر لے چلا ۔ جب جناب زینب نے یہ ظلم مشاہدہ فرمایا تو حضرت

نے ایسی تڑپ کہ جسم سے روح مفارقت کرنے لگی ۔ اَنَّهَا عَشَت وَتَعَلَّقَت بِابنِ اَخِیهَا آہ

جناب بی بی دوڑ کر دامن فرزند مظلوم برادر سے لپٹ گئیں اور ملعون ابن زیاد کو ہرگز جدا کرنا نہ دیا حضرت سے

جدا کیا اور قریب نہ جانے دیا ہائی یا حسین وقت رخصت اون مظلومہ نے عجب حسرت سے

اپنی فرزند ہمارے یتیم کیطرف دیکھا اور روکر فرمایا یَا نُوْرَ عَیْنِیْ اَیْنَ تَرَایَاکَ

کَمَا تُبْتَرُ تَسْوَاکَ ای نور نظر برادر ہم بیوار تو تمکو کسپر چہوڑی جاتی ہیں اب تمہاری

کون حمایت وسرپرستی کریگا امام صابر نے روکر فرمایا ای بہن صبر کرو

آپ دختر صابرہ ہیں ہائی حسین ان کلمات سے جناب زینب اور بہی بیتاب ہوکر

روئیں اور ابن زیاد سے مخاطب ہوکر فرمایا اَمَا کَفَاکَ قَتْلَ اَخِیْ حَتّٰی اَرَدْتَ

تَقْتُلَ هٰذَا الْعَلِیْلَ ای ابن زیاد کیا مری بہائی امام حسین عہ کی قتل سے ابہی تک سیر نہیں ہوا

جو اس مریض کے قتل کا حکم دیتا ہی ای ابن زیاد اگر تیرا یہی قصد ہی تو اوسکی قبل مجہی

قتل کرتا کہ اوسکی شہادت میں اپنی آنکہوں سے نہ دیکہوں فَنَدِمَ وَقَالَ عَجَبًا لِلرَّحِمِ وَاللّٰہِ

اِنَّہَا وَدَّتْ اَنْ اَقْتُلَہَا دُوْنَہُ راوی کہتا ہی یہ اضطراب وبیتابی جناب زینب

کی دیکہکر شمر لعین نادم ہوا اور کہنی لگا ایسی محبت وشفقت سے کہاں گہٹ ہی واللہ اس مخدومہ

کو کہاں ہی کہ یہ مریض بچ جاۓ اور وہ اوسکی عوض میں قتل ہو اسکو چہوڑ دو ظالم نے سنکر چہوڑ دیا

اور دوسری روایت میں ہے کہ تمام حاضرین رونے لگے ابن زیاد خوف فساد سے ڈرا اور فوراً کو
رہا کر دیا بروایت مشہور امام زین العابدین نے فرمایا اے پھوپھی آپ خاموش رہیں
اور ابن زیاد سے بجہت حدت سے فرمایا کہ اگر میرے قتل میں منظور ہے تو تو کسی کو انکی ساتھ کر کے
مدینہ میں بھیجدے اوس ملعون نے روایت میں کہا ہم تمہیں ہی رکھیں گے پھر اس طور سے مکانات میں حسام کو شروع
سے کیا

آخر اوس ملعون نے حکم دیا کہ اہلبیت طاہرین کو مقید رکھیں اور حکم دیا کہ امام زین العابدین علیہ السلام کو
طوق و زنجیر میں جکڑ کے ہمراہ اہل حرم قیدخانہ میں بھیجیں جب بیت میں اوس کا ساتھ
ساتھ تھا جس کو دیکھ لیں وہ سب قیدی کی نظر آتی تھی وہ مقامات زن و مرد کے بہت نظر
آتی تھی اور حال رسول پر سب رنج پہنچتی تھی اور اونکی حال زار پر نیلی جانیں ہوتی تھی۔
اسطور سے کہ جناب کو کوفہ میں بدر کر قریب مسجد اعظم ایک مکان میں مقید کیا مومنین پر
بھی قریب مسجد کے کیا حال اون سوار قرآن کا ہوا ہوگا جب اپنی عزیز کو جو رسالت میں
دیکھتی ہوگی ہے مومنین کو کہ ہی یہ رسا دینی والا اور تسکین دینی والا بھی اون کو کہ بتانا تھا
اور مطلق کوفیان بیوفا نے رعایت امیرالمومنین کا بھی کچھ خیال نہ کیا صاحب زینب

دریا میں جنکے ہم کو نہ میں مقید ہے کوئی عورت عربیہ اسیر نہیں تھی اور ہیں

نہ آئین تھی ام ولد یا کنیزیں وغیرہ اس مناسبت سے آئی تھیں کہ جیسے حرم نبیدی تھی

ویسے وہ بھی کسیکی قیدی تھیں

دوسرے روز ابن زیاد نے حکم تشہیر اس دیا   روایت زید بن ارقم روایت دیگر

بازار صرافان

مجالس المتقین

شان نزول آیات جنب اللہ و وجہ اللہ در شان ائمہ حالات و معجزات امام علی نقی ع

معجزہ ابو ہاشم جعفری معجزہ ہرثمہ معجزہ صالح بن سعید بخشش مرد عرب

شفاء متوکل شقاوت متوکل بہ قتل طلب کرنا برکۃ السباع میں ڈالنا

قبر کھدوانا ہمراہ سوار فتح بن خاقان کے رہنا شہادت حضرت ربط کبر یزدن

برائے امام زین العابدین ع بحکم یزید و سوال و جواب حضرت

قال اللہ تبارک و تعالی ۔ وَاتَّبِعُوا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَۃً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ خداوند عالم مکلفین سے خطاب کرکے ارشاد فرماتا ہے کہ قبل اس کے کہ تم پر عذاب خدا ناگہان نازل ہو پیروی کرو اس کی نیک و بہتر کی جو تمہارے طرف بھیجا گیا ہے کہیں ایسا نہ ہو حسرت و افسوس سے کوئی نفس کہے میں نے جنب خدا میں بہت تقصیر کی اور افسوس میں نے سمجھا کہ ہنسی ٹھٹھا کیا و یہیں جنب کے معنی پہلو کے ہیں اور یہاں مجاز ہے کیونکہ قرآن مجید بزبان عرب نازل ہوا

[illegible]

اور زبان عرب کا مدار مجاز و استعارات پر تھا جو کلام کہ استعارہ و تشبیہ و مجاز سے خالی ہو
اوسکو فصیح و بلیغ نہین جانتے تھے حضرت رسول اور ائمہ ہدیٰ بھی اسی طریقہ پر کلام فرماتے تھے اور
ہر ایک زبان خصوصاً فصحاے عجم کا مدار اسی پر ہے مثلاً ہندی مین کہتے ہین کہ تمہارا کیا منہ ہے
یعنی کیا حقیقت ہے اسیطرح سے منہ کو جہت و جانب پر ہاتھ کو نعمت و قدرت پر محاورہ ہے
جیسا کہ عرب کہتے ہین یدٌ لہٗ علیَّ یدٌ یعنی اوسکی نعمت اوسپر ہے یا لہٗ یدٌ طولیٰ
یعنی اوسکو قدرت زیادہ ہے جب مدار استعارات پر ہوا تو ہر ایکنے اپنی فہم و فراست
کے موافق معنی کہے ہین اکثر مفسرون نے طاعت خدا یا قرب خدا مین تقصیر کرنا اس آیہ مین مراد
لیا ہے مگر بہت سے احادیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس آیہ مین و نیز تمام آیات مین کہ ایسے الفاظ
وارد ہوئے ہین اون سے حضرت رسول و ائمہ ہدیٰ مراد ہین جیسا کہ علی بن ابراہیم نے ان دونون آیتون
کے تفسیر مین کہا ہے کہ جو چیز کہ تمہاری طرف بھیجی گئی ہے یعنی قرآن اور تمام چیزون سے بہتر
جو کہ قرآن مین مذکور ہے یعنی ولایت امیرالمومنین و ائمہ ہے اور جنب اللہ سے امام مراد ہے
کفعمی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جنب اللہ کے معنی یہ ہین کہ کوئی شخص خدا کی

نزدیک اوسکی پیغمبر سے زیادہ قریب تر نہین اور کوئی شخص اوسکی پیغمبر کے نزدیک اونکی
وصی سے قریب تر نہین پس یہ بزرگوار قرب خدا مین مثل اوس شخص کے ہین جو کسی کے پہلو
مین ہو ... جیسا کہ بہ نسبت راس رئیس کے یعنی جناب علی ابن ابیطالب کی شان مین (در حدیث نبوی)
بنص صریح ... ابن شہر آشوب نے ابوذر غفاری رضی سے روایت کی ہے کہ ابوذر
علی کے دشمن کو قیامت مین اندہا اور گونگا اٹہائینگے وہ ظلمات قیامت مین گرتا پڑتا
فریاد کریگا یَا حَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِی جَنْبِ اللّٰہِ کہ ولایت محمد وآل محمد مین
جو تقصیر کی تو ناحق ہمنے کی اوسکے سبب حسرت و افسوس ہے۔
شیخ طبرسی علیہ الرحمہ نے احتجاج مین حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے آیات متشابہ
قرآن کی تاویل آنحضرت سے پوچھی اور منجملہ اونکے یہ آیت بہی تہی حضرت نے فرمایا کہ جنب اللہ
سے خدا کے دوست و برگزیدہ مراد ہین اور قرب و منزلت خلیفہ ہای خدا کے سبب خدا نے
چاہا ہے کہ قرآن مین ایک حجت اونکی لئی قرار دے حضرت نے راوی سے تشبیہ فرمایا کہ کیا تو نہین دیکہتا
کہ کہتی مین فلان شخص فلان شخص کے پہلو مین بیٹہا ہی یعنی اوسکا تقرب ہی اسیطرح حق تعالی

نے بنظر اظہار قرب اپنے درگاہ ہا ہمین آیہ کو بعنوان رمز قرآن مین بیان فرمایا ہی کہ جسکو تم

سمجھتے ہی خدا اور دوستان خدا سمجھتے ہین اور اونکی دشمن تحریف اور قرآن سے خارج کرتے ہین

جیسا کہ اور آیتونکو خارج کردیا خدانے اونکی دیدہ دل کو کور کردیا ہے کہ ان امور کو نہین

سمجھتے ہین خداوند عالم نے اس آیہ کی تائید وتقویت دوسری آیات سے بھی فرمائی

اپنی خلفاء و آیہ کی فضائل کو اپنی سن الرس واحد مین اس شمس فرمایا ہے شد آیہ

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ یا كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَى وَجْهُ

رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ یعنی تمام چیزین فنا ہونے اور ہلاک ہونیوالے ہی مگر وجہ خدا

کہ صاحب بزرگی وقدرت ہی اگرچہ بعض نے وجہ خدا سے ذات خدا مراد لیا ہے کہ تمام چیزین

قیامت سے پہلی فانی ہوتی ہین اور پھر پیدا ہوتے ہین مگر علی ابن ابراہیم نے بسند موثق حضرت

امام محمد باقر سے اس آیت کے تفسیر مین روایت کی ہی کہ فرمایا کیا لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ مراد یہ ہی

کہ تمام چیزین فانی ہوجائینگی اور خدا کا منہ باقی رہیگا حالانکہ خدا اس سے عظیم تر ہی کہ مثل صفت

مخلوقات اوسکی توصیف کرین اور مثل دیگران اوسکا منہ ہووے بلکہ معنی آیت یہ ہین کہ

تمام چیزین ہلاک ہونیوالے اور باطل ہین مگر دین خدا ہمیشہ قایم وبرپا ہی اور

دین خدا میں کہ ہم سے خدا کی دین و معرفت و عبادت کو یاد کرنا چاہیئے اور جب تک خدا ہمیں نہ بتلاوے

قابل معرفت و عبادت جانتے ہیں ہم لوگوں کی درمیان میں رہتا ہے اور حجت ہے ہمیں کوئی غیر

دسترس نہ پا سکتا اپنی رحمت و برکت کی طرف ہمیں اوٹھا لیگا

لہذا معلوم ہوا کہ مراد ان الفاظ سے ذات بابرکات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں

چنانچہ ان حضرات نے متعدد مقامات پر ان اسماء سے اپنی ذات کو موسوم فرمایا ہے ابو الائمہ شیخ

جناب علی ابن ابیطالب بروایت احتجاج شیخ طبرسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں ہوں جنب اللہ

میں ید اللہ میں عین اللہ میں باب اللہ میں وجہ اللہ

جنب اللہ اسواسطے ہے کہ خدا کے جانب و حجت ہیں اور خدا نے خلایق کو حکم دیا ہے کہ انکی طرف

جائیں یا خدا کی نزدیک تمام خلق سے زیادہ مقرب ہیں جو قرب الہی کا طالب ہو وہ انکی

اطاعت و قرب حاصل کرنا چاہئے اور وجہ اللہ ہیں یعنی خدا نے انکو ایسا کیا ہے جیسا کہ آدمی کا منہ

نگر اسی زیادہ ہے اور جس طرف آدمی جاتا ہے اپنی منہ کے سمت سے جاتا ہے اسیلیے جو کوئی راہ خدا

اور قرب خدا کا طالب ہو وہ سکو ان بزرگوار کی طرف آنا چاہیئے اور ید اللہ ہیں یعنی

بندگان خدا کے لئے نعمت و رحمت خدا یا مظہر قدرت خدا ہیں اور باب اللہ اسوجہ سے ہے کہ

کہ حق تعالےٰ اپنی تقدس ذات کے سبب سے پوشیدہ و پنہان ہے پس اپنی پیغمبر اور اوسکے

اوصیا کو خلق کیو اسطے ظاہر فرمایا اور اپنا علم اونکو سپرد کیا کہ معرفت خدا اور اوسکی

اوامر و نواہی کے احکام مین لوگ انکو جس چیز کی ضرورت ہو انسے حاصل کرین پس یہ بزرگوار

مثل دروازہ خدا ہین اور اوسکی دربان ہین کیونکہ حضرت رسول نے

امیر المومنین کو تمام علوم و حکمتوں کی تعلیم دی اور فرمایا کہ مین شہر علم ہون اور علی اوسکا دروازہ

ہے پس خدا نے خلق پر واجب کیا کہ حضرت علی کے لیے تذلل اور انقیاد ظاہر کرین جیسا کہ ہمیشہ

کہ خدا نے بنی اسرائیل مین فرمایا تھا کہ بہ خضوع و تعظیم و سجود دروازہ مین داخل ہو اور کہو

حطہ یعنی گھٹا دے لِیَغفِرَ لَکُم خَطَایَاکُم تا کہ ہم تمہارے گناہ بخشدین اور جماعت

نیکی کرداروں کو ثواب عطا کرینگے اور حضرت رسول نے فرمایا ہے کہ اس امت مین میرے اہلبیت مثل

باب حطہ بنی اسرائیل مین ہین پس معلوم ہوا کہ اس آیہ مین اونکی تعظیم اور اونکی روبرو فروتنی کرنیکا

اشارہ ہوا ہے اور مردم کے مومنون اور نیکی کرداروں سے وہ لوگ ہین جو اس دروازہ کی تعظیم

اور بندگی مین تقصیر نہین رکھتی دوسری دلیل خود خدا نے جہان فرمایا ہے وَ اْتُوا البُیُوتَ مِن

اَبوَابِہَا یعنی گھرون مین اونکی دروازونسے داخل ہو کیونکہ دروازہ خدا ائمہ ہین

باعتبار حدیث کے اور یہی بزرگوار ہین اگر یہ نہ ہوتے در سطح جب خدا دعوت و ہدایت
کرتے ہوے اور بیت انبیا ثابت نہ ہوتی
اور یہی امیر المومنین ہے کہ بہشت مین بہیجے

چشم و ابن عباس اگر ہر چیز کی ہے یہ بزرگوار عین خدا ہین یعنی لوگون کے گواہ و ناظر
ہین اور جسطرح کہ انسان آنکہون سے دیکہتا ہے اور لوگون کے حالات سے مطلع ہوتا ہے اوسیطرح
حق تعالی نے انکو اپنی بمنزلہ عین کے مقرر کیا ہے کہ اونکی حالات سے مطلع رہین اور خدا کی جانب
سے اونپر گواہ ہووین اور ناظر رہین جیسا کہ ابن اثیر عالم اہلسنت نے بیان کیا ہے کہ ایک روایت
مین کسی شخص نے مسلمانون کے عورات کی طرف نظر کی حضرت امیر نے ایک طمانچہ اوسکی منہ پر
مارا وہ عمر پاس آیا اور شکایت کیا عمر نے کہا اوس شخص کو تہی کہ درستی مارا ہے
کیونکہ وہ ایک آنکہ ہے خدا کی آنکہون سے ابن اثیر نے شرح قول مین کہا ہے یعنی ایک گفتگو مین
نگہبان خدا کے اور ایک دوست دوستان خدا کے ہے

اسیطور سے جناب امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ ہم دین خدا کے خزانہ دار اور علم خدا کے (شیخ طبرسی)
ترجمان ہین ہم مین سے جب ایک امام دنیا سے جاتا ہے اوسکی بعد دوسرا امام لوگون کے اوپر حاضر ہے

جو ہماری متابعت کرے وہ گمراہ نہیں ہوتا اور جو ہمارا انکار کرے وہ شخص ہدایت نہیں پاتا جو ہمارے
مقابل کے دشمنوں کی مدد کرے وہ نجات نہیں پاتا جو ہم پر ظلم کرے وہ مدد نہیں کیا جاتا خوف
کرتا ہوں میں بہت ڈرتا ہوں کہ طمع دنیا و مال دنیا کے سبب ہم سے جدا ہو کر وہ چیزیں بہت جلد
تم سے زائل ہو جاوینگی جو کوئی دنیا کو آخرت پر یا دنیا کو ہم پر اختیار کریگا اوسکی حسرتیں
بہت عظیم ہونگی پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی یَا حَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِی
جَنْبِ اللّٰہِ واقع ہیں ہر بیس بمقتضای آیہ مذکورہ یعنی وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا
(از حیات القلوب جلد ۳ ... ص ۱۳)
اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ ان ائمہ معصومین طاہرین کی متابعت یکی بعد دیگری جیسا کہ ظہور ہر ایک حضرت
کا ہوا ہمپر واجب و لازم ہے ورنہ بقول جناب علی ابن ابیطالب ہدایت و نجات ہمارے متصور نہیں
انمیں سے ایک ایک اپنی زمانہ میں بیشک مطہر و برگزیدہ خدا و حجۃ دار و بابۃ اللہ ید اللہ عین اللہ
وجہ اللہ جنب اللہ سراج علم اللہ تھے چنانچہ بعد امام محمد تقی علیہ السلام ابو الحسن علی کے
یعنی امام علی نقی ہوے ہیں کہ جو بطن مخدرہ طاہرہ سمانہ مغربیہ سے پندرہویں ذیحجہ ۲۱۲ھ
شنبہ بعضے و ستہ ... رجب ۲۱۴ھ ہجری میں رونق افزاے اس عالم کے ہوے آپ بعد اپنے پدر بزرگوار
کے وصی و جانشین ہیں چنانچہ اسمعیل بن مہران بھی کتاب کافی میں منقول ہے کہ جب حضرت

مانع نہ ہوں تو اسوقت حضرت کے خدمت میں عرض کیا ای مولا آپ تو دو ہر تشریف لیجاتے ہیں
نصیب اعدا اگر آپ کا سایہ ہمپر نہو تو ہم کس کی جانب مسائل شرعیہ میں رجوع کریں حضرت نے ارشاد فرمایا

الامر من بعدی الی ابنی علی ای اسمٰعیل منصب امامت میرے بعد میرے فرزند
دلبند علی نقی علیہ السلام کیواسطے ہے اور یہ میرا وصی و جانشین ہے القاب شریفہ آپ کے
اور بھی ہیں مگر ہادی و نقی زیادہ تر مشہور ہیں اسم مبارک علی ہے ہندا لقب و اسم کے امام علی نقی
مشہور ہوے صاحب شمد و نج ہیں

ز القاب آنسا سید راستین
نقی ہست و ہادی و فقیہ امین
نجیب و دگر طیب و مؤتمن
بود عالم و مرتضی بیسخن
بعلم و نقاوت بجود و کرم
بود ہمچون نبی و علی محترم
یار خدا ہادی انس و جان
وصی محمد امام زمان
سرفراز دین رہبر روزگار
امام دو عالم نائب کردگار

وہیں اوس سراج علم اللہ نے بعد شہادت پدر بزرگوار خود تیرہ سال تک ہدایت خلق بدرجہ
کمال فرمایا بموجب حق مومنین ارشاد و جواب سے آگ تشفیق نمو عابدین کیجیو

جو متوکل عباسی کیطرف سے حاکم مدینہ تھا آپ سے نہایت عداوت و عناد رکھتا اور درپئے اذیت

و تکلیف بوجہ حسد رہتا تھا اسلئے اوسنے متوکل کو لکھ بھیجا کہ اگر تم کو مکہ و مدینہ کی حکومت کا

خواہاں ہے تو علی بن محمد کو یہاں سے اور زمین حجاز سے نکال دے کہ سب لوگ انکی مطیع و منقاد ہو گئے ہیں

جب حضرت اوسکی ایذا دہی سے تنگ ہوئے اور نیز حال خط معلوم ہوا تو ناچار ہو کر متوکل کو

آپنے بھی تحریر فرمایا کہ عبد اللہ درپئے اذیت ہے اور بہتان و تہمت کیا کرتا ہے جو کچھ اوسنے

لکھا ہے وہ محض کذب و افترا ہے متوکل نے بخیال عوام مصلحتا نہایت نرمی و تعظیم و تکریم

سے حضرت کو لکھا جسکا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد فانی

(ارشاد شیخ مفید قدس سرہ)

عارف بحقك راع لقرابتك موجب لحقك

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد میں آپکے حق کو خوب پہچانتا ہوں

اور آپکے قرابت کی رعایت رکھتا ہوں اور آپکے اوس حق کو واجب و لازم جانتا ہوں

يقدر من الامور فيك وفي اهلبيتك ما اصلح الله به حالك وحالهم

آپکے اور آپکے اہلبیت کے بارہ میں اوس امر کا بندوبست کیا جاتا ہے جس میں آپکی اور ان سبکی

بشری و بہبودی ہو ۔ وَنُبِّئْتُ بِهٖ عَنْكَ وَعَنْهُمْ اور آپکے اور اون سب کے
عزت و جلالت باقی رہی ۔ وَقَدْ رَاَيْتُ صَرْفَ عَبْدِ اللّٰهِ عَمَّنْ تَتَوَلَّاهُ مِنَ
الْحِسَابِ وَالصَّلٰوةِ لِجَهَالَتِهٖ حَقَّكَ وَاسْتِخْفَافِهٖ بِقَدْرِكَ اور میں نے دیکھا
کہ اوس جاہل یعنی عبید اللہ بن محمد نے آپکے حفظ مراتب میں قصور اور آپکے قدر و منزلت میں
فتور کیا ہے یعنی انتظام ملکی و حرب و جنگ وغیرہ خدمات سے معزول کیا اور اوسکی جگہ پر
محمد بن فضل کو منصوب و بحال کرتا ہوں اور اوسے بہت تاکید کی ہے کہ آپکے اعزاز و اکرام میں
کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرے ۔ پھر برادر خورد و برادر بزرگ ابراہیم بن العباس اپنی اشتیاق
ملاقات ظاہر کی اور لکھا ۔ وَاِنِّیْ مُشْتَاقٌ اِلَیْكَ فَاِنْ نَشَطْتَ مِنْ نَاحِیَتِهٖ
وَالْمُقَامِ قِبَلَهٗ فَتَفَضَّلْ ۔ میں آپکے زیارت کا نہایت مشتاق ہوں اگر آپکے بھی
ملاقات کی خواہش رکھتی ہوں اور میرے پاس قیام منظور ہو تو تکلیف کرے ۔ اور ہرثمہ بن محمد کو
اسی غرض سے آپکے خدمت میں روانہ کیا ہے اور اوسکو آپکے فرمانبرداری کی تاکید بلیغ
کردی ہے آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں اور جہاں چاہیں کوچ کریں وہ آپکی عزت رکھیگا
اور حرمت آپ رونق افروز منزل کی تو سب عزیز و اقربا و صاحب سے آپ زیادہ قدر ہوگی

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ   والسلام   جب یہ نامہ ختم ہوا تو

یحی بن ہرثمہ کو تین سو آدمی دیکر روانہ کیا   گو بہ بہتیں متوکل نے اپنی خطا کا ذکر

پر عمل بہت کیا اور معلوم ہوا کہ حضرت کا طلب کرنا از راہ مکر و حیلہ تھا مگر ہان قیام حضرت

سرمن رآے مین بیس برس تک اسودہ رہا

حضرات اوس فخر زینہ دار دنیا و آخرت و سراج علم الدہ کے بیچ فضایل و حسن خصایل

و شمایل کون بیان کر سکتا ہی کہ کیا مراتب عالیہ و درجات رفیعہ عند اللہ تہی دوست

دوست و دشمن تک آپکے فضایل و قرب خداوندی کے مقر ہوی منجملہ آپکے دوستون کی ابو ہاشم

جعفری ناقل ہی کہ مین اکثر مرتبہ حضرت کے ملاقات کو جاتا تھا کہ ایک دن راہ مین مین نے دیکھا

کہ حضرت بیٹہی ہوی حدیثین بیان فرما رہی ہین ابو ہاشم کہتی ہین مین بہی نزدیک بیٹہ گیا

اور اپنی تنگدستی کی شکایت کی فَاَعْطَانِیْ کَفًّا مِنَ الرَّمْلِ حضرت نے

مشت ریگ اوٹہا کر مجہی دی اور فرمایا اس سے اپنی اوقات بسر کرنا ہاشم اوسے لیکر

جب اپنی گہر آئی تو او مشت ریگ کو سونا پایا زرگر کو بلا کر بیچا اسی قیمت دی اونی دیتی گی

تھا ایسا مرد با محامد و خصائص میں نے کبھی نہ دیکھا تھا   سو میں نے بخشش اون حضرت دار الحکمہ کے

بہ نسبت نعمت و دولت دنیا آپ نے استماع کرایا کہ ایک مومن کے سبب کا اللہ میں دفع ہوا

اسیطرح سے نعمت و دولت اخروی یعنی دولت ایمان سے مالامال ہوا ایک ایسے شخص کا کہ

جو پہلے آپ سے مخالف تھا سن ہجری   چنانچہ یحیی بن ہرثمہ کہتا ہے کہ جب متوکل نے حضرت کے

نام اشتیاق نامہ لکھکر مجھے مع تین سو آدمیوں کے روانہ کیا تو میں اون زمانہ میں خدمت حضرت سے رہتا تھا

اور میرے رفقا سے ایک کاتب اہلبیت دوسرا دشمن خاندان نبوت تھا کہ وہ آپس دونوں میں مباحثہ

ہوا کرتا اور میں سنا کرتا   اتفاقا ایک روز ایک صحرائے عظیم میں گذر ہوا کہ آبادی سے بہت دور تھا

ناصبی نے مرد شیعہ پر اعتراض کیا کہ تمہارے امام علی بن ابیطالب نے کہا ہے کہ کوئی بقعہ زمین ایسا نہیں

جو قبر سے خالی ہو لیکن تمہیں سمجھتا ہوں کہ اس صحرا میں کہ یہیں آدمی کا نام و نشان نہیں کیونکر

دفن ہوگا   فَقُلْتُ قَوْلاً لِتَأْيِيْدِ كَلَامِهٖ فَسَكَتَ الشِّيْعَةُ   یحیی کہتا ہے میں نے

بھی اوس ناصبی کے تائید کی تھی کیونکہ اوس مرد شیعہ نے سکوت کیا   الغرض بعد قطع منازل

و طے مراحل جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور زیارت متوکل حضرت کی خدمت میں پہونچایا

اون وجہ اللہ وحامل سر اللہ نے کچھہ سوچکر فرمایا کہ ابھی کچھہ عذر نہیں تو تیار رہیو کہ
سامان سفر کے درستگی میں مشغول ہو گا جب میں دوسرے روز انحضرت کے خدمت بابرکت
میں حاضر ہوا دیکھا کہ وہ جناب جا بجا سے کرائی اونٹ اور بارانی خیاط سے قطع کرا رہیں
چونکہ فصل شدت گرما تھی مجھے دیکھکر تعجب ہوا اور دل میں خیال کیا کہ حضرت نے کبھی
سفر نہیں فرمایا بوجہ ناتجربہ کاری یہہ احتیاط فرماتے ہیں وَقُلْتُ فِي نَفْسِي الْعَجَبُ مِنَ
الشِّيعَةِ يَزْعُمُونَهُ إِمَامًا اور عجب عجب وسوسے شیطان لعین میری دل میں
ڈالتا تھا کبھی خیال آتا کہ شیعوں نے بہت تعجب ہے کہ ایسے شخص کو اپنا امام و پیشوا
جانتے ہیں الغرض جب تیسرے روز انحضرت کے خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو
دیکھا کہ خیاط لباس تیار کر کے لایا ہے اور حضرت وہ سب کپڑے اپنی رفقا اور خدام کو
تقسیم فرما رہے ہیں اور بھی تعجب مجھ زیادہ ہوا کہ یہہ لوگ اس شدت گرما میں ان کپڑوں کو
کس صورت میں لائینگی بعد اسکی حضرت نے مجھسے فرمایا ای علی ہم متوجہ و امادہ سفر
میں تو بھی تیاری کر غرض وہ جناب روضہ رسول خدا و مزار آبا کرام سے وداع کر

اہل وطن و اصحاب سے بھی رخصت ہو کر روانہ ہوئے جب دو منزل صحرا میں پہنچے جہان ناجنسی نے

مردوں پر اعتراض کیا تھا تو ابر سیاہ مع برق و رعد کے ہوا تند ظاہر ہوا اور ایسے

ہوائے سرد چلی کہ اسّی نفر تھے ہمراہیوں سے شدت سرما سے ہلاک ہوئے اور حضرت

کے ہمراہ سب محفوظ رہے اور کئیو یہ حضرت کے فرزند ہمراہ تھا جب بگور دفن اموات سے فارغ ہوئے

تو حضرت نے بر بطریت خطاب کرکے فرمایا اَفَرَاَیْتَ کَیْفَ یُحْیِی اللّٰہُ

بُقْعَاتِ الْاَرْضِ مِنَ الْاَمْوَاتِ ایسی ہی تو نے دیکھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ بقعت زمین کو

کس طرح اموات سے معمور فرماتا ہے بعد اس کلام بہ رشتۂ نظام کے سننے حق تنبیہ ہو کے حضرت کے

قدم ہائے اقدس پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا اَشْهَدُ اَنَّكُمْ خُلَفَاءُ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ

جناب رسول بندۂ خاص حق و رسول خدا ہیں اور آپ حضرات حجت خدا اور اوصیاء رسول زمین پر ہیں

یا بن رسول اللہ اب تک میں نے دین تھا آپ کی ہدایت سے دولت ایمان سے مشرف ہوا یعنی بر

جہاں ایسی صورت بینا منظر انوار ذات شہید شاہ ولایت کعبۂ اہل نجات

رنج شمع مطلع و منبع بحر علوم افضل جمع بقاع و رشک کل جہات

مظہر انوار یزدانی کہ داری در بغل — نفس خورشید ولایت عالم آفاقی وی
آری آری ہر کہ دارد معتقد این چنین — کی روا دارد پرستد عزی ولات نیست

حق تو یہ ہے کہ عجب قرب و منزلت و رفعت انکی پیش خدا ملحوظ ہے یہی تو وجہ ہے کہ اپنی کلام میں اسطور سے انکی تذکرے فرمائے اور سنا ندونکو دیدہ بصیرت نہ دیا تا کہ اخراج کیونکہ ہمیشہ یہ لوگ اہانت و ذلت کی درپے رہے اگرچہ ظاہر میں اعزاز و اکرام کیا گیا لیکن خدا نے انکی عزت ملحوظ رکھی ہے لہذا ان لوگوں کو جو کچھ شک ہوتا ہے سب زائل ہو گیا ہے چنانچہ منقول ہے کہ باوجود اوس اشتیاق نادر کے جو متوکل نے آپکے کیا تھا جب آپ سر من رائے میں نزول اجلال فرمایا اور اوس زمین کی خاص جگہ میں تو اونکی کچھ توجہ نہ کرکے کئی روز تک ملاقات بھی نہ کی اور حکم دیا کہ اوس سرا میں جہان گدا اور غربا اوترتے ہیں اوتریں یعنی محلہ نے صالح بن سعید سے روایت کی گئی ہے کہ جب وہ حضرت داخل سر من رائے ہوئی تو صالح آپکے خدمت میں گئی حضرت کا سرا میں اوتارنا انپر شاق ہوا عرض کیا یا حضرت ان ظالموں نے ہر طرح سے آپکے نور بجہانے اور فضایل چہپانے میں کوشش کی تا آنکہ آپکو ایسے مقام پر اوتارا

جہاں فقرا اور گدا نے نام و نشان اوڑتے ہیں حضرت نے فرمایا اے پیر سعید اب تک بھی حرمت

و قدر و منزلت ہمکو کوئی اسقدر بھی نہیں کہ ہمارے شان و شوکت کے سامنے اسکو بیعت

خیال کریں کیا تو نہیں جانتا کہ خدا جسکو بلند کرتا ہے وہ ان امور سے پست نہیں ہوتا یہ فرماکر

(اوس حبیب اللہ و وجہ اللہ نے) دست مبارک سے ایک جانب اشارہ کیا صالح بن سعید کہتے ہیں

جب میں نے وسطرف نظر کی فَرَأَيْتُ الْبَسَاتِيْنَ مَعَ الرَّيَاحِيْنِ وَالْاَنْهَارِ

دیکھا کہ عجیب باغ پر تکلف لگا ہوا ہے کہیں پر تمام قسم کے ریاحین و پھولوں سے آراستہ ہے

کہیں انواع و اقسام کے میوے لگے ہوئے ہیں وَفِيْهَا اَنْهَارٌ تَجْرِيْ باغ کے صحن میں

نہایت صاف و شفاف نہریں جاری ہیں سبزہ زار نہر سے عجیب لطیف ہو رہا ہے وَفِيْهَا

حُوْرٌ وَّقُصُوْرٌ ایک جانب قصر ہے نہایت بنی ہے جس میں غلمان و حور ماہ طلعت

کہ دنیا میں اونکا نظیر دوسری جگہ خیال میں بھی نہیں

کمربستہ خدمت و حاضر ہیں صالح کہتے ہیں میں نے دیکھکر عرض کیا یا مولا اللہ اکبر تمکو

ابھی سے اسیون میں حیرت و دلمیں عجب حالت ہے حضرت نے فرمایا ہم جہاں رہیں سب

ہمارے لئے ہے اے صالح میں سترا فقرا میں ہمیشہ ہوں مگر یہ سلطنت تھی کہ خدا نے میرے واسطے

ہر قسم کی رحمت و عزت بخشی گئی ہیں ٹہرائیں واقع میں کس مرتبہ و قرب والی
ان حضرات کی تعریف و توصیف کیجاوے ایک دفتر طویل بہی کافی نہیں ہو سکتا مگر ہو میں
خود بہی فی حد ذاتہ ایسے نفس طیب (اخلاق حمیدہ) رکہتی تہی کہ دوسرونکیواسطی اکثر ایسے امور گوارا کرلیے
کہ جو اہل دنیا اوسکو اپنی ذات پر گوارا نہیں کرتے اور مکروہ سمجہکر اعراض کرتے ہیں مگر ان حضرات
کو کام خوشنودی خدا و اوسکی عزت سے تہا کیا اہل دنیا اور کیا اونکی عزت ملا جامی اپنی
کتاب شواہد میں لکہتے ہیں کہ امام علی نقی ع حوالی سامرہ کے ایک قریہ میں تشریف فرما تہے
اِذْ جَاءَہُ رَجُلٌ مِسْکِینٌ وَقَالَ اَنَا اُحِبُّکَ کہ ایک مرد عرب مسکین حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا
اور عرض کیا (ای وجہ العدم) میں شیعیان علی ابن ابیطالب سے ہوں اور مقروض ہوں مجکو
طاقت اوسکی ادا کی نہیں ہے اگر آپ اپنی جود و کرم سے میری اعانت فرمائیں تو کیا عجب کہ قرض
سے نجات پاوں حضرت نے اوسے تسکین و تیر فرمایا کہ میں تجہسے ایک راز کہتا ہوں خبردار
اوسکی خلاف کرنا فَقَالَ یَا اِلٰہَ النَّاسِ وَالْحَقِّ سَمْعًا وَطَاعَةً وَحُبًّا وَکَرَامَةً اوس
مرد عرب نے جواب دیا میری کیا مجال جو سر مو بہی فرق کر سکوں ارشاد جناب سرور انکہوں پر

مین فرد تفصیل حکم کر دیتا تھا حضرت نے اوسی مبلغ مین کا تمسک لکھ دیا اور فرمایا جب مین سر منزل پر

مین ایسے مجاہدت مین مشغول ہوتا کہ جو تیری نزدیک منزل ہوتا تو مجھے اتنا روپیہ کا بوجھ نہ تھا

مین تھا جو حق تعالیٰ نے عنایت کیا اور کسی قسم سے افضال کرتا تھا مرد نے جب تمسک لیا اور جب آپ

سر منزل پر مین پہنچے تو مخزن خلیفہ و محمد امین ملک مین تشریف فرما تھے وہ آیا اور حضرت سے تقاضا

زر کا کرنے لگا راوی کہتا ہے کہ جسقدر حضرت اوس کی بنسبت ولایت وغیرہ علوم فرماتے تھے

اوسیقدر وہ بد خشونت پیش آیا مگر سبحان اللہ حضرت کے تقاضے پر کچھ کدورت کا اثر نہین ہوا

حاضرین کو یہ بات شاق ہوا وَبَلَغُوا ذٰلِكَ اِلَى الْمُتَوَكِّلِ فَاَرْسَلَ بِثَلٰثِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمًا

رفتہ رفتہ یہ خبر متوکل کو پہونچی اوس نے تیس ہزار درہم حضرت کے خدمت مین بھیجی حضرت نے

اوسے رکھ لیا اور جب دوسرے وقت مرد صاحب حاضر خدمت ہوا تو آپ نے سب کا سب

اوسے عطا فرمایا اور فرمایا اے مرد صاحب تو لیجیو اور قرض سے کم نا فضل ہو تو اوسے نفقہ عیال

مین خرچ کرنا مرد صاحب سنکر رونے لگا اور عرض کیا آپ پر کیا پوشیدہ ہے کہ مرد جسقدر آپنے

عطا فرمایا اسکی تیسرے حصہ مین ہی مین سبکدوش ہوجاونگا کرن قسم آپکے کرم کی کہ اسقدر مال خیر عطا فرماکر

خراں عذر ہو کیونکہ ہم تو مومنین ہیں وقت ایسا نہیں کہ اول تو تحفہ غیر ہو رسی ہے
اور جو دوسرا ذکر ہو گر وہ معلوم ہو گیا ہے تو اسے فرمایا اور بہر سقدر عطا فرمایا تا کہ ہم ہیں

ماخذ ابر سخا بحر دل ومعدن یقین
منبع بحر عطا ابر کف و دُر بار

آنکه از جود کفت ابر سخا گیرد مدام
می چکاند عرق خجلت و شرم از رخسار

قبله روی تو مسجود وضیع است و شریف
کعبه کوی تو مقصود صغار است و کبار

نور کفی تو از آن روی که نیاید هرگز
نقشه صورت تو منقش اندر افکار

مومنین پہ الطاف وخدق آپ کے کچھ دوستوں ہی پر موقوف نہ تھی بلکہ دشمن بھی اس دریائے فیض سے مستفیض رہتے تھے چنانچہ کلینی و شیخ مفید رحمہ اللہ نے ابراہیم بن محمد طاہری سے روایت کی ہے کہ متوکل کے ایک ایسا پھوڑا نکلا کہ جان بلب ہو گیا کسی کی جرات نہ تھی کہ نشتر دے متوکل کی ماں نے نذر مانی کہ اگر میرا بیٹا اچھا ہو جائے گا تو مال کثیر امام علی نقی ع کی خدمت میں بھیجوں گی فتح بن خاقان وزیر نے متوکل سے کہا اگر حکم ہو تو کسی کو امام علی نقی ع کے پاس بھیج کر خبر کریں شاید وہ کوئی دوا اس مرض کی بتا دیں

ہے اگر اوسکی کسی شخص کو حضرت کے خدمتمین بکبد مرض محال گیا فخریہ وارثان حقیقی یعنی امام علی نقی

نا ہلا بہی کہ بکبری کے نشستگان محلات مین حال رکہے بمنزلی برابر دین جب یہ علم حضرت

اور متوکل نے سنا استہزا و استخفاف کرنیکی تدبیر کہ فتح بن خاقان کو حضرت سے نیکی برادری تہی

ہندانی تہا مین خوب جانتا ہون کہ کلام حضرت نے اصل نہین ہی جو کچہ حضرت نے فرمایا ہی اگر اوسکی

تعمیل ہوجاے بہتر ہوگا الغرض جب وہ ازبردہ حضرت باندہی گئی فورا بہتر ہو گیا اور

دس مہینون نے درد والم سے راحت پائی اوسکی ماں نے تو الیفا نذر عن دس ہزار درہم خدمت حضرت

مین بہیجی تدبر نہین ہو تعتقضی ہل جزاء الاحسان الا الاحسان

متوکل کو یہی شایان وزیبا تہا کہ حضرت سے بعداوت پیش آوی اور بعد اسکے باشتیاق

تین روز تک مہمانسرای نفر مین رکہا اور پہر کچہ روز تہ جب یا سعید حاجب کے سپرد کیا بیسی سال تک

مقید رہی اور بہی حضرت کی قتل مین ہمانتک سرگرم ہوگیا کہ سامنی حضرت کے قبر کہودی جاوے

اور سے ظاہر کیا جاوے کہ تم اسی مین مدفون ہوگی پس دہی نہین حق کرم نصاب امام کا دل نرم رکہتا تہا

کہ ہمیشہ متوکل نہی تدبیر نہین تمہید حضرت اوسکی ہاتہ سے نقد نہین ہو اوسکی حیات

میں آپ محفوظ رہے ۔ علامہ باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب جلاء العیون میں فضل بن جعفر کاتب

سے روایت کی ہے کہ وہ ہمراہ منتصر کے مجلس متوکل میں گیا دیکھا متوکل کرسی پر بیٹھا ہے

اور فتح بن خاقان وزیر اوسکے نزدیک کھڑا ہے گر جب معمول قاعدہ تھا کہ منتصر جب

متوکل پر جاتا تھا قریب اپنے بٹھا لیتا مگر اوس وقت ایسا غصہ میں تھا کہ منتصر کے حاضر ہونے

پر فتح بن خاقان سے کلام کرتا تھا ہر وقت شدت غیظ و غضب زیادہ ہوتا اور رنگ تغیر ہوتا تھا

تم اوس کے حق میں ایسا کہتے ہو اور نصرانی ایسا کہہ رہا ہے فتح بن خاقان سمجھانے لگا

اوسکے غصہ کو کم کرتا اور کہتا یہ سب دشمنوں کا افترا ہے اور وہ ایسے امور سے بری ہیں تا آنکہ اسکی

غصہ فرو نہ ہوا اور متوکل نے قسم کھائی کہ وہ دعوی دروغ کرتے میری دولت میں

کرتے ہیں میں ضرور قتل کردونگا پھر چار غلام ترکی کو تلوار حاضر کئے گئے اور حکم دیا جب (امام علی نقی علیہ السلام)

آویں اونہیں بیک دم قتل کرنا پھر متوکل نے قسم کھائی کہ بعد قتل اونکا جسم جلادونگا

فضل کہتا ہے میں نے دیکھا کہ آپ یت کے بعد دربان آئے اور حضرت بھی داخل ہوئے پہلے

لب جنبان تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کچھ پڑھ رہے ہیں اور مطلق اثر انقلاب اون

قید میں تھا مگر نصیں اب ان وجہ سے وہ جب آیا کہ انھی اس نے خط بھیجا کہ یا متوکل

اس نے مجھے غضب میں تھا یا جو میں وجہ تھا حضرت انہوں کو بلا خط فرمایا کہ [illegible] آئیگا

حضرت کے استقبال کو دوڑا اور اپنی قریب بٹھا کر دست مبارک پکڑا اور کہا مجھ پر آپ کی تشریف

لانے میں رحمت فرمائے حضرت نے ارشاد فرمایا تیرا جو ارادہ ہے بدل دیا متوکل نے کہا اور میں ولی بنی

حضرت کہا آپ جہاں چاہیں واپس تشریف لے جاویں یہ کہکر فتح بن خاقان وزیر اور

وزیر کو حکم دیا کہ بتقریب مصاحبت جائیں جب فتح واپس ہوا تو متوکل کی گماشتی

تھا اس نے فتح سے [illegible] ہوا کہ حضرت سب سے [illegible] رہے

اسیر بھی متوکل نے قناعت نہ کی ایک مرتبہ برکۃ السباع یعنی وحشی مکان میں

بعض شیر سرائی درندگان موذی صدر ہی تھی اور جب سزا دینی منظور ہوتی تو انکو میں ڈالدیتا

تو ان اور بریدہ امام علی نقی کو بقصد شہادت ڈالدیا مگر حضرت جب ان میں تشریف لیگئے تو نماز میں

مشغول ہوگئے اور وہ ہر جو جانور درندہ قریب آتا عجز و انکسار سے حضرت کے گرد پھر کر

گرتا اور دم کو زمین پر ملتا اور اپنا منہ حضرت کے پاؤں ہی قدموں پر رکھتا جب متوکل نے

یہ حال دیکھا حکم دیا کہ حضرت کو نکال لائیں تا موجب مزید اشتیاق مردم نہو

الحاصل دو تین اسی طرح بیٹھے رہی تب متوکل نے تنقیص شان حضرت میں بہانا ڈھونڈھا

اسی خیال سے بہانہ زیارت قدر فتح بن خاقان وزیر خود پیش آفتاب تنہا سوار ہوا اور تمام علما

و امرا و اشراف و سادات کو حکم دیا کہ ہمراہ رکاب پیادہ چلیں غرض اصلی اوسکی ترزیل حضرت کی

تھی حضرت بھی اوس مجمع میں شریک تھی مگر شدت گرمی و انبوہ مردم و ہمراہی کی سختی سے

حضرت کی عجب حالت تھی زراقہ دربان کہتا ہی میں نے حضرت کو پسینے میں غرق دیکھ کر عرض کیا

آپ نے کیوں تکلیف فرمائی قَالَ اِنَّ غَاضِبَهُ مِنْ هٰذَا اِهَانَتِیْ حضرت نے ارشاد فرمایا

ای زراقہ متوکل کی غرض تحقیر ہماری تھی لیکن حُرْمَتِیْ عِنْدَ اللهِ لَنْ تَقْدِرَ النَّاقَةُ الصَّالِحِ یعنی

حق تعالیٰ میں میری حرمت ناقہ صالح سے کم نہیں وہ مردود پیشہ دیگر فرمایا میری عرض کا ایک مزا اور

نزدیک ناقہ صالح اوسکی بچہ سے گرامی تر ہی زراقہ کہتا ہی میں نے اپنی ایک معلم

اپنی بیٹی کے سمجھے کہ وہ شیعہ مذہب تھا یہ ذکر کیا اوسنی کہا اگر امام کی زبان سے یہ کلمہ

نکلا ہے تو متوکل تین روز کے بعد ضرور مارا جائیگا ہندا تم اپنی قدر دو کسیں تکو کرو گی گزند اور نسبت

میں نے پوچھا تمہیں یہ معلوم ہوا کہا خدا قصہ ہود میں بہ نسبت قوم صالح ارشاد فرماتا ہے

تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ یعنی بعد اسکے کہ تمنے اسی حرمت کی یعنی ناقہ صالح کو پئے کیا

بہرہ اٹھاؤ تین روز اور پھر نہیں آرام کرو۔ بعدہٗ تو عذاب نازل ہی ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا الغرض مقصود یہ ہے

کہ حضرت نے سچ فرمایا تھا اور تیسرے روز متوکل ضرور مارا گیا زرافہ کہتا ہے کہ میں نے تماشا سمجھکر تو میں نے

ٹال دیا مگر خیال احتیاط مال و اسباب کو متفرق مقامات پر رکھ دیا تا آنکہ تیسرے روز

منتصر نے ترکوں اور غلاموں کی مدد سے محل میں گھس گیا اور اپنے باپ متوکل کو مع اوسکے وزیر فتح بن

خاقان کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور تب مجھکو بھی حضرت کے امامت کا یقین ہوا اور آپکے

پاس جا کر یہ حکایت بیان کی امام نے فرمایا اوس نے سچ کہا تھا میں نے اوسپر نفرین

کی تھی اور حق تعالیٰ نے میری دعا مستجاب کی

ماسوا اسکے ایسی عداوت متوکل کو حضرت سے تھی کہ دو دو دفعہ اپنی موت کے قبل حکم قتل

حضرت دے دیا تھا مگر آپ جو کہ نظر دوستی سازشی تعبیر بھی کچھ اور رکھتی تھی چنانچہ

قطب راوندی نے ابن اورمہ سے روایت کی ہے کہ زمانہ خلافت متوکل میں سُرّ من رأی

میں گیا سنا کہ امام علی نقی علیہ السلام کو سعید دربان کے مکان میں قید کیا ہے ابن اورمہ کہتا ہے میں نے سعید حاجب سے

پھر اسکی ساتھ گھر گیا جب اوسکی نظر مجھ پر پڑی اوسنی کہا اپنی خدا کو دیکھنی آیا ہی

میں نے کہا سر خدا آنکھونکی دیکھنی سے منزہ ہی اوسنی کہا میں اونکو کہتا ہون جنھین تم

اپنا امام جانتی ہو میں نے کہا ہان اونکا دیکھنا مجھی منظور ہی اوسنی کہا مجھی اونکی قتل کا

حکم ہی کل اونکو قتل کرونگا یہہ کہکر اوسنے حضرت پاس جانے کی اجازت دی جب

حضرت کی خدمت میں گیا دیکھا کہ آنحضرت ایک حجرہ میں بیٹھی ہیں اور سامنی ایک قبر کہودی

جاتی ہی میں نے سلام کیا آپنے جواب سلام دیا مگر نہایت رنجیدہ تھی پس بیتاب ہو کر رونے لگا

حضرت نے سبب گریہ پوچھا میں نے عرض کیا کیونکر نہ روؤن کہ آپکو ایسے حال میں دیکھتا ہون

کہ قبر تک کہدرہی ہی حضرت نے فرمایا گریہ نکرو انھیں دو روز تک سہ اوسپر ہوگا تا آنکہ

خون متوکل دو روز میں بہایا جائیگا ابن اودہ کہتی ہیں اسی طرح ہوا اور دوسرے روز متوکل مارا گیا

الحاصل متوکل اوسکا بیٹا واثق تین برس تین مہینہ تخت سلطنت پر

بیٹھا رہا اوسکی بعد مستعین رہا اور بعد اوسکی معتز باللہ دوسرا بیٹا متوکل کا

خلیفہ ہوا مروج الذہب کافی انھی اور بروایت ابن بابویہ معتمد عباسی نے (۳ رجب ۲۵۴ ہجری)

جانشیں ہوا۔ اٹھائیس برس کی عمر میں کہ مدت امامت چھ سال سات ماہ، چند روز کی تھی)

زہر سے شہید کیا گیا ہے۔ روشن ہو کہ وقت شہادت بجز امام حسن عسکری علیہ السلام فرزند دلبند کے کوئی

پاس موجود نہ تھا۔ آپ ہی نے اپنے پدر بزرگوار کو غسل و کفن دیا اور نماز جنازہ پڑھ کر آپ کے

حجرہ خاص و عبادت گاہ کہ جو بروضہ ابو احمد رشید شہر سامرہ میں ہے دفن کیا۔ حضرت کے زمانہ

کے بادشاہ تمام ازیں سلطنت و امر و ارشد والمعیان دولت تھی۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی

پدر بزرگوار کے غم میں گریبان چاک کر دیا تھا

حضرات متوکل نے کئی مرتبہ چاہا کہ امام علی نقی علیہ السلام کو شہید کرے یہاں تک کہ آپ کے دفن کو ایک قبر

کھدوائی۔ مگر حق تعالیٰ نے وہ متوکت آپ کے قتل ہونے سے بچا لیا۔ مگر ان کو یقین اور بھی شقی نے بھی

کسی امام کے واسطے قبر کھدوائی تھی اور پروردگار عالم نے اس کی حفاظت کی ہے۔ وہ بیمار کربلا امام زین العابدین علیہ السلام

ہیں چنانچہ کتب معتبرہ مثل کشف و حلیۃ المتقین وغیرہ منقول ہے کہ جب اہل بیت طاہرین داخل دربار

یزید پلید ہوئے اور قریب سات سو کرسی نشین کیا رونق وہاں و دشمن دین کے حاضر تھے اور وہ بھی جوار

بادہ بر و کثرت و دست و صرت سے سرشار۔ تخت پر شمار کلمات فخر و مباہات کے ادا کرتا۔

کہا میں مقتول ہوں حضرت سید الشہدا کا
جب نظر اوس روسیاہ کی بیمار ربید پر پڑی کہنے لگا تم کون ہو آپ نے فرمایا میں بھی تمہارا
یزید نے پڑھی آیہ ما اصابَ مِن

مُصِيبَةٍ فِي الأَرْضِ فَبِمَا كَسَبَتْ اور بھی درگذر کرو رہ تجاہل و تغافل کو چھوڑو اَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْن اور
أَيْدِيكُمْ یعنی اشارہ بیماری کا کہ تیرے اوپر آئی ہے

باپ پر ہوئی تھی اوس کی تم خود باعث ہو تجاہل نہ کرو میرا نام علی ہے اور میرے بزرگوار امام حسین ہیں کہنے لگا علی کو تو کربلا میں شہید ہو
گئے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا ہاں وہ میرے بھائی تھے جنکو تیری فوج نے
ہاں حضرت شہداء میں اونکا نام علی اکبر تھا
شہید کیا سعون کہنے لگا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَتَلَ أَبَاكَ ہی یہ تو میں دیکھ
مارہی ہیں پڑھی آیہ ما اصاب مِن

مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ کس بات کا شکر یزید کرتا تھا کہنے لگا شکر خدا کا کہ جسنے تمہارے باپ کو ہلاک کیا یہ تو میں وکس
وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا
فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ فصیح و بلیغ و وارث علم نبی تو تاب نہ لائے فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَ أَبِي لعنت خدا
أَنْ نَبْرَأَهَا یعنی

او سپر جسنے میرے باپ بے گناہ مظلوم کو قتل کیا او پر بندہ ہیں پا ویہ تو بھی ذرا انصاف سے غور کر
کوئی مصیبت زمین میں یا اور تمہارے نفوس میں

سبہوئی مگر ساتھ مخفوظ میں قبل اس کے کہ نبوت ہمارے جد امجد محمد مصطفی کو تھی یا تیری جد کو اور روز بدر و احد ہمارے
کہ ہم انہیں پیدا کریں محفوظ تھی

نانا تم سیب سے ملول اور جد اعلی قتال علی بن ابیطالب کے ہاتھ میں تھا یا تیری جد نا کام کے ہاتھ میں جبرئیل
نعمت دنیا سے حصہ نہ تھا آرتی تھی یا تیری خانہ کس میں آیہ تطہیر ہمارے بزرگوں کی شان میں یا تیری بزرگوں کی
نے فرمایا باتطہیر سے صاحب حکم خدا کو سمجھے
نورت ہوا دیکھا نہ اور بہت امیہ حکم مودت ذوی القربیٰ ہمارے باپ میں ہی یا تیری باپ میں مومنین جب
سے فرش میں تھی ہمارے تقصیر کی نسبت
سرور و فرزند یزید تھا تو کہہ بقیہ آیہ پڑھ دال وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ یعنی خدا متکبر دوست نہیں رکھتا

دیانت حضرت سے ملزم ہوا اور بجواب نہ دینے کے اسقدر مجمع عام میں خفیف ہوا

غضب میں آکر شقی نے جلادوں کو حکم دیا کہ اس بیمار کا سر کاٹ کر لاش کو دفن کردی

جلاد حضرت کا ہاتھ تھام کر کھینچا فنادت زینب یا ابن امی الی این یحملیا آہ

وہیں جناب زینب نے یہ مصیبت عظیم مشاہدہ فرما کے عجب بیتابی و حسرت سے بجانب امام زین العابدین

نگاہ کی اور فرمایا ای یادگار برادر ای وارث لاوارثان کہان تجھے ہو آہ کہ تو بہن بیمار ہے

اب تیرا کیا جواب دیتی عرض کیا کہ قتل تجھے جاتا ہوں ہای حسین و عترت کی بیٹیاں جناب

زینب نے زانوں میں تھی بیتاب ہوکر نیزے سے بہتی گئیں اور پسر جناب سوا اس فرزند کے

کوئی ہمارا وارث و محرم نہیں ہے اگر تیرا یہی قصد ہے تو پہلی مجھی قتل کر آہ جناب ام کلثوم بھی

اسیطور سے کہا رہین تہا تھیں یہ مرثیہ بلوات شروع ہو کر فریاد کرتی گئیں سے

أُنَادِيكَ يَا جَدَّاهُ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ حُسَيْنُكَ مَقْتُولٌ وَنَسْلُكَ ضَائِعٌ

ای نانا جان میں آپ سے فریاد کرتی ہوں تمہارے نور نظر حسین ہی ان ظالموں نے ہائے واویلا

کربلا میں قتل کیا مردوں میں کسیکو باقی نہ رکھا صرف ایک فرزند علیل بچ رہا سے سو یہ بھی مرہون

زندہ نہیں دیکھ سکتا ای بابا جلد خبر لیجئے قریب ہے کہ نسل آپ کی منقطع ہو جائے اور موت
واقف اسرار دنیا و دین یعنی امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ای پھوپھی اسقدر بیتاب نہ ہوجئے اور مجکو
اپنی حال پر چھوڑ دیجئے دیکھئے قدرت خدا سے کیا ہوتا ہے غرض جلاد آپکے سر ایک مقام
جلاد العیون
پر آیا اور جلدی جلدی ایک گڑھا کھود کر قبر ہونے لگا جناب سید الساجدین نماز میں مشغول ہوئے
جب قبر تیار ہو چکی اور وہ ملعون نے ارادہ قتل حضرت کیا او موت ایک ہاتھ ہوا سے نمودار
ہوا اور وہ شقی پر گرا کہ وہ ناچار تڑپ مارکے منہ کے بھل زمین پر گر پڑا اور جہنم واصل ہوا
خالد پسر یزید نے اپنی جگہ سے یہ سارا ماجرا دیکھا تھا خوفناک ہو کر اپنی باپ کے پاس دوڑ گیا
اور جو کچھ واقعہ گزرا تھا بیان کیا وہ بھی خائف ہوا اور حکم دیا اس جلاد کو اسے قبر میں
دفن کردو بعد اسکے امام زین العابدین کو اپنے سامنے بلکر استادہ کیا اور خالد کو اپنی ہمراہ
تخت پر بیٹھایا اور کہنے لگا ای فرزند حسین تم میں اتنی طاقت ہے کہ میرے اس فرزند خالد
سے کشتی لڑو آپنے فرمایا یہ امر خلاف تہذیب ہے اگر تجھے امتحان منظور ہے تو دو خنجر
ایک مجھے ایک خالد کو دے جو غالب ہوگا دوسرے کو ہلاک کریگا یہ جملہ سنکر ہونٹ چبانے

جواب ممکن نہوا عداوت بے بنی گئی کیونکہ اسی سبب سے مارنے کا ارادہ پیدا ہوتا ہے چلے یہ یزید

اپنی فرزند خاندان کو گلے سے لگا لیا اور بہت پیار کر لیا مگر فرزند رسول و سبط ساقی کوثر

رہی آہ آہ اس شوقت صاحب رسولخدا و علی مرتضی و حسین شہید کربلا کہاں تھی جو اپنی پیارے جگر

کو سینے سے لگا کر پیار کرتے اور پیشانی پر بوسہ دیتی لیکن ہیہات اور شوقت سر مقطوع کا سر بریدہ

جو طشت طلا میں زیر تخت رکھا تھا قریب تھا کہ اگر زندہ ہوتے تو پیشتر ہو اور اٹھا کر یزید

اپنی ہی گلے کو لگاتی اور آپ اپنی فرزند کو پیار کرتیں آہ آہ مرینین بیمار زنیاسے تھے

زنان کی زد تھیں اور صاحب کے ورثہ تھیں ساتھی باپ کا سر اس کی محبتی سے ادب

میں کہ جلوۂ حیات اختیار میں حرام سمجھ کر لب سے مس نہیں کرتا رہا ہوں ہا کہ اس شیر زبیر ان

کو نہ ملے تھوں شمر کے چھیں اور کر پڑے تھیں مان سنیں سو سنا کہ بیمار کام

مات کرو سے تشنہ لبی کا ساتھی نزدہی ہوتی تھیں الخ الا لعنۃ اللہ

مراد ہمارے حسین و حبل متین و عروۃ وثقیٰ و برگزیدہ خدا ہے یہ ہیں حادثات ہجرت

امام حسن عسکری م قلم کا خود بخود تحریر کرنا نقش در لطفاء مافی الضمیر حسب کا پانچ بیان

اور ہیت نہ حقیقت معرفت ہے اور دو حسینین کو درندوں کا خوراک نہ کرنا التجائی بر حضرت سر کشتہ کا

سطیع ہونا آخر شہادت حال لکھنا نسخہ صحیفہ در حال مدت دہ بدہو حضرت جبرئیل کا دعوے

امامت کرنا ہر روایت ابوالدنیا صحیب اللہ کا امام کو نماز جنازہ پڑھانا بہ مدد روایت تمیمہ

ربط عداوت یزید و ہنگام رونے منتظر امام زین العابدین م سے روایت سہیل بن سعد دو

قال اللہ تبارک و تعالیٰ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَاءٍ مَّعِينٍ

جناب باری عزاسمہ اپنے حبیب سے خطاب کرکے فرماتا ہے کہ اپنی قوم سے سوال کرو کہ اگر تمہارا پانی

حالت عرق و جذب میں صبح کرے یعنی زمین میں عرق و جذب ہو کر مفقود ہو جائے تو کون شخص ایسا

ہے کہ تمہارے لئے وہ پانی لادے کہ وہی زمین پر جاری و ظاہر ہو اگرچہ ظاہر آیہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ

خداوند عالم منجملہ نعمتہائے دنیا وہی ایک نعمت کا جو پانی ہے اور اس کے اتفاق سے قدر حیات ہر شے کی

منحصر ہے ذکر فرما کر بندوں پر اپنی نعمت کا اظہار کرتا ہے کہ بجز خداوند عالم کے دوسرا کسی کا

قدرت نہیں کہ ایسی نعمت تم کو دے کوئی غیر یا تمہارے معبود دیکھیں مگر حادثات البتہ

طاہرین علیہم السلام سے ثابت ہی کہ ماء معین سے ذات بہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین مراد ہی

جیسا کہ ابن بابویہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ مراد اس آیہ سے یہ ہی کہ اگر تمہارا امام

تمہارے زشتی اعمال کے سبب غایب ہو جاوے پہر کون شخص تمہارے لیے امام تازہ دیگا اور جب

امام کے علم سی بنا ہی یعنی جسطرح کہ پانی حیات بدن کا باعث ہی اوسیطرح جو علم کہ آئمہ ہی سے تم کو

پہونچا ہی اونکی حیات روح کا باعث ہی اور یہی احسان زمین کے لیے اوسے وہ افضل ہی مومنین کے لیے

چند روزہ دنیا کے حیات کا سبب ہی اور علم حیات ابدی و آخرت کا باعث ہی اور یہ بطن آیہ کی ہی

اور ظاہر آیت سے کوئی منافات نہیں رکہتا بلکہ یہ دونوں مراد و مقصود ہیں کیونکہ قرآن

کے سات بطن بلکہ ستر بطن ہیں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ اس آیت کی

تاویل میں فرمایا ہی کہ تمہارا پانی تمہارے دروازے ہیں خدا کیطرف اور آئمہ خدا کے دروازے ہیں

جنکو خدا نے اپنی اور خلایق کے درمیان میں مقرر کیا ہے اور آب جاری امام کے علم سے کنایہ ہی —

پس معلوم ہوا کہ ماء معین علم آئمہ کہ جو باعث حیات جاودانی ہی مقصود ہی اور کیونکہ بغیر جد و جہد

اپنی ہدایت بلاغت نظام میں ذکر کیا حبل اللہ المتین اور عروۃ الوثقی سے تعبیر کیا ہے

چنانچہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ یعنی جو کوئی طاغوت سے

کافر ہوا اور خدا پر ایمان لایا تحقیق وہ ایسی دستاویز محکم تھامتا ہے کہ جو ٹوٹ نہیں سکتی اور خدا سنتا

اور جاننے والا ہے اور چونکہ اطلاق طاغوت کا شیطان اور بت اور معبود غیر خدا اور پیشوائے

باطل پر ہوتا ہے یہاں تک کہ اعدائے اہلبیت پر احادیث ائمہ میں آیا ہے اسی طور سے عروۃ الوثقی

ابوبکر و عمر و عثمان و تمام اعدا

ایمان و توحید و محبت اہلبیت پر بھی اطلاق ہوا ہے یہ ہے کہ جو کوئی عروۃ الوثقی سے تمسک کیا چاہے

یعنی ائمہ

وہ علی اور اہلبیت کے ولایت سے تمسک کرے جیسا کہ عیون اخبار الرضا میں جناب رسول سے روایت کی

ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی چاہتا ہو کہ کشتی نجات میں سوار ہو اور عروۃ الوثقی سے متمسک ہو اور حبل المتین

خدا کو تھامنا چاہے وہ بعد میرے علی کی ولایت و دوستی اور اونکے دشمنوں سے دشمنی رکھے

اور اون ائمہ ہدایت کی پیروی کرے جو اوسکے فرزندوں سے ہونگے اور دوسری روایت میں

فرمایا کہ جو کوئی اون اماموں کی اطاعت کرے جو فرزندان حسین سے ہونگے اوسنے خدا کی

اطاعت کی اور جو کوئی اونکی معصیت کرے اوسنے خدا کی معصیت کی۔ وہی ائمہ عروۃ الوثقی

اور بند و کیسو سلطی بر جناب خدا وسیلہ و ذریعہ ہیں اور اسی مضمون کی حدیث کتاب بحار الانوار میں

بہ نسبت راس رئیس اولو الائمہ یعنے علی بن ابیطالب جناب رسول سے مروی ہے و نیز امام رضا سے دینی

مسائل دین و شرائع شرع متین جب ہارون نے کی تحریر فرمایا تو اسمیں یہ بھی تھا کہ زمین ہرگز

عصر و زمانہ میں ایسے امام سے خالی نہیں رہتی جو از جانب خدا خلق پر حجت ہو اور یہی بزرگوار گروہ الٰہی

اور یہ ہادی اور اہل دنیا پر قیامت تک حجت ہیں واقع میں جو لوگ جنہوں نے انسے رو گردانی کی وہ

بقول خدا ذلت میں ہیں جیسا کہ خدا فرماتا ہے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا

اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ اور نیز ذلت و خواری ماری گئی ان پر یعنی ان پر

یعنے انکے سر پر ذلت و خواری ہے مگر وہ لوگ کہ جو حبل خدا یعنی قرآن اور حبل ناس یعنی علی بن ابیطالب

سے تمسک رہیں اور بہر دوسری آیت میں صاف صاف حکم پابندی فرمایا کہ وَاعْتَصِمُوْا

بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا یعنے تم لوگ رسیان خدا سے تمسک رہو اور پراگندہ

نہو جاؤ بروایت علی بن ابراہیم حبل اللہ توحید خدا اور ولایت اہلبیت ہی اور حضرت باقر ع

سے بقول خدا وَلَا تَفَرَّقُوْا کے تفسیر میں روایت ہے کہ آپنے فرمایا خدا کو علم تھا کہ انمیں

[illegible]

کہ ہم اہلبیت کے لوگ بعد اپنے پیغمبر کے متفرق ہو جاوینگے اور خصلت کو زندگی میں ہمارا اونکو
پراگندہ ہونے سے منع فرمایا جیسا کہ اگلی سابقین کو متفرق ہونے سے منع کیا تھا اور انکو حکم دیا
کہ وصیت آل محمد پر مجتمع رہیں اور متفرق نہ ہوں ذاکر ہونا انکا کیونکہ حکم متابعت انکو
خدا نے انکو مثل انبیاء سابقین برگزیدہ فرمایا جیسا کہ بروایت کتاب تاویل الآیات بذریعہ امام محمد باقر
جناب رسول سے منقول ہے کہ حضرت نے ذیل یہ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ
اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ پڑھکر فرمایا کہ
حق تعالی نے نبوت و امامت و خلافت کے لئے حضرت آدم کو برگزیدہ فرمایا اور بعد نوح کو اول
ابراہیم کو کہ جناب رسول و ائمہ ہدیٰ بھی اوسمیں داخل ہیں چونکہ اونکی اولاد میں اور اور بعض بعض کی ذریت ہیں اور اللہ شنوا ہے اور دانا ہے فرمایا کیا حال ہے اون جماعت
کا ہے جو آل ابراہیم اور آل عمران کو یاد کرکے خوش ہوتے ہیں مگر جب آل محمد کو یاد کرتے ہیں
اونکے دل منقبض ہو جاتے ہیں حضرت فرماتے ہیں قسم ہے اوس خدا کی جسکے قبضہ قدرت میں
میری جان ہے کہ اس جماعت میں سے اگر کوئی شخص قیامت میں ستر پیغمبر کے عمل کے ساتھ
آویگا خدا اوس سے وہ عمل قبول نہ کریگا جب تک کہ میری ولایت اور علی بن ابیطالب کی ولایت نہ لاوے

مراد اہل البیت کا

اسیطور بھی ذیل اسی آیہ مین بطور وصایا جناب علی بن ابیطالب سے فرمایا ہے کہ اے علی تم ذریت

آدم و نوح و آل ابراہیم و آل عمران سے برگزیدہ خدا ہو اور اسمعیل کے تمام شعبون اور قبیلون سے

بہتر ہو اور محمد کے عترت ہدایت کنندہ ہو — یہی وجہ ہے کہ اس آیہ کی تفسیر مین جناب امام

محمد باقر ع ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ تک پہونچے تو فرمایا کہ ہم اوس ذریت سے ہین

اور اوس عترت کے بقیہ ہین جنہین خداوند عالم نے بعد اسکے کہ انکو برگزیدہ فرمایا انکو

تمام انبیاء سابقین وارث سمیت فرمایا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے ثُمَّ أَوْرَثْنَا

الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا یعنی ہم نے میراث مین کتاب الٰہی کو

اون لوگون کو عطا فرمایا کہ جو ہمارے بندون سے برگزیدہ ہین

اور چونکہ امامت منصوص من عند اللہ ہی ہے تو یہ کہ ہر شخص اون ذریت رسول سے دعوی امامت کا کرے

سے خدا نے اس آیہ مین انکا بہی ذکر فرما کر اپنی برگزیدگان خدا کو اون سے علیحدہ فرمادیا

اور جو لوگ کہ اپنی زعم مین اونمین سے سمجھتے تھے اونکو مستثنی فرمادیا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ

بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا بعض وہ ہیں
جو اپنی نفسوں پر ستم کرنیوالے ہیں اور بعضی وہ ہیں میانہ رو ہیں اور بعض وہ ہیں جو بتوفیق خدا
امور خیر اور نیکیوں میں سبقت لیگئے ہیں یہ ایک فضیلت بزرگ ہے اور آیات اسکا باعث ہے
مدن ہی اگرچہ اس شبہہ ہے کہ ذریت رسول کیطرف نسبت ظلم کرنا قبیح ہے بعضی
مفسرین و سید مرتضی علم الہدی نے ضمیر منہم کی بندوں کیطرف یعنی عبادنا کے جانب راجع کی ہے اور
یہ معنی فرمائی ہیں کہ ہمارے بندوں میں سے بعض اپنی نفسوں پر ستم کرنیوالے ہیں مگر حسب اکثر
مفسرین و احادیث اہلبیت طاہرین اگر ذریت رسول کیطرف بھی مرجع کریں تو مضایقہ نہیں
چنانچہ ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ نے جب اس آیہ کو ذریت رسول میں وارد ہونیکو
فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ میں اپنی نفس پر ستم کرنیوالا کون شخص ہے فرمایا ہم اہلبیت
یعنی ذریت رسول میں وہ شخص ہے جسکا گناہ و ثواب برابر ہو لیس اوسنے اپنی نفس پر ستم کیا ہے
یعنی عبادت خدا میں کوتاہی کی وہ ہر ذریت دیگر حضرت نے جناب رسول سے نقل فرمایا کہ ظالم وہ ہے جو
امام کا حق نہ پہنچانے اور اوسکا اعتقاد بھی نہ رکھے پھر ابو حمزہ نے پوچھا مقتصد کون ہے فرمایا

وہ شخص ہے جو بوقت شدت و رخا یا غلبۂ اہل حق و یا اہل باطل میں خدا کی عبادت کرے
حتی تک کہ اوسکی موت آئے و بروایت دیگر فرمایا مقتصد وہ ہے جو امام کی امامت کا اعتقاد
رکھے مگر اوسکا حق نہ جانتا ہو پھر ابو حمزہ نے سوال کیا سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ
اللَّهِ سے کیسے شخص مراد ہیں حضرت نے فرمایا وہ شخص ہے جو کہ لوگونکو راہ راست
خدا کی ہدایت و امر باطاعت و گناہ و برائیوں سے نفرت کا حکم دے وہ گمراہ کرنیوالونکا یاور
خیانت کرنیوالونکی طرف سے نزاع کرنیوالا اور فاسقونکی حکم پر راضی نہیں مگر خوفکہ ایسے شخص
کو کہ اپنی نفس اور دین کے ڈرہی اور ایسے یادرکھو جو کہ اون لوگونسے رخصت ہی نہیں پایا
اسکی اونسے اندر وہی تقیہ مدارا کرتا ہے

کتاب احتجاج میں یہ مرقوم ہے کہ ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق ع سے اس آیہ کی تفسیر دریافت فرمایا تو بیان
اونکی عرض کیا مرنی خیال یہ آیت فرزندان فاطمہ کے لیے مخصوص ہے فرمایا جو شخص تلوار
اپنی طرف اور نصرت دیگر اہل کے جانب لوگونکی دعوت و ہدایت کرے اور یا حق امامت کا دعویٰ
رکھتا ہو وہ شخص خواہ فرزندان فاطمہ سے ہو خواہ اونکے سوا اور کوئی شخص ہو اس آیت میں داخل نہیں

ابو بصیر نے پوچھا کہ پھر اس آیت میں کون شخص داخل ہی فرمایا اپنی نفس پر ستم کرنے والا وہ شخص ہے
جو کہ نہ ہو گا تمام عمر نہ بمعرفت امامت رہی اور نہ ہدایت پر رہی اور مقتصد ہم اہلبیت سے وہ شخص ہی
جو امام کا حق جانتا ہی اور سابق بالخیرات بحق یہی نزد اللہ امام ہی

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خلاصہ مضمون ان احادیث و آیت کا دو حال سے خالی نہیں
اول یہ کہ تمام ضمیریں اہلبیت اور ذریت طیبہ کی طرف راجع ہیں اور ظالم سے انکا فاسق اور
مقتصد سے انکا صالح اور سابق بالخیرات سے امام مراد ہی پس اس بنا پر اس تقسیم میں وہ شخص
داخل ہو گا جو ناحق امامت کا دعوی کری یا اور کسی سبب سے اسکی عقاید درست نہوں دوسرے یہ کہ
ظالم سے وہ شخص مراد ہی جسکا اعتقاد درست نہو اور مقتصد سے وہ شخص مراد ہی جسکا اعتقاد
درست ہو اور جوارح سے نافرمانی میں اسکو حصہ اور نہو پس یہ ضمیر اہلبیت کی ضمیر جانب مقتصد و سابق
راجع ہو گی نہ ظالم کی طرف اگرچہ محتمل ہی کہ دونوں مراد ہوں کیونکہ تمام مجمع البیان مین ابو درداء نے
جناب رسول سے روایت کی ہی کہ سابق بے حساب داخل بہشت ہو گا اور مقتصد کا حساب آسان ہو گا
مگر بحساب آسان اور ظالم زمان دراز تک مقام حساب مین رکا رہیگا بعد اسکی داخل بہشت ہو گا
پس یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن

کہ جتنی بدیاں ہیں اعمال کی خوف و ترس کو ہمیں سے دفع کیا۔

بہر تقدیر اصطفینا سے یہ مراد ہوگی کہ حق تعالی نے اس ذریت طاہرہ کو اس طرح برگزیدہ
کیا ہے کہ انکی درمیان میں ایسے اوصیا مقرر فرمائے کہ ہمہ انہیں میں سے ہر ایک شخص کو وصی
و امام قرار دیا ہے اور اس طرح اس کتاب کی میراث سے مراد یہ ہے کہ انہیں سے ہر ایک کو کتاب کا
علم عطا کیا ہے اور یہ امر ان سبھوں کی فخر و بزرگی ہے اگر اسکو ضایع نہ کریں جیسا کہ انہیں
سابقون کی شان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے بھی فرمایا ہے کہ روح و راحت و نصرت و تونگری و خوشنودی و
ظفر بر اعدا و قرب خدا و محبت رسول اس شخص کے لیے ہے جو کہ علی کو دوست رکھے اور انکی اولاد بعد
جتنی انکی اوصیا ہیں انکی پیروی کرے پس مجھ پر واجب و لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنی شفاعت
میں داخل کروں اور میرے پروردگار کو لازم ہے کہ میری شفاعت انکے حق میں قبول فرمائے کیونکہ
یہی لوگ میری اتباع میں ہیں اور جو کوئی میری پیروی کرے مجھ سے ہے کیونکہ میری مثال مثل حضرت
ابراہیم کے ہے کہ خدا انکی قول حکایت فرماتا ہے فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ یعنی جو کوئی میری
متابعت کرے وہ مجھ سے ہے حضرت رسول فرماتے ہیں کہ جناب ابراہیم مجھ سے ہیں اور میں انسے ہوں

مرا دین اونکا دین ہے اور اونکا دین مرا دین ہے اونکی سنت میری سنت اور میری سنت اونکی سنت

ہے میری فضیلت اونکی فضیلت اور میں اونسے افضل ہوں پس میرے پروردگار کی قول

کی تصدیق ہے جیسا یہ فرمایا ہے ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

سنا مومنین آپ نے یعنی جناب رسول نے آگے ائمہ طاہرین کو سب برگزیدگان خدا سے مثل آل عمران

وغیرہ ثابت فرمایا اور اونکی حکم متابعت کا دیا کیونکہ ہر مومنین ایک ایک ان برگزیدگان

خدا میں سے مثل انبیا سابقین تمام اوصاف میں بغیر از مرتبہ نبوت ہم پلہ تھے چنانچہ

بعد امام علی نقی عم ذات گرامی صفات مقبول بارگاہ صمدی یعنی جناب امام حسن عسکری عم

ہیں جنکا علم و فضل و زہد و تقوی و پرہیزگاری دوست تو دوست دشمن تک تقریر میں مثل آب

نشر علوم و ہدایت خلق میں مصروف رہے (چنانچہ اس آیت اصطفینا کی تفسیر مروی کتاب

کشف الغمہ نبریہ دعبل حمیری ابو ہاشم جعفری سے منقول ہے کہ انہوں نے آیہ فَمِنْهُمْ

ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ کی شان نزول

و تفسیر پوچھی فرمایا تینوں فرقے آل محمد سے ہیں اور اپنی نفس پر ستم کرنیوالا وہ شخص ہے جو امام کا

اگر زمین پر گرتا ابو ہاشم نے کہا میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ

بزرگی بھی جو خدا نے آل محمد کو دی ہے حضرت نے اعجاز و علم امامت سے میری مافی الضمیر کو دریافت فرمایا

میری طرف نظر کی اور فرمایا اے ابو ہاشم امر امامت اس سے عظیم اور امام کا رتبہ اس سے بزرگتر ہے جو نسبت

آل محمد تو نے اپنے دل میں خیال کیا پس شکر خدا کر کہ اوس نے تجھے انکی ریسمان سے تمسک اور انکی

امامت کا معتقد کیا ہے قیامت میں جب ہر گروہ کو اونکی امام کے ناموں سے بلائینگے تو تجھکو انکی امام کی

طلب پر بلائینگے اے ابو ہاشم خوش ہو کہ تو مذہب حق پر ہے

مومنین ان برگزیدہ خدا کی پیدائش پر در مطہر آٹھویں ماہ ربیع الثانی روز جمعہ یا دوشنبہ سنہ ۲۳۲ ہجری کو

بمقام مدینہ و بروایتی سر من رای میں ہوئی و بقول دیگر خاص ... و یہ ہے کہ آپکی ولادت کی وقت علی بن ابی

طاہر ہو چکے تھے پس تک آپ نے امامت فرمائی بتجمیز دیگر ادا امامت آپ نے اپنی پدر بزرگوار کو بالاتفاق

بر حسین دفن و کفن فرمایا اور بعض میں کرمان حجاب کیا ہمہ وہ آپکی مدت حیات زندگی میں بر حسین

آپکے صفات عالیہ و معجزات باہرہ اسقدر ہیں کہ جو حد علم و نور امامت کی بشر ... سے کمتر ہیں

علم و زہد و تقوی و دیانت امامت سخاوت میں مثل اب و جد کے مشہور تھی چنانچہ اسکا ...

بہ علم و تربیت بتقوی وجود / نیامد کسی بجو او در وجود

به فضل و هنر بسی مایه دار
بلند از همه اهل دین پایه دار

نبیره ز بنت نبی وصف تام
بود چون نبی رهبر خاص و عام

امام زمان عالم علم غیب
بری از عصیان منزه ز عیب

امام است هادی بحشر در شمار
حسن دومی سید روزگار

ز القاب آن شاه حسن سیر
زکی هست هادی دگر عسکری

پوشیدہ اسم مبارک آپکا حسن بن علی ہمنام حسن مجتبیٰ ہی درشجرہ دیگر لقب آپکے عسکری مشہور ہے

مشہور ہی کہ سر من رائے کا نام مدینہ عسکر ہی جو کہ حضرت نے وہاں سکونت اختیار فرمائی تھی

کیونکہ قدیم شہر خلیفہ تھا

اور بطور نسبت لقب و اسم کے آپ مشہور بہ امام حسن عسکری ع ہوے معجزات بڑے ہو

فضایل بیشمار مختصہ حضرت کس سے بیان ہو سکتی ہیں ادنی سی بات یہ ہی کہ نسل آپکی اب دنیا میں

مشہور ہی کہ آپکا کام زمانہ تمام تھا عبارتیں منقول ہی کہ ایک روز امام حسن عسکری ع خط لکھ رہے تھے کہ دفعتاً

نقل از ...

لاکڑی کا ایک وقت رشتہ کرنا تمام چھوڑ دیا اور مشغول نماز ہوے راوی کہتا ہی میں نے اتفاقاً

جب اس کاغذ کی طرف نظر کی تو عجب قدرت خدا دیکھی کہ کاغذ زمین پر رکھا ہی اور قلم خود

بخود رقعہ حضرت کو لکھتی ہی واللہ نظر نہیں آتا اسیطرح سے نسل آپ وجود ہی دنیا میں

بانی الضمیر میں لاتا تھی   چنانچہ محمد بن علی روایت کرتا ہے کہ ایک سال مدت
تک ہم ایسے ہم نہایت پریشان ہوئے تا اینکہ نوبت فاقہ کی آئی میرے باپ نے مجھ سے کہا کہ امام حسن عسکری
فرزند امام علی النقی کے پاس چلنا چاہئے امید ہے کہ ابر کرم رسالت و دریا فیض نبوت سے مالا مال
ہو جاویں محمد کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے اونکو کبھی دیکھا ہے اور روشناسی بھی ہے کہ نہ
اونسے ایسے امید رکھتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ خدا گواہ ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا مگر کیا مضایقہ وہ
کریم ابن کریم ہیں روشناسی اور تعارف کی کیا ضرورت فَسِرْنَا مِنْ مُقَامِنَا عِنْدَهٗ
غرض ہم دونوں شخص اسی امید پر روانہ ہوئے رستہ میں میرے باپ نے کہا میری حاجت زیادہ نہیں
مگر آنحضرت پانسو درہم عطا فرماویں تو کام میرا نکلجاوے دو سو درہم کے کپڑے بنواؤں اور دو سو کا
غلہ خرید کر لوں اور سو روپیہ اپنی قرض خواہی میں صرف کرکے لطف و راحت سے زندگی بسر کروں
محمد کہتا ہے جب میں نے اپنے باپ سے یہ سنا تو اپنے دل میں کہنے لگا کہ اگر ہو سکے مجھے بھی تین سو درہم
عطا فرماویں تو سو درہم کا غلہ خرید کر لوں اور سو روپیہ کے کپڑے بنواؤں اور سو روپیہ باقی رہا
اوسکا ایک گھوڑا خرید کروں اور اوسپر سوار ہوکر سفر کوہستان کروں فَلَمَّا وَصَلْنَا
عِنْدَ بَابِهٖ قُمْنَا كَالْغُرَبَاءِ وَلَمْ يَتَكَلَّمْنَا مِنْ اَحَدٍ غرض بعد تھوڑی

وہی بنان جب در دولت حضرت پر پہونچے تو بوجہ ناواقفیت متحیر ہوا بڑی سراسیمگی تھی کہ

کیونکہ کیسے کہ بدولت بنی ہاشم آئی تھی اِذْ خَرَجَ رَجُلٌ وَقَالَ اَیْنَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ ناگاہ ایک

غلام دولتسرا سے باہر آیا اور باآواز بلند محمد بن علی کہاں ہیں حضرت نے انہیں طلب فرمایا ہے

جب ہم گئے داخل ہوئے اور سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیکر فرمایا تم دونوں نے اتنی دیر کیوں

کی اور بلا تکلف کیوں نہ چلے آئے ہم دونوں نے یہ دیکھا حال عجیب دیکھکر عرض کیا کہ ہماری یہ

ہے کیا عرض حال کریں شرم مانع ہوئی غرضکہ حضرت سے وداع ہوکر ہم باہر نکلے ہی تھے

کہ غلام حضرت دوڑتا ہوا پیچھے آیا اور میرے والد کو ایک تھیلی دیکر کہا کہ اسمیں پانسو درہم ہیں

حضرت نے فرمایا ہے دو سو کا قیمہ دو سو کا غلہ خرید کرنا اور سو درہم دیکر گھر کا ... کرنا

پھر ثُمَّ اَعْطَانِیْ صُرَّةً وَقَالَ فِیْهَا ثَلٰثُ مِائَةِ دِرْهَمٍ پھر مجھے مخاطب ہوکر

ایک تھیلی مجھی دیکر کہا اسمیں تین سو درہم ہیں حضرت نے فرمایا ہے کہ اسمیں سے ایک سو کا لباس اور

ایک سو کا غلہ خرید کرنا اور ایک سو کا مرکب تیز لینا مگر کوہستان کیطرف سفر کرنا ... کی

مہرمین فلان مقام پر جانا راوی کہتا ہے ہم دونوں شخص دیر تک انکی تقریر سے

حیرت میں رہ گئے اور حضرت کے تعمیل حکم میں جب اس طرف سفر کیا تو وہاں پہ ایک رئیس کے

کی دختر سے میری شادی ہوگی اور مجھکو دو ہزار اشرفیاں دستیاب ہوئیں ۔

کیونکہ یہ لوگ ذریت رسول برگزیدہ خدا ہیں انکو ایسے حالات معلوم ہوتے ہیں کچھ عجیب نہیں

حدیث میں آیا ہے کہ جب امام پیدا ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ حکمت عطا کرتا ہے صحیفہ علم و وقار و زینت

و خلعت ہدایت کو پہناکر چراغ نور اوسکے دل میں روشن کرتا ہے کہ اوسکی وجہ سے اعمال مردم پر آگاہ

اور اسرار نہان قلوب سے واقف ہوتا ہے اور بروایت دیگر جب منصب امامت پر فائز ہوتا ہے تو خدا

ہر شہر میں ایک فرشتہ معین فرماتا ہے کہ وہ تمام حالات وہاں کے امام سے عرض کرتا رہے یہی وجہ ہے کہ

امام کو علم ما کان و ما یکون حاصل ہوتا ہے اور انہیں امور سے امام کی شناخت ہوتی ہے کتاب مرآۃ

و عجائب میں شیخ شہاب الدین صوفی نے روایت کی ہے کہ جس سال معتمد عباسی نے امام حسن عسکری

[illegible]

کو مقید کیا تو سرمن رائے میں بڑا قحط پڑا تمام اہل اسلام نے صحرا و بیابان میں تین روز تک

سینہ برہنہ کرکے واسطے نماز استسقا پڑھی مگر کچھ اثر ظاہر نہوا آخر معتمد نے حکم دیا کہ اب

اہل اسلام کے ہمراہ سب یہود و نصاریٰ بھی تکبیر کہکر صحرا میں جاویں اور باران کیلئے دعا کریں

غرض ہمراہ یہود و نصاریٰ ایک راہب کہ اوسکا بیان نغز تھا گیا تمام صغیر و کبیر دربار دیر

نے دعا کی تنگ آگئے ابر تنک نہ آیا جب اوس حبشی نصرانی نے دعا کیواسطے ہاتھ

اوٹھایا فورا ابر آیا اور بارش ہونے لگی دوسرے روز بہی جب یہود و نصاری و اہل اسلام

صحرا مین بغرض دعا گئی تو کسیکی دعا سے پانی نہ برسا مگر جب اوس راہب نے ہاتہ اوٹھایا فورا

ابر آیا اور مینہ برسنے لگا دور دہیم بدعات و دیگر خلق کے دلومین تزلزل واقع ہوا

اور اکثر دین نصاری پر مایل ہوچلی جب یہ کیفیت بتشدید تہی اوسے زوال مملکت کا اندیشہ ہوا

بہت گہبرایا آخرکار امام حسن عسکری عم کو قیدخانے سے طلب کیا و قال یا حسن اَدْرِکْ

اُمَّةَ جَدِّکَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور نہایت عجز و الحاح سے عرض کرنے لگا یا حضرت اپنی جد مجد

رسولخدا کے امت کی خبر لیجی اہل اسلام تین دن تک نماز استسقا کو گئی لیکن کچہ اثر ظاہر نہوا

اور نصاری دو دن گئی دونون دن پانی برسا اگر تیسرے روز بہی ایسا ہی ہوگا تو اکثر مسلمان نصاری

ہوجاوینگی فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مُرْهُمْ بِالْخُرُوْجِ غَدًا وَ یَزُوْلُ الْاِشْکَالُ

اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی حضرت نے فرمایا تم کہنا سب لوگونکو حکم دے کہ کل صحرا مین جاوین

انشاء اللہ سب کا شک زایل ہوجاویگا یہ فرماکر اہل زندان کے رہائی کیواسطی کہ اکثر شیعہ و

سادات تہی سفارش فرمائی سب کے سب حضرت کے بدولت رہا ہوگئی دوسرے روز معتمد لعین

مع امرا و وزرا و رعایا و برایا بہ ارادۂ استسقا کے صحرا میں گئے حضرت نے فرمایا ریت کا ایک تودہ بنا

کر دیا جب ریت ہاتھ دعا کو اسطرح بلند کیا فوراً ابر آیا اور قریب تھا کہ پانی برسے حضرت نے ایک

شخص کو حکم فرمایا جاؤ اور جو چیز ریت کے ہاتھ میں ہو لے آؤ جب بارشاد حضرت وہ شخص جا کر ریت

کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک ہڈی کہ دو انگلیوں میں جیسا کہ ہوتی تھا نکال لایا (بروز جمعے) اوسی ہڈی کو میں

پسوا دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریت سے کہا اب تو دعا کر جب اوس نے ہاتھ اوٹھایا بجائے ابر مجتمع

ہونے کے متفرق ہو گیا اور دھوپ نکل آئی یہ حکایت دیکھ کر معتمد اور نیز تمام خلق کو حیرت ہوئی

معتمد نے اسکی وجہ دریافت کی ارشاد فرمایا یہ ایک نبی کا استخوان بدن ہے کہیں سے ریت کے ہاتھ آ گیا

اسکی برکت سے مینہ بارش ہوتی تھی نہ اثر دعا ریت سے (جواب) فرمایا قاعدہ ہے جب کسی پیغمبر کی

استخوان ظاہر ہوں گی باران رحمت نازل ہوگا اگر چاہو امتحان کر لو چنانچہ پھر جب استخوان کو پیرایے سے

نکالکر ہاتھ پر رکھا تو ابر ظاہر ہوا پانی برسنے لگا حضرت نے اوس ہڈی کو پسوا دیا اور بطور

پھر نماز استسقا پڑھی اور دعا کی فوراً ابر آیا اور پانی برسا اور خلق کے دلوں سے شبہ دور ہوا

کیونکہ ہنود میں نصاریٰ نے انکو مثل انبیا وارث ربانیت کیا تھا یہ احتمال تھا کہ انسے تو ہم کیا جاوے اور

راہ حق پر نہ ہو تکی سبحان اللہ عجب مراتب جلیلہ تھیں شان رکھتا تھی

ای آنکه بر طریق ہدا رہنما توئی
ہر جن و انس رہبر و پیر ہدا توئی

شاہد بہر ضمیری و واقف بہر خطیر
واقف برای ترجمہ قول نفی توئی

ہم مظہر خدائی و ہم مظہر خدا
آئینہ جلال و جمال خدا توئی

واقف بہ بھید خالق و کافی بہ امر خلق
قول الست و قائل قالوا بلی توئی

ہم سبط مصطفائی و ہم شبل مرتضیٰ
ہم نور چشم حضرت خیر النسا توئی

فخرم ہمین بس است کہ در شاعری مرا
مولی توئی امام توئی پیشوا توئی

تو یہیں اسطور سے اوس برگزیدہ خدا و وارث علم بیت و امامت نے اکثر معتقدوں و نیز علمای دوران
کی مشکلوں کو آسان فرمایا چنانچہ اوسی کتاب میں منقول ہی کہ ایکمرتبہ ایک عورت نے
متوکل عباسی کے سامنے اپنی سیادت کا دعوی کیا اور تمام علماء سے تحقیق نہ ہو سکا مگر یہ
کہ یہ امر سکا اور متوکل خود درگل عاجز رہا آخر اوس نے امام حسن عسکری ع کو بلا کر اسکی تحقیق
چاہی آپ نے ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی السِّبَاعِ اَنْ تَأْکُلَ اَوْلَادَ الْحَسَنِ
وَالْحُسَیْنِ ع فَاَلْقُوْهَا لَهَا فَاِنْ لَمْ تَأْکُلْهَا فَهِیَ صَادِقَةٌ خدا نے حسنین علیہم السلام

اونکا گوشت جانوران درندہ پر حرام ہے اگر اوسکو دعوی سیادت ہے تو اون جانورونکی
سامنی ڈالدو اگر نکہا لین تو وہ صادق ہے متعمد نے جب حضرت سے سنا پسند کیا اور اوسی مورث کی
ثبوت سیادت مین قبول امر پر رغبت دلائے دیکہئی تو سہی برگزیدہ خدا کی کلام و حکم کا
یہہ اثر ہوا کہ اوسنی خائف و ترسان ہو کر اپنی کذب کا اقرار کیا اور کہا مین سادات سے نہین ہون
بغرض حصول تقرب شاہی جہوٹ بولی تہی کیون نہوتین ایسے ایسے فوائد حاصل ہو سکا
کیا ہی نیرنگ زمانہ ہوتا ہے کہ بدلہ مین احسان و محبت و تعظیم و تکریم کے عداوت و عناد کیا جاوے
اور بہ مقتضی کس نیاموخت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد حضرت بہر امتحان حضرت کے لیے بہم کیا جاوے
تو اوکی حیرت کو ذبح کیا اور ہر حاسدین پر عداوت و عناد نی متعمد سے کہا کہ خود حضرت ہی تو
اولاد حسنین علیہم السلام سے ہین انکو درندونکی سامنی ڈالنا چاہئی تا کہ امتحان کلام حضرت ہو جاوے
متعمد ملعون نے بہی پسند کیا اور اپنی صحن خانہ مین تین جانور درندہ منگوا کر چہوڑے اور
خود بالاخانہ پر جا کر ایک کمرہ مین بیٹہا اور حضرت کو طلب کیا جب وہ جناب تشریف لائے
تو دربانون کے ذریعہ سے حضرت کو اوس صحن خانہ مین بند کر کے دروازہ بند کر لیا مگر

ہوتین بعضے یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ

لوگ نور خدا کو بہی بجہانا چاہتی ہین مگر خدا اپنی نور کا پورا کرنیوالا ہے   جب تک حضرت کا وقت

مقررہ شہادت نہ تہا کسیکی مجال اذیت پہونچانیکی نہین ہوے   راوی کہتا ہی جب مین حضرت

داخل صحن ہوے اور ان جانورون نے دیکہا بے اختیار دوڑے اور پا مبارک پر اپنا منہ ملنی لگی اور حضرت

کے گرد پہرکر طواف کرنے لگی بنظر انقیاد و اطاعت   وہین اپنی زمین پر بچہاوین حضرت نے

ہی دست حق پرست اونکی پشت پر پہیرا اور معتمد کے پاس کوٹہی پر تشریف لیگی ملعون کچہہ لطیف

دیکہہ شرمندہ حضرت کے تعظیم کو اوٹہا اور حضرت کو باعزاز تمام بٹہایا آپنے اوس سے چند باتین

فرمائین اور رخصت ہوے

معتمد سے اوسکی بعض رفقا ظریف نے کہا آپنے بہی تو دستور سیادت یقینا آپ بہی کچہہ

فرزند ہونیکا پنیگی استی ان کرنا چاہتی منظور کنی تہا کیا تعجب چاہتی ہو مین بات رہبر ہادی

بہ رنگی سب بنتے تہا کہ یہہ راز کیسی بیان کرنا ایسا ہنر کہ لوگونکو ابو محمد حسن عسکری

کا انتقاد ہووے اور اونکی طرف رجوع کرین   سو منین مطمئن ہی باوجود ملاحظہ کرامات باہرہ

سب کے شیعہ حسد کو ترقی رہی چنانچہ کتاب عوالم میں ہی کہ معتمد ملعون نے صالح بن وصیف

کے پاس حضرت کو قید کیا تو چند لوگ عباسیوں کی صالح سے دربارہ شدت ایذا وسختی حضرت

تاکید بہنے کی فقال وما اصنع قد وکلت علیه رجلین اشر من قدرت

علیه وہ ملعون اپنی ہمدم وہمرازون سے کہنے لگا کیا ہوں میں نے اپنی مردون میں سے

دو شخصوں کو جو نہایت شدید وبیرحم تھی انتخاب کر کے اونکی حراست واذیت دہی پر تقرر کیا تھا

مگر عجب حال ہی کہ وہ بہی امام حسن عسکری علیہ السلام کے کثرت طاعت وعبادت کو ملاحظہ کر کے نرم ہو گئی

جب میں ونسے تاکید دربارہ اذیت کرتا ہوں تو وہ جواب دیتی ہیں اذا نظرنا الیه

ارتعدت فرائصنا فیداخلنا ما لا نملکه من انفسنا کہ ای صالح ہمیں

نہایت تعجب ہے کہ تو ایسے برگزیدہ بندہ کی شان میں کہ جو دن کو روزہ رکہے اور شب کو عبادت

خدا میں بسر کرے نہ کسی سے کلام کرے نہ بجز ذکر خدا دوسرے کام میں مشغول ہو ایسے اذیت دہی کو

کہتا ہی اور ای صالح تیری کیا حکم ہے جب ہم دونو کو نسبت کر کے اس بزرگوار کی طرف

نظر کرتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ قتل کریں تو ہمارے اعضا میں لرزہ پڑ جاتا ہی اور دل میں

ہیبت وصلابت وصولت وسطوت وعظمت سماتی ہی کہ بیخود ہو جاتی ہیں وہ شخص

اور بہت فرشتے آئے ایذا رسانی سے ہمیشہ خدا کے برگزیدہ اور مومنین ہی تنگ کئے گئے

اور آخر کو زہر دیا کہ جس سے حضرت نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور وہ وہ امور

کرامات و دلائل کے کئے کہ دشمنوں کو بھی بدرجہا حیرت تھی چنانچہ کتاب کافی میں بروایت محمد بن

احمد بن عبید اللہ بن خاقان وزیر معتمد سے روایت کی ہے احمد کہتا ہے کہ خلیفہ وقت اور اسکے

اصحاب و رفقا وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ایسے امور کئے کہ کبھی غضب ہوا اور کبھی ان سے اپنا گمان

بگڑ گیا اور وہ یہ ہیں کہ جب حضرت علیل و بیمار ہوئے بَعَثَ الْخَلِیْفَةُ اِلٰی اَبِیْ اَنَّ

ابْنَ الرِّضَا قَدِ اعْتَلَّ تو معتمد عباسی خلیفہ وقت نے میرے باپ خاقان سے بدستکار ذریعہ

کہلا بھیجا کہ ابن رضا ابو محمد علیل ہو گئے ہیں یہ سنتے ہی وہ فوراً سوار ہو کر جانب دار الخلافہ گیا

اور اپنے ساتھ پانچ آدمیوں کو کہ ایک ان میں سے نحریر خادم مخصوص خلیفہ تھا اور بس آیا فاعلم ہم

بھیجا اور در ابا الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ بحکم خلیفہ میرے باپ نے ان پانچ آدمیوں کو

امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت پر مستقل معین کیا اور خلیفہ نے طبیبوں کو طلب کر کے حکم دیا کہ صبح و شام خدمت حضرت

میں حاضر ہو کر معالجہ میں مشغول رہیں جب دو تین روز اس طور سے گذرے کسی نے خبر دی کہ آنحضرت ضعف

غالب ہی تو خود تم ہمیں صبح کو امام کے پاس آیا۔ اور جنہوں کو بلا کر تاکید کی کہ آپکے پاس برابر حاضر رہیں
اور قاضی القضاۃ کو حکم دیا کہ دس عالموں کو بکر حضرت کے خدمت میں موجود رہیں کیوں رہیں
کیا اس اہتمام سے حضرت منظور تھی نہیں واللہ غرض یہ تھی کہ کوئی شخص کبھی زہر دیکر
آرام نہ دے بلکہ سب لوگ جانیں کہ انکی علاج و مداوا میں کوشش بلیغ کی فَلَمْ يَزَالُوا
هُنَاكَ حَتَّى تُوُفِّيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ احمد بتا ہی جب حکم خلیفہ سب کے سب امام حسن عسکری
(۲۹ سال کی عمر میں)
کے خدمت میں حاضر رہی تا آنکہ آٹھویں ربیع الاول سنہ ۲۶۰ ہجری کو بروز مشہور تتفقہ حضرت
نے رحلت فرمائی فَصَارَتْ سُرَّ مَنْ رَأَى ضَجَّةً وَاحِدَةً جب خبر انتقال حضرت
سامرہ میں مشہور ہوئے تمام اہل شہر نے آپکے ماتم میں وہ نوحہ و شیون کیا کہ اس روز سامرہ
کثرت گریہ و شیون سے صحرای قیامت ہو رہا تھا فَبَعَثَ السُّلْطَانُ إِلَى دَارِهِ مَنْ
فَتَّشَهَا وَفَتَّشَ حُجَرَهَا آہ آہ جو ہیں خبر رحلت پائی ہی معتمد ملعون نے چند بندوں کو
مسجد حضرت کے حجرے میں تلاشی لی دروازہ کو مقفل کر دیا۔ اسباب پر مہر کر دی چونکہ اس نہاں تھا
کہ آپکے فرزند مالک زمین و زمان ہیں ظاہر نہ ہوں اور جابر دیکو ہلاک کرینگے بند ہیلی اولاد کا

مستولی ہوا باہر مرد و زن گریستہ تھے۔ عورتیں زنان تا بازو بھی تڑپتی تھیں نہ تھا شہر خلافہ

کا لہذا ذلک تهیّۃ وعطلت الاسواق بعد اسکی حضرت نے غسل و کفن میں مصروف

ہوا اوس روز کل بازار سامرہ کا معطل ہو گیا تھا اور چھوٹے بڑے وضیع و شریف سب جنازہ

پر حاضر ہوئے تھے فاحم ابي عیسی ابن المتوکل بالصلوۃ احمد کہتا ہے جسوقت ابو عیسی

نماز جنازہ پڑھ چکا تو بھی اوسنے قریب جنازہ آکر روئے مبارک سے کفن جدا کیا اور بنظر رفع تہمت

خلیفہ کل اعیان سلطنت و علما و سادات و اشراف شہر کو بلاکر کہا کہ لوگ دیکھو امام حسن عسکری

اپنی موت سے وفات پائی کسی نے کوئی سبب نہیں پہونچایا اور آپکی بیماری میں خلیفہ

نے فلاں فلاں طبیب و معتمدین کو بنظر خدمت معین کیا تھا وہ لوگ بنظر نوبت مدت تک حاضر رہے

پھر ابو عیسی نے نماز پڑھی پھر جنازہ صحن سے اوٹھا کر حجرہ خاص میں پہلوی پدر بزرگوار میں

دفن کیا اور موافق مذہب اہلسنت میراث آپکی والدہ اور جعفر کذاب منقسم ہوئی تب

خلیفہ کو خیال ہوا کہ شاید آپکی فرزند کی ایک کنیز کو اور کنیز کہ حامل تھی مقید کیا اور ابن

ابی الشوارب قاضی کے سپرد کر دیا کہ جب فرزند پیدا ہو قتل کریں تھا کہ عبید اللہ بن یحیی وزیر کی

اور صاحب الزنج نے بصرہ میں خروج کیا سو لوگ پریشان ہوگئے اور مہتدی کو قاضی کی بیماری نے ... نہیں

رَوَی ابن بابویہ عن ابو الادیان اَنَّ طَلَبَنِی الاِمام فی مَرَضِہِ الَّذِی

تُوُفِّیَ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے ابو الادیان نامہ بر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ہے

کہ حضرت نے جس مرض میں دار فانی سے انتقال فرمایا ایک روز آپ نے مجھے چند خطوط مدائن بھیجنے کو عنایت

کئے اور فرمایا پندرہ دن کے بعد پھر تم یہاں آؤ گے تو میرے مکان سے رونے کی آواز سنو گے اور تم مجھے غسل

دیتے ہو گے فَقُلْتُ بِاَبِی رَجُلٍ اَتَقَلَّدَنِیْتِ بَعْدَکَ میں نے عرض کیا اے سید آپ کے بعد امام

کون ہوگا قَالَ مَنْ طَلَبَ مِنْکَ الْجَوَابَ وَصَلّٰی عَلَیَّ فرمایا جو تجھ سے جواب طلب کرے

اور میرے جنازہ پر نماز پڑھے وَاَخْبَرَ بِمَا فِی الْکِیْسَۃِ میں نے عرض کیا کچھ اور علامت ارشاد

ہو فرمایا کیسہ کے اندر کی خبر دے ابو الادیان کہتے ہیں میں ہیبت وصولت حضرت سے اور کچھ نہ پوچھ سکا

مدائن گیا الغرض جب میں پندرھویں روز مدائن سے سامرہ میں آیا تو حضرت کے حرم سرا سے

رونے کی آواز سنی اور دروازے پر دیکھا کہ جعفر کذاب بیٹھا ہے اور سب شیعہ اوسی وفات کی

تعزیت اور امامت کی تہنیت دے رہے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا امامت شئی دیگر ہو جاتی

تھی امامت نہیں رہتا کیونکہ قبل از یں اوسے شراب پیتے جوا کھیلتے طنبور بجاتے ہوئے

دیکھا تھا اسی حیرت میں تھا کہ عقید خادم حضرت باہر آیا اور جعفر کذاب سے کہا

ایک برادر کو کفنا چکی جب نماز پڑہو وہ سب شیعوں کی ساتہ اندر گیا میں نے دیکہا کہ حسن
اندر صحن میں رکہی ہی جعفر آگی بڑہا ہوا اور چاہتی تہی بعض وقت ہوئی جا پہنچا تہا کہ نماز تکبیر
کہی کہ ایک صاحبزادہ جلیل القدر جس کے چہرہ مبارک سے نورانیت ہویدا تہا حجرہ سے باہر
نکلی وَاَخَذَ بِرِدَاءِ عَمِّهِ وَقَالَ اِنِّی اَحَقُّ مِنْكَ بِالصَّلٰوةِ عَلٰی اَبِی
اور نبی بیا جعفر کے چادر پکڑ فرمایا پیچہی ہٹو میں باپ کے جنازہ پر نماز پڑہنی کو تجہ سے
زیادہ لائق ہوں سنکر جعفر زرد ہو گیا اور رنگ اوسکا متغیر ہو گیا اون صاحبزادے
نے آگے بڑہ کر نماز پڑہی اور پہلوی امام علی نقی علیہ السلام میں دفن کر کے میری طرف
متوجہ ہوے اور فرمایا ای ابو الادیان خطوط کے جواب دو میں نے سلام کر کے جواب خطوط حوالی کی
اور دلمیں کہا دو علامتیں امامت کی پائیں تیسری علامت ہمیانہ کا منتظر رہا حاجز وشا نے
امامت کی غرض سے جعفر کو کہا کہ تم امام نہیں ہو وہ طفل کون تہی جنہوں نے نماز
جنازہ حضرت پڑہی وہی امام ہیں کیونکہ امام کی نماز جنازہ بغیر امام کوئی پڑہا نہیں سکتا جعفر نے
کہا واللہ میں نے اون طفل کو کبہی نہیں دیکہا تہا آج ہی دیکہا ہی
اسی اثنا میں قم سے ایک قافلہ آیا اور جب اونکو حال وفات امام حسن عسکری علیہ السلام و انتقال امامت

جانب جعفر [کذاب] معلوم ہوا تو سب کے سب جعفر کے پاس آئے کہنے لگے ہمارے پاس خطوط اور مال ہیں بتائیے
وہ خطوط کس کس کے ہیں اور مال کسقدر ہے یہ سنکر جعفر اوٹھ کھڑا ہوا اور کہا لوگ مجھے علم غیب
جانتے ہیں علم غیب بجز خدا دوسرے کو کہاں سے آیا اسی اثنا میں ایک خادم اندر سے آیا
اور صاحب الامر علیہ السلام کیطرف سے اہل قافلہ سے کہا کہ فلان فلان شخصوں کے خطوط ہیں
اور تمہارے پاس کیسے ہیں ہزار اشرفیاں ہیں کہ اوسمیں دس اشرفیاں مغشوش ہیں اہل قافلہ
نے خطوط اور کیسہ خادم کے حوالہ کردیا اور کہا کہ وہ صاحب تمہارا ہمارا امام ہے ابو الادیان
کہتے ہیں جب میں نے تیسری علامت بھی دیکھی مجھے یقین آیا حضرت یعنی اون طفل کا ہونا
اور یہ جو امام حسن عسکری نے فرمایا تھا وہ یہی ہے تھا

جعفر نے بعد اہل قافلہ کی حکایت معتمدین سے جا کر کہی اوس شقی نے اپنی خادموں کو تعیین کیا
کہ اوس صاحبزادے کا حال دریافت کریں [اور جہاں پاویں بلا توقف قتل کریں] ہر چند تمام مکان میں تلاش کیا اور ڈھونڈھا پوچھا
مگر کچھ پتا نہ چلا

احمد بن عبد اللہ خاقان کہ جو ازجانب خلیفہ حاکم اوقاف و صدقات بمقام قم تھا اور نسل و تبار نسبی کی

دشمن خاندان رسالت تھا حتی کہ ایک مرتبہ جب اسکا باپ امام حسن عسکری ع کی تعظیم و تکریم حد سے زیادہ کی اور اسکی توجیہ کی کہ یہ لوگ برگزیدہ خدا ہیں اور اگر خلافت بنی عباس میں سے نکلے تو یہی لوگ قابل خلافت ہیں ۔ تو یہ کلمات سنکر بہت غصہ ہوا تھا

و روایت کرتے ہیں کہ بعد دفن و کفن حضرت امام حسن عسکری ع کے جعفر نے باپ سے کہ وزیر خلیفہ تھا اور کہا اگر تو مجھکو میرے بھائی کے منصب پر نصب کرے تو تمکو ہر سال بیس ہزار دینار دیا کرونگا فانتہرہ ابی وقال یا احمق السلطان جرد السیف فی الذین زعموا ان اباک واخاک ائمۃ لیردھم عن ذلک فلم یتہیا لہ ذلک ۔ احمد کہتا ہے کہ میرے باپ نے اسکو زجر و توبیخ کی اور کہا کہ یہ بات ہے سنو سنا اے بیوقوف جو لوگ تمہارے باپ اور بھائی کو امام و پیشوا جانتے ہیں انکی قتل کرنیکو سلطان خلیفہ ہمیشہ تلوار کھینچی ہوئی ہے کہ انکو اس اعتقاد سے باز رکھے لیکن یہ ممکن نہوا اگر تم اپنے باپ اور بھائی کی شیعوں کے نزدیک قابل ولائق منصب امامت ہو تو حاکم اور غیر حاکم کی کچھ حاجت نہیں ہے اور اگر انکے نزدیک قابل امامت نہیں ہو تمہاری امامت ہم اس مرتبہ کو حاصل نہیں کر سکتی پھر اس سر زمین سے حقیر و ذلیل سمجھکر دربانوں سے کہدیا اب بھی انکو گھر میں نہ آنے دینا ۔

مدینہ میں بمقام عذرعی کہ حضرت سے بے حد بااسد و دشمنی رکھتا تھا دشمنی بھی کیسے آپ پر بلا جرم
پہلے قید کیا بعد اسکی زہر بھی شہید کیا مگر جب آپکے مریض ہونے کا حال سنا اگرچہ ظاہرداری
کے راہ سے ہو اطبا علاج کیواسطے خدام خدمت کو قاضی و محلہ نگرانی حال کو بھیجتیں کی اور خود بھی
عیادت اور حال پرسی کو گیا مگر نہ معلوم زہر دیا اور اوسکی اسکا یوں کیسے دشمنی تھی کہ امام زین العابدین
کو تپ میں مبتلا دیکھکر علاج و حال پرسی کی عوض قید کر دیا کر بعد سے کوفہ کو دشت شام تک
کبھی پیادہ یا کبھی شتر برہنہ پر بٹھا کی لت ناک تان لیگئی سامرہ میں ہر خورد و کلان نے
نوحہ و شیون کیا بازار بند کر دیا اہل شام کیا قسی القلب تھی رونے کے بدلے سب چھوٹی
بڑی اہلبیت کی اسیری کی خوشیاں کرتے تھی ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا تھا اہل بازار نے
دکانیں آراستہ کی تھیں ۔

حکایت کتاب تنبیہ و تعقل الی خلف سے سہیل بن سعد ردی سے منقول ہے کہ ایک سال سفر زیارت
بیت المقدس سے پھر کر جب ایک شہر میں پہنچا دیکھا وہ شہر بہت آراستہ پیراستہ نہریں جاری
باغ آراستہ ہر مقام پر سامان عشرت موجود بازار جانور پرندے نغمہ لگائے ہوئے ہیں دھوم دھام خوشی
مستبشر و شاد اور رنگ رنگ اقسام اقسام کے لباس فاخرہ پہنے ہوئے باہم معانقہ کرتے ہیں کبھی دستک

مراد امام زمان ہے صاحب العصر ہیں آیات در شان حضرت   حال والدہ ماجدہ جناب

بارہ حضرت   حال ولادت حضرت و پرورش   وجہ غیبت اسامی نواب اربعہ

اہلسنت بر وجود حضرت جواب   نام حضرت بنام محمد باقر و امام و حم شدہ

سید ابن طاؤس درباره وجود امام و طول حیات   اشعار زمخشری رد اشعار معتزلی

در تسبیح ماہ ول   حال زنجم با سید ابن طاؤس

قال رسول اللہؐ مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَةً

جَاهِلِیَّةً جناب رسولخدا ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے یعنی اوسکی

معرفت نہ ہو اور انتقال کر جائے تو گویا اوسکی موت جاہلیت و کفر کی ہے   مومنین لفظ امام کے معنی

پیشوا ہیں اور پیشوا دو طرح کے ہوتے ہیں ایک ہادی الی الضلالۃ والنار جنکی نسبت خدا نے فرمایا ہے

وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ کہ بعض ایسے

پیشوا ہیں جو گمراہ کر کے ضلالت کی راہ دوزخ کی طرف لیجاتے ہیں اور بروز قیامت انکی مدد نہ کی جائیگی

دنیا میں دو نیر بحث ہی اور ہر بروز قیامت مقبوح و زشت ہونگی اور دوسری آیہ میں ہدایت نیا

اس دنیا میں انکی وجہ سے تمام نعمت خدا ظاہر ہوتی ہیں پانی برستا ہے غلہ زمین میں پیدا ہوتا ہے

اور بطور سے کہ ستارے ثابت ہیں اہل آسمان کیو رسطی میں ہیں تو جسطرح ستارے آسمان کے آسمان

کے بعد رہنمو اور رہنمی تقاضا سے ستمکر کو متفرق ہو جاتے و علامت قیامت ظاہر ہونے کا

خوف ہے اسیطور سے ان آیہ ہدایت کا وجود جب تک دنیا میں ہے زمین کی اور اہل زمین

کے سرنگوں ہونیکا خوف نہیں جنکی نسبت خدا فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً

يَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ یعنی ہمنے انمیں

میں ایسے ائمہ مقرر کئے ہیں کہ جو ہمارے موافق حکم ہدایت کرتے ہیں اور ہمارے آیات پر

یقین کامل رکھتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ مراد اس حدیث میں کہ جنکی عدم معرفت سے کفر

لازم آجاوے ایسے ہی ائمہ ہیں کہ جو رواج دین مبین و شرع متین فرمائیں اور سب کو راہ ہدایت

پر بھی لاویں نہ وہ لوگ کہ طمع زر و مال و جاہ میں اپنی دین و ملت سے غافل ہوں اور جو لوگ

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں وجود امام لازم ہی لہذا ایسا ہادی لازم ہی

نہ مثل رسول امر عصمت و قرب خداوندی و اظہار معجزات باہرہ پر قادر ہوا اور نیز

باعتبار اَهْلُ الْبَيْتِ اَدْرٰى بِمَا فِى الْبَيْتِ خاندان رسالت سے ہو

بمصداق آیۂ ائمہ ہدایت ہو

اور حسب حدیث امیر المومنین کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ مراد اس آیہ میں ائمہ

سے وہ امام ہیں جو فرزندان فاطمہ سے ہیں وہی لوگ ہدایت حکم خدا کے موافق کرتے ہیں

فرشتہ
اور روح القدس انکی سینوں میں وحی نازل کرتا ہے (یعنی الہام و القا کرتا ہے) ہیں اس حدیث مراد

اس زمانہ میں کوئی متصف بایں صفات بجز جناب صاحب الامر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور دوسرا

مراد
کوئی امام زمان نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ ہی کی وجود ذی جود سے تمام انتظام عالم و دین ہی گو

آپ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں جیسے کہ آفتاب پر ابر آجائے عدم وجود اسباب ذریعہ

میں ہو سکتا اسی وجہ سے آپکی غیبت سے انکار نفع نہیں ہو سکتا جیسا کہ آئینہ بند رہتا

اور نیز اس لئے کہ خود خداوند عالم نے آپکی ذات بابرکات سے چند مقام پر اشارہ فرمایا ہے

جیسا فرماتا ہے بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ وہ بقیہ خدا نے

نظر ہے کہ
ہمارے درمیان میں چھوڑا ہے بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم مومنین ہو اگرچہ بقیہ کے معنی میں اختلاف کیا ہے

بعض نے روزی حلال کہ جو بعد ترک چوری کے تمہارے واسطے باقی رہی اور بعض نے
نعمت اور بعض نے ثواب باقی آخرت لیا ہے اور بہشت اسکا وجود کہ یہ بقصد تشبیہ کشتی میں
مگر چونکہ باعتبار قول علماء مجلسی قرآن میں اگلی قصے بغرض تنبیہ و آگاہی بیان ہوئے تاکہ اس امت میں
قتل و ہلاکی نہ ہو لہذا مراد بقیہ سے اس آیت میں حضرت قائم عجل اللہ فرجہ ہیں چنانچہ
بہت سی حدیثوں میں آئمہ اطہار سے منقول ہے کہ اس بقیۃ اللہ سے انبیا اور اوصیا
مراد ہیں جنکو حق تعالیٰ نے ہدایت خلق کی واسطے چھوڑا ہے یا مجموعی اوصیا میں جنکو بعد حضرت محمد
خدا نے چھوڑا اور سبھوں میں عمدہ و بہتر حضرت صاحب الامر ہیں چنانچہ بسند معتبر احمد بن اسحاق وصی
سے منقول ہے کہ ایک روز امام حسن عسکری ع باہر تشریف لائے تو آپکے دوش اقدس پر آپکے صاحبزادے
جنکا قد و قامت بمقدار طفل کا سہ سالہ تھا تشریف فرما تھے اسوقت حضرت نے فرمایا یہ میرا فرزند
اور حضرت رسول کا ہمنام ہے پھر ان صاحبزادے نے بزبان عربی فصیح فرمایا میں زمین خدا
پر بقیہ خدا اور دشمنان خدا سے انتقام لینے والا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ آپکے ظہور
کے وقت یہی کلام آپ سے سنیگا اور آپ پر سلام بھی بلفظ بقیۃ اللہ فی ارضہ

خود حضرت کا دعویٰ بتانا بھی لفظ سے ثابت ہے

ہوگا جیسا کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ کیا حضرت قائم پر امیر المومنین کہکر
سلام کرینگے فرمایا نہیں کیونکہ یہ لقب مخصوص ہے علی ابن ابیطالب سے نہ پہلے کسی کا لقب
ہوا نہ بجز کافر بعد آپکے تقرر رکھتا ہے بلکہ کہینگے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
بَقِیَّۃَ اللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ اسیطرح سے آپ کا لقب خلیفۃ اللہ بھی ہے جسکا سبب یہ
ہے بہ نسبت آپکے (خدا نے) وعدہ زمین پر خلیفہ کرنے اور نصرت کا فرمایا ارشاد ہوا ہے وَعَدَ
اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ (سورہ نور)
کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی
لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ترجمہ جو لوگ تم میں سے ایمان
لائے ہیں اور عمل شائستہ کیا ہے خدا نے اونسے وعدہ کیا ہے کہ اونکو خلیفہ کردیگا جیسا کہ
پہلے لوگونکو خلیفہ کیا تھا اور جس دین کو انہوں نے پسند کیا ہے وہ اونکی واسطے متمکن کردیگا
اور خوف کو امن سے بدل دیگا تاکہ پھر میری عبادت کریں اور کسیکو میرا شریک نکریں
شان نزول آیہ ہر چند کہ علی ابن ابراہیم حضرت قائم عجل اللہ فرجہ ہیں اور علمائے شیعہ نے بھی

بذریعہ امام زین العابدین ع نقل کیا ہے کہ یہ اطمینان و عدم خوف شیعوں کو اون ہادی امت

کے زمانہ میں ہوگا جنکی نسبت جناب رسول فرماتے ہیں لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا

اِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَاْتِیَ رَجُلٌ مِنْ عِتْرَتِیْ

یعنی اگر ایکروز بہی زمانہ دنیا سے باقی رہیگا تو خدا اوسکو اسقدر دراز فرما دیگا کہ میری فرزندوں میں

سے ایک شخص والی یا اہل دنیا ہو مومنین جناب رسول نے لفظ عترت یعنی فرزندوں کہکے

رجوع سے فرمائی ہے کہ آپ جناب حسن و جناب حسین علیہم السلام کیطرف سے سلسلہ فرزندی رکہتے ہیں

یعنی آپکے جد امجد جناب امام محمد باقر امام حسین ع کے پوتے اور جناب امام حسن ع کے نواسے ہیں

بندہ آپ بہی طیبین طاہرین کیمثل معصوم ہوے جناب رسول فرماتے ہیں یَمْلَاُ الْاَرْضَ

قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا یعنی وہ فرزند میرے تمام زمین کو

اسقدر سے عدل و انصاف سے بہر دینگے جیسا کہ ظلم و جور سے بہری رہتی ہوگی

اسمہ اسمی وکنیتہ کنیتی

سبحان اللہ مومنین کیا کیا شرافت و نجابت و سیادت و امارت ہمارے حضرت امام زمان کو

خداوند عالم نے عطا فرمایا ہے کہ ایک ایک صفت آپکی مخصوص ذات انور ہے ع

چنانچہ ہمنام رسول ہو کر اسی کنیت سے مشہور ہونا دوسرے کسی کو شرعاً جائز نہیں مگر خاص

ہمارے حضرت کو اور کیا عجب اسی وجہ سے ائمہ عشر کو کنیت زمان غیبت میں زبان پر

لانا جائز نہیں منجملہ القاب طیبہ قائم و مہدی و منتظر و صاحب و حجت ہیں

کہ اس زمانہ میں ان الفاظ سے یاد فرمائے جاتے ہیں

آپ کی والدہ ماجدہ جنابہ مخدومہ خاتون معظمہ جناب نرجس خاتون شاہزادی شاہ روم ہیں

کہ اون کی جد عالی قوم نصاریٰ سے مسمی بہ یشوع از نسل شمعون وصی حضرت عیسیٰ ہیں چونکہ

(یعنی یشوعا) (ابن شمعون الصفا)

گوہر امامت و مالک دنیا و آخرت کا ظہور آپ کے شکم سے کا زیادہ تر منظور ایزد معبود ازل سے مقرر

ہو چکا تھا اس وجہ سے جب یشوع نے اپنی مذہب کے طور سے شادی اپنی عزیز سے چاہی تو

تمام بتیں سرنگوں ہو گئیں تخت و تاج اوندھے ہو گئے علمائے نصاریٰ نے بطلان مذہب کے

آثار سمجھے تا آنکہ جناب رسول نے بذریعہ خواب بوکالت شمعون وصی عیسیٰ اپنے فرزند

امام حسن عسکری سے نکاح پڑھا و بعدہ حضرت انور حضرت سے جناب نرجس خاتون

یہ از خود رفتہ ہوگئیں کہ بعد چنانچہ خواب ہر شب ملاقات میں رہیں تا آنکہ بعد چندے

جناب فاطمہ زہرا و جناب مریم کبریٰ کی زیارت کی اور شکایت عدم فرزند امام حسن عسکری

عرض کی آپ نے عدم امکان جناب نرجس وجہ عدم اولاد فرمایا تو ویں میں قبولیت

نورا دولت دین سے مالا مال ہوئیں پھر تو جب اور رات جناب نرجس خاتون خدمت

امام حسن عسکری علیہ السلام عالم دنیا میں بذریعہ معجزہ اسلام تھیں تا اینکہ وصال حمل کا ہوا

اور وہ وقت آیا کہ گوہر دریائے معدن رسالت و امامت بقاء دنیا حضرت آپ میں

جاگزین ہوا اور پندرھویں تاریخ ماہ شعبان ۲۵۵ھ کی ختم ہوئے تو جب رات کتاب

اکمال الدین کی ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر خود حکیمہ خاتون دختر امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت

کی ہے کہ بحکم امام حسن عسکری مجھے بلوا بھیجا وَقَالَ يَا عَمَّةِ اجْعَلِي إِفْطَارَكِ هٰذِهِ

اللَّيْلَةَ عِنْدَنَا فَإِنَّهَا لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَسَيُظْهِرُ اللّٰهُ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ

الْحُجَّةَ اور پھر بھی ای ہو ہی آج شب ہمارے یہاں افطار فرمانا کیونکہ یہ شب نیمہ شعبان

ہے اور اسی میں خداوند عالم اپنی حجت کو ظاہر فرمادے گا کہ زمین پر اس کی طرف سے حجت ہوگی

جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں میں حاضر ہوئی اور تعجب سے عرض کیا کہ وہ فرزند کس سے ہوگا

او اس وقت تک اثر حمل میں نے نرجس خاتون میں نہ پایا تھا فَقَالَ هُوَ مَا اَقُوْلُ لَكِ یعنی فرمایا

کہ صبح ہی اونہیں سے پیدا ہوگا مثل نرجس کا مثال مادر موسیٰ کی ہے کہ ہنگام ولادت تک والدہ

حضرت موسیٰ میں کچھ تغیر حال ظاہر نہیں ہوا اور کوئی شخص اونکی حمل سے واقف نہیں ہوا کیونکہ فرعون بطلب

جناب موسیٰ شکم زنان حاملہ چاک کرتا تھا اور یہ اس فرزند کا بھی حال مثل احوال حضرت موسیٰ کے ہے

صبح کو عند الولادت دیکھینا فَجَلَسْتُ وَسَلَّمَتْ وَجَلَسَتْ وَجَاءَتْ تَنْزِعُ خُفِّيْ

جناب حکیمہ ارشاد فرماتی ہیں کہ پھر میں قریب نرجس خاتون آئی اور سلام کرکے بیٹھ گئی وہ منظور نظر

رب کا نرجس وہ تواضع کرکے پاس آئیں اور چاہا میرے پیروں سے موزے اوتار لیں نہیں نہیں ہی سیدہ کیا میری

ہے فَقُلْتُ بَلْ اَنْتِ سَيِّدَتِيْ فَاَنْكَرَتْ قَوْلِيْ میں نے کہا نہیں تم میری سیدہ ہو

اور سن نے انکار کیا اور ایسا معلوم ہوا کہ ناگوار ہوا فرمایا سوہی خاتون آپ یہ کیا فرماتی ہیں فَقُلْتُ

لَهَا يَا بُنَيَّةُ اِنَّ اللّٰهَ سَيَهَبُ لَكِ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ غُلَامًا سَيِّدًا

میں نے کہا ای بیٹی خدائے تعالیٰ تمہیں بوجہ مولود مسعود کہ اس شب میں تمہارے شکم سے پیدا ہوکر مالک دنیا

و آخرت ہوگا سب پر شرف بخشی ہی فَاسْتَحْيَتْ یعنی یہ سنکر اون کو شرم معلوم ہوئی

اور خاموش ہوگئیں میں نے افطار روزہ کیا اور بعد نماز عشاء سو رہی اور بعد نصف شب
میں نے نماز تہجد ادا کی تو میں نے دیکھا کہ نرجس خاتون آرام فرما رہی ہیں اور آخر شب میں بیدار ہو کر
نفل ورد وغیرہ ادا کر کے مکمل اور وقت تک نہ تھی مجھ کو حیرت تھی تا کہ میں بعد تعقیبات
سو رہی اور پھر خواب سے خوفناک اٹھی اور وقت بھی نرجس خاتون کو سوتے پایا میں
بجز خوف دریافت صبح صحن خانہ میں آئی دیکھا کہ صبح کاذب ہے مجھ کو زیادہ حیرت ہوئی
کہ صبح کاذب ہوگئی اور اب تک نرجس خاتون سو رہی ہیں یہ کیا امر ہے اور قریب تھا کہ مجھ
شکوک آنے لگیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام بعلم امامت اطلاع ہوئی اپنے حجرہ سے
با آواز بلند فرمایا لَا تَعْجَلِي يَا عَمَّةِ فَإِنَّ الْأَمْرَ قَدْ قَرُبَ یعنی تعجیل
نہ فرمائیے وقت موعود اب قریب ہے میں نے بیٹھ کر سورہ الم سجدہ اور یٰسین
پڑھنا شروع کیا تھا کہ اسی اثنا میں نرجس خاتون خوفناک بیدار ہوئیں
میں نے پوچھا کیا حال ہے فرمایا ہاں جیسا کہ مولا نے فرمایا تھا اثر ولادت کا کچھ کچھ
ہوتا ہے حضرت نے حجرہ سے فرمایا کہ اوپھپھی انا انزلناہ پڑھ کر دم کیجئے صاحب جلوہ فرمانے والے ہیں

جب میں نے سورہ انا انزلنا پڑھنا شروع کیا اُس طفل نے شکم نرجس میں تلاوت
انا انزلنا کی ساتھ دیا اور مجھ کو سلام کیا۔ میں شاہدہ اس حال سے ڈر گئی حضرت امام حسن عسکری
علیہ السلام نے آواز دی قدرت خدا سے تعجب نہ کیجیے حق تعالیٰ ہمارے اطفال کو بحکمت گویا فرماتا ہے۔
اور ہم کو بڑی بات بزرگی زمین پر اپنا حجت کرتا ہے۔ جب امام حسن عسکری یہ فرما چکے
یکبارگی نرجس خاتون میری نظروں سے غائب ہو گئیں اور ایسا معلوم ہوا کہ کوئی پردہ حائل ہو گیا۔
میں خوفناک امام حسن عسکری کے پاس گئی اور صورت حال عرض کی آپ نے فرمایا کہ تو پھر جا
اب نرجس کو دیکھ۔ فَرَجَعْتُ فَاِذَا اَنَا بِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَاجِدًا يَتَلَقَّى
الْاَرْضَ بِمَسَاجِدِهٖ جب میں واپس آئی تو پردہ اٹھ گیا تھا اور نرجس خاتون کو
ایک نور نے پایا کہ جس سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور میں نے دیکھا کہ جناب حجت علیہ
الصلوٰۃ قبلہ رو سجدہ میں ہیں اور انگشت سبابہ آسمان کی طرف اٹھائی ہوئے
فرما رہے ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ جَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ
اَنَّ اَبِيْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ع اسی طور سے سب اماموں کا نام لیتے ہوئے اپنے نام تک پہونچے

تو فرمایا اَللّٰهُمَّ اَنجِزلِی وَعدِی وَاَتمِم لِی اَمرِی وَثَبِّت وَطاَتِی
وَاملاَءِ الاَرضَ بِی عَدلاً وَقِسطاً خداوندا جو تو نے مجھ سے وعدہ نصرت کا کیا ہے
اوسے پورا کر اور میرے امر خلافت و امامت کو تمام کر میرے دشمنوں سے انتقام لے اور تسلط میرا
برقرار رکھ اور میرے سبب سے زمین کو عدل و داد سے بھر دے اور بنا بر روایت ثانی وقت تولد حضرت کے
ایک نور ساطع ہوا کہ تمام آفاق پر پھیل گیا۔ جانوران سفید آسمان سے نیچے آئے اور اپنے بازو
سر و بدن آنحضرت سے مس کرکے پرواز کرتے تھے فَضَمَمتُهُ اِلَیَّ وَاِذَا اَنَا بِهِ نَظِیفٌ
مُتَنَظِّفٌ جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں نے صاحب الامر کو گود میں لیا حضرت
پاک و پاکیزہ ختنہ کی ہوئی ناف بریدہ تھی اور داہنی ہاتھ پر یہ آیہ لکھا تھا جَاءَ الحَقُّ
وَزَهَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ کَانَ زَهُوقاً حق آیا اور باطل مضمحل و محو ہو گیا بیشک
باطل مضمحل ہونے والا ہے و ثبات و بقا نہیں رکھتا فَصَاحَ بِی اَبُو مُحَمَّدٍ هَلُمِّی اِلَیَّ
اِبنِی امام حسن عسکری علیہ السلام نے پکار کر فرمایا اے پھوپھی میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ
میں اوس کو لیکر آنحضرت کے پاس گئی جونہیں نظر اون کی اپنی پدر بزرگوار پر پڑی سلام کیا۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے

گھسنی دست مبارک پر رکھکر پای اون کے سر پر تھکر اپنی سینہ پر رکھا اور زبان مبارک اپنی

منہ مین دیکر دست مبارک آنکھ اور کان اور جمیع مفاصل پر پھیرا اور فرمایا ای فرزند

بقدرت خدا کلام کر حضرت صاحب الامر نے بعد تشہد و تین و صلوات بر ہر ایک امام علیہ السلام کے

اوس آیہ کی تلاوت فرمائی جو خدا نے انکی شان مین نازل فرمائی ہی یعنی فرمایا اعوذ باللہ من

الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا

فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ

وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ

اور انکو وارثان زمین کا بنائین اور اون

ترجمہ خدا فرماتا ہی مین چاہتا ہون کہ اوس جماعت پر احسان کرون جنکو ستمگارون نے

زمین پر ضعیف کیا ہی اور فرعون و ہامان سے فلان فلان کو اور انکی گروہ کو بدولت

واقعہ اون ایام کا جن سے خدا ڈرتے تھی دکھاؤن مرور حضرت حکیمہ فرماتی ہین کہ جب دیکھا

مان پاس ورس(?) تھا مار سلام کرین جب مین گئی تو مولود مسعود نے اپنی مان پر سلام کیا بعد حضرت

کی خدمت مین گئی اور تہنیت بشارت کی قریب سر مبارک حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے

اونمین سے ایک جانور نے آواز دی کہ اس طفل کو اوٹھاو اور خوب حفاظت کرو اور بعد

چالیس روز کے لانا پھر وہ مرغ نے اوٹھا لیا اور جانب آسمان پرواز کیا جب جانور

اوسکی تعقب میں اوڑ گئی امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ای فرزند مین نے تجھی اوسکی سپرد کیا

کہ جیسے حضرت موسی کو اونکی والدہ نے کیا تھا فَبَکَتْ اُمُّهٗ یہ حال دیکھکر جب

نرجس خاتون فراق فرزند مین رونے لگین امام حسن عسکری علیہ السلام نے تسکین دیکر فرمایا خاموش

رہو کہ تمہارے سوا کسی دوسرے کا شیر نہ پیگا اور جیسے حضرت موسی کو انکی مان پاس

واپس لائے تھے اوسیطرح سے جلد تمہارے پاس واپس لائینگے جناب حکیمہ نے پوچھا وہ کون جانور

تھا جسکی سپرد آپنے جناب امام مہدی کو فرمایا فَقَالَ اِنَّهٗ مَلَکٌ مُوَکَّلٌ یُقَالُ

لَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک فرشتہ ہی جو ازجانب خدا

ائمہ معصومین پر موکل ہی وہ انکو ازجانب حق سبحانہ توفیق عطا کرتا ہی خطا سے بچاتا ہی

علم سے زینت دیتا ہی نام اوسکا روح القدس ہی (جسکا تذکرہ خدانے سورہ انا انزلناہ حدیث قدسی

میں فرمایا ہی) جناب حکیمہ فرماتی ہین کہ تیسرے روز مین مشتاق زیارت ہوکر حضرت

امام حسن عسکریؑ کے پاس آئی میں نے پوچھا کہ میرا مولا کہاں ہے فرمایا حفاظت میں ہے استودعناه الذي استودعته ام موسیٰ

اور جس کی سپردگی میں مادر موسیٰ نے موسیٰ کو دیا تھا

اوسکی میں جو تم سے زیادہ مشتاق ہوں ساتویں روز آنا جب میں ساتویں روز گئی تو پردہ

میں نے شمع ماہ شب چہاردہ دیکھا میں مشتاق ہو کر قریب گئی بچہ بھی دیکھکر مسکرایا اور ہنسنے لگے

حضرت امام حسن عسکریؑ نے اپنے قریب طلب فرمایا جب میں لے گئی تو زبان دہن میں دیکر فرمایا

ای فرزند کلام کرو حضرت صاحب الامرؑ نے کلمہ شہادتین کے بعد جناب رسولخدا پیغمبر پر درود پڑھا

اور تمام ائمہ پر صلوٰۃ و سلام بھیجکر بعد بسم اللہ آیہ مذکور کی تلاوت کی امام حسن عسکریؑ نے

فرمایا اے فرزند جو حق سبحانہ نے اپنے پیغمبروں پر نازل کیا ہے اوسے پڑھو جناب صاحب الامرؑ نے

صحف آدم بزبان سریانی پڑھے و کتاب ادریس و کتاب نوح و کتاب ہود و کتاب صالح و صحف ابراہیم

و توراۃ موسیٰ و زبور داود و انجیل عیسیٰ و قرآن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پھر قصص پیغمبران گذشتہ پڑھی امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ خداوند نے اس بیت کو

کو مجھے عطا فرمایا دو فرشتے تھے کہ وہ حضرت صاحب الامرؑ کو سراپردہ عرش رحمان

پر لے گئے اور تہنیت حق سبحانہ تعالیٰ نے اس فرزند سے خطاب کیا مرحبا اے میرے بندے

میں نے تجھے اپنے دین کی یاری اور اپنی حجت کے اظہار کیواسطے خلق کیا تو ہی میرے

بندوں کا ہادی ہے اُقسِمُ بِعِزَّتِی وَجَلَالِی اَنَّ لِمُطِیعِکَ ثَوَابٌ

وَلِمُخَالِفِکَ عَذَابٌ میں اپنی عزت وجلال کی قسم کہتا ہوں کہ تیری اطاعت کرنیوالوں کو

ثواب اور تیری مخالفوں پر عذاب چکھاونگا تیری شفاعت و ہدایت سے اپنی بندوں کو بخشونگا

تیری مخالفت سے مخالفوں کو معذب کرونگا ۔ بعد اسکے پدر بزرگوار نے ارشاد کیا

اور میری جانب سے بعد تحفہ سلام کہو کہ یہ میرے حفظ و حمایت میں ہے اسی شرارت دشمنان اشرار

سے محفوظ و مصون رہیگا جب تک کہ رب ظاہر کرے حق کو برپا رکھیں اور باطل کو محو

کرکے نشر نمود کرے دین حق کو خالص کرے ۔ حکیمہ خاتون کہتی ہیں میں پھر بعد

چالیس روز کے گئی تو دیکھا کہ ایک طفل حق کا قد بقدر طفل دو سالہ کے تھا میں

پھر میں نے امام حسن عسکری سے عرض کیا ہے مولا یہ طفل دو برس کے ہیں حضرت

نے تبسم کرکے فرمایا پیغمبروں اور اوصیا کی اولاد جب وہ امام ہوتی ہیں تو بہ خلاف اطفال

دیگر نشو و نما کرتے ہیں امام کا یکماہہ مثل یکسالہ دیگران ہوتا ہے امام شکم مادر میں کلام

کرتا ہی قرآن پڑھتا ہی عبادت پروردگار کرتا ہی دودہ پینی کی حاجت نہیں بلکہ
اُنکا حکم بجا لاتے ہیں صبح وشام اُنکی پاس حاضر ہوتی ہیں حکیمہ خاتون فرماتی ہیں
میں ہر چالیس روز کے بعد زمانہ حیات امام حسن عسکری میں ایک نوبت حضرت صاحب الامر
جایا کرتی تا آنکہ قبل وفات امام حسن عسکری چند روز جب حاضر خدمت ہوئی تو حضرت صاحب الامر
کو بصورت مرد کامل پایا امام حسن عسکری نے اونکی پاس بیٹھنی کو فرمایا فَلَمْ اَعْرِفْهُ
وَقُلْتُ مَنْ هٰذَا میں نے نہ پہچانا اور امام حسن عسکری سی پوچھا یہ کون مرد ہی
جسکی پاس بیٹھنی کو آپ فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا کیا تمنی نہیں پہچانا هُوَ ابْنِي
وَوَصِيِّي وَحُجَّةُ اللهِ عَلَى الْخَلْقِ بَعْدِي وَاَنَا رَاحِلٌ عَنْكُمْ یہ میرا فرزند
اور حجت خدا ہے بعد میرا اور وصی و جانشین میرا ہے یہ ہی میں ہست جب بعد میرے غیبت ہو تو
تمکو انکی اطاعت لازم ہی جناب حکیمہ فرماتی ہیں بعد چند روز کے حضرت نے انتقال کیا
اور بعد اسکے حضرت صاحب الامر کی خدمت میں جاتی رہی اور ہر سوال کا جواب پایا لیکن
کبھی ایسا ہوتا کہ نوبت سوال نہ آتی اور آپ جواب فرما دیتی ہیں ہنوز نہیں

انتہی بلفظ نقل حالات از جلاء العیون
مطابق مراتب احوال ... تحریر گشتہ

باعتبار خلقت نور محمدی و نور مرتضوی آپ سب سے مقدم اور باعتبار مرتبہ امامت کے

حضرت سوفر میں شاعر نے آپکے مدح میں کہا ہے

ز انبیا ہمہ اقدم برادِ صیا خاتم — امام اکبر و اعظم خلیفۂ رحمان

ولی مطلق و تعیین نخست و جہہ حق — کمال قدرت و زینت زمین و زمان

ز وصف قدر جلالش زبان ناطقہ لال — نمی رسد بہ کمالش قیاس و وہم و گمان

بہ وصف قدرش یکی نسخہ سربسر توراۃ — بہ مدح ذاتش یک آیہ مجملہ قرآن

ولی حضرت داور وصی پیغمبر — سہیل حیدر و صفدر خدیو کون و مکان

تو یہ نہیں چھپا ہے کہ ولادت باسعادت آپکے مثل ولادت جناب موسیٰ کے مخفیہ طور پر ہوئی

اور مثل جناب کی ولی کے صغر سنی میں امام ہوئے کیونکہ وقت رحلت امام حسن عسکری علیہ السلام

سن شریف ہر دو ہے چار یا پانچ یا چھ برس کا تھا اور جناب کے پرورش حضرت پوشیدہ

پیوند عالم آپکے نور کے ظہور میں مشہور ہیں

طور پر ہوتی بعد امامت بھی برابر غائب رہے حسب لقبدہ ضرورت کبھی کبھی ظاہر ہو جاتے

جیسا کہ وقت نماز جنازہ پدر خود ظاہر ہوئے ۔ یہ حسب قول جمہور اونکی حیات تک آپکے وجود کی

آگاہی نہتی کہ یزید وہ بھی او تربت تک اونہیں زمرہ میں تھی جن سے خفا رجب تھا چنانچہ
وہ مونے قبل تاب ہزیکی حنیفہ تربت سے بعد اصلاح حال تحبس کرکے مگر ہمیں تیز ہمیا
مگر بعد ایکی والد متمم زرہ قدرت نہ دی
اسیطور سے غالبین آپکے تجسس و الطفار نوری کی قدر میں رہے چنانچہ بروایت حق الیقین
متعضد عباسی مسرور بن حنیفہ نے دو فوجیں ہمراہ رشیق کرکے دفعتہ حجرہ امام حسن عسکری میں بھیجیں
ہی کہ حجرہ سے آپکے اور ان سے جو بھی ہاتھ قتل کریں چنانچہ وہ گروہ میں حجرہ خاص میں آئے
جو میں ہمراہ اونکا باعجاز امام زمان اونکی نظر و نہیں دریا عظیم الشان حایل معلوم ہوا اور نکی
دوسرے کرن ایک بزرگ کو مصروف نماز پایا احمد بن عبداللہ خواص بادشاہ نے اندر جانیکا
غلطہ ہو کرا تیر پیر جانے لگا اور
قصد کیا جب قدم رکھا تو قریب تھا کہ اوس دریا میں غرق ہوجاوے رشیق نے اپنا ہاتھ
بڑھا کر اوسے کھینچ لیا وہ باہر آکر بیہوش ہو گیا بعد افاقہ دوسرے نے بھی وہی قصد کیا
اوسپر بھی وہی ماجرا گذرا رشیق کہتا ہے میں نے یہ حال دیکھکر اون بزرگوار سے معذرت کی
مگر وہ اصلا متوجہ نہوے آخر ہمگر خایف و ترسان حنیفہ پاس گئے اوسنے کہا کہ
کسی سے کہنا نہ ورنہ عنقا ادمیں اونکو بڑی ترقی ہوگی موجبین علم طالبین کا نتیجہ ہے

که بجز خاص خاص لوگون کے عام طور سے لوگ واقف نہوے اور بروایت مشہور
چوہتر برس تک غیبت صغری رہی اوس زمانہ مین لوگون نے کثرت سے کرامات
دیکہی چار نواب یعنی وکلاء آپکی طرف سے احکامات شرع لوگونکو پہونچاتے پہلے
عثمان بن سعید عمری سے بعد اونکے اونکے فرزند ابو جعفر محمد بن عثمان بعد اونکے ابو القاسم
حسین بن روح بعد اونکے آخر شیخ جلیل ابو الحسن علی بن محمد سمری جنہون نے پندرہوین
ماہ شعبان ۳۲۹ ہجری مین رحلت کی اور انکے بعد بوجہ مصلحت زمان حضرت کو غائب
اور غیبت کبری شروع ہوئی

بہر حال وجود ذی جود امام زمانہ کا شمس فی رابعۃ النہار حسب روایت اثنا عشریہ ثابت و متحقق
محال شک نہین اور انہین کی جانب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علاوہ دیگر احادیث
مخبر و مبشر فرمایا ہے مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ مَاتَ مِیْتَۃً جَاہِلِیَّۃً
جو امام زمانہ کو نہ پہچانے تو موت اوسکی موت جاہلیت ہے کفر کی حق یہ کہ اعتقاد وجود
امام خواہ وہ ظاہر و مرئی ہو یا غائب و مستتر منجملہ ارکان دین ہے اور چونکہ زمین حجت خدا

سے کبھی خالی نہیں رہتی تاکہ بوجہ اُسکی عدمِ نزولِ عذاب بمقتضائے وَمَا كَانَ
اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ و بقاءِ دنیا بر مصالح و مطالب خود و وصولِ آب
ورودہائی زمین و بارانِ آب ہو اسوجہ سے اس زمانہ میں حسبِ شرائطِ معتبرہ در
امامت بجز حضرت مرادِ حدیث مذکور سے دوسرا ہو نہیں سکتا

مگر اہلسنت وجماعت نے چند اعتراض کی ہیں اور اُسکی جواب ہمارے علمائے مومنین
علیہم الرحمۃ نے بڑی متانت و نظافت سے دی ہیں میں اُنکو بالاختصار عرض کرتا ہوں

اعتراض اول یہ ہی کہ ایسے امام کے فرض سے کیا حاصل جسکی بات ہم کر سکیں نہ یا اخذ مسائل دینیہ
ممکن نہو پس یہ ہر غیبت اور اعتقاد سے اُسکا کیا فائدہ نہ یہ ہوا جو معتقد نہو وہ اُنکی ساحت میں آئے
جواب یہ ہی کہ تصدیق بہ امامت کو دیکھنا لازم نہیں بلکہ محض تصدیق سے اقرار وجود امام کہ
زمان ہے ہیں درحمل لازم کیا آپنے نہیں دیکھا یہ سوال ہیں کر سکتا کہ ایسے خدا کی فرض
سے کیا فائدہ جسکو دیکھ سکیں نہ اوس سے استفادہ کر سکیں نہ حاضر ناظر خلق کو رزق دیتا
سب دیتا یہ ہر جو جواب آپکا ہوگا وہی ہمارا جواب ہے یہ جواب الزامی تھا اب تحقیقی
کہ انتفاع پائے اور استفادہ کرنیکی واسطی یہ لازم نہیں کہ ہر کس و ناکس حضور خاص کو

دیکھ سکتی ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ حضرت کو دیکھتے ہیں اور مستفیض ہوتے ہیں چنانچہ

بیان کرتے ہیں کہ ایک شہر ہے اور اس میں اولاد حضرت رہتی ہے اور حضرت اس شہر میں

تشریف لیجایا کرتے ہیں اور اگرچہ لوگ حضرت کے جزیرہ تک نہیں پہنچ سکتے مگر

ہم وہاں جا کے اپنی مسائل دریافت کرتے ہیں یا یہ کہ وہاں کے لوگ گرمی سے

بھی جب کوئی عقدہ حل نہیں ہوتا تو آپ مدد فرماتے ہیں چنانچہ ملا محمد باقر علیہ الرحمہ کو بعض شکوک

کا جواب دینا ثابت ہے چنانچہ صاحب مظہر الاعجاز سید محمد افضل سے راوی ہیں

کہ جب بعد زیارت قبور آئمہ نواح بغداد میں پہنچی تو ایک جوان رعنا آفتاب طلعت کو

دیکھا کہ پر قبل ماہ شب چاردہ دیکھا ہوا اور ہم نے خود میں سبقت سلام کرنے کی دریافت کیا

کہ تم لوگ کہاں جاؤ گے ہم لوگوں نے عرض کیا اصفہان کا قصد ہے فرمایا ایک امانت میری محمد باقر

ملا کو دیدینا یہ فرما کر ایک مسواک عنایت ہوئی ہم لوگوں کو دیکھ کر ایک تسلی ہوئی میں

کہ تشریف لے گئے اور ہمارے حواس کھو بیٹھے لوگوں نے ہمارے حال کو مشاہدہ اس حال کے

ہم لوگوں نے ہر چند تلاش کیا مگر پتہ نہ چلا غرض جب داخل اصفہان ہوئے اور ملا

محمد باقر داماد سے کیفیت عرض کی اور مسواک عنایت کی تو ملا صاحب نے ... ساتھ

فرمایا کہ وہ تو بجائے سوا کے ایک خط پیدا ہوا ملا سب ادراک تعجب ہوا اور ہولا تاتو.

پہر پہر ایسا نورش ہوا کہ نزول رحمت میں اور بہ نگاہی ہوئی اور بار بار زیارت کر آنکہوں سے لگاتے اور بوسہ دیتی پہر فردا فردا ہر ایک کو گلے سے لگایا انکو مخاطب کر فرمایا کہ بعض تمہی دوست داریں وسعادت کرنی ہائے ہمکو تعجب ہوا کہ آپ کیا فرماتے ہیں کیا وہ جوان خورشید لقا ہمارے آقا اور ہمارے خلیفہ الرحمن صاحب الزمان ہی تہی تمکو زیارت نصیب ہوئی اور مجکو چند نکات مسائل دین جنہیں میں شک تہا تعلیم فرمائے

یہ بہی منقولات شیعہ سے ہیں اور بہی جواب انتفاع خلایق کے متعدد رسائل کتب میں منجملہ انکی یہ ہے کہ چونکہ ہر وقت امام کے ظہور کا احتمال رہتی ہی تو یہی امر انکی بعض افعال قبیحہ کی باز رہنی کا سبب ہے حالانکہ یہ وجہ عدم انتفاع خلق دشمن امام میں کہ انکی طرف سے پوشیدہ ہو جیسا کہ جناب رسول جب تک مکہ میں تہی کفار قریش سے صحابہ کو ہرگز آنحضرت سے انتفاع نہیں ہوا حالانکہ جب تک غار میں پوشیدہ تہی یا انکہ مدینہ میں نزول اجلال فرمایا پس جیسا کہ عدم انتفاع از رسول انکار رسول کا موجب تہا اسیطرح سے عدم انتفاع بہی

بغرض محال عدم امام کا موجب نہیں ہو سکتا۔ علاوہ اس کے جابر بن عبداللہ انصاری

نے جناب رسول سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ نے ذکر حضرت صاحب الامر کیا

تو فرمایا کہ یہ وہی بزرگوار ہے کہ خدا تمام روئے زمین پر مشرق سے لیکر تا مغرب اوسکے

ہاتھ سے فتح کراویگا اور فرمایا يَغِيبُ عَنْ اَوْلِيَائِهٖ غَيْبَةً لَا يَثْبُتُ

فِيْهَا اِلَّا مَنِ امْتَحَنَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ لِلْاِيْمَانِ کہ بحکم خدا اپنے دوستوں سے

بمدت مدید تک پوشیدہ رہیگا کہ اوس میں وہی شخص ثابت قدم رہسکیگا جسکے

قلب کو خدا نے ایمان کیواسطے امتحان کر لیا ہو جابر نے عرض کیا یا حضرت اوس کے شیعوں کو

زمانہ غیبت میں کچھ نفع اوس سے ہوگا فرمایا يَسْتَضِيْئُوْنَ بِنُوْرِهٖ وَيَنْتَفِعُوْنَ

بِوِلَايَتِهٖ فِيْ غَيْبَتِهٖ كَانْتِفَاعِ النَّاسِ بِالشَّمْسِ وَاِنْ عَلَاهَا السَّحَابُ

قسم بخدا کہ جسنے مجھکو مبعوث بحق فرمایا اونکی زمان غیبت میں لوگ ولایت سے اونکی فائدہ

ہوگا جیسے کہ لوگوں کو آفتاب عالمتاب سے نفع ہوتا ہے اگرچہ ابر اوسپر آجاوے

واقعی کیا آفتاب کو خاک سے چھپاسکتی ہیں یہ کیا کیسے انکار کرین اسکے بقا کی

تو نور شمس بلیغ ہر کے آفتاب ہا ہے رہی غیبت میں پوشیدہ ہیا ہی گیا اگرچہ خفیف ایسی سبیلا نکہ

ضرت کرین تو بیا ہمیں ہنگی   شاعر ہتا ہی

اَیَا خَفَا فِیشِی لِبُشرَاکُمُ فَقَلَاعتِ   وَبَا الحِجَابِ تَوَارَتْ بِتَمِسٍ اَضحَاہُ

اے خفا تمہو تمہیں ثابت ہر کہ آفتاب عالمتاب نے غروب ہر ہر جا در شب بنو پر پنج لیا ہی سب

عمل ہا زہل غروب رات حیث ہے لبریز   ضد حد ہے اگرچہ ابر ہو نگر تا ہم ہر یت آفتاب سے رنگ

رکھیا اگرچہ گر رہا بن دیکھ سکی سے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمہ آفتاب را چہ گناہ

علاوہ اور ہ تذکرہ بہت سے ایسے احادیث ہیں جن سے وجود حضرت ثابت ہے ضلطے ہشرہ جد بشین

بحر علم ہمارے ترتیب رہے پر دال ہیں تا آیہ کریمہ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ یاد ہے حادثات

کہ زمین حجت خدا سے کبھی خالی نہیں رہتی یا تثمیل شعار ہے آسمان اہل بیت مچھلی امان اہل زمین میں

یا تکمیل لطف الہی کہ ہر مبطل کے مقابل میں ایک محقق اور ہر فرعونی را موسی مترا حبیا

ہندا الا بد ہو کہ دجال کو سبطی جیسا وجود مفروض ہے حضرت کا بھی وجود متحقق ہو

فقد وہ رکنی یہ امر باتفاق فریقین ثابت ہی کہ ہمارے حضرت رسولخدا کو سب پیغمبروں کی نبوی صفت

عطا فرمائی ہیں اور وفات جناب رسول باتفاق فریقین ثابت ہے پہر بصورت معجزہ طول حیات

حضرت خضر و ادریس و عیسی علیہم السلام کا بیان ہوا لہذا لازم ہوگا کہ مثل دیگر معجزات

و امتحان انبیاء کے آپکے عوض میں آپکے اولاد و برگزیدہ ہو لہذا یہ معجزہ بہی آپکے اولاد دینی میں ہو اور

وہ بجز صاحب الزمان دوسرے مراد نہیں یہہ بہی دلیل الزامی ہے ورنہ ہمارے انبیاء

معصومین انبیاء سلف سے بہی افضل ہیں اور اگر بخیال ترجیح اصل علی الفرع تامل ہو تو صورت یہہ ہے

کہ ہمارے ائمہ معصومین حضرت صاحب رسول کی فرع ہیں نہ اور انبیاء کی لہذا اصل سے در مرتبہ مرجوح ہیں

اور ممکن ہے کہ شاخ درخت کہان اور کمزور درختوں سے یا وزیر شاہنشاہ بانسبت

دیگر بادشاہان کم قوت سے قوی ہو لہذا مقتضاے الفت حضرات ائمہ سابقین

اور حضرات سید المرسلین میں ہونا چاہئیں جیسا کہ جناب عیسی کو نصاری خدا سمجہے اگر یہی امر

حضرت امیر کے لئے ہوتا بمقام فخر چندان نہ تہا بمقام فخر ہی کہ اونکی وصی امیر المومنین

کو لوگ خدا سمجہے اسطور سے حیات خضر وغیرہ صاحب الزمان کو مطابق ہے

چنانچہ سید ابن طاوس رضی اللہ عنہ علیہ الرحمہ کا مناظرہ بعض حضرات اہلسنت سے کتاب اربعین میں منقول ہے

جناب امیر کی نسبت شیعوں کا خدا سمجہنا ... شرح
ابن ابی الحدید سے ظاہر ہے ... دیکھو
... ہیں

کہ آپ کو نواح بغداد میں اتفاق ملاقات بعض فاضل سے ہوا فَأَفْضَى الْكَلَامُ بَيْنَنَا إِلَى ذِكْرِ الْإِمَامِ

وَمِنْ إِمَامَتِهِ وَحَيَاتِهِ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ الطَّوِيلَةِ شدہ شدہ درباب امام زمان

اور اوسکی امامت وطول حیات کا ذکر آگیا اونے از راہ تمسخر و تضحیک تشنیع شروع کی جیسا سید ابن طاؤس

علیہ الرحمہ نے فرمایا لَوْ حَضَرَ الْيَوْمَ رَجُلٌ وَادَّعَى أَنَّهُ يَمْشِي عَلَى الْمَاءِ لَاجْتَمَعَ لِمُشَاهَدَتِهِ

كُلُّ أَهْلِ الْبِلَادِ تمہیں ایک ایسی مثال دیتا ہوں کہ غالبا تمہارا تعجب زایل ہوجاوے اور دیکھیے

کہ اگر آج کوئی شخص دریا پر آجاوے اور دعوا کرے کہ میں پانی پر مثل زمین کے چلتا ہوں تو غالبا تمام

اہل شہر اوسکی اس شعبدہ دیکھنے کو از راہ تعجب جمع ہونگے اور جب وہ امتحان میں پورا ہوگا

قَضَوْا تَعَجُّبَهُمْ مِنْهُ تو سب کا تعجب زایل ہوجاویگا پھر جب دوسرا شخص آئے اور ویسے ہی

دعوا کرے اور دیکھاوے تو اور بھی تعجب کم ہوگا اور جب تیسرے دن تیسرا شخص یہی

کریگا تو غالبا کوئی نہ پوچھیگا یا اگر پوچھینگے تو اقل قلیل وَإِذَا جَاءَ رَابِعٌ

وَادَّعَى مِثْلَ الثَّلَاثَةِ الْأُوَلِ وَرَآهُمْ مِثْلَهُمْ ثُمَّ أَخَذُوا وَالتَّعَجُّبُ إِيَّاهَا

لِتَعَجُّبِ الْعُقَلَاءِ مِنْ نَقْصِ عُقُولِهِمْ پھر اگر چوتھا شخص آکر اسی دعوا کرے

اور دیکھا بھی ہو اور لوگونکو اوسکی فعل تعجب ہو تو مقلد ایسے تمہین کو فرود غفلت

عقل اور حمق پر منسوب کرینگی (اونسے کہا ہان ہمین کیا شک ہی)

فَقَالَ هٰذَا بِعَيْنِهِ حَالُ الْمَهْدِيْ سید ابن طاوس علیہ الرحمہ نے فرمایا یہی حال

بعینہ امام مہدی آخر الزمان کا ہے کیونکہ تمہارے احادیث معتبرہ سے ثابت ہی کہ جناب

ادریس نبی زمانہ سے اب تک آسمان پر زندہ و موجود ہین وَرَوَيْتُمْ اَنَّ الْخِضْرَ

كَذٰلِكَ اسیطرح سے جناب خضر اب تک زندہ ہین وَرَوَيْتُمْ اَنَّ عِيْسٰى حَيٌّ

مَوْجُوْدٌ فِي السَّمَاءِ وَاَنَّهُ سَيَعُوْدُ اور حضرت عیسیٰ ع کے بھی زندہ موجود

آسمان ہونیکی قایل ہو پھر کہتی ہو پھرہ مہدی آخر الزمان موعود کا ظہور کیگی

فَهٰذِهِ سِتَّةُ نَفَرٍ قَدْ طَالَتْ اَعْمَارُهُمْ زِيَادَةً عَلَى الْمَهْدِيِّ وَلَا تَتَعَجَّبُوْنَ

وَتَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لِرَجُلٍ مِنْ ذُرِّيَّةِ النَّبِيِّ اُسْوَةٌ بِوَاحِدٍ مِنْهُمْ تعالی تعجب

ہے کہ تمہین ان لوگونکی مدت حیات کی تعجب نہین ہوتا اور ہمیشہ نبی مین اسقدر سن ہونے

سے تعجب ہوتا ہی حالانکہ اس صفت مین حضرت صاحب الامر علیکم اونکے شریک تاسی واقعدا

ہوئی و داخل معجزہ جناب رسالت مآب ہے   جیسا کہ بیان ہوا

سب سے زیادہ مقام تعجب یہ ہے کہ اشرار مین شیطان و دجال کی عمر سے استبعاد نہین

اور ابرار مین سے یہ بھی ذریت رسول سے استبعاد کیا جاوے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ وجود ایک شی بدیہی ہے اگر حضرت ہوتے تو کوئی ضرور دیکھتا و

فرض وجود پوشیدگی تقیہ ہے اور وہ جائز نہین   جواب شق ثانی یہ ہے

کہ عدم جواز تقیہ سے انکار وجود حضرت بنا الفاسد علی الفاسد ہے کیونکہ ثبوت وجوب

تقیہ مین از روئے قرآن و حدیث کوئی شبہہ نہین   اور یہ غیبت حضرت سرداب مین

مثل غیبت حضرت نبی کے غار مین یا شعب ابو طالب مین ہے یا مثل صعود حضرت عیسی و

ادریس کا بر آسمان مسلم ثابت ہے   اور شق اول یعنی جواب عدم تحریر

مورخین یہ ہے   کہ تمام مورخین و مصنفین عامہ و خاصہ نے کتاب فصول مہمہ و روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب

کتاب ہشتم بہشت مین ذکر ولادت حضرت ہے   فضل بن روزبہان نے ترتیب اسمائے ائمہ

نظم کیا ہے اور ہمین ذکر حضرت موجود ہے   سبط ابن الجوزی نے اکمال الدین مین لکھا ہے

ملا جامی نے نفحات وغیرہ ذکر کیا ہے سب سے بڑے عالم متند محی الدین ابن عربی نے باب ۳۶۶

فتوحات مکیہ میں تحریر کرتے ہیں إِنَّ لِلّٰهِ خَلِيفَةً يَخْرُجُ مِنْ عِتْرَةِ

رَسُولِ اللّٰهِ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمَ رَسُولِ اللّٰهِ

یعنی خدا کا ایک ایسا خلیفہ ہے کہ وہ بحکم خدا ظاہر ہونگے عترت جناب رسول اور اولاد جناب سیدہ

سے ہیں نام نامی ہمنام جناب رسول صلعم جد امجد امام حسین علیہ السلام صورت و سیرت میں مشابہ

رسول ہیں يُبَايَعُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وقت ظہور درمیان رکن اور مقام

مکہ میں بیعت ہوگی زیادہ تر مددگار انکے اہل کوفہ ہونگے پانچ سات

یا نو برس تک بعد ظہور زندہ رہینگے جزیہ ساقط کر کے بذریعہ ذوالفقار اسلام کو

راہ راست پر لادینگے يَرْفَعُ الْمَذَاهِبَ عَنِ الْأَرْضِ فَلَا يَبْقَى

إِلَّا الدِّينُ الْخَالِصُ بجز دین حق تمام دینوں کو زمین سے اٹھا دینگے أَعْدَاؤُهُ

مُقَلِّدَةُ الْعُلَمَاءِ أَهْلِ الِاجْتِهَادِ لِمَا يَرَوْنَهُ يَحْكُمُ بِخِلَافِ فَهْمِهِمْ محی الدین کہتے ہیں

بوجہ رکھنے کہ فتوا خلاف مجتہدین کے حنفی شافعی مالکی حنبلی دینگے ناراض

مقلدین اُنکی حضرت کے دشمن ہونگے مگر باوجود اس ہمہ کراہت و مجبوری کے
بخوف شمشیر شرربار محکوم ہونگے بہ نسبت عوام عالم مسلمان آپ سے زیادہ خوش
ہونگے عارف لوگ بذریعۂ کشف و شہود و بہ تعلیم عالم الغیب اونسے بیعت کرینگے
لَهٗ رِجَالٌ اِلٰهِيُّوْنَ يُقِيْمُوْنَ دَعْوَتَهٗ وَيَنْصُرُوْنَهٗ یعنی لوگ جوانمرد با خدا اونکی
مدد کرینگے اور اونکی دعوت قبول کرینگے لَوْلَا السَّيْفُ بِيَدِهٖ لَاَفْتَى الْفُقَهَاءُ
بِقَتْلِهٖ اگر تلوار اونکی ہاتھ میں نہوتی تو مجتہد لوگ فتوی اونکی قتل کا دیتے مگر
خدا اونکو بہ تیغ بیدریغ ظاہر کریگا علما بہ طمع یا بخوف خاموش حکم قبول کرینگے
مگر باطن کا خدا حافظ وَاِذَا حَكَمَ فِيْهِمْ بِغَيْرِ مَذْهَبِ اَئِمَّتِهِمْ يَعْتَقِدُوْنَ
اَنَّهٗ عَلٰى ضَلَالٍ اور جب حضرت برخلاف فتوی اونکے اماموں کے حکم جاری فرماوینگے
تو وہ لوگ گمان کرینگے کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد وہ صاحب گمراہ ہیں کیونکہ اونکی
عقیدہ فاسد میں زمانہ اجتہاد ختم ہوگیا اور تمام عالم میں بجز مجتہدین اربعہ کوئی مجتہد
صاحب کے باقی نہیں کہ جو درجہ اجتہاد پر فائز ہو [illegible]

بنظر انصاف مضامین و نکات عبارت محی الدین کے پر لحاظ کریں کثرت شمشیر زنی کا
کوفہ میں ظاہر ہی ہے پہر اہل کوفہ کا سمعین وعدہ گار ہونا یعنی جیسا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں
جو چار ہی مجتہدوں کی تقلید میں ہیں اور اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا ہے اور ایسے پابند ہیں کہ خدا
سے کلام نہ رسول سے درکار جو کچھ ہیں وہی حنیفہ شخص غیر معصوم ہیں نہ کوئی ربی ہے نہ ربانی
نہ محمدی ہیں نہ علوی جیسی دینی حنفی ہیں یا شافعی یا حنبلی یا مالکی بجز پیر پرستی خدا
پرستی نام کو بھی نہیں ہے ایسے شخصوں کا سب جان محی الدین کے دشمن حضرت ہونا یقینی
رکہتا ہے

خیر سنو یہ تو تقسیم الفضل ما نطقت بہ الاعداء فضیلت وہی ہے جسکو
خود انکی سنوتیں مان لیں ہیہات باعتبار تحریر وجود حضرت کی دلیل ضرورت اہلسنت تہی
اب شیعوں کی دلیل اگر سنئے تو یہی ایسا نزرف دعوا زبان پر نہ لاسکے ابن بابویہ علیہ الرحمہ
نے روایت کی ہے کہ محمد بن عبد اللہ کوفی نے ان لوگوں کا شمار کیا ہے جو حضرت صاحب
الامر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں یا انحضرت کا کوئی معجزہ دیکہہ چکے ہیں اور وہ

ثقہ و معتمد مختلف شہروں کے رہنے والے ہیں وہ ساٹھ بلکہ ستر سے زیادہ ہیں

تبرکاً ایک معجزہ پر اکتفا کرتا ہوں صاحب کشف الغمہ روایت فرماتے ہیں کہ زمانہ خلافت

مستنصر عباسی میں اسمعیل بن حسن ایک ساکن ہرقل من توابعات حلہ کے پیر میں زخم پیدا ہوا

کہ ہر فصل بہار میں بوجہ حرکت فصل و مس کے ایذا زیادہ ہو جاتی یہاں تک کہ وہ زندگی

سے تنگ ہو گئے جراحوں نے بعد دیکھنے کے قطع کرنا منع کیا کہ چونکہ یہ زخم رگ اکحل پر ہے بدون نشتر

سے خوف ہلاکت ہے اور بغیر نشتر صحت پانا ممکن نہیں جب اسمعیل مایوس ہو گئے تو بقصد

زیارت سامرہ گئے وہاں بعد زیارت اماموں کے شب کو سرداب جناب صاحب الامر

میں دیر تک روتے رہے صبح کو بعد غسل کے بقصد زیارت آخری سرداب کی طرف جا رہا تھا

فرأیت اربعة فوارس علی الخیل میں نے دیکھا چار شخص گھوڑوں پر

سوار ہیں تلوار حمائل نیزہ ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے منجملہ ان کے ایک نقاب پوش تھا

قریب لیکر آئے اور خود سلام فرما کر پوچھا کل تیرا قصد مکان جانے کا ہے میں نے

عرض کیا ہاں یہ سنکر گھوڑے سے جھکے اور زخم کو اس طرح فشار دیا کہ بجھی گئے

تشریف لائے اونہیں سواروں میں ایک مرد پیر تھے اونہوں نے باواز بلند فرمایا فلحقت

یَا اِسْمٰعِیْلُ اے اسمعیل تو اس مرض سے خلاصی و رستگار ہوا جبکہ تیرا زخم اچھا ہو گیا۔

وہ امام زمان ہیں میں نے دوڑ کر رکاب کو بوسہ دیا حضرت روانہ ہوئے

میں بھی جزع فزع کرتا ہوا دوڑا جاتا تھا فَقَالَ ع اِرْجِعْ حضرت نے خود ا

رشاد فرمایا پھر جا۔ میں نے نمانا اور عرض کیا میں تو آپکی خدمت سے جدا نہونگا سید نے

پھر فرمایا پھر جا مصلحت یہی ہے جب میں نے پھر اوسی کلمہ کا اعادہ کیا تو مرد پیر نے کہا کہ امام نے

دو مرتبہ تجھے حکم دیا تو خلاف حکم امام کرتا ہے یہ سنکر مجبورا کھڑا ہو گیا امام نے فرمایا

سَيُعْطِيْكَ الْمُسْتَنْصِرُ فِي الْبَغْدَادِ مَا لَا يَكُنْ لَمْ تَأْخُذْهُ وَقُلْ لِابْنِي الرَّضِيِّ

اَنْ يَكْتُبَ لِعَلِيِّ بْنِ عِوَضٍ شَفَاعَةً وَاَنَا اَيْضًا اَشْفَعُ جب تو بغداد میں داخل ہوگا

تو مستنصر بلا کر بہت سا مال زر دیگا مگر تو نہ لینا میرے فرزند رضی سے کہنا کہ تیری

بابت میں علی بن عوض کو لکھے اور میں بھی سفارش کرونگا تیرا مطلب بر آئیگا اسمعیل

کہتے ہیں یہ سنکر میں ٹھیر گیا کہ حضرت کیا فرماتے ہیں کہ یکایک وہ میری نگاہ سے غائب ہو گئے

میں رہتا تھا بعث بلقار گیا پھر وہاں سے سامرہ میں آیا فقلت هل اتیتم
ارض الجنة فارسا قالوا نعم میں نے گزرتے وقت دیکھا تھا ان کا چہرہ مبارک دیکھا اور ان
نے کہا ہاں دیکھا تھا میں نے کہا ران تھی کٹنی لگی لعلهم من اشراف
الاطهار شاید شرفائے اطراف سے ہوں میں نے کہا نہیں امام زمان تھے بخوبی میری
مری اذیت و مجبوری کا ذکر یہ دیکھ سے واقف تھے ہاتھ کنی لگی تمنی اپنا زخم دکھلایا کہا ہاں حضرت
نے خود ہی دست مبارک سے دبا کر صاف کر دیا اب مجھے کچھ رنج و الم نہیں سب نے مری ران دیکھا
مطلق نشان زخم یا علامت اوس کی نہ پائی تا اینکہ خود مجھے بھی شک ہوا کہ کس ران میں زخم تھا
غرضیں بہت لوگ جمع ہوئے اور کپڑے میرے پھاڑ پھاڑ کر لے گئے دوسرے روز جب بغداد
میں داخل ہوا تو پل پر ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا ہر شخص مرا حسب نسب پوچھتا اور کپڑے
پھاڑ کر لے جاتا تھا تا اینکہ کثرت و ہجوم سے مرا نفس گھٹنے لگا اسی مرحلہ میں جناب
سید رضی بن طاؤس بہت سے آدمی ساتھ لئے ہوئے تشریف لائے اور خلائق کو جدا کر کے مجھے بمعیت
پوچھا مجھ سے سب حال بیان کیا وہ سنکر بیہوش ہو گئے مگر جب افاقہ ہوا فرمایا

وزیر شاہ نے بھی یہ کہا بذریعہ تحریر مشعر ایسے معجزہ کی خبر آئی ہے اگر یہ اوس شخص سے آشنا ہون تو جلد مرے پاس لے آئے اسمعیل اسی کشتی میں پھر سعید رضی ام اپنے ہمراہ وزیر کے پاس لیگئی اوسنے تصدیق کلام کی غرض سے جراحون کو بلایا اونہون نے حال مرض ملالت و عدم قدرت معالجہ خود بیان کی یہ شکر طبیب بھر گئے کے کہا یہ کام حضرت مسیح کا ہے پھر وزیر مستبصر کے پاس گیا اوسنے بعد اتباع ہدایت ہزار دینار دی سعید نے بوجہ حکم امام قبول کیا اوسنے وجہ پوچھی سعید نے کہا جسنے مجھے صحت بخشی اوسنے منع فرمایا ہے مستبصر شکر حضرت میں رو دیا.

مومنین اسطور سے اکثر افاضل اہلسنت نے آپ کی وجود ذیجود کا اقرار کر کے مدح و ثنا و اظہار خلوص خود کیا ہے چنانچہ فاضل متبحر کامل ابن ابی الحدید معتزلی کہتا ہے

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْ مَهْدِیِّکُمْ وَلِیَوْمِهٖ اَتَوَقَّعُ

میں تو بخوبی واقف ہون کہ ظہور اوس مسرور مہدی کا دین ضرور ہے اوسی دن کا منتظر اور اوسکا چشم براہ ہون۔

تَحِيَّةٌ مِنْ جُنْدِ الْإِلٰهِ كَتَائِبُ   كَأَنَّ الْبِحَارَ أَقْبَلَتْ وَهِيَ تَدَافَعُ

با خدا گویونکا گروہ اونکا حامی و مددگار ہوگا کہ تند سیل و بحر ذخار یکبارگی

ہر جانب سے امنڈ پڑینگی   پھر انکی طبیعت کا خروش و جوش و خروش کیسے ہیں

فِيهَا لِآلِ أَبِي الْحَدِيدِ صَوَارِمٌ   مَشْهُورَةٌ وَرِمَاحُ خَطٍّ شُرَّعُ

اوس لشکر مین نسل ابی الحدید سے کیسے ننگی تلوارین لی ہونگی اور سیدھی سیدھی برچھی شل خط ہاتھوں میں

ہونگی   وَرِجَالُ مَوْتٍ مُقْدِمُونَ كَأَنَّهُمْ   أُسْدُ الْعَرِينِ الرُّبَّعُ لَا تَتَفَزَّعُ

وہ ایسے بہادر مرنے پر تلے ہوئے ہونگے جو گویا کہ شیر کیطرح کسی سے نہ ڈرین

اس مقام پر کچھ اشعار ملا رفیع باذل یاد آگئی   بنظر فرحت و احباب خصوصاً عرض ہیں

برون آی ای گوهر زینت   برون آی ای اختر سعدیت

برون آی ای کوکب برج دین   زظلمت بپرداز روی زمین

زحرمان که غیبت بپرداختی   برون آر تیغ علی ز نیام

سر دشمنان از بدن دور کن   برآر دل دوستان سرور کن

زظلم و ستم دهر تاریک شد   شها وقت مولود نزدیک شد

ز ظالم برانداز رسم ستم — نظر کن بسوی دوستان از کرم

چو آئینه خوارند در بند زنگ — مسلمان چندی به شهر فرنگ

تلمیح = حدیث وا گشته بقاطع خموش — نهانی نهاده بر آواز گوش

که چون بر کشد شاه شمشیر کین — که بینند شیران جنگی کمین

دل و جان فدای تمدیت کنند — جهان تاب ز اعدای خویشت کنند

ستاده بسر در ره انتظار — گرفته بکف جان برای نثار

ز دل بسته بر کین اعدا کمر — بیکدست تیغ و بیکدست سر

تل = بمردی همه مرغ یک تیر اند — ولی بی تو شاها تن بی سر اند

برون آی شیران خود را ببین — بمیدان دلیران خود را ببین

یکی هم از آن جان نثاران منم — که پیوسته فال ظفرت زنم

نیاورده ام هیچ طاعت بجا — ز بس معصیت گشته از من قضا

ندارم نجات دگر در نظر — مگر آنکه سازم فدای تو سر

حضرت ادریس روحی نے پیٹھ کا زخم تو صاحب الامر کی اعجاز سے اچھا ہو گیا مگر افسوس ہزار افسوس
انکی جد بزرگوار امام زین العابدین ع کا زخم بڑی مدت تک اچھا نہ ہوا زید بن صوحان بیان کیا
واقعہ کربلا کے تین سال بعد مجھی سفر مدینہ کا اتفاق ہوا اور مدینہ میں ہو کر بغرض زیارت امام زین العابدین
در دولت حضرت پر حاضر ہوا دیکھا کہ حجرہ عبادت میں مصروف بہ عبادت ہیں لیکن دونوں پہلو کو
ایک حال پر قرار نہیں کبھی داہنی پہلو کبھی بائیں پہلو حرکت دیتے ہیں اور بہت بے چین و بیقرار ہیں
میں نے عرض کیا کیا مزاج مبارک کی یہ کیا کیفیت ہے جو کبھی ہم نے نہیں دیکھی فرمایا اے زید دونوں
پہلوؤں کی زخم نے بہت تکلیف دی ہے میں نے عرض کیا ای سید کے جان آپ پر فدا ہو یہ کیسے زخم ہیں
تین سال کا عرصہ گذرا اور اب تک مندمل نہیں ہوئے آہ یہ سنتے ہی عجب درد سے آپنے وجہ زخموں کی بیان کی
ارشاد کیا اے زید بعد شہادت پدر بزرگوار و تاراجی اہلبیت اطہار جب ذریت رسول کو مقید و گرفتار
کر کے شتران برہنہ پر سوار کر کے چلے تو مجھی کو ایک ناقہ لاغر و برہنہ پر سوار کیا اسکی پشت
کی ہڈیاں مجھی ایذا دیتی تھیں دو قدم نہ چلتا تھا کہ بیماری و ناتوانی کے سبب سنبھل نہ سکتا زمین پر گر پڑتا
پھر کسی نے ہاتھ پکڑ کے سوار کر دیا پھر مرکب کی پشت شتر و کثرت ضعف سے گر گیا جب چند روز یہی صورت
گذری یہ بیرحموں نے عجب ظلم کیا کہ ایک زنجیر آہنی لائے اور سرا ایک پیر میں ڈالا دوسرا ہاتھ سے نکالکر

دوسرے پیر میں اسطرح جکڑ کر باندھ دیا کہ میں ہل نہ سکتا تھا آہ زنجیر کی تکلیف نے مجھے بیحد

ایذا رسانی اور مجھ کو تازیانہ مار کر صحراؤں میں سارا دن تیز دوڑاتی تھی وہ زنجیر

تمازت آفتاب سے گرم ہو کر شعلۂ آتش ہوجاتی تھی اور ساقین پا پُر گزند ہوجاتے بعد رکی

بابا صاحب کو خبر ہو کر آپ نے ارشاد فرمایا اے زید اگر تو چاہتا ہے کہ وہ مقام جہاں زنجیر

باندھی تھی کا دیکھے تو دیکھ لے حضرت زید کہتا ہے جب آپ نے اپنے پائے اقدس پر ہاتھ

تو آہ کیا دیکھا کہ وہ پیر جو بار سفر میں پیادہ گئی تھی زنجیر وہی ایسے خفتہ کر دیا کہ گوشت تک

اور مقام کا جل گیا ہے اور استخوان نظر آتے ہیں اور خون زخم سے ٹپک رہا ہے اتنے میں وہ زخم مندمل

نہیں ہوا یہ دیکھ کر دونوں ہاتھ سے سر اپنا پیٹ لیا

([illegible])